تحریک ردِّ پرویزیت کی ناقابل فراموش
تاریخی جدوجہد کی چشم کشا داستان

فتنہ پرویزیت

(جلد اول)

اسلام کے خلاف ایک اور استعماری سازش
اہل علم وقلم کی چونکا دینے والی تحقیقی تحریریں
غلام احمد پرویز کے افکار ونظریات کا تنقیدی جائزہ
علمائے امت کی مستند تحریریں اور اجماع امت کا فیصلہ

ترتیب وتدوین
مبلغ اسلام مولانا احمد علی سراج
کویت - پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات — ردِ پرویزیت

تحریک ردِ پرویزیت کی ناقابل فراموش تاریخی جدوجہد کی چشم کشا داستان

فتنہ پرویزیت

اسلام کے خلاف ایک اور استعماری سازش

اہل علم وقلم کی چونکا دینے والی تحقیقی تحریریں

غلام احمد پرویز کے افکار ونظریات کا تنقیدی جائزہ

علمائے امت کی مستند تحریریں اور اجماع امت کا فیصلہ

﴿جلد اول﴾

ترتیب وتدوین

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

امیر تحریک ردِ پرویزیت

امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت

مرشد دینی للحج وزارۃ الاوقاف کویت

رئیس حلقات تعلیم القرآن (دعوۃ والتعلیم) کویت

منسق جالیہ اردویہ ادارۃ الثقافۃ الاسلامیہ وزارۃ الاوقاف کویت

رئیس سراج اسلامک اکیڈمیز پاکستان

ڈائریکٹر جنرل جامعہ سراج العلوم دارالقرآن ڈیرہ اسماعیل خان پاکستان

نام کتاب .... فتنہ پرویزیت (جلد اول)

مؤلف .... مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

ایڈیشن اول .... اگست 2003ء

تعداد .... دو ہزار

کمپوزنگ .... ٹاپ موسٹ گرافکس لاہور پاکستان 5419488

نگران .... حاجی لیاقت علی سیکرٹری جنرل

ترتیب واشاعت .... عبدالخالق بھٹی

ناظم نشرواشاعت تحریک ردِ پرویزیت

صدر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت

پی او بکس نمبر 1093 کوڈ نمبر 83001

جیلیب ـ کویت

ٹیلی فون: 00965-4747426

00965-4313492

00965-4724253

فیکس نمبر: 00965-4747426

ای میل: obaidkb24@yahoo.com

shimy98@yahoo.com

ملنے کے پتے:

1. 39-سکندر بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔ فون: 5418778
2. جامعہ سراج العلوم دارالقرآن، ڈیرہ اسماعیل خان۔ فون نمبرز: 714046 , 716623 , 716617 (0961)
3. حاجی لیاقت علی، جنرل سیکرٹری تحریک ردِ پرویزیت، انٹرنیشنل ختم نبوت کویت۔ فون: 4724253 , 9626917 , 9048069
4. انٹرنیشنل اسلامک الیکٹرانک میڈیا، کویت
5. سینا بک شاپ، صفاۃ، کویت۔ فون: 2461449 , 2461451
6. جامعہ سراج العلوم اڈیالہ۔ راولپنڈی فون: 4431915
7. حاجی کلیم احمد خان، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 5864334

مطبع: میٹرو پرنٹرز۔ ۵۵۔ بی چیمبرلین روڈ لاہور فون: ۷۲۳۹۰۵۹

فہرس

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں دشمن اسلام پرویزیت کی سرکوبی کے لئے تحریک رد پرویزیت کے نام سے بھرپور تحریک چلانے کی سعادت نصیب فرمائی اور طول وعرض میں پھیلے اس فتنۂ باطل کے ایوانوں کو لرزہ براندام کر دیا۔ اس جدوجہد کے دوران ہمیں پورے عالم اسلام سے فقید المثال تعاون حاصل ہوا۔

غلام احمد پرویز کے الحادوزندقہ پرمبنی عقائدونظریات اور بزم طلوع اسلام کے پرویزی مشن کو پھیلانے کے عزائم سے جب عوام الناس آگاہ ہوئے تو ہمیں مختلف اہل علم، اہل قلم اور دانشور حضرات کے تاثرات موصول ہوئے۔ دین کی سچی تڑپ رکھنے والوں نے ناموس رسالتؐ کی حفاظت کا حق ادا کرتے ہوئے ازخود اخبارات وجرائد میں منکر حدیث غلام احمد پرویز کے بارے میں قابل قدر علمی وتحقیقی مضامین لکھے اور ایک عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ بزم طلوع اسلام کے گماشتوں کے لئے یہ ایک غیر متوقع صورت حال تھی۔ انہوں نے اپنے روائتی دجل وفریب سے اپنے خلاف تاثر کو رد کرنے کے لئے روائتی راگ الاپے لیکن حق وباطل کی تفریق میں اہل نظر پرویزی دھوکے کا شکار نہ کئے جا سکے اور پرویز اور بزم طلوع اسلام کے خلاف نفرت میں اضافہ در اضافہ ہوا۔ اپنے خلاف نفرت اور مخالفت کو چاروں اطراف سے بڑھتا ہوا دیکھ کر ان گماشتوں نے اب چپ سادھ لی ہے (Low Profile) اور اپنے ناپاک مشن کی تکمیل میں خاموش حکمت عملی اختیار کر لی ہے لیکن ان کی یہ دھوکہ بازی اب کام نہیں آئیگی۔ اہل علم اور عوام بیدار ہو چکے ہیں اور وہ پرویزیت کی اسلام کے خلاف گھناؤنی سازش کو خوب سمجھ چکے ہیں۔ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنیوالے اسلامی پاکستان میں اب یہود ونصاریٰ کے پرویزی مشن کو قرآن واسلام کی آڑ میں مسلمانوں کو مزید دھوکہ دے کر ان کے دینی جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ اس مقصد کے لئے مسلمانان پاکستان کو پرویزیت کے درپردہ عزائم سے آگاہ رکھنے کے لئے ایک ہمہ گیر پروگرام روبہ عمل رہے گا۔ تاکہ بزم طلوع اسلام، اسلام کے خلاف مزید شیطانی کھیل نہ کھیل

سکے۔ اسی سلسلے میں تحریک رد پرویزیت کے نتیجے میں جو علمی و تحقیقی کام ہوا اور ملک کے اخبارات وجرائد میں چھپا' اسے یکجا کر کے کتابی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔ تا کہ دین کی حفاظت کا جذبہ اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کی تڑپ رکھنے والے علمی و تحریکی حضرات ایک ہی مجموعے سے با آسانی استفادہ حاصل کر سکیں اور پرویزیت پر اہل مخلص حضرات نے جو کام کیا ہے وہ بھی ایک جگہ محفوظ ہو جائے اور آئندہ آنیوالوں کے لئے مشعل راہ رہے۔ یقیناً یہ تحقیقی کام ہمارے پاس امت کی امانت ہے اور اسے کتاب میں محفوظ کر کے استفادہ عام کے لئے امت کے حوالے کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کویت' امام حرمین شریفین' مفتی اعظم سعودی عرب اور دیگر ممالک کے اسلامی اداروں کے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کے خلاف کفر وارتداد کے فتاویٰ جات ہمارے پاس جمع ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے اور اب ہم محسوس کرتے ہیں کہ عالم اسلام کے ان شرعی فیصلوں کو ایک مجموعہ کی شکل میں مرتب کر کے عام کر دیا جائے تا کہ فتنہ پرویزیت کی گرفت کے شرعی و قانونی پہلوؤں سے خواص و عوام آگاہ ہو جائیں اور اس فتنہ کے تعاقب میں ان کے پاس شرعی جواز موجود ہو۔ چنانچہ یہ مجموعہ فتاویٰ انشاء اللہ جلد کتابی شکل میں منظر عام پر آرہا ہے اور یہ واضح ہو کہ عالم اسلام کے ان گرانقدر فیصلوں کی روشنی میں انشاء اللہ پرویزیوں کی جماعت پر قادیانیوں کی طرح پابندی لگوانے کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا جائے گا جس سے امت مسلمہ کو اس فتنہ رزیل سے نجات ملے گی۔ (انشاءاللہ)

آخر میں' میں ''فتنہ پرویزیت'' کے بارے میں اس کتاب کو مرتب کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے باطل کے خلاف حق کو سربلند کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اہل حق مخلصین سے استدعا کرتا ہوں کہ اس فتنہ کے کامل فہم کے بعد دین حق کی حفاظت و سربلندی کے لئے اپنا دینی کردار ادا کریں اور عامۃ المسلمین کو اس سے بچانے کے اہتمام کی فکر کریں۔ کیونکہ یہ امت اسلام کے خلاف تمام فتنوں سے حفاظت کی ذمہ دار اور مکلّف ہے۔

قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کے بارے میں اپنے تاثرات

سے آگاہ کریں اور اگر ان کے پاس ''پرویزیت'' کے بارے میں مزید تحقیقات موجود ہوں تو ہمیں بھیجیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں انہیں شامل اشاعت کیا جا سکے۔

اس کتاب کی ترتیب واشاعت میں گراں قدر تعاون پر میں اپنے شعبہ نشر واشاعت کے ناظم جناب عبدالخالق بھٹی کی مساعی جمیلہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے تمام ریکارڈ محنت وجانفشانی سے محفوظ کیے اور اس کتاب کی اشاعت ممکن ہوئی۔ میں تحریک کے ساتھیوں کا بھی انتہائی زیادہ شکر گزار ہوں کہ ان کے تعاون اور پرخلوص جذبوں سے یہ تحریکی کارواں رواں دواں ہے۔

مخلص

ڈاکٹر احمد علی سراج

امیر

تحریک رد پرویزیت

فتنہ پرویزیت

"تعارف"

یہ تاریخ ساز حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ جس دور میں اور جہاں کہیں بھی اسلام کے خلاف کسی فتنے نے سر اٹھایا تو وقت کے علماء کرام نے فوراً اس کی سرکوبی کے لئے موثر بندوبست کیا اور اس سلسلے میں ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طرح کے خارجی اثرات کی یلغار کے باوجود آج بھی اسلام اپنی اصلی حالت میں اپنی تمام تر رفعتوں اور عظمتوں کے ساتھ موجود و محفوظ ہے۔ اگرچہ عملی میدان میں اہل اسلام گوناگوں کمزوریوں میں مبتلا ہیں اور اپنوں اور اغیار کے طعنوں اور نکتہ چینی کا شکار ہیں۔

ظلم چنگیزی ہو یا جبر جہانگیری' جنگ آزادی ہو یا تحریک پاکستان' فتنہ قادیانیت ہو یا تحریک نفاذ شریعت' جہاد افغانستان ہو یا محاذ کشمیر' مسئلہ ناموس رسالت ﷺ ہو یا رد پرویزیت' ان سب میدانوں میں ظلم و تعدی کا مقابلہ کرنے، باطل کو مٹانے اور حق کا غلبہ قائم کرنے کے لئے صرف اور صرف علماء کرام ہی نبرد آزما نظر آئیں گے۔ تاریخ ان حضرات کی قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کرسکتی کیونکہ انکی کامیابیاں عدیم المثال اور عظمت اسلام کی روشن علامات ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کے لئے قادیانت کو اسکے منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے جو طویل جدوجہد ہوئی اور بے شمار قربانیاں پیش کی گئیں ان کا سہرا علماء کرام ہی کے سر پر ہے۔

بزم طلوع اسلام کے پلیٹ فارم سے غلام احمد پرویز کے اسلام دشمن باطل و ملحدانہ افکار و نظریات کا جب پرچار شروع ہوا تو علماء کرام فوراً اس فتنہ کو بھانپ گئے اور اس کا بھرپور تعاقب شروع کر دیا۔ پرویز کے لٹریچر کی اصلیت سے پوری طرح آگاہ ہو کر علمائے کرام نے عامتہ المسلمین کو اسلام کے خلاف پرویزی سازش کے مضمرات کے بارے میں خبردار کیا اور اس وقت کی ایوبی حکومت میں اس فتنے کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو ختم کرنے کے لئے ملک بھر کے اہل علم

حضرات اور سعودی عرب کے علمائے کرام سے پرویزی نظریات کے بارے رائے اور فتویٰ طلب کیا۔ چنانچہ ۱۹۶۲ء میں تمام مکاتیب فکر کے تقریباً ایک ہزار علمائے کرام نے متفقہ طور پر غلام احمد پرویز کو کافر اور اسکے لٹریچر کو کفر کا پلندہ قرار دیا اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے اپنے ایمان کو بچانے کی نصیحت کی۔ اجماع امت کے اس متفقہ فتویٰ سے مسلمانوں کے ذہنوں میں فتنہ پرویزیت کے بارے تحفظات پیدا ہو گئے اور بزم طلوع اسلام کی تحریک کو شدید جھٹکا لگا۔

پرویز کو اپنی زندگی میں اپنی کفریہ عقائد سے تائب ہونیکی توفیق نصیب نہ ہوئی اور وہ اپنے کفر وارتداد پر ہی آنجہانی ہو گیا۔

خس کم جہاں پاک کے اس واقعہ سے یہ جہان پھر بھی پاک نہ ہو سکا کیونکہ آنجہانی اپنی کفریات وتحریفات کی تمام تر ناپاکی بزم طلوع اسلام سے وابستہ اپنے گماشتوں کے حوالے کر گیا تاکہ وہ بعد میں بھی مطلع اسلام کو آلودہ کرنے کی پالیسی کو قائم رکھتے ہوئے' غروب اسلام کے مشن کی تکمیل میں ڈٹے رہے۔ چنانچہ آنجہانی کے بعد ان گماشتوں نے پرویزی کفریات کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کا پروگرام مرتب کیا اور بتدریج اندرون ملک اور بیرون ملک پرویزی مراکز کا جال بچھا دیا۔ پرویزی کتابیں اور دیگر لٹریچر' ویڈیو اور آڈیو کیسٹوں کی فری تقسیم عمل میں لائی گئی۔

انٹرنیٹ پر ویب سائٹ کا مستقل انتظام کر کے اسلام کے خلاف کفریات پرویز کو گھر گھر پہنچانے کا بندوبست کیا گیا۔ قومی تہواروں کو منانے کی آڑ میں پرویزی سیمینارز کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ جس میں ملک کی مقتدر سیاسی' سماجی' عدالتی' عسکری' بیوروکریسی' حکومتی اور تعلیمی اداروں سے متعلق شخصیات کو مدعو کر کے ان کو پرویزیت کے جال میں ٹریپ کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی۔ تاکہ اقتدار کے ایوانوں میں اپنا اثر ورسوخ قائم کر کے پرویزیت کو تقویت و تحفظ فراہم کیا جائے۔ طلباء کو پرویزیت کا شکار کرنے کے لئے مشنری طرز پر ان میں وظائف جاری کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس طرح سے نئی نوجوان نسل کو اسلام کے نام پر انتہائی منظم اور وسیع پیمانے پر گمراہی میں مبتلا کرنے کے ایجنڈے کو مستقل پالیسی کے طور پر اپنایا گیا اور دیکھتے

ہی دیکھتے اس ابلیسی حکمت عملی کے ذریعے پرویزیت کا جال ہر طرف تیزی سے پھیل گیا۔

علماء کے بارے میں یہ حقیقت آزمودہ ہے کہ

"تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں"

چنانچہ راقم نے کویت میں بزم طلوع اسلام کی ایسی سرگرمیوں سے آگاہ ہو کر پاکستانی مسلمانوں کو اس فتنہ کی اصلیت سے خبردار کیا اور ساتھ ہی حکومت کویت کے وزارۃ الاوقاف کو غلام احمد پرویز کے کفریہ عقائد و افکار سے آگاہ کر کے اس سے شرعی فتویٰ طلب کیا۔ میری اس درخواست پر علماء کویت کی کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے خوب غور و خوض کر کے دین اسلام کے خلاف پرویزی کفریات و تحریفات کو اس کی کتابوں میں پاکر غلام احمد پرویز اور اسکے متبعین کے کفر و رتداد کی سفارش کی۔ جس پر حکومت کویت نے اس سفارش کو قبول کرتے ہوئے سرکاری سطح پر فتویٰ صادر کر دیا اور پاکستان سے باہر ایک دفعہ پھر ایک اسلامی ملک نے بھی کفریات پرویز کی تصدیق کردی۔ اس فتویٰ کے بارے پاکستان کے پرنٹ میڈیا میں خوب تشہیر ہوئی اور عامتہ المسلمین فتنہ پرویزیت سے آگاہ ہو گئے۔

اس کے بعد پاکستان میں اور پاکستان سے باہر مقتدر دینی، علمی شخصیات اور اداروں سے رابطہ قائم کر کے ان سے بھی فتاویٰ کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ سب نے بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اسکے پیروکاروں پر کفر وارتداد کی مہر ثبت کر دی۔ ان شخصیات میں امام حرمین شریفین الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، سابق مفتی اعظم سعودی عرب مرحوم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ ، سابق وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق، وزارت مذہبی امور پاکستان، شرعی کونسل متحدہ عرب امارات دوبئی ، دارالہدیٰ واشنگٹن ، تحریک منہاج القرآن، جماعت غربا اہل حدیث، ڈاکٹر اسرار احمد، دارالدعوۃ سلفیہ، جمعیت اتحاد العلماء پاکستان، منصورہ لاہور اور متعدد دیگر علماء اور معروف دینی ادارے شامل ہیں۔ اور اب سعودی عرب کے موجودہ مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ نے بھی اپنے فتویٰ میں غلام احمد پرویز اور اس کی جماعت کو کافر و مرتد قرار دیتے ہوئے مسلم

حکومتوں پر زور دیا ہے اور وہ مرتدین کے اس ٹولے کو شرعی سزا دیں تا کہ اسلام کے خلاف اس فتنہ کی سازش کا قلع قمع ہو۔

سعودی عرب، کویت، دوبئی، پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش کے علماء کرام اور دینی اداروں کے فتاویٰ کی روشنی میں بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کی حیثیت متعین ہو چکی ہے' ان کے کفر وارتداد پر سب کا اجماع ہے۔ اسلام کے خلاف اس گروہ کی مکروہ و ابلیسی سازش کی روک تھام ضروری ہے تا کہ پاکستانی مسلمان ملک کے اندر اور باہر پرویزی انتشار سے ایمان کو بچا سکیں۔ حکومت کو اس سلسلے میں فوری اقدامات کر کے اس گروہ کے مراکز بند کر دینا چاہئیں اور ان کے متنازعہ لٹریچر پر پابندی لگا دینی چاہئے تا کہ مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی بے چینی ختم ہو۔

یہ حقیقت مسلم ہے کہ تمام باطل گروہ علماء کی گرفت سے خائف ہوتے ہیں اور اسی بناء پر ان سے بغض رکھتے ہیں۔ علماء کا ہی یہ اعزاز ہے کہ وہ فتنوں کو فوراً بھانپ کر انکی سرکوبی کیلئے میدان عمل میں آ جاتے ہیں' باطل فرقوں میں علمائے حق کا سامنا کرنیکی ہمت و جرأت نہیں ہوتی۔

غلام احمد پرویز کے کفر وارتداد پر جب عالم اسلام سے حال ہی میں پے در پے فتاویٰ جات سامنے آئے اور اس ضمن میں بزم طلوع اسلام کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا چرچا پرنٹ میڈیا میں عام ہوا تو اس بزم کے گماشتوں نے کفریات پرویز کو قبول کر کے تائب ہونے کے بجائے اپنے علماء دشمن' بغض کا اظہار شروع کر دیا اور ان پر طرح طرح کے ذاتی الزامات لگانا شروع کر دیئے، جن کا تعلق مدارس کے لئے چندہ کی وصولی سے تھا۔ دینی علم کے فروغ کے لئے چندہ لینا کوئی عیب نہیں۔ اپنی کفریات پھیلانے کے لئے تو بزم طلوع اسلام بھی اپنے لوگوں سے بھاری چندے وصول کرتی ہے بلکہ ایڈ تک لیتی ہے۔ صدر ایوب خان سے 25 لاکھ روپے کی ایڈ جو غلام احمد پرویز نے وصول کی تھی' ریکارڈ پر موجود ہے۔ جس کا ذکر پرویز کے ایک پرانے دوست جناب بشیر حسین ناظم پرنٹ میڈیا میں کر چکے ہیں۔ بزم طلوع اسلام کے ایک معزز رکن جناب محمد علی خان

بلوچ اپنے ایک پمفلٹ ''حدیث دلگداز ے'' میں غلام احمد پرویز کے ہاتھوں فنڈز کی خرد برد اور ناجائز تصرف کے بارے خوب روشنی ڈال چکے ہیں۔ نظام ربوبیت کے علمبرداروں کو اس آئینہ میں اپنے چہرے دیکھنے چاہئیں۔

غلام احمد پرویز اور بزم طلوع اسلام کی کفریات کے بارے عالم اسلام سے فتاویٰ جات کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ اس فتنہ کو اپنے منطقی انجام تک' پہنچانے کے وقت تک' پاکستان کے اندر اور باہر علمائے کرام کی جدوجہد جاری رہیگی۔ کیونکہ باطل سے کبھی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا اور یہ وضاحت ضروری ہے کہ علماء کرام کو کسی سے ذاتی بغض وعناد نہیں۔ ان کا بغض راہ حق کے لئے ہے۔ وہ اللہ کے دین پر کفریات کی یلغار پر آنکھیں بند نہیں کر سکتے' وہ اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہیں۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ عالم اسلام میں کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ایک عالم ایسا نہیں جو غلام احمد پرویز کی کفریات پر متفق نہ ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تمام صاحبان علم وفضل ایک طرف اور اکیلا پرویز ایک طرف اور وہ کل کے مقابلے میں اکیلا حق پر ہو۔ اس حقیقت پر بزم طلوع اسلام اور اس کے حامیوں کو خالی الذہن ہو کر اخلاص اور خشیت الٰہی کے ساتھ غور وخوض کرنا چاہئے اور اپنے ذہن کے شبہات کو علماء سے مل کر دور کرنے کی سعی کرنی چاہئے تاکہ اس عارضی زندگی میں کفریات سے تائب ہونے کا موقعہ اور توفیق میسر آجائے۔ ضد اور روشن خیالی کا زعم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے کام نہیں آئیں گے اور اس وقت خواہش وتمنا کے باوجود، اس دنیا میں واپس لوٹ کر راہ حق اختیار کرنے کی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔

وما توفیقی الا باللہ

ڈاکٹر احمد علی سراج

فتنہ انکار حدیث

(تعارف پرویزیت)

از

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج۔ کویت

امیر

تحریک رد پرویزیت

فتنہ انکار حدیث

ازمولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

علیم وخبیر باری تعالیٰ عزوجل نے راہ ہدایت کے بارے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اصولی تصریحات بیان فرمادی ہیں تاکہ حق وباطل میں واضح امتیاز کیا جاسکے اوران کی روشنی میں امت، فتنہ پرور دشمنان اسلام کی تحریفات اور نظریات فاسدہ سے اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ "اور جو کوئی رسول کی مخالف کرے جبکہ اس پر ہدایت یعنی سیدھی راہ واضح ہوچکی ہواور وہ مومنین کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو اسی کے اختیار کردہ (راستے) کے حوالے کریں گے۔ اور ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ پہنچے گا" (النساء ۱۱۵)۔

رسول ﷺ کی مخالفت کا مطلب محض رسول ﷺ کا انکار نہیں بلکہ اس کا مطلب فرامین وسنن رسول ﷺ جو کہ ہدایت الٰہی اور احکامات قرآنی کی قولی وعملی تشریح ہیں، کا انکار ہے اور یہی سبیل المومنین کی بھی بنیاد ہیں اور اس سبیل کی مخالفت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وعید کا واضح اظہار فرمادیا ہے۔

سبیل المومنین کی حجیت کا ذکر خالی از حکمت نہیں حالانکہ اس کی بنیاد تو اصلاً وہ ہدایت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ذریعے واضح کردی گئی اور جس کی پیروی کا حکم ہی کافی تھا۔ لیکن باری تعالیٰ عزوجل نے سبیل المومنین کی پیروی کو بھی مسلمانوں کے لئے حجت قرار دیا جس کا مقصد دراصل اس حقیقت کو واضح کرنا تھا کہ سبیل المومنین ہدایت الٰہی (جس کا مصدر ومقصد قرآن پاک ہے) کی قولی وعملی تشریح وتوضیح رسول اللہ ﷺ کا ہی تسلسل ہوگا۔ جو بسلسلہ تواتر زمانہ درزمانہ امت تک پہنچتا رہے گا۔ تاکہ یہ تغیر زمانہ کی دست برد اور طالع آزما دشمنان اسلام اور منافقین امت کی تحریف وتبدل سے محفوظ رہے اور اس طرح سے قرآن پاک کے متن وبیان (معانی) کی

حفاظت کا انتظام وانصرام بھی قائم رہے۔

آج اگر کوئی سبیل المومنین کے خلاف محض اپنے ظن سے اپنی بصیرت کو حجت بنا کر عبادات ومعاملات کی طے شدہ عملی شکلوں کے تسلسل کا انکار کردے تو اس کی گرفت کے لئے آیت بالا واضح ہے۔ سبیل المومنین درحقیقت قرآن وسنت کے بعد دین کا تیسرا ستون ہے جسے اجماع امت کہتے ہیں اور اجماع امت کی مخالفت قرآن وسنت کی ہی مخالفت ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے دین حق میں شخصی ظن کی مداخلت پر بھی گرفت فرمائی ہے جو اس آیت سے واضح ہے۔

ترجمہ: ''اور وہ اکثر محض اٹکل (ظن) پر چلتے ہیں لیکن دین حق میں اٹکل (ظن) کا کوئی کام نہیں بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں'' (یونس، ۳۶)۔

امت مسلمہ کی بدنصیبی ہے کہ اس کے مختلف ادوار میں فتنہ پرور گروہوں نے اسلام کے تینوں بنیادی اداروں' قرآن، سنت اور اجماع امت سے صرف نظر کرتے ہوئے محض اپنے نام نہاد شخصی ظن سے دین حق میں نئے نئے شکوک وشبہات اور موہومات کی آمیزش کر کے اس میں تحریف کی بنیاد ڈالی۔ قرآن پاک اور اس کی تعلیمات' عبادات ومعاملات اور اللہ تعالیٰ کے بارے تصور کے ضمن میں کئی مغالطے پیش کئے' احادیث کی شرعی حیثیت کو چیلنج کیا اور سنت رسول اللہ ﷺ کو دین کا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ اس طرح سے اسلام میں فرقہ وگروہ بندی کی داغ بیل پڑگئی اور امت بتدریج شکست وریخت کا شکار ہونا شروع ہوگئی۔ ان گروہوں کے اپنے مخصوص مفادات تھے جن کے محرکات ذاتی بھی تھے اور اسلام دشمن یہودی ونصرانی عناصر کی سازش وپشت پناہی کا نتیجہ بھی تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امت میں کبھی معتزلہ' کبھی قدریہ' کبھی جبریہ' کبھی حلولیہ' کبھی کلابیہ' کبھی اسکائیہ' کبھی عقاتلیہ وغیرہ اور ماضی قریب میں قادیانیہ' نیچریہ' چکڑالویہ' جیراجیہ' حیرتیہ' فتنوں نے اپنے اپنے رنگا رنگ جوہر دکھائے اور آخر میں ان سب کا مجموعہ الضالین غلام احمد پرویز کا فرقہ پرویزیہ مشہود از بام ہوا' جس نے گمراہی وضلالت کے تمام

سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے اور دین کو مسخ کرنے میں اپنے کیدوفریب کی انتہا کر دی۔ پرویز نے اپنے گمراہ کن افکار کی ترویج کے لئے اور اپنے آپ کو نئی نسل میں متعارف اور مقبول بنانے کے لئے کبھی علامہ اقبالؒ کا سہارا لیا اور کبھی قائد اعظمؒ کا اور کبھی تحریک پاکستان میں اپنی نام نہاد جدوجہد کا جو سراسر جھوٹ، دروغ گوئی اور دجل کے سوا کچھ نہ تھا اس کے ہاں اپنے باطل نظریات کی تائید میں یہود ونصاریٰ اور مشرکین وملحدین جیسے کارل مارکس، لینن، نیٹشے، ہیگل، فرائڈ، ڈارون، ماوزے تنگ وغیرہ کے کفریہ افکار کے پے در پے حوالہ جات ملیں گے۔ لیکن عالم اسلام کے ثقہ مفسرین اور محدثین، مفکرین ومتقین کا جو علم وتقویٰ اور اسلامی خدمات کے سلسلے میں سبیل المومنین کی زندہ علامات اور روشن مثالیں ہیں، ذکر تک نہیں ملے گا۔ پرویز نے قرآن پاک کی من مانی اور من گھڑت تشریح وتفسیر کرتے ہوئے ملحدین کے باطل افکار کو جبری تطبیق کے ذریعہ عین قرآنی ثابت کرنے کے لئے کئی کتابوں کے صفحات کالے کئے ہیں اور پورے دین اسلام کو مسخ کرنے میں آخری حدوں کو چھو لیا ہے۔ اس نے احادیث نبوی ﷺ کو اپنی خودساختہ ناقدانہ اتھارٹی کے ذریعے خلاف قرآن کہہ کر مسترد کرتے ہوئے، قرآن کے بعد دین کا دوسرا ماخذ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس طرح سے احادیث وسنن رسول ﷺ کے انکار پر اپنے باطل فکر کی بنیاد رکھی ہے۔ قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلے میں وہ مفسرین اور راسخون فی العلم کی تحقیقات کی نفی کر کے صرف اپنی بصیرت کو حجت قرار دیتا ہے۔ گویا اس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے لے کر زمانہ حال تک تمام صاحبان حق اور اہل علم حضرات کے مدمقابل کھڑا کیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے دور کو عبوری دور قرار دیتا ہے اور اس دور کے مرتب کردہ قوانین نبوی ﷺ کو قابل قبول تسلیم نہیں کرتا۔ احکامات قرآن اور عمل رسول ﷺ کے تواتر وتسلسل سے ثابت شدہ مستمر عبادات ومعاملات مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، قربانی، قوانین وراثت، حدود وتعزیرات کو اپنے حالات وضروریات اور منشاء وسہولت کے مطابق قابل تبدیل قرار دیتا ہے۔ وہ اطاعت رسول ﷺ کی فی نفسہ اطاعت واتباع کا منکر ہے بلکہ اطاعت رسول ﷺ کو پرویزی مرکز ملت یا نام نہاد گمراہ

وباطل پرویزی اسلام کے مطابق قائم کردہ اسلامی حکومت کی اتباع قرار دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو بھی مرکز ملت کی اطاعت کے تابع ثابت کرتا ہے۔ ملائکہ وجن اور وجود آدمؑ کا انکار کرتا ہے۔ وہ کسی ایسے نظام ربوبیت کا نقشہ پیش کرتا ہے جس کے معاشی نظام کے ڈانڈے لینن، کارل مارکس اور ماؤزے تنگ کے اشتراکی نظریات سے جا کر ملتے ہیں۔ اس بد بخت اور کور باطن کا الزام یہ ہے کہ ایسا نظام نبی کریم ﷺ نے اپنے عہد میں قائم کیا تھا۔ (معاذ اللہ) یہ وہ اجمالی نقشہ ہے جو متعدد پرویزی کتابوں میں پھیلے ہوئے باطل وملحدانہ افکار ونظریات پر مبنی ہے۔ یہ اسلام کامل اور دین محمد یہ ﷺ کی جزوئیات وتفصیلات کے خلاف کھلی ہوئی اور واشگاف بغاوت ہے۔ غلام احمد پرویز کا فرامین نبوت ﷺ جو اساس دین اور وجہ حجت اسلام ہیں' سے انکار، مرزا غلام احمد قادیانی کے انکار ختم نبوت کے مترادف اور ہم پلہ ہے۔ پرویزیت اور قادیانیت میں اور بھی بہت ساری مماثلتیں ہیں جو انشاء اللہ الگ مضمون میں بیان ہوں گی۔ لیکن ایک قدر مشترک واضح ہے کہ جیسے قادیانیت کی پشت پناہی انگریز سرکار نے کی تھی۔ ایسے ہی پرویزیت کی پشت پناہی پر کوئی نہ کوئی ملکی وغیر ملکی سرکاری ونیم سرکاری لابی ضرور موجود ہے۔ جس کی شہ پر دین محمدی ﷺ کے ہر شعبہ کی تنقیص کی گئی ہے اور دین کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ یہ اس قدر وسیع ایجنڈا کسی پشت پناہی کے بغیر ممکن نہیں۔ صدر ایوب خان سے غلام احمد پرویز کی ۲۵ لاکھ روپے کی وصولی کی گواہی تو پرویز کے ایک دیرینہ دوست جناب بشیر حسین ناظم (جو الحمد للہ پرویزیت سے تائب ہو چکے ہیں) دے چکے ہیں۔ جس کی روئیداد ملک کے اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکی ہے دیگر ذرائع کی امداد بھی وقت کے ساتھ منظر عام پر آ جائے گی۔

غلام احمد پرویز کی دین اسلام کو بازیچہ اطفال بنانے کی ننگ دین جسارت پر علمائے حق تڑپ اٹھے اور انہوں نے ملک کے طول وعرض اور سعودی عرب کے علماء سے رابطہ قائم کر کے پرویز کے افکار ونظریات پر رائے طلب کی اور سب نے متفقہ طور پر اس شخص کو مرتد وکافر قرار دیا۔ یہ فتویٰ ۱۹۶۲ء میں صادر ہوا اور اس وقت کے ہر مکتبہ فکر کے ایک ہزار علمائے کرام نے بزعم خویش

توثیق کی۔ یہ فتویٰ عالم اسلام کے فتنوں کی سرکوبی کے سلسلے میں تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور اجماع امت کی منفرد مثال ہے۔ غلام احمد پرویز اپنی زندگی میں اپنے کافرو ملحدانہ افکار و عقائد سے تائب نہیں ہوا اور انہی پر آنجہانی ہو گیا اور اپنے پیچھے گمراہوں کی ایک جماعت (بزم طلوع اسلام) کے نام سے اس وصیت کے ساتھ چھوڑ گیا کہ وہ اس کے یہودی مشن کو زندہ رکھتے ہوئے آگے بڑھانے میں وفا شعاری کا حق ادا کرتے رہیں۔ ہر باطل تنظیم کا یہی طریق کار ہوتا ہے' ابلیسیت کے تسلسل میں کبھی فرق نہیں آیا کرتا۔

چنانچہ وقت کے ساتھ ساتھ وراثت پرویز "بزم طلوع اسلام" نے اپنے آپ کو منظم کر لیا اور اپنی خلاف اسلام ناپاک سرگرمیوں کا جال پورے ملک اور بیرون ملک کچھ شہروں میں آہستہ آہستہ پھیلا دیا۔ انٹرنیٹ پر پرویزی افکار و نظریات کی ترویج شروع کر دی اور پرویزی لٹریچر اور پرویزیت پر آڈیو، ویڈیو کیسٹیں فری بانٹے جانے لگیں۔ ملکی تہواروں کے منانے کی آڑ میں سیمینارز کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ جس میں ملک کے دانشور' تعلیمی ماہرین' سیاستدان' بیوروکریٹس' عدالتی و عسکری اہل کار اور نوجوان طالب علموں کو مدعو کر کے انہیں اپنے جال میں پھانسنے کی منصوبہ بندی پر پوری مستعدی سے کام شروع کیا گیا اور اس حکمت عملی سے حقیقی دین اسلام اور اس کے محافظین' علمائے کرام کے بارے شکوک و شبہات پھیلا کر اسلام کے نام پر دین اسلام سے بیزار کرنے کی مہم پر دن رات لگا دیئے گئے جس کے نتیجہ میں گمراہی عام ہونے لگی۔ راقم کے مستقر کویت میں بھی پرویزی "بزم طلوع اسلام" کی غروب اسلام کے لئے سرگرمیاں جب بڑھنا شروع ہوئیں اور لوگ دین کے بارے کنفیوژن کا شکار ہوئے تو احباب اور عوام کی کثیر تعداد نے رہنمائی کے لئے مجھ سے رابطہ قائم کیا تو میں گمراہی پھیلانے کی اس منظم سازش پر ششدر رہ گیا۔ چنانچہ میں نے اپنے خطبات جمعہ' دروس اور مجالس میں اس ابلیسی فتنہ کا تعاقب کیا اور لوگوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر کے انہیں گمراہی سے بچایا۔ اس فتنے کا راستہ روکنے کیلئے میں نے کویت کی وزارۃ الاوقاف سے پرویز کی کتابوں میں بیان کردہ عقائد پر فتویٰ طلب کیا۔ چنانچہ علماء

کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی سفارشات کی روشنی میں وزارۃ الاوقاف نے سرکاری سطح پر غلام احمد پرویز بانی بزم طلوع اسلام اور اس کے متبعین کو کافر و مرتد قرار دیا اور فتویٰ کمیٹی کے چیئر مین شیخ مشعل مبارک عبداللہ الصباح نے اپنے فتویٰ میں لکھا۔

''غلام احمد پرویز کے عقائد باطل و گمراہ کن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں۔ ہر وہ شخص جو ان عقائد پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ کافر اور اسلام سے خارج ہوگا اور اگر پہلے مسلمان تھا تو پھر اس نے ان عقائد کو اختیار کیا ہو تو وہ مرتد شمار ہوگا کیونکہ ان عقائد سے ان امور کا انکار لازم آتا ہے جو قرآن وسنت سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔ جو ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں''۔

اس فتویٰ کی ملکی اور غیر ملکی سطح پر بہت تشہیر ہوئی، جس نے بزم طلوع اسلام کے معلمین کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ انہوں نے خوب واویلا کیا اور سر توڑ کوشش کی کہ کسی طرح یہ فتویٰ واپس ہو جائے لیکن انہیں ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ عامۃ المسلمین کو اس حقیقت کشائی کا بہت فائدہ ہوا اور وہ اس بزم کی اسلام دشمن سازش سے آگاہ ہو کر محتاط ہو گئے۔

اس فتنہ کی سنگینی کے پیش نظر راقم نے عالم اسلام کے ہر اہم مرکز اور شخصیت سے رابطہ کر کے ان کی آراء اور فتاویٰ جات طلب کئے تا کہ اس فتنہ کے بارے ہر سطح پر اجماع امت قائم ہو جائے۔

امام حرمین شریفین الشیخ محمد عبداللہ السبیل نے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کے بارے اپنے فتویٰ میں تحریر فرمایا۔

''یہ شخص حجیت حدیث، معجزات، عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔ اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کا جو نماز، زکوٰۃ، حج، جنت اور دوزخ سے متعلقہ ہیں انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین جو اس کے مذکورہ نامی عقائد پر ہیں، کافر ہیں۔ اس حکم میں یہ لوگ قادیانیت کی طرح ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔ حکومت کے ذمہ داران اور علماء کرام پر واجب ہے کہ وہ اس عظیم خطرہ

سے آگاہ رہیں اور ان کی جملہ حرکات اور ممکنہ کاروائیوں پر پابندی لگائیں۔ تاکہ ان کا زہر مسلمانوں میں نہ پھیل سکے''۔

مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ نے گزشتہ ماہ فروری میں جاری کیئے گئے اپنے سرکاری فتویٰ میں بزم طلوع اسلام کی جماعت کو کافر قرار دیا اور اسے مرتدین کے گروہ سے تعبیر کیا اور ایسے مرتدین کیلئے تائب نہ ہونے کی صورت میں مسلم حکمرانوں سے ان کے قتل کا مطالبہ کیا۔ مفتی اعظم کے فتویٰ کا متن درج ذیل ہے۔

فتویٰ (نمبر ۲۱۱۶۸) مورخہ ۱۴۔۱۱۔۱۴۲۰ ہجری

طلوع اسلام نامی جماعت کے عقائد وافکار کہ جن کو اس جماعت کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں نے اپنی کتابوں اور مضامین کے ذریعے پھیلایا ہے اور بہت سے اسلامی ملکوں میں اس جماعت کے خلاف علمائے مسلمین کی کثیر تعداد کی طرف سے جاری کیئے گئے فتاویٰ کے بارے آگاہی کے بعد یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ جماعت متعدد گمراہیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے اکثر یہ ہیں۔

۱۔ اطاعت رسول ﷺ کا نہ ماننا اور سنت کی حجیت (شرعی حیثیت) کا انکار کرنا۔ اور یہ وہم کہ صرف قرآن ہی شریعت کا مآخذ ہے۔

۲۔ ارکان اسلام میں تحریف کرنا جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ اور حج ان کے نزدیک خاص معنی ہیں جیسا کہ باطنی فرقہ کے لوگ اسلام کے بارے کرتے ہیں۔

۳۔ ارکان ایمان میں تحریف کرنا جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ ملائکہ ان کے نزدیک حقیقی دنیا نہیں ہیں بلکہ کائنات کی قوتوں کا حصہ ہیں اور قضا و قدر ان کے نزدیک مجوسی فریب ہے۔

۴۔ جنت ودوزخ سے انکار جو کہ ان کے نزدیک حقیقی جگہیں نہیں ہیں۔

۵۔ بحیثیت ابوالبشر حضرت آدمؑ کے وجود کا انکار۔ کہ ان کے نزدیک وہ ایک تمثیلی قصہ ہے' حقیقت نہیں۔

۶۔ قرآن کریم کی تفسیر اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق کرنا اور ان کا کہنا کہ احکام قران عبوری (وقتی) تھے' ابدی نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ اس جماعت نے بہت سے گمراہ عقائد وافکار اپنائے ہوئے ہیں' جن کی طرف یہ دعوت دیتے ہیں اور ان عقائد میں سے ایک ہی عقیدہ اس جماعت کو اسلام سے خارج کرنے کیلئے کافی ہے اور اسے مرتدین کے زمرہ میں شامل کر دیتا ہے اور یہ تمام عقائد کفریہ تو اور زیادہ ان لوگوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں' سو جو مسلمان لوگ ان کے عقائد افکار کے بارے غور فکر کریں گے وہ اس جماعت کی ضلالت وکفریات کے جاننے کے بعد اس کے کافر و مرتد ہونے کا یقینی فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ یہ جماعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کو جھٹلاتی ہے اور مومنین کے راستے پر نہیں ہے اور معروف ضروریات دین میں تحریف کرتی ہے۔

اور جو کچھ (اس جماعت) کے بارے پیش کیا گیا ہے اس بنا پر جو بھی اس جماعت کی اتباع کرتا ہے یا اس طرف دعوت دیتا ہے یا کسی بھی وسائل و ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کی آراء (سوچ فکر) کو متاثر کرتا ہے' وہ کافر ہے۔ دین اسلام سے مرتد ہے اور مسلم حکمران پر واجب ہے کہ وہ اس سے توبہ طلب کرے اور اگر وہ تائب ہو جائے اور ایسی (کفریہ) حرکات سے باز آ جائے اور اسلام کی طرف لوٹ آئے' تو ٹھیک ہے ورنہ ایسے کافر کو قتل کر دیا جائے۔

اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس گمراہ جماعت اور اس جیسی دوسری اسلام سے منحرف جماعتوں مثلاً قادیانیوں' بہائیوں وغیرہ سے بچیں اور لوگوں کو بچائیں۔ اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ قرآن وسنت اور اتباع صحابہ وتابعین اور ان کے بعد آئمہ مھدین، جن کا علم اور دین سے وابستگی ان کی ہدایت یافتگی پر گواہ ہیں' کو تھامیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے دشمنوں کو جہاں کہیں بھی وہ ہوں' نیچا دکھائے اور ان کے

مکروفریب کا ابطال کرے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

''وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله و اصحابه''

سائنٹیفک ریسیرچ وافتاء کی مستقل کمیٹی

مہرودستخط

مفتی عام برائے

حکومۃ سعودیہ عربیہ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ

اس سے قبل مرحوم مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے بھی غلام احمد پرویز کو منکر حدیث کی حیثیت سے کافر قرار دیا تھا اور وہ فتویٰ حکومت سعودی کے افتاء سیکریٹریٹ کے الارشیف میں محفوظ ہے۔

متحدہ عرب امارات دوبئی سے اسلامک مشن نے بھی پرویز کے کفریہ عقائد کی تفصیل لکھتے ہوئی اجماع امت کی روشنی میں اس کے کفر اور خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے۔

حکومت پاکستان کی وزارت مذہبی امور، زکوٰۃ وعشر واقلیتی امور نے بھی اس فتنے پر اپنے سرکاری نقطۂ نظر کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ اس وزارت کے سابق وفاقی وزیر جناب راجہ محمد ظفر الحق نے راقم کے استفتاء کے جواب میں مندرجہ ذیل فتویٰ تحریر کیا۔

''غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں مثلاً تبویب القرآن، قرآنی فیصلے، مقام حدیث، لغات القرآن اور قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ شریعت کے دوام، جنت وجہنم، نماز اور حج کے بارے میں ان کے خیالات قطعاً ناقابل

برداشت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء اسلام نے اسے فتنہ طراز اور نصوص میں رخنہ انداز پایا۔

ہم کویت کی وزارۃ الاوقاف اور مفتی اعظم سعودی عرب کے فتاویٰ کو مبنی برحق سمجھتے ہیں۔

''میری دعا ہے کہ امت مسلمہ آئندہ بھی فتنوں سے محفوظ و مامون رہے۔''

ہم یہاں انہی چار فتاویٰ پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین منکر حدیث آنجہانی غلام احمد پرویز کے بارے عالم اسلام کی ان عظیم شرعی آراء اور فیصلوں سے آگاہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ عالم اسلام کے دیگر سینکڑوں فتاویٰ جات پر مبنی مجموعہ فتاویٰ جات مرتب کیا جا رہا ہے' جو جلد منظر عام پر آئے گا۔ (انشاءاللہ)

فتنہ پرویزیت کا بانی وسرغنہ غلام احمد پرویز۔

غلام احمد پرویز ۱۹۰۳ میں بٹالہ (بھارت) میں پیدا ہوا۔ اس کے دادا حکیم مولوی رحیم بخش نے اسے عربی پڑھائی اور اسلامی تعلیمات دیں۔ غلام احمد پرویز نے 1921ء میں اے لیڈی آف انگلینڈ ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لئے 1922ء میں لاہور چلا گیا۔ وہاں اس نے اسلم جیراجپوری سے اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے اس کی شاگردی اختیار کرلی۔ وہ اسلامی روایات پر فارسی کے اثرات سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اپنے نام کے ساتھ فارسی لفظ ''پرویز'' لگا لیا جو بعد میں اس کے نام کا ایک مستقل جزو بن گیا۔ 1927ء میں اس نے انڈر سیکرٹری کی حیثیت سے وزارت داخلہ دہلی میں ملازمت اختیار کی۔ 1934ء میں اس نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کی۔ 1938ء میں غلام احمد پرویز نے ایک جریدے ''طلوع اسلام'' کا اجراء کیا۔ اس زمانے میں یہ ایک سیاسی جریدہ تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اس جریدے میں شرعی معاملات پر متنازعہ تحریریں شائع ہونے لگیں۔

تقسیم ہند کے بعد وہ مرکزی سیکرٹریٹ کراچی میں اسسٹنٹ سیکرٹری تھا۔ لیکن 1955ء میں اس نے ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے لی اور 1956ء میں اس نے اپنا دفتر گلبرگ لاہور منتقل کرلیا اور یہاں ہفتہ وار لیکچر دینے لگا۔ آہستہ آہستہ اس کے خیالات ونظریات کھل کر سامنے آنے لگے اور یہ انکشاف ہوا کہ وہ ''احادیث نبوی ﷺ'' کا منکر ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تحریروں سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ وہ جنت ودوزخ کے وجود اور ''واقعہ معراج'' کا بھی انکار کرتا ہے۔ غلام احمد پرویز کا اصل چہرہ آشکار ہونے کے بعد اس کی مقبولیت مسلسل کم ہوتی گئی اور وہ عوام میں اپنی ساکھ کھو کر متنازعہ اور قابل نفرت بن گیا۔ تاہم ایوب خان کے دور مارشل لاء میں غلام احمد پرویز اور اس کے جریدے ''طلوع اسلام'' کو مکمل سرکاری سرپرستی حاصل رہی۔ لیکن وہ خود مسلمانوں میں ہمیشہ متنازعہ رہا۔ وہ 1985ء میں مرا۔

پرویز
گستاخ رسول ﷺ
کا منحوس نام

از

محمد عبداللہ

علماءِ حق کی ''پرویز'' نام سے مخالفت کیوں؟

محمد عبداللہ

(مسلمان اپنے بچوں کے یہ نام ہرگز نہ رکھیں۔ اگر رکھ لیا ہے تو بدل دیں۔)

بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ یہ بات تحریر میں لائی جارہی ہے کہ آج کا مسلمان اپنے بچوں کے نام ایک گستاخ رسولؐ کے منحوس نام پر رکھ کر فخر محسوس کرتا ہے کہ کتنا اچھا نام ہے۔ پرویز جس کا نام رکھنے کا مسلمان قوم کو بڑا شوق ہے۔ اے کاش وہ جانتے وہ کون تھا؟ وہ بد بخت ازلی تھا کہ جس نے ابوجہل سے زیادہ میرے پاک پیغمبر ﷺ کی توہین کی لیکن ہماری بدنصیبی ہے کہ قوم نے ہر برائی کو گلے لگا لیا ہے۔ ہر غلط نظریہ کو قبول کر لیا ہے۔ ہر غلط رسم کو دین کے شعائر کے مقابلہ میں چن لیا ہے۔ سنت رسولؐ ذبح ہوتی ہے تو ہو جائے' اللہ کے احکام صریحاً پامال ہوتے ہیں تو ہو جائیں' اصولِ کتاب وسنت کا پوچھنے والا کوئی نہیں لیکن ختنہ سے لے کر موت تک اور موت سے لے کر ''سالانہ عرس'' تک ہر وہ بات جو شریعت کے خلاف تھی ہم نے صرف قبول نہیں کی بلکہ دین محمدیؐ کے مقابلہ میں ایک متوازی دین ہم نے بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں ہم نے کیا کیا؟ کیا آپ میں سے کوئی شخص اپنے بچے کا نام ''ابوجہل'' رکھنے پر تیار ہے؟ فاسق فاجر' شرابی' کبابی' زانی مسلمان بھی اپنے بچے کا نام ''ابوجہل'' نہیں رکھے گا۔ پھر کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ ابوجہل نے تو نبی پاک ﷺ کو صرف ساحر کہا (معاذ اللہ)۔ شاعر' کاہن اور مجنوں کہا' ابولہب جو سوتیلا چچا تھا اس نے بھی کہا، امیہ بن خلف نے کہا' سب نے کہا، عقبہ بن ابی معیط نے بھی کہا' سب نے کہا' اکثر نے کہا' چچا ابوطالب خود مبہوت تھے کہ میں بھتیجے کو کیا کہوں؟ لیکن وہ اندر سے سب جانتے تھے کہ نبی کہلانے والا بھتیجا جھوٹ بولنے والا نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کلمہ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی سچ کا اظہار تو نہ کر سکے۔ حضرت حمزہؓ مانتے تھے' دو اڑھائی سال کے بعد کلمہ پڑھا۔ حضرت عباسؓ مانتے تھے' فتح مکہ پر کلمہ پڑھا۔ حضرت علیؓ کے بیس سال بڑے بھائی عقیلؓ تئیس برس تک کلمہ نہ

پڑھ سکے، فتح مکہ کے دن پڑھا۔ ان سے دس سال چھوٹے حضرت جعفرؓ وہ خوش نصیبوں میں اول ہیں جنہوں نے ہجرت حبشہ سے پہلے پہلے کلمہ پڑھا۔ حضرت علیؓ خوش نصیب ہیں کہ ان کو آٹھ سال کی عمر میں نبی علیہ السلام کی صحبت ورفاقت نصیب ہوئی۔ لیکن آپؐ نے جب فرمایا کہ کلمہ پڑھ لو کہنے لگے باپ سے مشورہ کروں گا۔ ''اشاورابی'' اور نتیجۃً وہ بھی دو سال تک کلمہ نہ پڑھ سکے۔ البتہ ایک حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں کہ جس کو کلمہ پیش کیا گیا اور انہوں نے بلا جھجک سب سے پہلے کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے متعلق نبی علیہ اسلام نے خود فرمایا۔ ''عرضت علیہ قلم تردو '' کہ جب'' میں نے ان کے سامنے کلمہ پیش کیا تو پوری دنیا میں ایک آدمی ہے جس کا نام ابو بکرؓ ہے۔ ''فاسلم و امن '' کہ جس نے سب سے پہلے بے جھجک کلمہ پڑھ لیا۔ ہاں تو بات یہ ہو رہی تھی کہ آپ ''ابو جہل'' کا نام تو رکھنے پر راضی نہیں؟ کیوں کہ وہ کافر تھا۔ مجھے کوئی صاحب یہ اطلاع پہنچا سکتے ہیں کہ کسریٰ پرویز کس قبیلہ کا مسلمان تھا؟ اور اس کو کس صحابی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی؟ اور اس کے پاس کیا تعلیم تھی؟ کیا سند تھی اور کیا سرٹیفکیٹ تھا؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اس خاندان کا آدمی تھا جس میں ماؤں سے زنا ہوتا تھا جس خاندان میں بہنوں کو نکاح میں لایا جاتا تھا۔ جس خاندان میں بڑے بڑوں کی عزتیں لوٹ لی جاتی تھیں اور آپ عربی فارسی کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں اس کی بیٹے ''شیرویہ'' نے حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق کسریٰ پرویز کو منگل کی رات میں تین بجے قتل کیا۔ یہ وقت اور یہ دن آپؐ نے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بیان فرمایا۔ جب تصدیق کی گئی تو اس وقت میں اسی سحر کے وقت منگل کی شب کو اس کا قتل ثابت ہوا اور اس نے اپنے گورنر باذان یمن کو یہ لکھ کر بھیجا کہ ''اما بعد افانی قتلت کسریٰ ولم اقتلہ الا غضبا لفارس لما کان استحل من قتل اشرفھم و تحمیر ھم فی تفرھم فاذا جائک کتابی ھذا فخذلی الطاعۃ ممن قبلک وانظر الرجل الذی کان کسری کتب فیہ الیک فلا تھجہ حتی یاتیک امری فیہ

ترجمہ:۔ ''سلام شاہانہ کے بعد واضح رہے کہ بلاشبہ میں نے (اپنے باپ) کسریٰ (پرویز ابن هرمز) کو قتل کر دیا ہے اور اہل ایران کی خاطر غضبناک ہو کر ہی قتل کیا ہے کیونکہ میرے باپ کسریٰ نے فارس کے شرفاء کا قتل اور سرحدی مورچوں میں انہیں دشمن کے سامنے ڈال کر ہلاک کرنے کو روا رکھا ہوا تھا۔ سو اب جس وقت میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو فوراً اپنے ہاں کی لوگوں سے میری اطاعت کا حلف لو اور جس آدمی (نبی کریم علیہ السلام) کے بارے میں کسریٰ نے تجھے لکھا تھا اس کا دھیان رکھو اور جب تک تیرے پاس میرا یہ حکم نہ آئے اس کو نہ بھڑکانا اور نہ غصہ دلانا''

قارئین کرام! پیغمبر علیہ السلام کی حدیث مبارک ہے کہ جب عبداللہ بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ' خسرو پرویز، شہنشاہ ایران کے نام جو نامہ مبارک لے کر گئے' یہ تھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدی و امن باللہ و رسولہ واشھدان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الی الناس کا فتہ لینذر من کان حیاً اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس.''

ترجمہ:۔ ''اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے، محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف کسریٰ رئیس فارس کے نام سلام' اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہوا اور اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ اللہ صرف ایک ہی اللہ ہے اور یہ کہ میں تمام لوگوں کے لئے اللہ کا رسول ہوں تا کہ ہر زندہ شخص کو اللہ کا خوف دلاؤں۔ اسلام قبول کر سلامت رہے گا' ورنہ مجوسیوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا''۔

آپ حضرات نے بہت پڑھا ہوگا' یہاں مطلب کی صرف ایک بات کرنی ہے کہ اس بدتمیز اور بد بخت کسریٰ پرویز نے' اس ایرانی لفنگے نے پیغمبر ﷺ کے نامہء مبارک کے ساتھ جو سلوک کیا آپ کو معلوم ہے؟ سفیر اصل آدمی کا نمائندہ ہوتا ہے' اس کی عزت افزائی درحقیقت بھیجنے والے کی عزت افزائی ہوتی ہے۔ ادنیٰ درجہ کے اخلاق کا تقاضا تھا کہ ان کی پذیرائی کرتا' حضرت عبداللہؓ بن حزافہ سہمی گئے تو کہنے لگا تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ اس کی سلطنت میں دربار

کو جو عظمت و جلال حاصل ہوا کبھی نہیں ہوا تھا۔ عجم کا طریقہ یہ تھا کہ سلاطین کو جو خطوط لکھتے تھے' ان میں عنوان پر پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔ مگر نامہ مبارک میں پہلے اللہ کا نام اور پھر رسول اللہ ﷺ کا نام تھا۔ خسرو پرویز نے اس کو اپنی تحقیر سمجھا اور نہایت بے ادبی سے گھٹیا زبان استعمال کی اور پھر نامہ مبارک چاک کر ڈالا۔ اس کے بعد گورنر یمن کو جس کا نام باذان تھا فرمان بھیجا کہ کسی شخص کو حجاز بھیجو کہ اس نئے مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے دربار میں لائے۔ باذان نے دو شخصوں کو جن میں ایک کا نام بابویہ اور دوسرے کا نام خسر خسرہ تھا' مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ان دونوں نے بارگاہ رسالتؐ میں آ کر عرض کی کہ شہنشاہ (کسریٰ) نے آپ کو بلایا ہے۔ اگر تعمیل حکم نہ کرو گے تو وہ آپ کو اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔ (العیاذ باللہ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' تم واپس جاؤ اور اسے کہہ دینا کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک پہنچے گی''۔ یہ لوگ پیغام پہنچا کر یمن میں آئے تو خبر آئی کہ شیرویہ (خسرو پرویز کا بیٹا) نے خسرو پرویز کو قتل کر ڈالا۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ایک مرتبہ پھر مسلمانون سے اپیل کروں گا کہ خدارا اس منحوس نام پرویز سے چھٹکارا حاصل کریں اور اپنے بچوں کے نام صحابہ کرامؓ کے ناموں پر رکھیں اور اگر بربنائے سادگی اور لاعلمی کسی نے اپنے بچے کا نام پرویز رکھا ہوا ہے تو غیرت ایمانی اور حب رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ اس نام کو بدل دیں اور دیگر مسلمانوں تک بھی یہ بات ایک تحریک کی شکل میں پہنچائیں اور اللہ توفیق بخشے اور اس کوتاہی کی تلافی کی سعادت سے نوازے۔ آمین

بشکریہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پرویز

مکتوب نبوی ﷺ پھاڑنے والے

بدبخت، گستاخ کا ہم نام

غلام احمد پرویز

از

محمد اورنگ زیب اعوان

روزنامہ اوصاف اسلام آباد

مکتوب نبوی ﷺ پھاڑنے والے بدبخت، گستاخ کا ہم نام

غلام احمد پرویز

محمد اورنگ زیب اعوان

غلام احمد پرویز اور شہنشاہ فارس خسرو پرویز میں دو چیزیں قدر مشترک ہیں۔ایک نام کی یگانگت اور دوسرا نظریات کی ہم آہنگی۔ چودہ سو سال قبل اوائل اسلام میں جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے سفیر عبداللہ بن خدافہ سہمیؓ کو بسلسلہ دعوت اسلام اپنا مکتوب گرامی دے کر خسرو پرویز کے پاس بھیجا تھا۔فارس کے معمول کے مطابق بڑے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ خسرو پرویز تخت سلطنت پر متمکن تھا کہ نقیب کی آواز پر ایک شخص دربار میں حاضر ہوا۔حاضرین نے بڑی حیرت اور استعجاب کے ساتھ اسے دیکھا۔اتنے معمولی لباس اور اس قدر سادگی و بے باکی سے آج تک پرویز کے دربار میں کوئی نہ آیا تھا۔حضرت عبداللہ بن خدافہؓ نے نامہ مبارک شہنشاہ فارس کے سامنے پیش کیا۔جس میں لکھا ہوا تھا کہ دو خداؤں کے بجائے ایک ہی ذات کو خالق خیر وشر ماننا چاہیے۔ اگر آپ توحید خداوندی کو تسلیم کر لیں گے تو آپ کے اوپر امن وسلامتی کا دروازہ کھل جائے گا ورنہ آپ اپنے ساتھ اپنی قوم کی گمراہی کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔ پرویز نے خط سنتے ہی طیش میں آ کر مکتوب نبوی ﷺ کو چاک کر دیا اور غضب ناک لہجہ میں گرجا کہ ہمارے غلام کو یہ جرأت کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھے۔مکتوب نبوی ﷺ کے چاک کر دینے کے اس وقعہ پر کسی مورخ نے کیا خوب کہا ہے کہ ''تکبر اور بڑائی کے زعم میں پرویز نے خط کو پھاڑ کر صفحہ ہستی سے اپنا نام مٹا دیا''۔اس واقعہ کی اطلاع جب نبی اکرم ﷺ کو ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ اسی طرح اس کے تخت اور سلطنت کے بھی ٹکڑے ہو نگے۔ نبوت کی زبان مقدسہ سے نکلنے والی پیشن گوئی سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں پوری ہوئی اور ہزاروں برس کی اس سلطنت کے پرزے اڑ گئے۔

اس کی سلطنت اور تخت دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔اس خسرو پرویز نے غرور وتکبر کا شکار ہو کر مکتوب نبویؐ کے ٹکڑے کئے تھے اور پھر آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد غلام احمد پرویز

نے اسی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فرامین نبوت کا انکار کیا اور احادیث رسول ﷺ کو (معاذ اللہ) ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اب انتظار ہے کہ اس وقت کا جب قہر ذوالجلال کو جوش آئے گا اور پرویز عقائد ونظریات کے ٹکڑے ٹکڑے ہونگے اور بزم طلوع اسلام کا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔ (انشاء اللہ)۔ اس لئے کہ غلام احمد پرویز نے اپنے نام پرویز (چھلنی) کا لحاظ کرتے ہوئے جدید تحقیق کے نام پر ایک ایسی (چھلنی) تیار کی، جس میں اسلام نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ سارا دین اسلام اس چھلنی نے چھان کر رکھ دیا ہے۔ اور قرآن وحدیث کو بازیچہ اطفال بنا کر رکھ چھوڑا ہے۔ اللہ رب العزت اس جدت کی زہرناکیوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائیں۔ (آمین)۔

محمد اورنگ زیب اعوان (روزنامہ اوصاف اسلام آباد) ''کیا پرویزیت کفر ہے'' فیچر سے ماخود مطبوعہ 17 ستمبر 1999

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

بانی بزم طلوع اسلام غلام احمد پرویز کے باطل نظریات۔

اس کی تحریروں کی روشنی میں

منکرین حدیث' پرویزیت کا کفرودجل

تحریر و تحقیق

شیخ الحدیث مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ
دارالعلوم نعمانیہ جامعہ سراج العلوم دارالقرآن
ڈیرہ اسماعیل خان۔ پاکستان

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

معراج النبی ﷺ کا انکار:

غلام احمد پرویز اپنی کتاب معارف القرآن جلد دوئم صفحہ نمبر ۲۴۱ میں لکھتا ہے

''اگر آج سائنس کی کوئی ایجاد اس بات کا امکان بھی پیدا کردے کہ کوئی شخص روشنی کی رفتار سے مریخ یا چاند کے کروں تک پہنچ جائے پھر چند ثانیوں میں وہ واپس بھی آجائے تو پھر بھی میں حضور اکرم ﷺ کے معراج جسمانی کو قبول نہیں کروں گا''۔

غلام احمد پرویز اپنی کتاب معراج انسانیت صفحہ نمبر ۳۰۷ میں لکھتا ہے

''حضور اکرم ﷺ کے دور میں انسانی عقل وفکر اپنی پختگی کو پہنچ چکی تھی لہذا آپ ﷺ کو کوئی حسی معجزہ نہیں دیا گیا۔ قرآن کریم سے حضور اکرم ﷺ کا کوئی حسی معجزہ ثابت نہیں ہوتا''۔

اس تحریر کے بعد بزم طلوع اسلام کے اجتماعات میں شرکت کرنا غیرت ایمانی کے خلاف ہے۔ محبت رسول ﷺ کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے منکرین حدیث اور منکر معجزات رسول ﷺ ''بزم طلوع اسلام'' کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے اور ان کے ناپاک عزائم کو ناکام بنایا جائے۔ اور ان کے اجتماعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

پرویز نے نہ صرف رسول اکرم ﷺ کے معجزات کا انکار کیا ہے بلکہ قرآن پاک میں جن انبیاء کرامؑ کے معجزات کا ذکر ہے ان کی بھی نفی کی ہے جس کی تفصیل آئندہ پیش کی جائے گی۔ (انشاءاللہ)

نوٹ:-

پرویز کی تحریروں کو لکھتے وقت یہ خوف بھی رہا کہ اس نے اپنی تحریر میں کسی بھی نبی یا رسول کے ساتھ علیہ السلام اور ﷺ نہیں لکھا اس لئے قارئین جب رسول اکرم ﷺ کا نام مبارک آئے تو ﷺ ضرور پڑھ لیا کریں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں پرویز کا باطل نظریہ:

غلط توجیہات سے آیات قرآنیہ کا انکار اور حدیث رسول ﷺ کا انکار

حضرت آدمؑ کے وجود کا انکار۔

پرویز کی مشہور کتاب ''آدم وابلیس'' کے صفحہ ۵۷ پر بانی بزم طلوع اسلام لکھتا ہے۔

''جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا جس کی ذریت سے مراد تمام نوع انسانی ہے نہ کسی فرد واحد کی نسلی اولاد''۔

اس تحریر میں پرویز واضح طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو فرد واحد، تمام انسانوں کے باپ اور نبی نہیں مانتا۔ اس کے خیال میں قصہ آدم وابلیس کے ڈرامہ میں آدم ایک تمثیلی کردار تھا۔ جو نوع انسانی کی نمائندگی کرتا تھا۔ قرآن نے آدم علیہ السلام کو فرد واحد اور پہلا انسان، انسانوں کے باپ اور نبی کے طور پر پیش کیا ہے۔ جبکہ پرویز بانی طلوع اسلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے وجود اور نبوت سے انکار کیا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ ایسا مردود اور بد بخت شخص مسلمان ہو سکتا ہے جو قرآن پاک کی آیات کا انکار کرتا ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کا انکار:

غلام احمد پرویز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن کی واضح آیات کا انکار کرتے ہوئے اپنی کتاب معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۷ میں لکھتا ہے

''حضرت مسیح، حضرت داؤد کی نسل سے تھا اور یہ سلسلہ یوسف نجار کی وساطت سے حضرت داؤد تک پہنچتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان نسب ناموں کی رو سے حضرت مسیح یوسف کے بیٹے ہی قرار پاتے ہیں''۔

اس کے بعد پرویز مزید یہ لکھتا ہے۔

''قرآن کریم کی طرف سے اس میں تصریح کہیں بھی نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی تھی''۔

میں مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ پرویز کی اس تحریر میں صاف قرآن پاک کی ان آیات کا انکار ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مریم کا بیٹا قرار دے کر واضح کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی۔ ماں کا نام ساتھ اس لئے لگایا گیا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی۔ مگر پرویز نے اپنی تحریر میں انکار کیا ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ پرویز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کا انکار کر کے قرآن و حدیث کی نصوص کا انکار کرتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا قرآن کی آیات کا منکر مسلمان ہو سکتا ہے۔

ہر مسلمان چاہئے عالم ہو یا عام یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ماں باپ کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے۔ مگر پرویز نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہا ہے۔

پرویز بانی طلوع اسلام کا انکار حدیث:

غلام احمد پرویز اپنی کتاب ''مقام حدیث'' کے پیش لفظ صہ س میں لکھتا ہے

''اگر حدیثیں بھی دین کا جزو تھیں تو رسول اللہ ﷺ کو چاہئے تھا کہ جس طرح آپ نے امت کو قرآن دیا تھا اس طرح اپنی احادیث کا ایک مستند مجموعہ بھی امت کو دے جاتے لیکن رسول اللہ نے ایسا نہیں کیا''۔

''ظن دین نہیں ہو سکتا۔ احادیث کی حیثیت محض تاریخ کی اور ظنی ہے لہٰذا یہ دین نہیں''۔ (آئینہ پرویزیت صفحہ ۶۸۸)۔

نمونہ کی اس عبارت میں واضح طور پر بزم طلوع اسلام کے نظریات میں انکار حدیث کا واضح اعلان ہے۔ بلکہ احادیث رسول ﷺ کو دین سے خارج کر کے سنت نبوی ﷺ کی شرعی حیثیت کا انکار ہے۔ اس طرح کی سینکڑوں عبارتیں جس میں غلام احمد پرویز نے امام بخاریؒ سمیت تمام محدثین کو تنقید کا نشانہ بنا کر مستند احادیث رسول ﷺ کا نہ صرف انکا کیا ہے بلکہ استہزاء بھی کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں پرویز کا عقیدہ:

''غلام احمد پرویز اپنی کتاب فردوس گم گشتہ میں صفحہ ۳۹۴ میں لکھتا ہے

''رسول پر ایمان سے مفہوم اس کی ذات پر ایمان نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

''رسالت محمدیہ پر ایمان سے مقصود اس کی کتاب پر ایمان ہے جو حضور کی وساطت سے دنیا کو ملی''۔

حالانکہ ایمانیات میں اللہ پر، اس کے رسولوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے فرشتوں پر، قضاوقدر پر اور آخرت پر ایمان لانا ضروری اور لازمی ہے جبکہ غلام احمد پرویز بانی طلوع اسلام نے رسول ﷺ کی ذات پر ایمان لانا غیر ضروری قرار دیا ہے۔

اللہ کے بارے میں پرویز کا نظریہ اور کفریہ کلمات:

دعا کے اثرات کا انکار:

پرویز نے سلیم کے نام چودھواں خط صفحہ ۲۲۶ میں لکھا ہے۔

''آج آدھی دنیا کو پیٹ بھر کے روٹی نصیب نہیں ہو رہی ہے لہٰذا انسانوں کے خود ساختہ مذہب کے پیدا کردہ خدا پر ایمان لانے اور اس سے دعاؤں پر توکل کرنے سے وہ یقین کسی طرح پیدا نہیں ہوسکتا جو انسانوں کی احتیاج کی فکر سے بے خوف کردے''۔

توبہ واستغفار کا انکار:

بزم طلوع اسلام کے ماہانہ مجلّہ طلوع اسلام جولائی 1963ء میں پرویز کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

''اگر کسی فرد سے لغزش ہو جائے تو مسجد کے گوشے میں استغفر اللہ کہنے سے معافی نہیں مل سکتی بلکہ اس فرد کو خود چل کر مرکزی اتھارٹی کے پاس آنا ہوگا''۔

خدا اور رزق کی ضمانت:

پرویز سلیم کے نام چودھواں خط صفحہ نمبر ۲۲۶ میں لکھتا ہے۔

''مذہب نے جس خدا کو کائنات سے ماوراء عرش پر بٹھا رکھا ہے وہ واقعی کسی انسان کے رزق کی ضمانت نہیں دے سکتا''۔

اس مندرجہ بالا عبارت پر غور کر کے پرویز کے عقیدہ پر کیا فتویٰ دیا جائے۔
اقبال کا یہ شعر ہی کافی ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نو امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

پرویز کا حقوق اللہ کی اصطلاح سے انکار:

غلام احمد پرویز اپنے مجلّہ طلوع اسلام 1965ء کے صفحہ ۳۴ میں لکھتا ہے

''قرآن میں حقوق العباد کا ذکر تو آیا ہے لیکن حقوق اللہ کا کہیں ذکر نہیں آیا''۔

پرویز کی اس تحریر سے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے علاوہ عبادات جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ ان عبادات کی نہ صرف نفی ہے بلکہ اسلام کی ایک واضح اصطلاح ''حقوق اللہ'' کا انکار اور شریعت کے اصولوں سے انکار ہے۔

غلام احمد پرویز کا ملائکہ (فرشتوں) اور جنات کے بارے میں نظریہ:

پرویز کی کتاب آدم و ابلیس کے صفحہ ۱۰۸ کی تحریر ملاحظہ کریں۔

''جن وانس انسانوں کی ہی دو جماعتیں ہیں۔ انس شہروں کی مہذب آبادی اور جن صحرا کی بادہ نشین جو شہری آبادی کی نگاہوں سے اوجھل اور بیابانوں میں رہتے ہیں۔ لہٰذا قرآن کریم میں جہاں جن وانس کا ذکر ہوگا ان سے مراد انسانوں ہی کی دو جماعتیں ہوگی''۔

اس طرح پرویز نے جنات کی توجیہات مختلف اور بھی کی ہیں جو سراسر قرآن کریم وحدیث سے متصادم ہیں۔ جبکہ قرآن میں سورۃ جن کا مطالعہ کیا جائے جس میں واضح طور پر جنات کو ایک مخلوق قرار دیا گیا ہے۔

عقائد میں فرشتوں پر ایمان لازمی اور ضروری ہے۔ فرشتے ایک نورانی مخلوق ہیں جبکہ پرویز بانی طلوع اسلام نہ صرف فرشتوں کے خارجی وجود کے قائل نہیں بلکہ مختلف تاویلات سے ایمانیات کے اس جزو کا انکار کیا ہے۔

پرویز کی کتاب آدم وابلیس میں پرویز نے صفحہ ۱۶۲ میں اس بارے میں اپنا نظریہ تحریر کیا ہے۔

''ملائکہ ہماری اپنی داخلی قوتیں ہیں یعنی ہمارے اعمال کے اثرات جو ہماری ذات پر مرتب ہوتے رہتے ہیں''۔

عبادت کے بارے میں پرویز کا باطل تصور:

غلام احمد پرویز نے قرآن پاک کی اس آیت کی شرح میں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''میں جن وانس کو پیدا ہی نہ کرتا مگر اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے''۔

اس آیت کے بارے میں پرویز طلوع اسلام ستمبر 1962ء کے درس قرآن میں لکھتا ہے۔

''خدا کے سامنے اپنا کوئی پروگرام تھا جس کی تکمیل کے لئے اس نے ہمیں پیدا کر کے یہ فریضہ عائد کر دیا کہ ہم اس کی عبادت کرتے رہیں۔ خدا کے لئے یہ تصور صحیح نہیں''۔

نماز پنجگانہ کی فرضیت والی حدیث کا انکار:

بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز نے بخاری شریف سے معراج والی حدیث کا ترجمہ درج کر کے جس میں پانچ نمازوں یعنی تعداد کی فرضیت کا ذکر ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی۔ تحریر ملاحظہ فرمائیں پرویز لکھتا ہے:۔

''یہ حدیث وضعی ہے اور کسی یہودی کی گھڑی ہوئی ہے اس نے یہ وضع اس لئے کی کہ موسیٰ کی حضرت رسول اکرم ﷺ پر فضیلت ثابت ہو جائے''۔

(پرویز کتاب قرآنی فیصلے 15 بحوالہ آئینہ پرویزیت صفحہ نمبر 356)

زکوٰۃ کے نصاب کی شرح کا انکار اور زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دینا:

پرویز نے اپنی کتاب قرآنی فیصلے صفحہ نمبر 35 میں لکھا ہے۔

''زکوٰۃ اس ٹیکس کے سوائے اور کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے۔
اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی اس لئے شرح زکوٰۃ کا انحصار ضرورت ملی پر ہے''۔

جب کسی جگہ اسلامی حکومت نہ ہوتو زکوٰۃ بھی باقی نہیں رہتی۔ پرویز کی اس تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ پرویز اور اس کی تحریک نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں اسلام کے واضح نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں۔ جب ارکان اسلام کے بارے میں اس باطل تحریک بزم طلوع اسلام کا یہ نظریہ ہوتو میرا سوال ہے کہ کیا وہ مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر، اپنا مذہب بنا کر، مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں یا نہیں۔

جواب واضح ہے کہ باطل نظریات کی تبلیغ اسلام کے خلاف ایک سازش ہے جسے ہم بحیثیت مسلمان کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

بلوغت سے پہلے نکاح کا انکار:

پرویز کا اس بات میں یہ عقیدہ، عقیدہ اسلام سے متصادم ہے چونکہ حضرت عائشہؓ کا نکاح بلوغت سے قبل حضور اکرم ﷺ سے ہوا تھا۔ اسلامی فقہ میں بلوغت سے قبل نکاح جائز ہے۔

قربانی کے بارے میں پرویز کا باطل نظریہ اور رسول اکرم پر الزام:

غلام احمد پرویز اپنی کتاب قرآنی فیصلے صفحہ نمبر 56 میں لکھتا ہے

''نبی اکرم نے مدینہ میں قربانی نہیں کی''۔

● پرویز صفحہ نمبر 54 میں لکھتا ہے۔

''حضرت خلیل اکبر اور حضرت اسماعیل کے تذکار جلیلہ کے ضمن میں قرآن نے یہ کہیں نہیں کہا کہ اس واقعہ عظیمہ کی یاد میں جانوروں کو ذبح کیا کرو''۔

اس کتاب میں صفحہ نمبر 57 میں پرویز لکھتا ہے۔

''اس لئے یہ ساری دنیا میں اپنے اپنے طور پر قربانی کرنا ایک رسم ہے اس طرح حاجیوں کی وہ قربانیاں جو وہ آج کل کرتے ہیں محض ایک رسم رہ گئی ہے۔ ایک ایک حاجی پانچ پانچ' سات سات دنبے انفرادی طور پر ذبح کر دیتا ہے اور چونکہ اس قدر گوشت کا کچھ مصرف نہیں ہوتا۔ بقرعید کے موقع پر شہر اور ہر قریہ اور ہر گلی اور ہر کوچہ میں بکرے اور گائیں ذبح کرتے ہیں یہ قرآن کے کس حکم کی تعمیل ہے جواب یہ ہے کہ قرآن میں اس کے متعلق کوئی حکم نہیں۔ یہ ایک رسم ہے جو متوارث چلی آرہی ہے''۔

(پرویز قرآنی فیصلے صفحہ نمبر 57)

اس باطل نظریہ پر آپ خود فیصلہ کرلیں کہ شعائر اسلام قربانی کا انکار کیا بعض قرآن واحادیث کا واضح انکار نہیں ہے؟

''سارے قرآن میں ایک جگہ بھی نہیں کہ مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ بھی قربانی دی جائے''۔

جبکہ قربانی خود رسول اکرم ﷺ نے مدنی زندگی میں ہجرت کے بعد متواتر فرمائی ہے۔اور عیدالاضحیٰ کی قربانی کا حکم بھی فرمایا ہے۔

قرآن وحدیث میں واضح طور پر قربانی کا حکم موجود ہے۔ پرویز بانی طلوع اسلام قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کا برابر انکار کرکے مسلمانوں کو شعائر اسلام پر عمل پیرا ہونے سے روک رہا ہے۔قربانی کا یہ عمل کتاب وسنت کے عین مطابق ہے اس کا انکار درحقیقت قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کا انکار ہے۔واضح رہے کہ آیات قرآنی کا انکار کفر ہے۔ کیا ایسی تحریر کے بعد پرویز کو مسلمان بھی شمار کیا جاسکتا ہے۔جبکہ اس کا گمراہ ٹولہ اس کو مفکر قرآن کا لقب بھی دیتا ہے۔ہم بحیثیت مسلمان ایسے گمراہ اور ملحد شخص کو ایسا لقب دینے پر احتجاج کرتے ہیں کیونکہ قرآنی آیات کا انکار کرنے والا ملحد ایسے لقب کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

جنت کے بارے میں پرویز کا عقیدہ:

غلام احمد پرویز سلیم کے نام گیارواں خط صفحہ 159 اپنی کتاب میں لکھتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

''جس طرح مسلمانوں نے اللہ کو عرش پر بٹھا رکھا ہے اسی طرح انہوں نے جنت کو بھی دوسری دنیا کے ساتھ مختص کر رکھا ہے''۔

پرویز نے اس تحریر میں مسلمانوں کا عقیدہ واضح کر دیا اور اپنے آپ کو خود ہی مسلمانوں سے ہٹ کر کسی دوسرے باطل مذہب سے جوڑ کر مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف تحریر کیا۔ الحمداللہ ہم مسلمان اللہ کی واحدنیت اس کی رفعت و عظمت اور عرش و کرسی اور آسمانوں کی بلندیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جنت کی حقیقت پر ایمان لاتے ہوئے اس کو حق قرار دیتے ہیں کہ جو آخرت میں مومنوں اور مسلمانوں کے لئے ہے۔ انشاءاللہ ہم اللہ کریم سے امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے صحیح العقیدہ مسلمان اور مومن ہونے کے ناطے سے ہمیں جنت عطا فرمائیں۔

آمین۔ ثم آمین۔

پرویز کے نزدیک والدین کی اطاعت ضروری نہیں:

''ماں باپ کی اطاعت کو فرض سمجھنے والی اولاد ساری عمر عقلی طور پر اپاہج اور ذہنی طور پر بچے کے بچے رہ جاتے ہیں''۔ (قرآنی فیصلے صفحہ 129)۔

''جو لوگ عقل کے انحطاط کے دور میں آ چکے ہوں ان کے فیصلے واجب الاتباع نہیں ہوا کرتے۔ ماں باپ حسن سلوک اور نرم برتاؤ کے مستحق ہیں اور بس''۔

(قرآنی فیصلے 128)

پرویز کا حد رجم سے انکار:

شادی شدہ مرد اور عورت کی سزا زنا کرنے میں رجم ہے جبکہ منکرین حدیث نے انکار کیا ہے۔ (بحوالہ آئینہ پرویزیت)

شادی شدہ مرد (زانی) اور عورت (زانیہ) پر سنگسار کی حد خود حضور ﷺ نے مدنی زندگی میں نافذ فرمائی۔

مندرجہ بالا پرویزی افکار کی روشنی میں ہم بزم طلوع اسلام سے پوچھتے ہیں:

''پھر بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟''

غلام احمد پرویز

کے

باطل عقائد

محدث کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسن ٹونکیؒ

جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

غلام احمد پرویز کے باطل عقائد

چوہدری غلام احمد پرویز جو اپنے مخصوص خیالات' افکار اور معتقدات کے داعی ہیں' جن کا ترجمان ''طلوع اسلام'' ہے اور جن کے نظریات و افکار کی اشاعت کے لئے ملک میں جا بجا ''بزم طلوع اسلام'' کے نام سے انجمنیں قائم ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف نے خود اپنے قلم سے متعدد ضخیم کتابیں لکھ کر شائع کی ہیں۔ علماء تو ان کے الحاد اور زندقہ سے واقف ہیں مگر عوام آئے دن ان کی تلبیس کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے عوام کی آگاہی کے لئے حضرات علماء کرام سے مذکورہ ذیل استفتاء کیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس کو اس باطل فرقہ' گمراہ جماعت طلوع اسلام کے ناپاک عزائم سے بچایا جا سکے اور اس طرح غلام احمد پرویز ملعون کی اسلام دشمنی اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و اتباع کے انکار کے ساتھ ضروریات دین کے خلاف اس کی تحریروں کی روشنی میں عوام کو باخبر کیا جا سکے تاکہ لوگ بزم طلوع اسلام کے شر سے بچ سکیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جس شخص کے مذکورہ ذیل عقائد ہوں اور وہ ان کی دعوت و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہو' شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی رو سے ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ دائرہ اسلام میں داخل اور مسلمان ہے یا ملحد زندیق اور کافر ہے اور دائرہ السلام سے خارج؟

غلام احمد پرویز معلون کے باطل نظریات جو اس کی کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں مندرجہ ذیل کفریات پر مشتمل ہیں۔ جن کی روشنی میں آپ خود اندازہ کر لیں کہ یہ شخص' لوگوں کو گمراہ کرنے میں کفر کی لابیوں کا ایجنٹ تھا۔ غلام احمد پرویز کی تحریروں کو ملاحظہ کریں۔

پرویز کے کفریات

۱) قرآن کریم میں جہاں بھی ''اللہ اور رسول'' کا نام آیا ہے اس سے مراد ''مرکز ملت'' ہے۔

۲) جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا ذکر ہے اس سے مراد ''مرکزی حکومت کی اطاعت

ہے"۔

قرآن کریم میں "اولی الامر" سے مراد افسران ماتحت ہیں۔

رسول کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی سے اپنی اطاعت کرائے۔

رسول کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ وہ اس قانون کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب موجود تھے تو بحیثیت "مرکز ملت" آپ کی اطاعت فرض تھی' آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم نہیں کیونکہ اطاعت کے معنی ہی کسی زندہ کے احکام کی تابعداری ہے۔

ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو اپنے معاملات کے فیصلے آپ کرنے ہوں گے۔

قرآن کریم کے احکام وراثت' قرضہ' لین دین' صدقہ خیرات' زکوٰۃ وغیرہ سب عبوری دور سے متعلق ہیں۔

شریعت محمدیہ صرف آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک کے لئے تھی نہ کہ ہر زمانے کے لئے۔ بلکہ ہر زمانے کی "شریعت" وہ ہے جس کو اس عہد کا مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ مرتب و مدون کرے۔

مرکز ملت کو اختیار ہے کہ وہ عبادات' نماز' روزہ' معاملات' اخلاق' غرض جس چیز میں چاہے ردوبدل کر دے۔

مرکز ملت اپنے زمانے کے تقاضے کے ماتحت نماز کی کسی جزئی شکل میں ردوبدل کر سکتا ہے۔

حدیث عجمی سازش ہے اور جھوٹ' جو مسلمانوں کا مذہب ہے۔

آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا مذاق اڑانا اور اس سے تمسخر کرنا۔

آج جو اسلام دنیا میں رائج ہے وہ زمانہ قبل از قرآن ہو تو ہو قرآنی دین سے اس کا کوئی

واسطہ نہیں۔

۱۵) تیرہ سو سال کے عرصہ میں مسلمانوں کا سارا زور اس میں صرف ہوتا رہا کہ اسلام کو کسی نہ کسی طرح قرآن سے پہلے مذہب میں تبدیل کر دیا جائے اور وہ اس کوشش میں کامیاب بھی ہو گئے۔

۱۶) اللہ تعالیٰ کا کوئی خارجی وجود نہیں بلکہ وہ عبارت ہے ان صفات عالیہ سے جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے۔

۱۷) آخرت سے مراد مستقبل ہے۔

۱۸) فرشتے نفسیاتی محرکات ہیں یا کائناتی قوتیں۔ ''ایمان بالملائکہ'' کا مطلب یہ ہے کہ ان قوتوں کو انسان کے سامنے جھکا ہوا رہنا چاہیے۔

۱۹) جنت وجہنم مقامات نہیں انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔

۲۰) جبریل انکشاف حقیقت کا نام ہے۔

۲۱) جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا۔ بابا آدم اور اماں حوا کا تصور بائبل کا تصور ہے قرآن کا نہیں۔

۲۲) آدم علیہ السلام کا کوئی شخصی وجود نہیں، قرآن کریم میں جس آدم کا ذکر ہے اس سے مراد نوع انسانی ہے۔

۲۳) جناب رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم کے علاوہ کوئی حسی معجزہ نہیں دیا گیا۔

۲۴) معراج خواب کا واقعہ ہے یا ہجرت کی داستان اور ''مسجد اقصیٰ'' سے مراد مسجد نبوی ہے۔

۲۵) تقدیر کا عقیدہ ایمانیات میں مجوسی اساورہ کا داخل کیا ہوا ہے۔

۲۶) ثواب کی نیت اور وزن اعمال کا عقیدہ رکھنا ایک افیون ہے جو مسلمانوں کو پلائی گئی ہے۔

(۲۷ انسان کی پیدائش آدم وحوا سے نہیں بلکہ ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے مطابق ہوئی ہے۔

(۲۸ نماز "پوجاپاٹ" روزہ "برت" اور حج "یاترا" ہے اور اب یہ تمام عبادات اس لئے سر انجام دی جاتی ہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے ورنہ ان امور کو نہ افادیت سے کچھ تعلق ہے نہ عقل سے کچھ واسطہ۔

(۲۹ نماز مجوسیوں سے لی ہوئی ہے' قرآن کریم نے نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ "قیام صلاۃ" یعنی نماز کے نظام کے قیام کا حکم دیا ہے جس کا مطلب معاشرہ کو ان بنیادوں پر قائم کرنا ہے جن پر ربوبیت نوع انسانی (رب العالمینی) کی عمارت استوار ہوتی ہے۔

(۳۰ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اجتماعات صلوۃ کے لئے کم از کم یہ دو اوقات (یعنی صلاۃ الفجر اور صلاۃ العشاء) متعین تھے۔

(۳۱ زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ اور کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی' اگر خلافت راشدہ نے اپنے زمانے کی ضروریات کے مطابق اڑھائی فیصدی مناسب سمجھا تھا تو اس وقت یہی شرح شرعی تھی اور آج اگر کوئی اسلامی حکومت کہے کہ اس کی ضرورت کا تقاضا بیس فیصدی ہے تو یہی بیس فیصدی شرعی شرح قرار پائے گی۔

(۳۲ آجکل زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک طرف ٹیکس دوسری طرف زکوٰۃ۔ قیصر اور خدا کی اسلامی تفریق ہے اور جب قرآنی نظام اپنی آخری شکل میں قائم ہوگا تو زکوٰۃ کا حکم ختم ہو جائے گا۔

(۳۳ صدقہ فطر ڈاک کے ٹکٹ ہیں جنہیں روزوں پر چسپاں کر کے لیٹر بکس میں ڈالا جاتا ہے تاکہ روزے مکتوب الیہ تک پہنچ جائیں۔

(۳۴ حج عبادت نہیں بلکہ عالم اسلامی کی بین الملّی کانفرنس ہے۔

(۳۵ قربانی کے لئے مقام حج کے علاوہ اور کہیں حکم نہیں اور حج میں بھی اس کی حیثیت شرکاء

کانفرنس کے لئے ''راشن'' مہیا کرنے سے زیادہ نہیں تھی۔

۳۶) تلاوت قرآن کریم ''عہد سحر'' یعنی جادو کے زمانے کی یادگار ہے۔

۳۷) ایصال ثواب کا عقیدہ مکافات عمل کے خلاف ہے۔

۳۸) دین کے ہر گوشے میں تحریف ہو چکی ہے۔

۳۹) قرآن کی رو سے سارے مسلمان کافر ہو گئے ہیں اور موجودہ مسلمان برہمو سماجی مسلمان ہیں۔

۴۰) صرف چار چیزیں مردار، بہتا خون، لحم خنزیر اور غیر اللہ کے نام کی طرف سے منسوب چیزیں حرام ہیں۔ باقی حرام وحلال کی جو طولانی فہرستیں ہیں وہ سب انسانوں کی خود ساختہ ہیں۔

مندرجہ بالا نظریات اور عقائد کی روشنی میں پرویز پر کفر وارتداد کا فتویٰ

جواب: مندرجہ بالا تحریروں کی روشنی میں پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، سعودی عرب، شام اور کویت کے علماء نے فیصلہ دیا ہے کہ مذکورہ بالا عقائد ونظریات نصوص قرآن وحدیث، اجماع اور چودہ سو سالہ تعامل وتوارث کے قطعاً خلاف اور کفر ہیں۔ لہٰذا نتیجہ ظاہر ہے کہ غلام احمد پرویز شریعت محمدیہ ﷺ کی رو سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ہر وہ شخص جو پرویز کے متبعین میں ان عقائد کفریہ کا ہمنوا ہو، اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب یہ مرتد ٹھہرا تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کے بھی اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسنؒ (جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی)

اس فتویٰ پر ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے دستخط کئے۔ جس کی فہرست شائع کی جارہی ہے جن کے نزدیک غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین نہ صرف اسلام سے خارج بلکہ مرتد ہیں، کافر ہیں۔ 1962ء میں جاری ہونے والے اس فتوے پر عالم اسلام کے جن مشاہیر علماء کے دستخط

ہیں ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

پاکستان

۱) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ مفتی اعظم پاکستان

۲) حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری

۳) حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی۔ سابق وزیر معارف ریاست قلات' صدر وفاق المدارس' پاکستان معتمد اسلامک اکیڈمی اوقاف

۴) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔ صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم۔ ناظم وفاق المدارس' رکن قومی اسمبلی۔ پاکستان۔

۵) حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی۔ مہتمم دار العلوم ٹنڈو الہ یار

۶) حضرت مولانا محمد عبدالحامد صاحب القادری البدایونی

۷) حضرت مولانا محمد بدر عالم صاحب المہاجر المدنی' مصنف ترجمان السنۃ

۸) حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث (غورغشتی)

۹) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب۔ سابق صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

۱۰) حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی۔ صدر مدرس و شیخ الحدیث۔ مدرسہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔

۱۱) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی۔ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۲) حضرت مولانا خیر محمد صاحب۔ بانی و مہتمم خیر المدارس۔ ملتان۔

۱۳) حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب۔ (استاد الاساتذہ)

۱۴) حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب۔ نافع سابق استاد دار العلوم دیوبند

۱۵) حضرت مولانا میرک شاہ۔ شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ۔ لاہور

۱۶) حضرت مولانا سراج الدینؒ صاحب شیخ الحدیث۔
دارالعلوم نعمانیہ وسرپرست اعلیٰ جامعہ سراج العلوم۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔

۱۷) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی۔ سابق جسٹس سپریم کورٹ۔
شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی۔

۱۸) حضرت مولانا محمد صادق صاحب۔ بہاولپور۔

۱۹) حضرت مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی۔ صدر جمعیت اہل حدیث۔ پاکستان

۲۰) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب روپڑی

۲۱) حضرت مولانا محمد یونس صاحب۔ صدر مفتی دارالعلوم سعودیہ کراچی۔

۲۲) حضرت مولانا سید محمد رضی صاحب۔ آل نجم العلماء مجتہد

۲۳) حضرت مولانا محمد نقی صاحب نجفی مجتہد لکھنوی

۲۴) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری

۲۵) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

۲۶) حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

۲۷) حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق صاحب۔ خطیب ومفتی ہزارہ۔

۲۸) حضرت مولانا عبدالحق صاحب۔ شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم حقانیہ

۲۹) حضرت مولانا بادشاہ گل صاحب۔ شیخ الجامعہ۔ جامعہ اسلامیہ۔ اکوڑہ

۳۰) حضرت مولانا مفتی سیاح الدین صاحب۔ کاکاخیل

توقیعات علماء کراچی

علماء مدرسہ دارالعلوم۔ شرافی۔ لانڈھی

۱) الجواب صحیح۔ بندہ محمد شفیع عفی عنہ (مہتمم مدرسہ ومفتی اعظم)

۲) رشید احمد عفی عنہ (محدث)

۳) نور احمد (ناظم مدرسہ)

۴) رعایت اللہ مدرس

۵) محمد سلیم اللہ مدرس

۶) سبحان محمود مدرس

۷) محمد شمس الحق مدرس

۸) محمد رفیع مدرس

۹) محمد تقی عثمانی مدرس

علماء مدرسہ عربیہ اسلامیہ۔ نیوٹاؤن

۱۰) محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ

۱۱) ولی حسن عفی عنہ مفتی و مدرس

۱۲) محمد لطف اللہ عفی عنہ مدرس

۱۳) فضل محمد عفی عنہ مدرس

۱۴) محمد ادریس عفی عنہ مدرس

۱۵) محمد عبد الرشید نعمانی غفر اللہ لہ مؤلف لغات القرآن

و رفیق اعلیٰ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ

۱۶) عبد الحق عفی عنہ مدرس

۱۷) محمد بدیع الزمان مدرس

۱۸) محمد حامد عفی عنہ مدرس

۱۹) عبد الجلیل عفی عنہ مدرس

۲۰)	عبدالرزاق عفی عنہ	مدرس
۲۱)	محمد عفی عنہ	مدرس
۲۲)	عبدالقیوم عفی عنہ	مدرس
۲۳)	محمد احمد مختار	مدرس و معاون شعبہ دارالتصنیف
۲۴)	اکبر علی اسلام آبادی	دارالافتاء مدرسہ عربیہ اسلامیہ
۲۵)	عبدالباقی عفی عنہ فرید پوری	سابق معاون دارالافتاء

علماء اہل حدیث مدرسہ جامع العلوم۔ محلّہ کھڈہ

۳۶)	فضل احمد غفرلہ	مہتمم مدرسہ
۳۷)	ہدایت اللہ افغانی	مدرس اول و ناظم تعلیمات
۳۸)	محمد عبدالغنی غفرلہ	مدرس
۳۹)	محمد زکریا	مدرس و ناظم دارالاقامہ

علماء مدرسہ احرار الاسلام لیاری

۴۰) ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں رہ سکتا اور اس کی شرعی سزا وہی ہے جو ایک مرتد کی ہوتی ہے۔ محمد عثمان۔ مہتمم مدرسہ

علماء اہل حدیث کا پرویز کے کفر پر فتویٰ

مدرسہ جامع العلوم سعودیہ

۴۱) میں مولانا ولی حسن صاحب کے جواب سے حرف بحرف متفق ہوں۔ بلاشک منکرین حدیث منکرین رسالت ہیں۔ چودھری غلام احمد پرویز اور اس کی جماعت کافر ہے ان سے ہر قسم کے تعلقات مثل شادی بیاہ وغیرہ رکھنا حرام ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو

مسلمان کہتے ہوئے اس کی جماعت میں داخل ہیں' وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اگر وہ ایمان کی خیر چاہتے ہیں تو فوراً اس سے الگ ہو جائیں۔ بقولہ تعالیٰ۔

"ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار".

محمد یونس دہلوی ناظم تعلیمات مدرسہ ومفتی

۴۲) میرے نزدیک منکر حدیث بھی ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ منکر قرآن۔ "من فرق بین کتاب اللہ و حدیث رسولہ فھو کافر مضل مبین. ھذا مالدی. و اللہ اعلم". راقم الحروف عبدالجبار۔ مدرس وخطیب موتی مسجد

۴۳) جواب مذکور بلا ریب صحیح ہے۔ پرویز اور اس کے ہم خیال دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ مدرس

مدرسہ دارالاسلام

۴۴) الجواب بعون الوھاب۔ قرآن وحدیث دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ دونوں پر ایمان لانا واجب ہے ان میں سے ایک کا منکر بھی کافر ہے۔ پرویز صاحب اکثر صحیحین کی احادیث کی توہین وتحقیر کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کا ارشاد ہے۔ "ومن یھون امرھا فھو ضال مبتدع و متبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی و نصلہ جھنم". حررہ العاجز ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار سلفی۔ نائب مفتی مدرسہ

۴۵) الجواب صحیح۔ احقر عبدالغفار سلفی۔ نائب مفتی مدرسہ۔

۴۶) منکرین حدیث دراصل منکرین قرآن ہیں۔ اس طور پر ان کا کفر دہرا ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا ولی حسنؒ صاحب کے جواب سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔

عبدالخالق رحمانی عفا اللہ عنہ۔ خطیب مسجد صحرا ماری پور

علماء بریلوی کے نزدیک غلام احمد پرویز کافر

محمد عبدالحامد القادری

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ پرویزی فتنہ اس وقت عظیم فتنہ ہے۔ عبداللہ چکڑالوی نے انکار حدیث کا فتنہ برپا کیا اس وقت علماء کرام نے اس فتنہ کو خاک میں ملا دیا۔ اب پرویز نے پھر اس فتنہ کو پھیلا دیا' اس کے خبیث عقائد کا استنباط جو پیش کیا گیا ہے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام سے اس کا کوئی علاقہ نہیں۔ مسلمان اس سے دور رہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے پہلے ہی خبر دیدی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اللہ کے حبیبؐ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص اپنے تخت پر بیٹھا میری حدیث کا انکار کر رہا ہے' اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ ان سے دور رہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچائے۔

کتبہ العبد المعتصم بذیل النبی۔ عمر النعیمی

احقر نے (علماء کرام کا متفقہ فتویٰ' پرویز کافر ہے) دیکھا' مفتی محمد شفیع صاحب نے جو تحریر فرمایا اس سے احقر کو پورا اتفاق ہے کہ مزید برآں پرویز صاحب نے انکار حدیث بھی کیا ہے اور آیات بینات میں تلبیس سے بھی کام لیا ہے۔ توڑ مروڑ کر اپنے مفاد کے موافق قرآن کریم کے مضمون صحیح کو غلط جامہ پہنا کر پیش کیا ہے' جس سے ان کے کفر میں کلام نہیں ہو سکتا۔ مذہب اہل سنت کے نزدیک وہ کافر بلکہ کافر گر ہیں۔ بقولہ تعالیٰ۔ **"ما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم فانتھوا"**. ترجمہ: "جو چیز ہمارے رسول ﷺ دیں اس پر قائم و دائم ہو جاؤ اور جس چیز سے منع فرما دیں اس سے رک جاؤ"۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا منصب عالی بیان فرما دیا کہ قانون الٰہی میں مختار من جانب اللہ ہیں ان کا حکم اللہ ہی کا حکم ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا: **"ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ"**. ترجمہ: "جس نے میرے رسول کی اطاعت کی اس نے میری ہی اطاعت کی ہے"۔ تیسری جگہ ارشاد فرمایا۔ **"وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی"**. ترجمہ: "ہمارے حبیب ﷺ اپنی جانب سے کوئی

بھی کلام نہیں فرماتے' جو فرماتے ہیں وہ میرا ہی کلام ہوتا ہے"۔ اسی کو اہل علم حدیث کہتے ہیں۔ جو شخص قرآن اور حدیث کا انکار کرے وہ قرآن کی رو سے کافر ہے۔ بقولہ تعالیٰ. "افتؤمنون ببعض الکتاب اتکفرون ببعض". ترجمہ: " کیا تم بعض قرآن کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو"۔ بہر حال پرویز محرف بھی ہے' مفتن بھی ہے' مخرب دین متین بھی ہے' مجدد دین شیطانی بھی ہے' مرتد بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد مظفر احمد غفرلہ۔ دارالافتاء والقضاء۔ فریئر روڈ کراچی۔

ایسے عقائد رکھنے والا یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

بقلم قاضی زین العابدین غفرلہ اللہ' مدرس مدرسہ مظہریہ۔ جامع مسجد آرام باغ۔

پرویزی فتنے نے جو دراصل ارتداد کا علمبردار ہے' دینداروں کے جذبات مذہبی میں جس قدر ٹھیس لگائی ہے اور شیرازہ اتحاد و اسلامی کو منتشر کیا ہے' اہل علم و دانش و بینش سے پوشیدہ نہیں۔ اس کا انسداد فرض اولین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے مامون و محفوظ رکھے۔

محمد عبدالسلام قادری۔ غفرلہ۔ صدر انجمن امانت الاسلام۔ کراچی۔

علماء ہند کا فتویٰ جن کے نزدیک پرویز اور پرویزی کافر اور مرتد ہیں

انڈیا کے تمام علماء نے غلام احمد پرویز کو کافر کہا ہے اور اس کے باطل نظریات پر فتویٰ دیا ہے۔

الجواب:- غلام احمد پرویز کے جو خیالات و معتقدات سوال میں نقل کئے گئے ہیں وہ تقریباً سب کے سب الحاد و زندقہ اور کفریات پر مشتمل ہیں اور بلا شبہ ان کا معتقد دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان کے اعتقادات کو سامنے رکھ کر کہا جا سکتا ہے غلام احمد پرویز کا یہ فتنہ غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے بھی کہیں زیادہ سخت ہے۔ چونکہ قادیانی لعین نے چند مخصوص دائروں میں رہ کر ارتکاب کفر کیا تھا لیکن مذکورہ فتنے کے بانی نے پورے اسلام پر ہاتھ صاف کر دیا ہے اور کتاب و سنت کے مفہوم بیان کرنے میں ہر جگہ تحریف باطل اور ضروریات دین کے انکار سے کام لیا ہے۔ حتیٰ کہ ذات

باری سبحانہ کے وجود سے بھی جس کا اعتقاد تمام آسمانی مذاہب کی بنیاد ہے' یہ کہہ کر انکار کر دیا ہے' ''خدا عبارت ہے ان صفات عالیہ سے جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کر لینا چاہتا ہے''۔ حالانکہ اسلامی عقیدے کے مطابق خدا سے مراد چند اخلاقی صفات نہیں ہیں بلکہ خدا عبارت ہے ذات واحد۔ متصف بجمیع الکمالات والمحامد سے جو واجب الوجود اور خالق کائنات ہے اور

''الله لااله الا هو الحي القيوم O قل هو الله احد o الله الصمد o لم يلد ولم يولد o ولم يكن له كفوا احد O ليس كمثله شيء وهوا السميع البصير O وماقدروا الله حق قدره O لا تدركه الاالبصار وهو يدرك الابصار O بديع السموات والارض''۔

جس کی شان ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ سوال اقتباسات میں تحریف معنوی کے جو چند نمونے پیش کئے گئے ہیں وہ کھلے طور پر اسلامی اصول و مسلمات کو ختم کر دینے والے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ کیجئے: آیات کے ترجمہ میں اللہ و رسولؐ سے امام وقت کو مراد لیا گیا ہے جو کھلی تحریف اور الحاد اور دلالت الفاظ کے قطعاً خلاف ہے۔ ملائکہ اور آدم علیہم السلام سے مراد چند قوتیں بتلائی گئی ہیں جو کو انسان مسخر کر سکتا ہے۔ اسی طرح ملائکہ کی اس حقیقت سے انکار کر دیا گیا ہے جس کو اسلام نے مشخص کیا ہے یعنی ''بل عباد مکرمون (قرآن عظیم) والملائكة عباد الله تعالى عاملون بامره لا يوصفون بذكورة الا انوثة'' (عقائد نسفی) اور آدم شخص معین اور نبی ابوالبشر تھے۔ جن کی تخلیق کا متعدد مقامات پر قرآن کریم نے تذکرہ فرمایا ہے اور انہی کو جنت سے نکلنے والا آدم بتلایا ہے۔ لیکن لغات القرآن کے حوالے سے سوال کے مندرجہ اقتباس میں لکھا ہے کہ جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا۔ بالفاظ دیگر قصہ آدم کسی خاص فرد یا جوڑے کا قصہ نہیں بلکہ خود آدمؑ کی داستان ہے جسے قرآن نے تمثیلی انداز میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح مندرجہ اقتباسات میں جنت اور جہنم کے وجود کی قطعاً نفی کی گئی ہے جو صریح طور پر اسلام کے قطعیات کا انکار ہے۔ علی ھذا ارکان دین کی جو تشریح کی گئی ہے وہ

اسلامی نظریات کے یکسر منافی ہے۔الغرض مذکورہ سوال کے اقتباسات مجموعی طور پر کفریات پر مشتمل ہیں اور تحریفات باطلہ کا انبار ہیں"یحرفون الکلمه من بعد مواضعه" کا مصداق ہیں جن کا کفر ہونا ظاہر ہے۔عقائد اور شرح نسفی للتفتازانی میں اس کے بارے میں واضح طور پر لکھتے ہیں۔

"والنصوص من الکتاب والسنة تحمل علی ظواهرها مالم یصرف عنها قطعی والعدول عنها ای عن الظواهر الی معان یدعیها اهل الباطن و هم الملاحدة و قصدهم بذلک نفی الشریعه بالکلیه الحاد ای میل و عدول ون الاسلام واتصال والنفاق بکفر لکونه تکذیبا للنبی علیه السلام"۔

اور ضروریات و مسلمات دین کے انکار پر حاوی ہیں اس لئے ایسے عقائد رکھنے والا جس کے نمونے سوال میں مذکور ہیں' وہ اور اس کے متبعین و معتقدین خارج از اسلام ہیں اور اہل اسلام کو ان سے کسی قسم کا اشتراک و اختلاط اور ان کی تقریبات میں شرکت اور ان کی نماز جنازہ پڑھنا' پڑھانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دینا جائز نہیں ہے۔

فقط محمد جمیل الرحمٰن غفرلہ' نائب المفتی دارالعلوم دیوبند ۳۱-۲-۸۱

الجواب صحیح:- بصیر احمد عفی عنہ۔جواب درست ہے۔ محمد حسین غفرلہ

الجواب صحیح:- ان اقتباسات کے مطالعہ کے بعد کونسا ایسا مسلمان ہے جو شخص مذکور اور اس کے متبعین کے خارج از اسلام ہونے میں شک کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب حق:- محمد جمیل غفرلہ

الجواب صحیح:- مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح:- استفتاء میں جن خیالات اور اعتقادات کا مع حوالہ جات ذکر ہے ان کا اعتقاد اور قول بلا تاویل یقیناً الحاد و کفر ہے۔ان کا معتقد نہ فقط ضروریات دین کا منکر ہے بلکہ

درحقیقت وہ خدا اور رسول ﷺ کا اور قرآن پر استہزا کرنے والا۔ یہ سب امور باتفاق امت خروج عن الاسلام اور تکفیر کے موجب ہیں۔ کتبہ ظہور احمد غفرلہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند

یہ شخص ضروریات دین کا منکر ہے اس کا کفر اظہر من الشمس واظہر من الامس ہے۔ کتب عقائد میں مصرح ہے کہ ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں۔ کذا فی الخیالی وغیرہ من کتب اھل الفن۔ واللہ اعلم۔ فخر الدین احمد غفرلہ۔ شیخ الحدیث

علماء شیعہ امامیہ جنہوں نے غلام احمد پرویز کو کافر قرار دیا ہے

(۱ پرویز صاحب کے جن عقائد کو نقل کیا گیا ہے وہ اسلام کے منافی ہیں اور اس قسم کے عقائد رکھنے والا قطعاً خارج از اسلام ہے۔

سید محمد آل رضی نجم العلماء (بانی و مستقل صدر کل پاکستان حسینی ایجوکیشنل سوسائٹی۔ کراچی

(۲ باسمہ وسبحانہ وتعالیٰ۔ محترم پرویز کے بعض حیرت انگیز اقتباسات مجھے سنائے گئے جو کجراہ پردیو بے زنجیر ہونے کے ساتھ بڑے شدومد کے ساتھ گمراہ کن بھی ہیں، اسلامی نظریات ومسلمات کے مخالف ہونے کی وجہ سے مجبوراً اس مجموعہ کو غیر اسلامی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ نیز ماننا پڑتا ہے کہ مقدس اسلام سے محترم کو دور کی بھی نسبت نہیں رہی، اگر اس طرح کی کوئی ایک بات بھی کسی کلمہ گو کی زبان سے نکلے تو اس کے کفر کے ثبوت کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ محترم پرویز کے ہاں ایسی باتوں کا انبار موجود ہے۔ اللھم ارزقنا توفیق الطاعۃ وبعد المعاصیۃ ناچیز محمد نقی (مجتہد)

(۳ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ۔ پرویز کے عقائد جو وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہتے ہیں ان سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں، ایسا انسان یقیناً اسلام سے خارج ہے اور کفر وارتداد کا مرتکب ہے۔ احقر انیس الحسنین، ممتاز الافاضل وغیرہ لیکچرار

(۴ غلام احمد پرویز کے عقائد جہاں تک مجھے معلوم ہوئے اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اسلام کی آڑ میں کوئی نیا دین رائج کرنا چاہتا ہے ایسا

شخص قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ سید مظفر حسن، صدر جامعہ امامیہ، کراچی

۵) باسمہ سبحانہ وتعالیٰ:۔ لقد اصاب المجیب،

احقر الوری سید شیر علی بخاری۔ مدرس جامعہ امامیہ کراچی

سعودی عرب کے ممتاز علماء کرام نے غلام احمد پرویز اور اس کے ماننے والوں کو کافر و مرتد قرار دیا ہے

۱) فضیلۃ الشیخ الاستاذ۔ یحییٰ امان الحنفی۔ قاضی القضاۃ، مکہ المکرّمہ

۲) فضیلۃ الشیخ السید علوی عباس المالکی۔ مکہ المکرّمہ

۳) فضیلۃ الشیخ السید حسن مشاط المالکی۔ مکہ المکرّمہ

۴) فضیۃ الشیخ السید محمد امین الکبتی۔ مکہ المکرّمہ

۵) فضیلۃ الاستاذ الشیخ سلیمان بن عبدالرحمٰن القنیع الحنبلی۔ مکہ المکرّمہ

۶) فضیلۃ الشیخ محمد نور سیف الحنفی۔ مکہ المکرّمہ

۷) فضیلۃ الشیخ الاستاذ محمد بن علی الحرکان الحنبلی۔ رئیس المحکمہ الکبری۔ جدۃ

۸) فضیلۃ الشیخ محمد قاسم الاندجانی۔ مدینہ منورہ

۹) فضیلۃ الشیخ السید محمود الطرازی۔ مدینہ منورہ

۱۰) فضیلۃ الشیخ محمد ابراہیم الختنی۔ مدینہ منورہ

۱۱) فضیلۃ الشیخ حامد الفرغانی۔ مدینہ منورہ

۱۲) مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن الباز حفظہ اللہ ریاض

بنگلہ دیش کے ان علماء کرام نے پرویز کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے

۱) حضرت مولانا فیض اللہ صاحب۔ مفتی اعظم، بنگلہ دیش۔

۲) حضرت مولانا شمس الحق صاحب۔ فرید پوری۔ مہتمم جامعہ قرآنیہ ڈھاکہ۔

۳) حضرت مولانا اطہر علی صاحب

۴) حضرت مولانا احمد حسن صاحب جیری

۵) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب۔ چاٹ گام۔

۶) حضرت مولانا محمد فرقان صاحب مدرسہ عالیہ۔ چاٹ گام۔

۷) حضرت مولانا صدیق احمد صاحب۔ شیخ الحدیث مدرسہ پٹیہ چاٹ گام۔

۸) حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب۔ مدرس مدرسہ پٹیہ چاٹ گام۔

۹) حضرت مولانا محمد ہارون صاحب۔ بابونگر۔

۱۰) حضرت مولانا حفاظت الرحمٰن صاحب۔ راج گھاٹا۔

۱۱) حضرت مولانا نور اللہ صاحب۔ نواکھالی۔

۱۲) حضرت مولانا تاج الاسلام صاحب۔ برہمن باڑیہ۔

۱۳) حضرت مولانا محمد ابراہیم فینی

۱۴) حضرت مولانا عبد الخالق۔ ہیبت نگر۔

۱۵) حضرت مولانا منظور الحق۔ نتر دکتہ۔

۱۶) حضرت مولانا عبد الصمد۔ باڑیہ۔

۱۷) حضرت مولانا محمد عبد اللطیف۔ بریسال۔

۱۸) حضرت مولانا ابوالحسن۔ جسر۔

۱۹) حضرت مولانا قاضی سخاوت حسین۔ جسر۔

۲۰) حضرت مولانا عبد العلی۔ فرید پور۔

۲۱) حضرت مولانا حسین احمد۔ فرید پور۔

۲۲) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن۔ کھلنا۔

۲۳) حضرت مولانا عبدالوہاب۔ مہتمم دارالعلوم ہاڑ ہنراری چاٹ گام۔

۲۴) حضرت مولانا حافظ محمداللہ عرف حافظ جی حضور۔ ڈھاکہ۔

۲۵) حضرت مولانا مفتی عمیم الاحسان۔ ڈھاکہ۔

۲۶) حضرت مولانا عبدالقادر۔ کھلنا۔

۲۷) حضرت مولانا عبدالعزیز۔ کھلنا۔

۲۸) حضرت مولانا عبدالحق۔ چاندپور۔

۲۹) حضرت مولانا مقبول احمد۔ قلاشین۔

۳۰) حضرت مولانا شاہد علی۔ کانائی گھاٹ۔

فتنۂ انکار حدیث

اور پرویزی فتنہ

از

مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ

رئیس اسلامک فقہ اکیڈمی

و

آل انڈیا ملی کونسل

و

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

فتنہ انکار حدیث اور پرویزی فتنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھا کم فانتھوا"

ترجمہ:۔ ''پس رسول کے احکام کو بجالانا اور جن چیزوں سے وہ روکیں ان سے رک جانا مومن کا فرض ہے''۔

اور فرمایا گیا: "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول"

ترجمہ:۔ اللہ کا حکم مانو اور رسول کی فرمانبرداری کرو''۔

''ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ"

ترجمہ:۔ یعنی رسول کی اطاعت کرنا دراصل اللہ کی اطاعت کرنا ہے۔

''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"

ترجمہ:۔ ''رسول کی حیات طیبہ ہمارے لئے قابل اقتداء ہے''۔

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعو نی یحببکم اللہ"

ترجمہ:۔ ''اللہ سے محبت کا تقاضا جناب رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی ہے''۔

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولا فیھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ"

"وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"

ترجمہ:۔ ''نبی کی بعثت کا مقصد تلاوت آیات' کتاب اللہ کا بیان اور اس کی وضاحت اور کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم ہے''۔

یہ اور اس طرح کی دیگر آیات سے یہ بات واضح ہے کہ قول رسول ﷺ عمل رسول ﷺ ان کے احکام اور ان کی سنتیں' یہ سب دین کے باب میں حجت ہیں اور ان کی اطاعت اور ان کی اتباع فرض ہے۔ رسول کو محض ایک ڈاکیہ سمجھنا کہ انہوں نے آکر اللہ کی کتاب پہنچادی اور بس' بہت بڑی گمراہی ہے' رسول کتاب اللہ لائے بھی' اسے پڑھ کر سنایا بھی' اس کے مجملات

اور مبہمات کی تشریح اور وضاحت بھی فرمائی' کتاب اللہ کی تعلیم دی' الفاظ قرآن سے جو کچھ مراد ہے اسے واضح فرمایا اور اس کی تہہ میں چھپی حکمتوں کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔ بلکہ انہوں نے ان احکام کو اپنی سنتوں کے ذریعہ عملی صورت دے کر انہیں ایسی مستحکم اور مضبوط شکل دی جس کے بعد گمراہوں کے لئے آیات قرآنی کو غلط معانی پر محمول کرنے کا امکان ختم ہو گیا' اسی لئے ''حکمت'' کا ترجمہ سنت سے کیا گیا ہے' حکمت سے مراد سنت لی گئی ہے کہ سنت احکام الٰہی کی وہ ٹھوس صورتیں ہیں جو نبی کے عمل کے ذریعے واضح اور متعین ہو جاتی ہیں مثلاً قرآن میں وارد لفظ ''اقامت صلوٰۃ'' سے مراد وہ نماز قائم کرنا ہے جو عہد نبوت سے آج تک امت میں باستمراء و تواتر جاری وساری ہے۔ جب نبی کے عمل نے یہ صورت متعین کر دی تو اب کسی کے لئے اس کی گنجائش نہیں رہی کہ اقامت صلوٰۃ کا مطلب ''مرکز ملت'' یا ''نظام حکومت قائم کرنا'' بتا دے۔

ہر دور میں ایسے لوگ رہے ہیں جو دین کے باب میں تحریفات کرتے ہیں' اس کی آیات کو غلط معنی پہناتے ہیں اور اہل دین کو فتنہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں' لیکن ہر عہد میں تحریف غالین اور انتحال مبطلین کو دفع کرنے والے علمائے حق بھی موجود رہے ہیں۔ چنانچہ سیدنا امام شافعیؒ نے اپنی معروف کتاب ''کتاب الام'' میں انکار حدیث کے اس فتنہ پر مفصل گفتگو فرمائی ہے اور دین کے باب میں حدیث رسولؐ کے حجت ہونے پر ساری امت کا اجماع رہا ہے اور اس اجماع رائے سے انحراف صرف ایسے لوگوں نے کیا ہے جو دین کا جوا اپنے کاندھوں سے پھینک دینا چاہتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی صفوں میں ان کا شمار کیا جائے لیکن اسلام کی بتائی ہوئی ذمہ داریوں سے وہ گریز بھی کر سکیں' ایسے لوگوں میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ چکڑالوی' حافظ محمد اسلم جیراجپوری اور پھر غلام احمد پرویز جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ بنیادی طور پر حافظ محمد اسلم جیراجپوری وغیرہ نے اپنے دور میں جو تھوڑا بہت انحراف کیا تھا' پرویز ان کی ترقی یافتہ شکل تھا۔ طلوع اسلام نام کا ایک رسالہ انہوں نے نکالا اور اپنے زور قلم اور زور زبان سے نئے پڑھے لکھے طبقہ کو جس کا دین اور اسلام سے بہت کم تعلق تھا' متاثر کیا۔ یہ فتنہ جو ایک زمانہ میں طاقت کے ساتھ

ابھرا تھا' آہستہ آہستہ دب گیا۔ لیکن طلوع اسلام کا وہ رسالہ جاری رہا اور کچھ لوگ غلام احمد پرویز کے انتقال کے بعد اس کے فاسد عقیدوں کو ایک نئے مذہب کی صورت دے کر پھیلانے کی کوشش میں لگے رہے۔ علامہ مناظر احسن گیلانی علیہ الرحمہ نے ''تدوین حدیث'' حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب ''ترجمان السنۃ'' کے مقدمہ میں حضرت مولانا محدث کبیر حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''نصرۃ الحدیث'' اور پھر مولانا منظور نعمانی علیہ الرحمہ کی کتاب ''معارف الاحدیث'' کے مقدمہ میں' حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''کتاب حدیث'' میں اور بہت سے دیگر علماء نے مختلف کتابوں اور اپنے مقالات کے ذریعے اس فتنہ کا قلع قمع کیا اور دلائل کی روشنی میں انکار حدیث کے اس فتنہ کو مکمل رد کیا ہے اور اس طرح الحمدللہ کم از کم ہندوستان اور بنگلہ دیش کی حد تک مکمل طور پر اور پاکستان میں جہاں تک مجھے معلوم ہے بڑی حد تک یہ فتنہ اپنی موت مرگیا۔ لیکن اب اس غلام احمد پرویز کے متبعین دیگر ممالک میں جہاں غلام احمد پرویز کے اصل خیالات کی واقفیت لوگوں کو نہیں ہے' ملمع سازی کے ذریعہ ان افکار و خیالات کو پھیلانے کی کوشش کر رہے' جو بلاشبہ غیر اسلامی ہیں۔

غلام احمد پرویز کی تصنیفات جن لوگوں نے پڑھی ہیں وہ جانتے ہیں کہ:

۱) وہ دین کے بارے میں حدیث کے حجت ہونے کا انکار کرتا ہے۔

۲) وہ ضروریات دین کا منکر ہے۔

۳) وہ قرآنی اصطلاحات کا من مانی ترجمہ کرکے تحریف قرآنی کا مرتکب ہے اور ''ویحرفون الکلم عن مواضعہ'' کا مصداق اسی لئے اس کے نزدیک لفظ ''الصلوٰۃ'' ''الزکوٰۃ'' ''الحج'' اور اسی طرح کی دیگر قرآنی اصطلاحات قطعی طور پر ان معانی میں نہیں ہیں۔ جو آنحضور ﷺ سے لے کر آج تک اجماعی طور پر معروف رہے ہیں۔

۴) احادیث کا مذاق اڑانا' احادیث کی تدوین کو اسلام کے خلاف قرار دینا' حدیث کی

حجیت کا صراحتاً انکار کرتے ہوئے حدیث کے پورے مجموعے کو جھوٹ اور افتراء قرار دینا۔

۵) عذاب قبر کا انکار

۶) عقیدہ تقدیر کا انکار

۷) اقامت صلوۃ کا مطلب مرکزیت اور اجتماعیت کا قیام اور مروجہ نماز کو مجوسیوں سے ماخوذ قرار دینا۔

۸) اطاعت رسول کا مطلب اطاعت حکومت قرار دینا۔

یہ اور اس طرح کی دوسری چیزیں جو پرویزی لٹریچر میں عام طور پر پائی جاتی ہیں' صراحتاً تحریفات ہیں اور تحریف کی اس قسم میں داخل ہیں جس میں الفاظ کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے اس کے معنی بدل دیئے جاتے ہیں اور یہ وہ تمام لوگ کرتے ہیں جو کسی طرح بھی اللہ کی شریعت سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ غلام احمد پرویز اور اس طرح کے دوسرے لوگوں نے بھی یہی کچھ کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ:

الف) حدیث کی حجیت سے انکار دراصل رسول کی رسالت پر اعتقاد سے انکار ہے۔

ب) فرضیت صلوٰۃ کا انکار' اس کا غلط مفہوم متعین کرنا اور پانچ وقت کی نماز کو دو وقتوں تک محدود کرنا ضروریات دین کا انکار ہے۔

ج) اسی طرح زکوٰۃ کی اس صورت کا انکار جو نبی ﷺ سے لے کر آج تک امت میں اجماعی ہے اسے کسی اور معنی پر محمول کرنا بلاشبہ ضروریات دین کا انکار ہے۔

د) اسی طرح حج اور دوسرے احکام قرآنی کی تحریف کر کے متعارف مفاہیم جو بذریعہ تواتر ثابت ہیں ان سے گریز کرتے ہوئے ان الفاظ کو نئے معنی پہنانا حقیقتاً ضروریات دین کا انکار ہے۔

پس یہ اور اس طرح وہ تمام عقائد جو پرویز کی کتابوں میں واضح طور پر ملتے ہیں۔

عقائد کفریہ ہیں جن کے کفر ہونے پر علمائے ہند و پاک عرصہ سے متفق رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ غلام احمد پرویز کی یہ تمام تحریرات اور یہ تمام آراء صریح گمراہی اور عظیم فتنہ ہیں' اگر کہیں بھی اس طرح کا کوئی فتنہ اٹھتا ہے تو دراصل اس کا مقصد دین سے انحراف اور اسلام سے ارتداد ہے۔ اس طرح کے فتنوں کا مٹانا ہم سب کا فرض ہے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

آئین مصطفوی کا غدار

غلام احمد پرویز

بانی

بزم طلوع اسلام

از

مولانا مظہر حسین

صدر خدام اہلسنت پاکستان

مہتمم دارالعلوم چکوال

آئینِ مصطفویٰ کا غدار غلام احمد پرویز، بانی طلوعِ اسلام

ایرانی اور پاکستانی پرویز کا موازنہ

پاکستان کے پرویز نے ایران کے خسرو پرویز کی تقلید میں فرامین رسالت کا انکار کیا۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم، نبی کریم ﷺ کے نامہ مبارک بنام خسرو پرویز کے متعلق لکھتے ہیں، خسرو پرویز (شہنشاہ ایران) کے نام جو نامۂ مبارک حضرت عبداللہؓ بن حذافہ لے کر گئے تھے، یہ تھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد بن عبداللہ الیٰ کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ و آمن باللہ ورسولہ ویشھدان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الی الناس کافۃ لینذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس"۔

"خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے محمد پیغمبر کی طرف سے کسریٰ رئیس فارس کے نام۔ سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ خدا صرف ایک ہے اور یہ کہ خدا نے مجھ کو تمام دنیا کا پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تا کہ وہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلائے۔ تو اسلام قبول کر تو سلامت رہیگا، ورنہ مجوسی ہونے کا وبال تیری گردن پر ہوگا"۔

خسرو پرویز بڑی شان وشوکت کا بادشاہ تھا۔ اس کی سلطنت میں دربار کو جو عظمت وجلال ہوا اور کسی کو نہیں ہوا تھا۔ عجم کا طریقہ یہ تھا کہ سلاطین اس کو جو خطوط لکھتے تھے ان میں عنوان سے پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔ نامہ مبارک میں پہلے خدا کا نام پھر عرب کے دستور کے موافق رسول ﷺ کا نام تھا۔ خسرو نے اس کو اپنی تحقیر سمجھا، بولا کہ میرا غلام ہو کر مجھ کو یوں لکھتا ہے پھر نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا۔ لیکن چند روز بعد خود سلطنت عجم کے پرزے اڑ گئے۔ نامہ مبارک پہنچنے کے بعد خسرو پرویز نے گورنر "یمن" کو جس کا نام باذان تھا، فرمان بھیجا کہ کسی شخص کو حجاز بھیجو، اس مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے دربار میں لائے۔ باذان نے دو شخصوں کو جن میں سے ایک نام "بابویہ"

دوسرے کا نام ''خرخسرو'' تھا مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ان دونوں نے بارگاہ رسالت میں آکر عرض کی کہ شہنشاہ عالم (کسریٰ) نے تم کو بلایا ہے۔ اگر تعمیل حکم نہ کرو گے تو وہ تم کو اور تمہارے ملک کو برباد کردیگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''واپس جاؤ اور اپنے بادشاہ کو کہہ دینا کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پائیہ تخت تک پہنچے گی''۔ یہ لوگ پیغام پہنچا کر یمن میں آئے تو خبر آئی کہ شیرویہ (خسرو پرویز کا بیٹا) نے خسرو پرویز کو قتل کر ڈالا۔

پاکستانی پرویز:

یہ پاکستانی پرویز اس ایرانی پرویز ہی کا وارث بنا۔ اس کا پیدائشی نام غلام احمد ہے لیکن یہ ایرانی پرویز کی طرح بجائے غلام کے دشمن احمد بنا۔ اور اپنے آپ کو پرویز کے نام سے متعارف کروایا۔ اس نے بظاہر حدیث رسول ﷺ کی حجیت کا انکار کیا جس کی بناء پر اس کو کافر قرار دیا گیا لیکن یہ کہا جائے تو بجا نہ ہوگا کہ یہ پہلے کافر بنا پھر اس نے اسلام اور قرآن سے بدظن کرنے کے لئے انکار حدیث کا راستہ اختیار کیا۔

ڈارون کی تھیوری:

یہ تو معلوم نہیں کہ پرویز کب کافر ہوا حالانکہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا تھا' لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک منکر خدا ڈارون کی تھیوری سے متاثر ہوا یا متاثر کیا گیا۔ چنانچہ لکھتا ہے

> سائنس کے انکشافات کی رو سے خاک کے ذرے مختلف ارتقائی منازل طے کرکے قرنہا قرن کے بعد انسانی صورت میں متشکل ہو گئے تھے۔ یعنی سب سے پہلے کوئی فرد صورت انسانی میں جلوہ گر نہیں ہوا بلکہ ایک نوع وجود پذیر ہوئی۔

(ابلیس و آدم۔ ص ۶۳' ۶۴)۔

> آدم علیہ السلام کا کوئی شخصی وجود نہیں قرآن پاک میں جس آدم کا ذکر ہے اس سے مراد نوع انسانی ہے۔ جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا۔

(لغات القرآن۔ جلد اول۔ ص ۲۱۴)۔

انکار قرآن:

پرویز نے جو حضرت آدمؑ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ان کا کوئی شخصی وجود نہیں اور پہلے کوئی ایک فرد انسان نہیں ہوا۔ اس کا یہ نظریہ قرآن حکیم کے انکار پر منفی ہے۔ کیونکہ قرآن میں بحیثیت پہلے انسان کے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا صراحتاً ذکر موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

"اذقال ربک للملائکته انی خالق بشرا من طین فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعو اله سجدین o فسجد الملائکه کلهم اجمعون الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین o قال یا ابلیس مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین قال انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین o قال فاخرج منها فانک رجیم o وان علیک لعنتی الی یوم الدین o"

(پارہ نمبر ۲۳۔ سورۃ ص۔ رکوع نمبر ۵۔ آیت ۷۱ تا ۷۸)

''جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان (یعنی اسکے پتلے کو) بنانے والا ہوں میں جب اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں (اپنی طرف سے) جان ڈال دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ سو جب اللہ نے اسکو بنالیا تو سارے کے سارے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا' اور کافروں میں سے ہوگیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کونسی چیز مانع ہوئی' کیا تو غرور میں آگیا یا یہ کہ واقعی ایسے بڑے درجے والوں میں سے ہو کہنے لگا کہ میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو خاک سے پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تو آسمان سے نکل جا' کیونکہ تو مردود ہوگیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت کے دن تک''۔

(ترجمہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۱) قرآن مجید کی ان آیات سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک انسان کو مٹی (گارے) سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس میں جان ڈالی ہے۔

۲) فرشتوں نے اس انسان کو سجدہ کیا۔

۳) لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور اس وجہ سے مردود ہو گیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتے اور ابلیس اس انسان سے پہلے پیدا ہو چکے تھے اور ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بنایا تھا۔

۴) یہاں اس پہلے انسان کا نام مذکور نہیں لیکن دوسری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پہلے انسان کا نام آدم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

"واذقلنا للملائکۃ اسجدوالادم فسجدوا الا ابلیس ابی وستکبر و کان من الکافرینo" (البقرہ۴ آیت۳۴)

"اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدے میں گر جاؤ آدم کے سامنے۔ سوسب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آ گیا"۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس سے ثابت ہوا کہ جس پہلے انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا اس کا نام آدم ہے۔ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ آدم کا نام قرآن مجید میں ۲۵ مرتبہ آیا ہے۔

نسل انسانی:

ابوالبشر حضرت آدمؑ ہیں اور تمام نسل انسانی کا سلسلہ فرد واحد آدمؑ سے چلا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

۱) "وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ و کلا منھا رغدا حیث شئتما و لا تقربا ھذا الشجرۃ فتکونامن الظالمینo" (البقرہ آیت ۳۵)

"اور ہم نے حکم دیا اے آدمؑ تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہا کرو اور کھاؤ تم اس میں سے بافراغت جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جاؤ اس درخت کے ورنہ تم بھی ان ہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھے ہیں"۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

یہاں سے ثابت ہوا کہ جنت میں حضرت آدمؑ اکیلے نہ تھے بلکہ آپ کی بیوی بھی تھی۔

۲) یاایھا الناس اتقواربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء.(سورۃ النساء آیت ۱)

''اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں''۔

(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)۔

اس سے صاف ثابت ہوا کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے نفس واحد یعنی حضرت آدمؑ سے پیدا کیا۔لیکن پرویز اس کے خلاف لکھتا ہے کہ سب سے پہلے کوئی ایک فرد صورت انسانی میں جلوہ گر نہیں ہوا۔(العیاذ باللہ)

۳) اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین من ذریت آدمo.

(سورۃ مریم۔ع ۴۔آیت ۵۸)۔

''یہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص انعام فرمایا من جملہ انبیاء کی آدمؑ کی نسل سے''۔(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)

فرشتوں کا انکار:

''فرشتے نفسیاتی محرکات ہیں یا کائناتی قوتیں۔ایمان بالملائکہ کا مطلب یہ ہے کہ ان قوتوں کو انسان کے سامنے جھکا ہوا رہنا چاہئے''۔

(ابلیس وآدم ص ۱۹۵۔ ولغات القرآن۔جلد اول۔ص ۲۴۴)

مذکورہ قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ فرشتے (ملائکہ) انسان سے جدا مخلوق ہیں نہ کہ انسانی نفسیاتی قوتیں۔فرشتوں کو آدمؑ یعنی پہلے انسان سے پہلے پیدا کیا گیا اور ملائکہ کا ذکر قرآن مجید میں غالباً ۷۴ مرتبہ ہوا ہے۔ان کی صفتیں بیان کی گئی ہیں اور ان کو احکام دیئے گئے ہیں چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے غزوہ بدر میں اصحاب بدر کے ساتھ ہو کر کفار قریش سے لڑے چنانچہ فرمایا''

اذیوحی ربک الی الملئکتہ انی معکم فثبتو الذین آمنوا سالقی فی

قلوب الذین کفرور الرعب فاضبر بوا فوق الاعناق واضربوا منهم کل بنان"۔ (پارہ۹۔سورۃ الانفال۔رکوع ۲ تا آیت ۱۲)

''اس وقت کو یاد کرو جبکہ آپ کا رب ان فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میں تمہارا ساتھی (مددگار) ہوں سوتم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سوتم کفار کی گردنوں پر مارو ان کے پور پور کو مارو''۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور جن فرشتوں کو کفار کو مارنے کا حکم دیا یہ وہ فرشتے ہیں جن کے نزول کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے اصحاب بدر کو پہلے دی تھی۔ چنانچہ فرمایا۔

۱) "اذتستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممد کم بالف من الملائکته مردفین".

''اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو سلسلہ وار چلے آویں گے''۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

ان آیات وواقعات سے ثابت ہوا کہ فرشتے قوتیں یا انسانی محرکات نہیں بلکہ ایک مستقل مخلوق ہیں۔ طاقتور اور باذن اللہ کفار سے قتال بھی کرتے ہیں۔

۲) "من کان عدو اللہ وملئکته ورسوله وجبرنیل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین". (البقرہ۔رکوع ۱۲۔آیت ۱۹۸)

''جو کوئی شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا ہو اور پیغمبروں کا ہو اور جبرائیل کا اور میکائیل کا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ دشمن ہیں ایسے کافروں کے''۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

یہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ رسولوں کا علیحدہ ذکر ہے اور فرشتوں میں سے خصوصیت سے حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ کا ذکر ہے۔ بہر حال مذکورہ آیات پر جو آدمی ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ فرشتے کوئی مستقل مخلوق نہیں بلکہ نفسیاتی انسانی قوتیں ہیں لیکن پرویز نے ملائکہ کے مستقل جاندار مخلوق کا انکار کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ قرآنی حقائق اور تصریحات کا منکر ہے۔

جنات کا انکار:

''جن وانس انسانوں کی ہی دو جماعتیں ہیں۔ انس شہروں کی مہذب آبادی میں رہتے ہیں اور جن صحرا کے بادیہ نشین ہیں۔ جو شہری آبادی کی نگاہوں سے اوجھل ہیں اور بیابانوں میں رہتے ہیں۔ لہٰذا قرآن کریم میں جہاں جن وانس کا ذکر ہے ان سے مراد انسانوں ہی کی دو جماعتیں ہیں'' (آدم وابلیس ص ۱۸)۔

حالانکہ قرآن کریم میں صراحتاً ثابت ہے کہ جن انسانوں سے جدا مخلوق ہے۔ جن کی پیدائش آگ سے ہے۔

۱) چنانچہ فرمایا۔ ''ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون. والجان خلقنه من قبل من نار السموم.''

(۱۴۔ سورۃ الحجر۔ ۳ آیت ۲۶۔ ۲۷)۔

''اور ہم نے انسانوں کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا ہو چکے تھے''۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اس سے صاف ثابت ہوا کہ انسان علیحدہ مخلوق ہے جس کو گارے سے پیدا کیا اور جن علیحدہ مخلوق ہیں جس کو انسان سے پہلے آگ سے پیدا کیا تھا۔

۲) واذقلنا للملائکته اسجد واللادم فسجد وا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه۔ (سورت الکہف رکوع آیت ۵۰)۔

''اور جب ملائکہ کو ہم نے حکم دیا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے، وہ جنات میں سے تھا''۔

لیکن پرویز کھلم کھلا ان آیات کا انکار کر کے کہتا ہے کہ جن بھی انسان ہیں جو جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے ہیں بہر حال پرویز کی مذکورہ تحریرات سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل آسان ہے کہ وہ دراصل سرے سے قرآن ہی کا منکر ہے۔ اور قرآنی حقائق اور احکام کا ایسا معنی بیان کرتا ہے جن کا قرآنی آیات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ دجل وفریب اور کذب وافتراء میں وہ قادیانی دجال

لذاب سے بڑھا ہوا ہے اور اس نے فہم قرآن' لغات قرآن اور معارف القرآن وغیرہ کے
نوان سے جو کتابیں لکھی ہیں اس سے اس نے شیطانی مکروفریب سے کام لے کر اہل اسلام کو
ھوکا دینے کی کوشش کی ہے اور کئی عقل کے اندھے اس کے فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (واللہ
ھادی)۔

نکار رسالت ﷺ:

پرویز لکھتا ہے کہ

''رسول پر ایمان سے مفہوم اس کی ذات پر ایمان نہیں۔ رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان
سے مقصود اس کتاب پر ایمان ہے جو حضور ﷺ کی وساطت سے دنیا کو ملی''۔

(فردوس گم گشتہ ص ۳۹۳)۔

یہاں صراحتاً اس نے رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان لانے کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ
رآن پر ایمان رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان لانے کی ہی وجہ سے ہے۔ اور قرآن حکیم میں رسول
للہ ﷺ پر ایمان لانے کا مستقل طور پر حکم موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

۱) "ذلک لتومنوا باللہ ورسولہ"۔ (پارہ ۲۸۔ سورۃ المجادلہ۔ آیت ۴)۔

''یہ حکم ہے اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ''۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

رسول اللہ پر ایمان لانے کا حکم تو عالم ارواح میں دیگر انبیائے کرام کو بھی دیا گیا چنانچہ
رمایا۔

۲) "واذاخذاللہ میثاق النبین لمآ اتیتکم من کتب وحکمة ثم جآء کم
رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ" ۔(پارہ ۳۔ آل عمران ۹ ع
آیت ۸۱)۔

''اور جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر
تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصدق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس
رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرف داری بھی کرنا''۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اس آیت میں رسول سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جو تمام انبیائے کرام کے بعد آخر میں آنے والے تھے اور اسی آیت سے حضور ﷺ کا خاتم النبین (آخری نبی) ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اور لفظ ''ثم'' اسی پر دلالت کرتا ہے۔ نیز رسول کی تغوین تعظیم کے لئے ہے۔ یعنی سب سے آخر ایک عظیم الشان رسول ﷺ آئیں گے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن (ولادت ۱۲۶۸ھ۔ بمطابق ۱۸۵۱ء۔ وفات ۱۳۳۹ھ۔ بمطابق ۱۹۲۰ء) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس عام قاعدہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد بلا استثناء تمام انبیائے سابقین سے لیا گیا ہوگا اور انہوں نے اپنی اپنی امتوں سے یہ ہی قول واقرار لئے ہونگے کیونکہ ایک آپ ہی کی مخزن الکمالات ہستی تھی جو عالم غیب میں سب سے پہلے اور عالم شہادت میں سب انبیاء کے بعد جلوہ فروز ہونے والی تھی اور جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا۔ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبین حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کا حکم تو عالم ارواح میں انبیائے کرام کو بھی دیا گیا لیکن دشمن رسول پرویز کہتا ہے کہ اس عالم شہادت میں بھی رسالت محمد یہ ﷺ پر ایمان لانا مراد نہیں بلکہ قرآن پر ایمان لانا ہی مقصود ہے۔ کیا اس کے بعد بھی پرویز کا دشمن رسول ﷺ ہونے میں شک ہوسکتا ہے؟

اطاعت رسول ﷺ سے انکار:

۱) یہی دجال پرویز لکھتا ہے رسول ﷺ کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی سے اپنی اطاعت کرائے۔ (معارف القرآن۔ص ۶۱۶)۔

۲) اور تو اور انسانوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہستی (محمد) کی پوزیشن بھی اتنی ہے کہ وہ اس قانون کا انسانوں تک پہچانے والا ہے اسے بھی کوئی حق نہیں کہ کسی پر اپنا حکم چلائے۔

(سلیم کے نام خط۔ جلد ۲۔ ص ۳۴)

یہاں پرویز کذاب نے اطاعت رسولؐ کا انکار کر کے اپنے قلبی کفر کا اظہار کر دیا

حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی امتوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

(۱) "اذقال لهم اخوهم نوح الاتتقون انی الکم رسول امین فاتقو الله و اطیعون "۔(الشعراء۔ع۔آیت 108)۔

"جبکہ ان سے ان کی برادری کے بھائی نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہ مانو"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

(۲) "کذبت عاد المرسلین اذقال لهم اخوهم هود الاتتقون انی لکم رسول امین فاتقوا الله و اطیعون. (الصافات. آیت ۱۲۶)۔

"قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کی برادری کے بھائی ہود علیہ السلام نے کہا کہ تم خدا سے ڈرتے نہیں ہو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو" (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

(۳) اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا۔

"فاتقوا الله و اطیعون" (ایضا آیت ۱۲۵)

"پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو"۔

(۴) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا۔

"ولما جاء عیسی بالبینات قال قد جئتکم بالحکمة ولا بین لکم بعض الذی تختلفون فیه. فاتقو الله و اطیعون"۔

(پ۲۵۔الزخرف۔ع۶۔آیت ۶۳)

"جب عیسیٰ علیہ السلام معجزے لیکر آئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لے کر آیا ہوں تاکہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو میں تم سے بیان کردوں تو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اطاعت الرسول ﷺ کا حکم:

۱) "قل اطیعو اللہ و اطیعو الرسول". (پ۱۸۔سورۃ النور۔۷ع۔آیت۵۴)

"آپ کہئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو"۔

(حضرت تھانویؒ)

یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ بحیثیت رسول لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیں۔لیکن دجال و کذاب پرویز کہتا ہے کہ رسول کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی سے اپنی اطاعت کرائے تو کیا اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کرنے کی وجہ سے پرویز کافر نہیں ہوگیا؟

اس آیت نے تو پرویز کے کفر پر مہر لگادی۔

۲) "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ"(النساء۔رکوع ۱۱۔آیت ۸۰)

"جس شخص نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔

(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو رسول ﷺ کی اطاعت سے مشروط کیا ہے اور اطاعت رسول ہی سے اللہ کی اطاعت نصیب ہوتی ہے۔

۳) "واقیمو الصلوته و اتوالذکوته واطیعو الرسول لعلکم ترحمون".

(پ۱۸۔سورۃ النور۔رکوع ۷۔آیت۵۲)

"اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور باقی احکام میں بھی رسول ﷺ کی اطاعت کیا کرو تا کہ تم پر کامل رحم کیا جائے"۔(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)۔

یہاں بھی مستقل طور پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

۴) "واقمن الصلوٰۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ"۔

(الاحزاب۔۴ع۔آیت ۳۳)۔

"اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو"۔(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)

۵) یاایها الذین امنو اطیعو اللہ واطیعو الرسول ولا تبطلوا اعمالکم"۔

(پ۲۶۔سورۃ محمد۔۴ع۔آیت ۳۳)۔

"اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور کفار کی طرح اللہ ورسول ﷺ کی مخالفت کرکے اپنے اعمال برباد مت کرو"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

علاوہ ازیں متعدد آیات میں ایمان والوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔

۶) "وما کان لموء من ولا موء منته اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا"۔

(آیت ۲۲۔الاحزاب ۵ع۔آیت ۳۶)

"اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں ہے جب کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کام کا حکم دیویں کہ پھر ان کو ان (مومنین) کے اس کام میں کوئی اختیار باقی ہے۔ اور جو شخص ان کا اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا نہیں مانتا وہ صریح گمراہی میں پڑا"۔(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

یہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا انجام بھی بتلا دیا۔

رسول ﷺ کا فیصلہ نہ ماننا کفر ہے:

"فلاوربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلمو اتسلیما"۔

(پ۵۔سورۃ النساء۔۹ع۔آیت ۱۶۵)

"پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہونگے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرائیں پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک یہودی اور بشر نام ایک منافق میں کسی معاملے میں ایک جھگڑا ہو گیا۔ منافق چاہتا تھا کہ ایک یہودی سردار کعب بن اشرف سے فیصلہ کرائیں لیکن یہودی فیصلہ کے لئے اس منافق کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ حضور ﷺ نے دونوں کے بیانات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا لیکن منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور فیصلہ کرانے یہودی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ پہلے رسول اللہ ﷺ یہودی کے حق میں فرما چکے ہیں تو اپنی تلوار سے اس منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا جو شخص رسول ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس کا یہی فیصلہ ہے۔ اس پر منافقین نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں شکایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ناحق ہمارے آدمی کو قتل کر دیا۔ اس پر مذکورہ آیات نازل ہوئیں جس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تصدیق ہو گئی اور قسم کھا کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اپنے جھگڑوں کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کروائیں پھر جو رسول اللہ ﷺ فرمائیں اس کی وجہ سے دل میں تنگی نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ حضور ﷺ کے فیصلہ کو دل سے پوری طرح تسلیم کیا جائے اگر کوئی شخص ایسا نہیں کریگا وہ ہرگز مومن نہیں، بلکہ کافر ہے۔ یہ اطاعت رسول ﷺ کا قرآنی حکم ہے۔ لیکن پرویز اپنے کفر کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے

> ''رسول کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی سے اپنی اطاعت کرائے''۔ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو دل سے قبول نہ کرنے والا مومن نہیں خواہ وہ زبان سے کچھ نہ کہے تو پرویز کیونکر مومن ہو سکتا ہے۔ جو کھلم کھلا یہ کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اطاعت کرانے کا حق ہی نہیں رکھتے (العیاذ باللہ)۔

مرکزی حکومت کی اطاعت:

۱) پرویز لکھتا ہے کہ اللہ و رسول کی اطاعت سے مراد مرکز حکومت کی اطاعت ہے۔

(اسلامی نظام۔ ص ۸۶)

۲) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کیونکہ اطاعت کے معنی

کسی زندہ کے احکام کی پیروی ہے۔(اسلامی نظام۔ص ۱۱۳)

۳) جب نبی اکرم ﷺ موجود تھے تو بحیثیت مرکز ملت آپ کی اطاعت فرض اولین تھی۔

(مقام حدیث۔ص ۱۹)

پرویز کے اس کافرانہ نظریہ کے بعد تو نہ اللہ کی ضرورت اور نہ رسول ﷺ کی ضرورت ہے۔ ہر دور کی مرکزی حکومت ہی گویا اللہ ہے اور وہی رسول ہے۔ نہ توحید باقی رہی' نہ رسالت' توحید و رسالت کا مقام مرکزی حکومت کو حاصل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بھی آپ کی اطاعت رسول اللہ ﷺ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مرکز ملت ہونے کی وجہ سے امت پر فرض تھی۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی بوجہ رسالت' کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۴) اور اسی کافرانہ نظریہ کی بنیاد پر وہ لکھتا ہے کہ شریعت محمدیہ صرف آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک کے لئے تھی نہ کہ ہر زمانے کے لئے بلکہ ہر زمانے کی شریعت وہ ہے جس کو اس عہد کا مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ مرتب و مدون کرے۔

(مفہوم عبادت۔مقام حدیث۔جلد اول۔ص ۳۹۱)۔

۵) مرکز ملت کو اختیار ہے کہ وہ عبادات' نماز، روزہ' معاملات' اخلاق غرض جس چیز میں چاہے ردوبدل کر دے۔(قرآنی فیصلے۔ص ۴۲۴)

۶) مرکز ملت اپنے زمانے کے کسی تقاضے کے ماتحت نماز کی کسی جزوی شکل میں ردوبدل کر سکتا ہے۔(مفہوم قرآنی فیصلے۔ص ۱۴۔۱۵)

اگر اطاعت رسول ﷺ سے مرکز حکومت مراد لی جائے تو پھر ان انبیائے سابقین کی اطاعت تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی جن کے پاس حکومت نہیں۔

۷) قرآن کریم کے احکامات وراثت' قرضہ' لین دین' صدقہ خیرات وغیرہ سب عبوری دور سے متعلق ہیں اسلام میں ذاتی ملکیت نہیں۔

(نظام ربوبیت۔تعارف۔ص ۲۵۔ص ۱۶۷)۔

پرویز کے مندرجہ نظریات کے تحت تو قرآنی خدائی احکامات کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہر دور کا مرکز حکومت احکام خداوندی میں ردوبدل کر سکتا ہے اور قرآن کے احکام بھی عبوری دور کے متعلق ہیں بعد میں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا دشمن یہ جسارت تو کر نہیں سکا کہ وہ مسلمانوں سے کہتا کہ یہ قرآن وحی الٰہی نہیں ہے کیونکہ اس سے تو اس کا کفر بالکل واضح ہو جاتا تھا۔ اس لئے اس نے بظاہر یہ کہا کہ جو کچھ ہے قرآن ہے اور قرآن کے علاوہ کوئی دین میں حجت نہیں اور پھر قرآن کے بارے میں بھی کھل کر کہہ دیا کہ اس کے احکام بھی ہمیشہ کے لئے نہیں ان کا تعلق عبوری دور سے ہے بعد میں آنے والی حکومتیں احکام قرآنی میں ردوبدل کر سکتی ہیں تو اس صورت میں ایمان بالقرآن کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا اس نظریہ کی بنیاد پر پرویز کے کافر ہونے میں کوئی شک رہ سکتا ہے؟

پرویز کے خدا اور رسول ﷺ:

جب پرویز کے نزدیک قرآنی حکم **"اطیعو اللہ واطیعو الرسول"** سے مراد مرکز حکومت کی اطاعت ہے تو اس نظریہ کے تحت پاکستان میں جو حکومتیں بھی گزری ہیں ان کے دور میں ان کی اطاعت فرض ہوئی چنانچہ پاکستان میں بالترتیب مرکز حکومت حسب ذیل ہوئے ہیں۔

۱۔ قائداعظم محمد علی جناح اور ان کی کابینہ کا وزیر خارجہ مرتد ظفر اللہ قادیانی آنجہانی وغیرہ۔

۲۔ سکندر مرزا اور اس کی کابینہ۔

۳۔ فیلڈ مارشل ایوب خان اور کابینہ۔

۴۔ جنرل یحییٰ خان اور کابینہ۔

۵۔ ذوالفقار علی بھٹو اور کابینہ۔

۶۔ جنرل ضیاء الحق اور کابینہ۔

۷۔ صدر اسحاق خان اور کابینہ۔

۸۔ صدر فاروق لغاری۔

۹۔ بے نظیر اور زرداری وغیرہ۔

۱۰۔ میاں نواز شریف اور کابینہ۔

۱۱۔ اور اب جنرل مشرف اور کابینہ۔

پرویز کے پیش رو:

انگریزی دور میں مولوی عبداللہ چکڑالوی نے انکار حدیث کا نظریہ پیش کیا لیکن علمائے حق کی مخالفت کی وجہ سے وہ فتنہ دب گیا۔ اس کے بعد حافظ اسلم جیراجپوری نے فتنہ انکار حدیث کو پھیلانے کی کوشش کی لیکن زیادہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ ممکن ہے ان دونوں نے بوجہ کم فہمی یا بدفہمی حدیث کی حجیت کا انکار کیا ہو لیکن قرآن کے وہ منکر نہ ہوئے ہوں۔ (واللہ اعلم) لیکن پرویز نے انکار حدیث کے راستہ سے جو فتنہ کھڑا کیا تو یہ کسی غلط فہمی پر مبنی نہیں تھا بلکہ وہ سرے سے قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کا ہی منکر تھا بلکہ وہ منکر خدائے کائنات بھی تھا اور چونکہ اس دجال نے مرکز حکومت کو خدا اور رسول کا مقام دے دیا اس لئے اس دور کی حکومتوں نے پرویز کی سرپرستی کی اور اس فتنہ نے انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کو اور نوکر شاہی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جب اس وقت کے اکابر علماء کو اس فتنے کا احساس ہوا تو حضرت علامہ محمد یوسف صاحب محدث بنوری رحمت اللہ علیہ (ولادت مئی ۱۹۰۸ء۔ وفات ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۷ء) نے ایک استفتاء مرتب فرمایا جس میں پرویز کو کافر قرار دیا۔ اس فتویٰ پر دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث' ہر مکتب فکر کے علماء کے دستخط تھے اور راقم الحروف نے بھی اس فتویٰ پر دستخط کئے تھے۔ علمائے اسلام کے میدان میں آنے سے پرویزی فتنہ بڑی حد تک دب گیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ (متوفی ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء) نے اپنی تقاریر میں بھی فرمایا تھا کہ پرویز منکر حدیث ہے اور منکر قرآن ہے اور منکر قرآن کافر ہے' اس لیے پرویز بھی کافر ہے۔

اقبال و پرویز:

پرویز ۱۹۸۵ء میں آنجہانی ہوا۔ اس کے کافرانہ لٹریچر نے حکومتوں کی سرپرستی میں

ایک طبقہ کے دل ودماغ کو ماؤف کردیا تھا۔اس کا ماہنامہ طلوع اسلام اسلام حقیقی کے خلاف زہر اگل رہا تھا۔اور اس دجال نے ناواقف تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ تاثر دیا کہ وہ علامہ اقبال مرحوم کے نظریات کا ہی مبلغ اور محافظ ہے۔اس وجہ سے اقبال مرحوم کے کئی عقیدت مند بھی اس کے فریب میں آگئے۔حالانکہ اقبال مرحوم حدیث وسنت کے معتقد تھے۔ان کے کلام میں محبت کی شیرینی ہے۔اقبال کے اشعار میں جا بجا اطاعت رسول ﷺ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

سورۃ نجم میں ہے۔"**والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ وما ینطق عن الھویٰ. ان ھوا الا وحی یوحی**". (پ۲۷۔رکوع۵)۔

"قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے نہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ غلط راستہ ہو لئے اور نہ ہی آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں انکا ارشاد وحی ہے جوان پر بھیجی جاتی ہے"۔(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)

اقبال مرحوم نے اس آیت کے مضمون کو اس شعر میں بیان کیا ہے۔

امی پاک ازھوی گفتار او
شرح رمز ماغوی گفتار او

اقبال مرحوم نے اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت کو کس خوبی سے حسب ذیل اشعار میں سمجھایا ہے۔

ھست دین مصطفیٰ دین حیات
شرح او تفسیر آئین حیات
تا شعار مصطفیٰ از دست رفت
قوم رار مز بقا از دست رفت

رسالت محمدیہ علی صاحب الصلوۃ التحیۃ کا مقام سب سے بالاتر ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اقبال تو حضور خاتم النبین ﷺ کے خلیفہ اول امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں بھی کہتا ہے۔

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اول سینائے ما
ہمت او کشت ملت راچو ابر
ثانیء اسلام وغار وبدر وقبر
پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کو خدا و خدا کا رسول بس

اقبال تو پرویزیت پر خود لعنت بھیجتا ہے چنانچہ ایران کے خسرو پرویز کے بارے میں کہتا ہے۔

نامہء آں رحمتہ للعالمین
کرد چاک از کبر پرویز لعین
در جہاں ہر آنکہ پرویزی کند
نامہ ہائے مصطفیٰ رامی درد

شارح اقبال ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب مرحوم نے پرویز کے اس دجل وفریب کا پردہ خوب چاک کیا چنانچہ لکھتے ہیں'' اور لاہور میں یہ بھی طلوع ہوا ہے کہ ایک شخص جو شخصیت رسول ﷺ کی اہمیت گھٹانے پر مامور ہےاور دین کو مجروامیر مسلمانوں کے لئے سہل اور غیر ذمہ

دارنہ زندگی کے مطابق ڈھالنے کے لئے ایک فرقے کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ بدقسمتی سے اپنی مجلس کی رونق اشعار اقبال سے ہی بڑھا رہا ہے۔ظاہر ہے کہ جو شخص رسول ہی کو نہیں مانتا اور اپنے آپ کو قرآن کا عمرؓ و ابوبکرؓ سے بہتر مفسر سمجھتا ہے وہ اقبال کو کیا مانے گا۔مگر رونق بڑھانے کے لئے اشعار اقبال کو یہ بھی گاتا ہے۔ یہ بظاہر اقبال کی مقبولیت کی علامت ہے مگر اسی مقبولیت کے اندر اقبال کے تماشے بھی ہو رہے ہیں اور وہی یہ پہلو ہے جس کی خاطر پیغام اقبال کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے۔

علامہ انور شاہؒ اور اقبالؒ:

ڈاکٹر اقبالؒ مرحوم فخر المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے بہت زیادہ عقیدت مند تھے اور ختم نبوت کی حقیقت سمجھنے کے لئے اقبال نے حضرت شاہ صاحب ہی سے استفادہ کیا تھا۔ جب علامہ انور شاہؒ صاحب مارچ ۱۹۲۵ء میں انجمن خدام الدین لاہور کے جلسے میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے تو علامہ اقبال نے ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء کو انہیں حسب ذیل خط لکھا۔

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا!

السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ! مجھے ماسٹر عبداللہ سے ابھی معلوم ہوا کہ آپ انجمن خدام الدین کے جلسہ میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے۔ میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں۔ جناب کی وساطت سے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عثمانی' حضرت مولانا شبیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب (دیوبند) کی خدمت میں بھی یہی التماس ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرف قبولیت بخشیں گے۔آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لئے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔

(اقبال)

اس دعوت میں مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ بھی شریک تھے۔(بحوالہ مدنی واقبال نمبر۔ ماہنامہ الرشید۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی بھی لکھتے ہیں شاید اس واقعہ کا ذکر بے محل نہ ہوگا حضرت الاستاد (یعنی علامہ انور شاہؒ صاحب) کا ایک منظوم رسالہ حدوث عالم کی بحث پر ہے۔ یہ رسالہ چھپ کر آیا تو اس کا ایک نسخہ حضرت الاستاد نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے پاس بھی بطور تحفہ ارسال فرمایا۔ ایک صحبت میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں تو مولانا انور شاہؒ صاحب کا رسالہ پڑھ کر دنگ رہ گیا ہوں کہ رات دن قال اللہ، وقال رسول ﷺ سے واسطہ رکھنے کے باوجود فلسفہ میں بھی ان کو اس درجہ درک اور بصیرت اور اس کے مسائل پر اس قدر گہری نگاہ ہے کہ حدوث عالم پر اس رسالہ میں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے حق یہ ہے کہ آج تک یورپ کا بڑے سے بڑا فلسفی بھی اس مسئلہ پر اس سے زیادہ نہیں کہہ سکا۔ (ایضاً مدنی واقبال)۔

علامہ اقبال اور مولانا انور شاہؒ صاحب کی آخری ملاقات اگست ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب مولانا انور شاہؒ صاحب مقدمہ بہاولپور کے سلسلہ میں بہاولپور جا رہے تھے۔ اس سفر میں انہوں نے دو روز لاہور میں قیام کیا۔ ان ایام میں مولانا انور شاہؒ صاحب جامع مسجد آسٹریلیا میں صبح کی نماز کے بعد درس قرآن دیتے تھے۔ علامہ اقبال اس موقع پر موجود تھے۔ مولانا انور شاہؒ صاحب ڈھابیل میں بیمار ہوکر دیوبند چلے گئے یہاں ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء مطابق ۱۳۵۱ھ آپ کا انتقال ہوا اور اس طرح سے

دست بیداد اجل سے بے سراپا ہوگئے
فقر و دیں فضل و ہنر لطف و کرم علم و عدل

برکت علی اسلامیہ ہال لاہور کے تعزیتی جلسے میں علامہ اقبال نے فرمایا۔ اسلام کی پانچ سو سالہ تاریخ بھی شاہ صاحب کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کا اختتام اس شعر پر کیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(ایضاً مدنی واقبال نمبر)

کذب وافتراء:

علامہ اقبال جو فخر المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے اس قدر عقیدت مند تھے۔ کیا وہ حدیث یا حجیت حدیث کے منکر تھے؟ ہرگز نہیں۔ لیکن پرویز اور اس کی پارٹی کا یہ کتنا بڑا کذب وافتراء ہے کہ وہ اپنے کفریہ افکار ونظریات کو افکار اقبال کا پرتو قرار دیتے ہیں۔

فرائض رسالت:

پرویز کا نظریہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فریضۂ رسالت صرف قرآن کو پہنچانا ہے یعنی صرف اللہ کا پیغام پہنچانے والے ہیں لیکن اس کی تشریح وتوضیح آپ کے ذمہ نہیں چنانچہ لکھتا ہے

"اور تو اور انسانوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہستی (محمد ﷺ) کی پوزیشن صرف اتنی ہی ہے کہ وہ اس قرآن کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے"۔

(سلیم کے نام خط۔ جلد نمبر ۲ ص ۳۴)۔

لیکن اس کا یہ نظریہ بھی صراحتاً خلاف قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

"هو الذی بعث فی الامیین رسوله منهم یتلوا علیهم آیاته ویز کیهم ویعلمهم الکتاب والحکمه وان کانو من قبل لعنی ضلل مبین"

(پ ۲۸۔ سورہ الجمعہ۔ ع)۔

"وہی ہے جس نے عرب کے ناخواندہ لوگوں میں سے انہی کی قوم میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ ﷺ کی بعثت) کے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

یہاں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ چار فرائض رسالت کا ذکر فرمایا ہے کہ جن پر رسول اللہ ﷺ عمل فرما رہے ہیں یعنی

(۱) تلاوت آیات (۲) تزکیۂ نفوس

(۳) تعلیم کتاب (۴) تعلیم حکمت

لیکن پرویز نے ان میں صرف پہلے فریضہ رسالت کا اقرار کیا ہے یعنی تلاوت آیات کہ آپ ﷺ قرآنی آیات کو انسانوں تک پہنچانے والے ہیں اور دوسرے فرائض رسالت کا بالکل انکار کر دیا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی اس کے منکر قرآن ہونے میں کسی اہل فہم وانصاف کو شک ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں۔

حدیث نبوی ﷺ:

لغت میں حدیث بات کو کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے جو ارشاد نکلا ہے وہ حدیث قولی ہے، جو آپ ﷺ نے عمل فرمایا ہے وہ حدیث فعلی ہے اور آپ ﷺ کے سامنے کسی شخص نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ خاموش رہے اور منع نہیں فرمایا تو اسے حدیث تقریری کہتے ہیں۔ علمائے حق کے نزدیک یہ تینوں قسم کی احادیث شرعی حجت ہیں اور دین میں قرآن مجید کے بعد ان کا درجہ ہے لیکن پرویز سوائے قرآن کے اور کسی حدیث کو شرعی حجت نہیں مانتا بلکہ ذخیرہ احادیث کو عجمی سازش قرار دیتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

۱) روایات حدیث کی تدوین اسلام کے خلاف سب سے پہلی سازش تھی جس سے مسلمانوں میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ قرآن کریم کے علاوہ دوسری وحی بھی ہے۔

(مقام حدیث۔ جلد اول۔ صفحہ ۴۲۱)

۲) جس کو یہ لوگ وحی غیر متلو کہتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے، یہ جھوٹ اب مسلمانوں کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ (ایضاً۔ جلد ۲۔ ص ۱۲۲)

۳) انہوں (مجوسیوں) نے سب سے پہلے یہ عقیدہ پھیلایا کہ دین سب کا سب قرآن ہی میں نہیں، قرآن کے ساتھ ایک اور چیز بھی ہے اور وہ ہیں احادیث۔ سر دست یہ دیکھو کہ اس وحی غیر متلو کی حقیقت کیا ہے جس سے پانچ نمازیں فرض ہوتی ہیں بخاری شریف میں ہے کہ شب معراج میں نمازیں فرض ہوئی ہیں۔

۴) حدیث عجمی سازش ہے اور جھوٹ جو مسلمانوں کا مذہب ہے۔

(مقام حدیث۔ جلد ۲۔ ص ۱۲۲)

حجیت حدیث:

احادیث کے بارے میں پرویز کے مذکورہ نظریات انکار قرآن پر مبنی ہیں۔ پرویز انکار حجیت حدیث کے ذریعے انکار قرآن کا رستہ کھولنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن کریم کی ہی مندرجہ آیات سے احادیث نبویہ کا شرعی حجت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ

۱) سورۃ الجمعہ کی مذکورہ پیش کردہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے "**یتلو علیھم ایاتہ**" کے تحت صرف قرآن کے الفاظ لوگوں تک نہیں پہنچائے بلکہ حسب ارشاد ربانی "**یعلمھم الکتاب والحکمتہ**" ان کو کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم بھی دی یعنی قرآنی آیات کا مطلب سمجھایا اور قرآنی آیات کی حکمتیں بھی بتلائیں اور قرآن کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو جو تعلیم دی اسی تعلیم نبوی ﷺ کا نام حدیث ہے اور چونکہ آپ معصوم بلکہ امام معصومین ہیں ﷺ۔ اس لئے آیات قرآن کا جو مطلب آپ نے بیان فرمایا وہی مطلب صحیح اور حق ہے اور اسی کی پیروی امت پر لازم ہے اور اس کے خلاف جو بھی ہے وہ خلاف حق اور باطل ہے۔

۱) ارشاد ربانی ہے۔ "**وماذا بعد الحق الا الضلال**". (سورۃ یونس۔ آیت ۳۲)

"امر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ اور اس کے تحت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

۲) اوراسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے فرمایا۔ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر واحسن تاویلا"۔(پ۵سورۃ النساء آیت ۵۹)۔

"اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی، پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ کر دیا کرو، اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے"۔(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ نے یہاں تین قسم کی اطاعتوں کا حکم دیا ہے۔

۱) اللہ کی اطاعت

۲) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

۳) اولی الامر کی اطاعت۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مراد یہی ہے کہ قرآن مجید میں جو احکام خداوندی ہیں ان کی اطاعت کرو اس کے بعد بھی مستقل طور پر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اس سے مراد یہی ہو سکتا ہے کہ قرآن کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے لئے حکم فرمایا کہ وہ بھی خوشی سے مانو اور یہ حکم اہل ایمان کو احادیث مبارکہ سے ہی مل سکتا ہے جو قرآن کے علاوہ ہے۔ اس کے بعد "اولی الامر منکم" فرمایا۔ لیکن یہاں "اطیعوا الی الامر" نہیں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان "اولی الامر" کا حکم مانا جائے گا جو "اطیعوا اللہ واطیعو الرسول" کے پابند ہیں اور ان کا بھی وہی حکم مانا جائے گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو اور اگر "اولی الامر" میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کو حل کیا جائے گا اور اس میں اجتہاد کی ضرورت ہوگی اور جو اہل اجتہاد ہوں گے وہی کتاب وسنت کی روشنی میں کوئی فیصلہ کریں گے۔ لیکن پرویز نے "اطیعو اللہ واطیعوالرسول" سے مرکز حکومت کی اطاعت مراد لے کر پہلی دو اطاعتوں کا صراحتاً انکار کر دیا اور جو تیسرے درجہ میں "اولی الامر" کی اطاعت مستقل نہیں یہ قید نہیں

لگائی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہوں بلکہ جو بھی اہل حکومت ہوں اور جس قسم کی بھی مجلس شوریٰ ہو خواہ وہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہو محض مرکز حکومت کی وجہ سے اس کی اطاعت کی جائے گی اور ان کو صوم وصلوٰۃ وغیرہ قرآنی احکام میں ردوبدل کا اختیار ہوگا۔

علاوہ ازیں انتہائی دجل سے کام لے کر "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" سے مرکز حکومت کی اطاعت اور "اولی الامر" سے افسران ماتحت کی اطاعت مراد لی ہے۔

(معارف القرآن۔ص ۶۲۶)

وحی متلو اور غیر متلو:

لغت میں وحی جلدی جلدی خفیہ اشارہ کو کہتے ہیں اور وحی کی دو قسمیں ہیں۔

۱) وحی تکوینی ۲) وحی شرعی

اور قرآن حکیم میں دونوں قسم کی وحی کا ذکر ہے اور وحی تکوینی وہ ہے جس کا دین وشریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۱) چنانچہ فرمایا "واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا".

(سورۃ النحل۔ آیت ۶)

"اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں گھر بنالے" (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)۔

۲) "واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ" (سورۃ القصص۔ آیت ۷)

"اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا۔ کہ تم ان کو دودھ پلاؤ"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)۔

اور وحی شرعی وہ ہے جس کا تعلق دین وشریعت سے ہو اور وہ انبیاء کرام پر ہی نازل ہوتی ہے۔ جس میں بندوں کے لئے ہدایت ہوتی ہے۔

۳) چنانچہ فرمایا "انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبین من بعدہ

واوحینا الیٰ ابراهیم واسمٰعیل واسحق ویعقوب والا سباط وعیسیٰ وایوب ویونس وهارون وسلیمان واتینا داود زبوراً"۔ (سورۃ النساء۔آیت نمبر۱۶۳)۔

"ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوحؑ کے پاس بھیجی تھی اوران کے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور اولاد یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داوٗدؑ کوزبور دی تھی"۔(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)

۴) **"قل انما ان بشر مثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحد"۔**

(سورۃ الکہف۔رکوع۱۲۔آیت۱۱۰)

"اورآپ یوں ہی کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی بشر ہوں میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود(برحق)ایک ہی معبود ہے"(ترجمہ:حضرت تھانویؒ)

اور پھر شرعی وحی بھی دوقسم پر ہے۔

۱) وحی متلو ۲) وحی غیر متلو

اوروحی متلووہ ہے جس کی تلاوت کا حکم فرمایا **"یتلو علیهم ایاته"** (سورۃ الجمعہ)۔ آپ ﷺ ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں اوروحی متلو"سورۃ فاتحہ" سے لے کر "والناس" تک ساراقرآن ہے اور یہ کلام اللہ ہے یعنی الفاظ وکلمات اللہ تعالیٰ کے ہیں اوروحی غیر متلووہ ہے جوقرآن کے علاوہ ہے۔اس کا مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو القا ہوتا ہے۔اس کو پھر نبی کریم ﷺ اپنے الفاظ میں زبان مبارک سے ادا کرتے ہیں اوراس پر عمل کرتے ہیں مثلاً ہجرت کے بعدرسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ۱۶۔۱۷۔مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی۔پھرخانہ کعبہ(بیت المقدس)کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔

۱) چنانچہ فرمایا **"سیقول السفهاء من الناس ماولهم عن قبلتهم التی کانو اعلیها"**.(پ۲۔البقرہ۔۲رکوع۱۶۔آیت۱۴۲)۔

"اب تو یہ بے وقوف لوگ یہی کہیں گے کہ ان مسلمانوں کوان کے سابق سمت قبلہ سے

بیت المقدس کی طرف جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس بات نے بدل دیا''۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

۲) ''وما جعلنا القبلته التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه''. (البقرہ۔ آیت ۱۴۳)

''اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں یعنی بیت المقدس وہ تو محض اس مصلحت کے لئے ہم نے کہا تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ ﷺ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹنا چاہتا ہے''۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اس سے معلوم ہوا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم بھی اللہ کی طرف سے تھا۔ لیکن یہ حکم قرآن مجید میں نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ یہ حکم قرآن کے علاوہ دوسری وحی کے ذریعے تھا اور اسی کو وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ تحویل قبلہ کا حکم نماز عصر کے وقت نازل ہوا تھا اور نماز عصر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھائی تھی۔ اس لئے اس مسجد کو ''مسجد ذوالقبلتین'' کہتے ہیں۔

۳) ''وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیهم ولعلهم یتفکرون''.

(سورۃ النحل۔ آیت ۴۴)

''اور آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے آپ ان سے کہہ دیں اور تاکہ وہ ان میں فکر کیا کریں''۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ''آج تم کو اے محمد ﷺ ایسی کتاب دے کر بھیجا ہے جو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیاء سابقین کے علوم کی مکمل یادداشت ہے۔ آپ ﷺ کا کام یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کر بیان فرمائیں اور اس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفسیر کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مفہوم وہی معتبر ہے جو احادیث رسول ﷺ کے موافق ہو۔ اور رسول ﷺ نے قرآنی آیات کا جو مطلب سمجھایا' وہ وحی غیر متلو سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سمجھایا ہے اور اس وحی غیر متلو کے

ارشادات کو ہی احادیث نبوی ﷺ کہا جاتا ہے۔

۴) "انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰلک اللّٰہ".

(سورۃ النساء۔ رکوع ۱۶۔ آیت ۱۰۵۔)

"بے شک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ (کتاب) بھیجا ہے واقعہ کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ہے"۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

مذکورہ آیت میں اس بات کی تصریح ہے کہ قرآنی آیات کا جو حکم رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس کے مطابق فیصلہ ہی صحیح ہے اور آپ اپنی طرف سے پیش نہیں فرماتے ہیں بلکہ اللہ کی طرف سے آپ کو بتایا جاتا ہے۔ اور یہی وحی غیر متلو ہے جو قرآن کے علاوہ ہے اور اسی کا نام حدیث رسول ﷺ ہے اور اسی آیت کے تحت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں "آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول ﷺ ہم نے اپنی سچی کتاب تم پر اس لئے اتاری ہے کہ ہمارے سمجھانے اور بتلانے کے موافق تمام لوگوں میں نیک ہوں، مسلمان ہوں یا کافر، حکم اور انصاف کیا جائے"۔ مذکورہ آیات کے علاوہ قرآن مجید کی متعدد ایسی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی احکام قرآنی کی تشریح یا قرآنی احکام کی عملی صورت نبی کریم ﷺ کو قرآن کے علاوہ وحی غیر متلو کے ذریعہ بتلائی گئی ہے۔ اور یہ وحی غیر متلو بھی شرعی حجت ہے لیکن کذاب پرویز لکھتا ہے کہ جس کو یہ لوگ وحی غیر متلو کہتے ہیں یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ مسلمانوں کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ (مقام حدیث۔ جلد ۲۔ ص ۱۲۲)

اور اسی سلسلہ میں لکھتا ہے سردست یہ دیکھو کہ اس وحی غیر متلو کی حقیقت کیا ہے جس سے پانچ نمازیں فرض ہوتی ہیں بخاری شریف میں ہے کہ نمازیں شب معراج میں فرض ہوئی ہیں۔ یہاں پرویز نے وحی غیر متلو کو جھوٹ قرار دیکر اور پانچ نمازوں کا صراحتاً انکار کر کے کتنی ہی قرآنی آیات کا انکار کیا ہے جن سے وحی غیر متلو ثابت ہوتی ہے۔ تمام امت مسلمہ وحی غیر متلو کے ذریعے ہی پانچ نمازوں کو فرض قرار دیتی ہے اور تمام مسلمان صوم وصلوٰۃ، حج وزکوٰۃ وغیرہ عبادات

کو اسی عملی شکل میں ادا کرتے ہیں جو احادیث رسول ﷺ سے ثابت ہے اور اگر محدثین میں اختلاف ہے تو وہ فروعی ہے نہ کہ اصولی اور اسی وحی غیر متلو کے شرعی حجت ہونے کی بناء پر ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور محبت کو اتباع نبوی ﷺ سے مشروط کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

۱) "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم". (پارہ ۳۔ آل عمران۔ رکوع ۴۔ آیت ۳۱)

"آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں۔ بڑے عنایت فرمانے والے ہیں"۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب اسیر مالٹا قدس سرہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں "دشمنان خدا کی موالات اور محبت سے منع کرنے کے بعد خدا سے محبت کرنے کا معیار بتاتے ہیں یعنی اگر دنیا میں کسی کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدی ﷺ کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے۔ سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیب خدا ﷺ کی راہ پر چلتا ہے اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے اس کو اس قدر سمجھنا چاہئے کہ خدا کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعوے میں سچا ہوگا اتنا ہی حضور ﷺ کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا۔ جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی مہربانیاں مبذول ہونگی"۔

۲) "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنتہ لمن کان یرجو اللہ و الیوم الاخر و ذکر اللہ کثیراً". (پ ۲۱۔ الاحزاب۔ ۳ع۔ آیت ۲۱)

"تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو، رسول اللہ ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے"۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں

"جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے خدا کو یاد رکھتے ہیں' ان کے لئے رسول ﷺ کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے۔ اسے چاہئے کہ ہر معاملہ میں ہر ایک حرکت وسکون اور نشست وبرخاست میں ان کے نقش قدم پر چلیں اور ہمت واستقلال وغیرہ میں ان کی چال سیکھیں"۔

۳) "ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من انبیین والصدیقین والشھداء والمصلحین وحسن اولئک رفیقاً"۔

(پ ۵۔ سورۃ النساء۔ آیت ۶۸)

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شھداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں"۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ نبی وہ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے وحی آئے یعنی فرشتہ ظاہر میں آکر پیغام کہہ جائے اور صدیق وہ کہ جو پیغام اور احکام خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو آئے ان کا جی آپ ہی اس پر گواہی دے اور بلا دلیل اس کی تصدیق کرے اور شہید وہ کہ پیغمبروں کے حکم پر جان دینے کو حاضر ہیں اور صالح اور نیک بخت وہ کہ جن کی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی۔ اور بری باتوں سے اپنے نفس اور بدن کی اصلاح اور صفائی کر چکے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں قسمیں مذکورہ جوامت کے باقی افراد سے افضل ہیں ان کے ماسوا جو مسلمان ہیں وہ درجہ میں ان کے برابر نہیں لیکن اللہ اور رسول کی فرمانبرداری میں مشغول ہیں وہ لوگ بھی انہی کی شمار اور ذیل میں لئے جائیں گے اور ان حضرات کی رفاقت بہت ہی خوبی اور فضیلت کی بات ہے۔

۴) "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا لضالین"۔ (سورۃ فاتحہ)۔

''بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے''۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)۔

شیخ الھند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب اسیر مالٹا قدس سرہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں جن پر انعام کیا گیا وہ چار فرقے ہیں۔ ''نبیین وصدیقین وشھداء وصالحین''۔ کلام اللہ میں دوسرے موقع پر اس کی تصریح ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ انعام سے دینی انعام مراد ہے اور انعام والے چار گروہ ہیں انبیاء، صدیقین، شھداء اور صالحین۔

تبصرہ:

۱) سورۃ فاتحہ میں ان لوگوں کے رستہ پر چلنے کی دعا سکھلائی گئی ہے جو ''منعم علیھم'' ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہوا ہے اور سورۃ النساء کی مذکورہ آیت سے معلوم ہوا ہے کہ ''منعم علیھم'' چار گروہ (فرقے) ہیں۔ انبیاء، صدیقین، شھداء، صالحین اور ان انعام یافتہ بندوں کی آخرت میں رفاقت ان بندوں کو نصیب ہوگی جو ''من یطع اللہ والرسول'' کے مصداق ہونگے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہونگے۔ اور یہاں اطاعت رسول ﷺ سے مراد مرکز حکومت کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی۔ (جیسا کہ پرویز کا نظریہ ہے)۔ کیونکہ ہر مرکز حکومت میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن میں فاسق فاجر بھی ہوتے ہیں تو کیا فاسق وفاجر لوگوں کی اطاعت سے آخرت میں انبیاء، صدیقین، شہداء میں رفاقت نصیب ہوگی؟ اور کیا سورۃ فاتحہ میں ''اھدنا الصراط المستقیم'' میں فاسق وفاجر لوگوں کی اطاعت کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے؟

۲) مذکورہ زیر بحث آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم میں جا بجا جن آیات میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے وہ بحیثیت رسول ﷺ نہ کہ بوجہ مرکز حکومت ہونے

کے اور پرویز کے مرکز حکومت کی اطاعت کا نظریہ انکار رسالت پر مبنی ہے۔ پرویز رسول ﷺ کے الفاظ تو قرآن سے نکال نہیں سکا لیکن اطاعت رسول ﷺ سے اطاعت مرکز حکومت مراد لیکر اس نے اپنے کفریہ عقیدہ کا اظہار کر دیا ہے۔

۳) پرویز کا یہ لکھنا کہ رسول ﷺ کی اطاعت آپ کی زندگی میں تھی۔ وفات کے بعد آپ کی اطاعت نہیں کی جا سکتی ہے۔ اطاعت زندوں کی ہوتی ہے نہ کہ مردوں کی۔ تو یہ نظریہ بھی اس کا انکار رسالت پر مبنی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو انبیائے سابقینؑ کے طریقہ پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ وغیرہ انبیائے کرام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا "**اولئک الذین هدی الله فبهدی هم اقتده**"۔ (پ ۷۔ سورۃ الانعام۔ ۱۰ع۔ آیت ۹۰)

"یہ حضرات ایسے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی انہی کے طریقے پر چلئے"۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اگر پرویز کا نظریہ تسلیم کیا جائے کہ اطاعت زندوں کی ہوتی ہے نہ کہ مردوں کی تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انبیائے سابقین علیہم السلام زندہ ہیں جن کی پیروی کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا ہے۔ (اور عالم برزخ (قبر) میں انبیائے کرامؑ یقیناً زندہ ہیں)۔ اور اسی طرح قرآن کریم میں "**اطیعوا الرسول**" کے حکم سے بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور اکرمؐ خاتم النبیین ﷺ زندہ ہیں اور اگر زندہ نہ ہوتے تو اللہ آپ کی اطاعت کا حکم کیوں دیتا۔

۴) حقیقت میں اطاعت شخصیات کے اصول و احکامات کی ہوتی ہے رسول ﷺ نے بذریعہ وحی غیر متلو جو ارشادات و احکامات فرمائے ہیں ان کی پیروی قیامت تک لازم ہے۔ اس کا نام اتباع سنت ہے اور قرآن میں اطاعت رسول ﷺ سے یہی مراد ہے اور دوسری جگہ فرمایا "**واتبع سبیل من اناب الی**"۔

(سورہ لقمان۔ رکوع ۲۔ آیت ۱۵)

''اور اسی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو''۔

(ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ''یعنی پیغمبروں اور مخلص بندوں کی راہ پر چل اور دین کے خلاف ماں باپ کی تقلید مت کر''۔ لیکن پرویز انجہانی تو اطاعت کے لئے قرآن کی قید ''من اناب الی'' نہیں لگاتا وہ تو مرکز حکومت کی اطاعت کو ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت قرار دیتا تھا۔ خواہ مرکز حکومت اور مجلس شوریٰ کے ارکان شرابی ہوں یا بدکار ڈاکو ہوں یا لیٹرے ہرا یرا غیرا، جو بھی مرکز حکومت میں آ جائے اس کی اطاعت پرویزی مذہب میں لازم ہے۔ (العیاذ باللہ)۔

موازنہ:

ایک طرف حضرت محمد ﷺ قرآن مجید کا مطلب بیان فرمانے والے ہیں جن کا قلب منور مہبط وحی ہے جو کہ ''ماینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی'' کا مصداق ہیں جن کو حق تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سراج منیر فرمایا ہے اور جو خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک کے بعد افضل الخلائق اور سید الکائنات ہیں۔ جن کا نام مبارک لینے والے اور سننے والے درود شریف پڑھتے ہیں اور جن کے تربیت یافتہ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین وغیرھم کو قرآن میں رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کی سند عطا کی گئی ہے اور دوسری طرف غلام احمد پرویز جو انگریزی دور حکومت میں ایک سرکاری ملازم رہا ہے اس نے بھی قرآنی آیات کا اپنی تصانیف میں مطلب بیان کیا ہے۔ تو کیا کوئی ایسا مسلمان پایا جا سکتا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے ارشادات کو نظر انداز کر کے پرویز کے خود ساختہ نظریات کو قبول کر لے؟ ہرگز نہیں۔ اور اگر کوئی مدعی اسلام اس کے نظریات کو قبول کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔

خلاصہ بحث:

مذکورہ استفتاء میں غلام احمد پرویز آنجہانی کی تصانیف کے جو اقتباسات دیئے گئے

ہیں اگر ان سب کو زیر بحث لایا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن ہم نے بطور نمونہ چند اقتباسات پر بحث کی ہے اور قرآن حکیم کی آیات کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ پرویز بظاہر تو قرآنی اتباع کا دعویٰ کرتا ہے لیکن حقیقتاً قرآن کے کلام اللہ ہونے کا منکر ہے۔ وہ خاتم النبین ﷺ کی نبوت ورسالت کا بھی منکر ہے بلکہ وہ خالق کائنات کا بھی منکر ہے اور وہ کتاب اللہ کی روشنی میں یقیناً کافر ومرتد ہے اور جو لوگ اس کے کفریہ نظریات کو صحیح مانتے ہیں وہ بھی کافر ومرتد ہیں۔ دریں حالات پاکستان کی ہر مسلمان حکومت کا فرض ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال وکذاب کی طرح پرویز اور اس کے پیروکاروں کو بھی کافر قرار دے کر کتاب وسنت کی حقانیت کا تحفظ کرے۔

"وما علینا الا البلاغ"

www.KitaboSunnat.com

پرویزیت کے خدوخال

غلام احمد پرویز کے زندیقانہ اور ملحدانہ نظریات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

کی تاریخی کتاب

"انکار حدیث کے نتائج"

سے ماخوذ

غلام احمد پرویز کے زندیقانہ اور ملحدانہ نظریات

چوہدری صاحب خود بھی اوران کی جماعت بھی اس کھلی ہوئی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دورِ حاضر میں حافظ اسلم صاحب جیراجپوری کے بعد پرویز صاحب کی طرح قرآنی بصیرت اور اس میں غور وفکر کا ملکہ اور کسی کو حاصل نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی تحریف جس طرح پرویز صاحب نے کی ہے وہ صرف انہیں کا حصہ ہو سکتا ہے اور اس تحریف میں ان کو وہ حصہ وافر حاصل ہے اوران کو ایسا لطف آتا ہے کہ وہ بے چارے پھولے نہیں سماتے۔

ارادہ ہے کہ انشاء اللہ العزیز ان کی قرآنی غلطیوں اور تحریفات کو عوام کے سامنے رکھا جائے گا تا کہ ان کی قرآنی بصیرت عامۃ المسلمین پر بھی آشکارا ہو جائے اور خود ان کو بھی معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اس مظلوم کتاب پر کس طرح اور کس قدر ظلم روا رکھا ہے۔ علیل ہونے کے علاوہ بہت ہی عدیم الفرصت بھی رہتا ہوں' ورنہ یہ ارادہ کبھی کا پورا ہو جاتا۔

اس جگہ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حدیث رسول کو چھوڑنے کے بعد انسان کن عقائد اور نظریات کا حامل ہوتا ہے اور روحِ قرآن اور حقیقت شریعت سے محض اپنے نفس امارہ کی پیروی میں وہ کس طرح سرکشی کرتا ہے اور اس کی نارسا عقل قطعیات اور متواترات کا کس طرح انکار و اباء کرتی ہے بلکہ اس کو فخر تصور کرتی ہے۔ ذیل میں پرویز کے چند زندیقانہ اور ملحدانہ نظریات ملاحظہ کریں:۔

ا۔ احادیث

احادیث سے متعلق وہ یوں اپنی رائے کا اظہار کرتے اور لکھتے ہیں کہ:۔

"احادیث کی جس قدر کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں (بخاری و مسلم سمیت) ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہو کہ اس کے الفاظ وہی ہیں جو جو رسول اللہ نے فرمائے تھے۔ اس بات پر بھی غور کیجئے کہ کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کے الفاظ رسول اللہ کے ہوں۔ تمام احادیث روایات بالمعنیٰ ہیں"

(بحوالہ طلوع اسلام ص ۲۹' اکتوبر ۱۹۴۹ء' مضمون شخصیت پرستی از پرویز)

اور مقامِ حدیث حصہ اول ص ۵۱ میں لکھتے ہیں کہ:-

احادیث کی جس قدر کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں (بخاری و مسلم سمیت) ان کے الفاظ رسول اللہ کے نہیں ہیں۔ یہ احادیث روایات بالمعنیٰ ہیں۔ (بلفظہ)۔

ملاحظہ کیجئے کہ پرویز صاحب کی یہ کس قدر دیدہ دلیری اور جسارت ہے کہ بخاری و مسلم سمیت احادیث کے پورے ذخیرہ میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جو آنحضرت ﷺ کے دہن مبارک سے نکلی ہو اور جس کے متعلق یہ کہنا درست ہو کہ وہ آپ کے الفاظ ہیں۔ جن کو بکمال حفاظت محدثین کرامؒ نے اپنی کتابوں میں پوری ذمہ داری سے ضبط کیا ہے بلکہ یہ تمام روایات بالمعنیٰ اور رواۃ حدیث کی کارستانیاں ہیں۔ مگر چونکہ مسلمانوں پر از حد جمود طاری ہے اور وہ شخصیت پرستی کے دلدادہ ہیں۔ اس لئے وہ ان کو صحیح اور معمول بہا سمجھے بیٹھے ہیں۔

قارئین کرام! آپ شوق حدیث میں ملاحظہ کریں گے کہ صحابہ کرامؓ کے راستباز گروہ سے لے کر زمانہ تدوین کتب حدیث تک کس محنت اور جانفشانی سے' کس کلفت اور آزار سے' کس ہمت اور شوق سے' کیسی دیانت اور للّٰہیت سے امت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف تحیۃ) نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیاری باتوں اور آپ ﷺ کے منہ مبارک اور عمل صالح سے صادر شدہ حدیثوں کی حفاظت اور نگرانی کی ہے اور ایک کافی اور معتدبہ حصہ کو بقید الفاظ یاد رکھا اور اسی طرح ادا کیا ہے۔ اگر کسی لفظ میں شک پڑا ہے تو او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر اس امانت عظمیٰ کا حق ادا کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض بعض احادیث روایت بالمعنیٰ کے طور پر بھی منقول ہیں مگر پرویز صاحب جس تلبیس و دجل کا ثبوت دے رہے ہیں کہ ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہو کہ اس کے الفاظ وہی ہیں جو رسول اللہ (صلعم) نے فرمائے تھے۔ تو یہ ایک صریح بہتان ایک قبیح مغالطہ اور ایک سفید جھوٹ ہے جس پر غالباً ان کا ضمیر بھی ان کو ملامت کرتا ہوگا۔ بشرطیکہ ان کا ضمیر بھی کوئی ہو۔ کیونکہ اصل حیات اور احساس دل سے ہی وابستہ

ہے بقول شخصے

مجھے ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگی عبارت ہے تیرے جینے سے

۲) ظنی چیز دین نہیں ہوسکتی:

پرویز صاحب اس تاریخی ریسرچ اور تحقیق کے بعد قلمدان افتاء بھی اپنے ہاتھ میں لے کر یوں رقمطراز ہیں کہ:-

''چونکہ احادیث یقینی نہیں ظنی ہیں اس لئے یہ دین نہیں قرار پاسکتیں۔ ان کی حیثیت تاریخ کی ہے اور تاریخ تنقید کی حد سے بالاتر نہیں ہوتی''۔

(طلوع اسلام ص ۴۴' اکتوبر ۱۹۴۹' مضمون شخصیت پرستی)

نیز تحریر کرتے ہیں کہ:

''دین یقینی ہونا چاہیے ظنی شے دین نہیں ہوسکتی'' (مقام حدیث حصہ اول صفحہ ۶۷)

اور دیگر مقام پر لکھا ہے کہ:

''دین وہی ہوسکتا ہے جو یقینی ہو۔ ظنی اور قیاسی نہ ہو''۔

(بلفظہ مقام حدیث حصہ اول ص ۳۹)

نیز لکھتے ہیں کہ:

''آپ غور فرمائیے کہ قرآن کریم سے پیشتر کی تمام کتب سماوی کو قرآن نے ظنی اور قیاسی قرار دے کر ناقابل اعتبار ٹھہرایا۔ الخ۔ (مقام حدیث ص ۵۶' حصہ اول)

تمام کتب سماوی کے بارے میں اس عمومی دعویٰ کا بارِ ثبوت تو پرویز صاحب پر ہے اور اس کی تفصیل کا یہ مقام بھی نہیں ہے مگر اتنی بات تو اس حوالہ سے ہویدا اور آشکارا ہے کہ ظنی اور قیاسی چیز قابل اعتبار نہیں ہوا کرتی۔

جملہ اہل اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ دلائل اور براہین کی مد میں قطعی اور یقینی درجہ اول

صرف قرآن کریم کو حاصل ہے اور اس کے بعد حدیث متواتر اور پھر اجماع قطعی کو۔

پرویز صاحب اگرچہ حدیث اور اجماع امت کے قائل نہیں مگر اس کا ان کو اقرار ہے کہ یقینی چیز صرف قرآن کریم ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

> ''اپنے تو اپنے غیروں تک کو اعتراف ہے کہ مسلمانوں کے پاس جو قرآن کریم موجود ہے وہ حرفاً حرفاً وہی ہے جو نبی اکرم (ﷺ) نے انہیں دیا تھا اور چونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے اس لئے اس کا یہ آخری پیغام قیامت تک اسی طرح محفوظ رہے گا۔ یہ ہے یقینی چیز جس کے دین ہونے میں ظن و قیاس کے لئے کوئی گنجائش نہیں''۔ (بلفظہ مقام حدیث ص ۴۲ حصہ اول)

۳۔ مرکز ملت کا مقام کیا ہوگا؟

ان اقتباسات سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح آشکارا ہوگئی ہے کہ پرویز صاحب کے نزدیک جو چیز ظنی اور قیاسی ہو وہ دین نہیں ہوسکتی۔ اور ایسی ظنی اور قیاسی چیز پر اعتبار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یقینی چیز تو صرف قرآن کریم ہے اور بس۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ ظن اور قیاس دین میں کام نہیں دے سکتا اور وہ **لا یغنی من الحق شیئاً** کا مصداق ہے تو ان کی جماعت ہی یہ بتلائے کہ جن جزئیات کی تعیین ان کا مرکز ملت کرے گا کیا وہ یقینی ہوں گی یا ظنی؟ اگر یقینی ہیں تو یہ بتلایا جائے کہ مرکز ملت کی یہ خود ساختہ اور متعین کردہ جزئیات تو قرآن کریم میں نہیں ہیں۔ پھر یہ یقینی اور قطعی کیسے ہوگئیں؟ اور اگر یقینی اور قطعی ہیں تو احوال و ظروف اور رفتار زمانہ کے تغیر و تبدل سے ان میں ردوبدل کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ کیا قطعی چیز میں بھی تغیر ہوسکتا ہے؟ اور اگر یہ ظنی ہیں تو یہ دین کس طرح بن گئی ہیں یا کس طرح بن سکتی ہیں؟ اور اگر مرکز ملت کی متعین کردہ جزئیات دین بن سکتی یا کسی مجمل آیت کی تفسیر اور قانونِ کلی کی تشریح ہوسکتی ہیں تو احادیث کیوں باوجود ظنی ہونے کے دین نہیں ہوسکتیں؟ کوئی وجہ فرق واضح اور بین ہونی چاہیئے۔ اس بحث سے اس موقع پر کوئی غرض نہیں کہ جیسے مرکز ملت کی جزئیات میں اوقات اور حالات کے لحاظ سے تغیر و تبدل ہوسکتا ہے اسی طرح احادیث کی جزئیات میں بھی ہوسکتا ہے۔ وہ بڑی خوشی سے ہو۔ بحث یہ نہیں ہے کہ صرف

نگاہ اس پر جمایئے کہ یہ غیر یقینی چیز کسی بھی وقت اور کسی بھی حالت میں دین کیوں بن گئی ہے؟ مثلاً آپ کا مرکز ملت کسی وقت یہ فیصلہ کرتا ہے کہ زکوۃ ہر مالدار سے دس فیصدی کے حساب سے وصول کرنا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ تعین دین کے اعتبار سے قابل اعتنا ہوگی یا نہیں؟ اور اگر یہ ماننا مسلمانوں کا فرض ہوگا اور مرکز ملت کا قانون اس کو تازیانہ اور قانون کے زور سے منوائے گا تو سوال یہ ہے کہ مرکز ملت پر قرآن کریم کی طرح کوئی وحی آئی ہوگی' جس سے اسی مقدار کا تعین ہوگا اور اگر یہ گورکھ دھندا قرآن کریم کے ماوراء اور اس کے ماسوا ہوگا تو وہ یقینی کیسے ہوگا؟ اور غیر یقینی چیز دین کیسے بن جائے گی؟ یا یہ چیز غیر دینی ہوگی اور اگر ایسا ہے تو پھر اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اصول دین تو قطعی ہونے کے سبب یقینی ہیں مگر ان کی جزئیات دینی نہیں ہیں اس لئے کہ وہ غیر یقینی ہیں اور ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔

پرویز صاحب اور ان کی جماعت کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا اور پھر دوٹوک جواب دینا ہوگا۔ اور اگر ان کے یہ نظریات ٹھیک ہیں کہ یقینی چیز صرف قرآن کریم ہے اور باقی سب کچھ ظنی ہے اور دین صرف یقینی ہو سکتا ہے نہ کہ ظنی۔ عام اس سے دین کے اصول اور عقائد ہوں یا فروع اور اعمال۔ تو ان کو مرکز ملت کی جزئیات کو دین قرار دینے کے لئے کوئی حتمی اور قطعی دلیل پیش کرنا ہوگی۔ رہا پرویز صاحب کا طلوع اسلام کے ایک شمارہ میں ایک سائل کے جواب میں یہ کہنا کہ آپ کو یہ کس نے کہا ہے کہ تمام احادیث کو ترک کر دیجئے"۔ (محصلہ) تو اس سوال کا جواب یہ ہرگز نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ نماز کی رکعات کا ذکر جب قرآن کریم میں نہیں ہے تو آپ ان کا تعین کہاں سے کرتے ہیں۔ اگر حدیث اور تعامل سے کرتے ہیں تو ظنی چیز دین کیسے بن گئی ہے؟ دین تو قطعی اور یقینی چیز ہی ہو سکتی ہے اور وہ صرف قرآن کریم ہے اور بس۔ اور اگر اس کا متعین کرنا مرکز ملت کا کام ہے تو اگر ہمارے مشینی دور کا (جس دور میں منٹ اور سیکنڈ کے اندر حالات کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں) مرکز ملت ان رکعات میں تغیر و تبدل کرے تو پھر کیا حکم ہوگا۔

بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کا یہ خیر خواہ اور ہمدرد مرکز ملت جو اغلب ہے کہ جناب پرویز

صاحب، تمنا عمادی صاحب، نیاز صاحب اور برق صاحب وغیرہ جیسے اصحاب پر مشتمل ہو گا۔
موجودہ دفتروں، کالجوں، کارخانوں اور مشینی دور کے تقاضوں کے ماتحت صبح کی نماز صرف ایک ہی رکعت مقرر کر دے اور ظہر و عصر وغیرہ کے اوقات میں ایسا کرنا تو ایک ناگزیر امر ہو گا۔
کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ یہ مرکز ملت مسلمانوں کے حق میں دل گدازی کا ولولہ اور جذبہ اپنے دل میں نہ رکھتا ہو اور نماز وغیرہ دیگر ارکان اسلام کے اہم جزئیات میں رڈ و بدل پسند اور گوارا نہ کر لے۔

۴) مرکز ملت مقنن بلکہ شارع ہو گا:

مرکز ملت مقنن بلکہ شارع ہو گا۔ جو قوانین وہ متعین کرے گا وہی شریعت ہو گی۔
چنانچہ پرویز صاحب ہی فرماتے ہیں کہ:-

> ''اگر آج ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں قرآنی منشاء کے مطابق شریعت کا نفاذ ہو تو اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ ہم قرآنی اصولوں کو روشنی میں اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق اپنے قوانین خود متعین کریں۔ یہی قوانین شریعت اسلامی کہلائیں گے نہ کہ وہ قوانین جو اپنے زمانے کے حالات کے مطابق کسی سابقہ اسلامی حکومت نے وضع کئے تھے''۔

(طلوع اسلام بابت ماہِ اکتوبر 1950ء ص 27 مضمون زکوٰۃ از پرویز صاحب)

اور جزئیات کا یہ تغیر اور تبدل صرف پاکستان کے باشندوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے۔ بلکہ ہر زمانہ کے مسلمان اس زریں ضابطہ سے خاطر خواہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ پرویز صاحب ہی لکھتے ہیں کہ:-

> ''ہر زمانے کے مسلمان اپنے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق اسی اصولی مقصد کے حصول کے لئے عملی جزئیات خود متعین کریں گے''۔

(طلوع اسلام، ص ۲۶ ماہ اکتوبر ۱۹۵۰ء)

اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ:-

''اس کے اصول، محکم اساس پر مبنی ہیں (جسے فطرت اللہ کہا جاتا ہے اور) جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ لیکن ان اصولوں کی جزئیات مختلف حالات کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔ ان بدلنے والی جزئیات کو شریعت کہا جاتا ہے''۔

(ایضاً)

نیز پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''جن جزئیات کو خدا نے خود متعین نہیں کیا ان کے متعلق خدا کا منشاء یہی تھا کہ وہ ہر زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتی رہیں۔ اور جن جزئیات کو رسول اللہ نے متعین کیا ان کے متعلق حضور ﷺ کا بھی یہ منشاء نہیں تھا کہ وہ قیامت تک کے لئے ناقابل تغیر و تبدل رہیں''۔ (مقام حدیث جلد۲ ص ۲۹۹)۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ کے حالات کے تقاضوں کے ساتھ جزئیات ادلتی بدلتی رہیں گی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ خلافت راشدہ اور اس کے بعد کے مختلف زمانوں اور متعدد ملکوں میں خود مسلمانوں ہی کے حالات کے تقاضے بدلتے نہیں رہے اور کوئی وجہ نہیں کہ انہوں نے اپنی جزئیات خود متعین اور مرتب نہ کی ہوں۔ بالفاظ دیگر ہر قرن اور ہر دور کے مسلمانوں کی شریعت الگ الگ اور جدا جدا رہی ہوگی اور آج بھی اسلامی ممالک اپنے حالات کے تقاضوں سے مجبور ہو کر جدا جدا شریعتیں وضع کرنے کے مجاز ہیں۔ اور لازمی امر ہے کہ جب بدلتے ہوئے تقاضوں کے تحت جزئیات بدلتی رہیں گی تو ہر دور کا مرکز ملت جدا ہوگا۔ اور چونکہ مراکز ملت مختلف ہوں گے اس لئے ان کے پیروؤں میں بھی اختلاف ہوگا۔ پھر معلوم نہیں کہ ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا'' میں اللہ تعالیٰ نے اتحاد و اتفاق کی تلقین کس کو کی ہے؟ اور تشتت اور افتراق سے کس کو باز رہنے کا حکم دیا ہے؟ اور نہ معلوم طلوع اسلام ۲۱ مئی ۱۹۵۵ء کے سرورق پر یہ نصیحت کس کو کی گئی ہے۔ قرآن کی رو سے فرقہ بندی خدا کا عذاب ہے، ایمان کے بعد کفر ہے۔ توحید نہیں بلکہ شرک ہے۔ سوال یہ ہے کہ فرقے بنتے کس طرح ہیں؟ اس طرح کہ لوگ خدا کی دی ہوئی شریعت کے بجائے انسانوں کی بنائی ہوئی شریعت کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں اور چونکہ مختلف انسانوں

کی شریعتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے ان کے پیروؤں میں اختلاف ہوتا ہے''۔ الخ

کیا متعین کردہ جزئیات کے تنوع سے پیدا شدہ یہ فرقہ بندی اور گروہ سازی قرآن کریم کے رو سے جائز ہے؟ پرویز صاحب تو فرقہ پرستی کا ایک مستقل عنوان قائم کر کے یوں لکھتے ہیں کہ:-

''پھر مسلمان صدیوں سے تحزب و تشیع فرقہ بندی اور گروہ سازی کی جس مشرکانہ زندگی سے گزر رہا ہے کہ قرآن کریم دین میں تفرقہ اندازی کو صریح الفاظ میں شرک قرار دیتا ہے''۔ (بلفظہ مقام حدیث ص ۳۲ حصہ اوّل)

کیا ہر زمانہ کے مختلف تقاضوں کے تحت مرکز ملت کو جزئیات کی تعیین میں قانون سازی کی یہ مبارک تفویض اور یہ ادلتی بدلتی اور یہ بنتی اور بگڑتی مختلف شریعتیں اس تفرقہ اندازی کے نیچے داخل نہ ہوں گی اور کیا یہ قرآن کریم کے صریح الفاظ میں شرک قرار نہ دی جائیں گی؟ یا یہ شیرینی صرف حدیث ماننے والوں کے لئے ہی آپ نے رکھ چھوڑی ہے؟ بات دل کی کہنا۔

یہ عجب منطق پرویز صاحب کے ہاتھ لگی ہے کہ دوسرے لوگ غیر منصوص احکام میں بھی اگر محدثینؒ اور فقہاءؒ کی رائے کو تسلیم کر لیں تو وہ تحزب و تشیع فرقہ بندی اور گروہ سازی کی زد اور مد میں آ جائیں اور شرک قرار پائیں مگر خود ان کا مرکز ملت منصوص احکام کو بھی بدل ڈالے تو مشرک نہ ہو۔ معلوم نہیں بات کیا ہے؟

پرویز صاحب کا یہ انوکھا اور نرالا فلسفہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے لے کر تا ہنوز مسلمانوں کا اجماع اور تعامل تو حجت نہیں اور نہ ان کی اطاعت جائز ہے مگر چودھویں صدی کے بے عمل مرکز ملت کی اطاعت لازم ہے۔ شائد محض اس لئے کہ وہ ان کا مرکز ملت ہے؟

ایک اور بات بھی خصوصیت سے قابل توجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض مقامات پر جناب نبی کریم ﷺ نے بعض اوقات دنیاوی معاملات اور مذہبی امور میں فرق ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو ایک مخصوص طریقہ پر کھجور کے درختوں میں قلم لگاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو بھی معاملہ ٹھیک رہے گا۔

چنانچہ اس سال اس کاروائی کے ترک کی وجہ سے پھل کم حاصل ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا۔ "میں ایک بشر اور انسان ہوں۔ جب تمہیں دین سے متعلق کچھ کہوں تو اس کو ضرور کرو۔ رہے دنیا کے امور تو "انتم اعلم بامر دنیا کم" (مسلم جلد ۲ ص ۲۶۴) "تم دنیا کے معاملات کو مجھ سے بہتر جانتے ہو" (جیسا چاہو کرو)۔ لیکن پرویز صاحب بلا کسی تفصیل کے یہ لکھتے ہیں کہ:۔

"قرآن دنیاوی امور اور مذہبی امور میں کوئی فرق نہیں کرتا"۔

(طلوع اسلام ماہ اکتوبر ۱۹۵۰ء ص ۲۵ مضمون زکوٰۃ)

اور پھر آگے لکھا ہے کہ:۔

"لہٰذا ان میں تفریق ثنویت (یعنی مجوسیت جو خیر و شر یا یزدان و اہرمن وغیرہ باطل عقائد کے قائل تھے۔ صفدر) پر مبنی ہے جو قرآن کی رو سے شرک ہے"۔

(ایضاً ص ۲۶)

جب قرآن کریم دنیاوی اور مذہبی امور میں تفریق کو شرک اور ثنویت کہتا ہے تو پرویز صاحب ہی از روئے انصاف و دیانت (بشرطیکہ ان کے نزدیک یہ کوئی چیز ہو بھی) یہ فرمائیں کہ قرآن کریم مذہبی امور میں اس تفریق کو کیوں شرک نہیں کہتا کہ ہر زمانے کا مسلمان اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق شریعت اور جزئیات پر جزئیات اور فروع پر فروع بدلتا رہے؟ پاکستان کی شریعت کوئی اور ہو اور ایران کی کوئی اور، مصر کی الگ ہو اور انڈونیشیا کی الگ، افغانستان کی جدا ہو اور شام کی جدا، حجاز کی ان کے ماسوا ہو اور عراق کی اس سے ممتاز، بتایئے اس تفریق کو قرآن کیسے گوارا کرے گا؟ اور اس کی اجازت وہ کیسے دے گا۔ یقین جانیے کہ اگر وہ بزعم منکرین حدیث، حدیث کی مختلف جزئیات اور فروعی اختلافات کو گوارا نہیں کرتا تو اس عظیم فرقہ بندی اور گروہ سازی کو بھی وہ ایک لحہ بھر گوارا نہیں کرے گا۔

ملاحظہ کیا آپ نے کہ پرویز صاحب نے یہ گمراہ کن اور اسلام کش نظریہ کس طرح اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہے کہ شریعت بنانا اور قرآن کریم کے محکم

اصولوں کی جزئیات متعین کرنا خود ہمارا' مرکز ملت اور ہر دور کے مسلمانوں کا کام ہے اور یہ جزئیات مختلف حالات کے تقاضوں کے ساتھ ادلتی بدلتی رہتی ہیں اور ان بدلنے والی جزئیات کو شریعت کہا جا رہا ہے۔ جب یہ شریعت قرار پائیں تو ان کو متعین کرنے والا مرکز ملت ضرور شارع ہو گا۔ بالفاظ دیگر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی اور بتائی ہوئی شریعت جو حدیث کی شکل میں ہے' وہ تو تمام ظنی اور غیر معتبر ہے۔ ہاں اگر معتبر ہے تو صرف مرکز ملت اور مسلمانوں کا مختلف اوقات میں اپنے لئے وضع کردہ فیصلہ"لاحول ولاقوۃ الاباللہ"۔ یہ ہے وہ قرآنی بصیرت اور فہم القرآن جو سالہا سال کے طویل اور عمیق تجربہ کے بعد جناب پرویز صاحب کو مفت میں حاصل ہوئی ہے' جس میں بقول خود ان کے استاد محترم علامہ اسلم صاحب جیراجپوری کی کرامت اور برکت بھی شامل ہے۔"سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیی"۔

وزیرے چنیں شہر یارے چنیں

۵) پرویز صاحب کی ملا سے مخالفت کیوں ہے؟

علماء تو کیا ایک ادنیٰ مسلمان بھی یہ جانتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی زندگی ایک جامع زندگی تھی جس میں عقائد و اعمال' اخلاق و معاملات اور دین و دنیا کی تمام بھلائیاں موجود تھیں اور اسی جامع اور مکمل زندگی کو قرآن کریم میں اسوہ حسنہ سے تعبیر کیا گیا اور آپ کے پیروکاروں پر اس کی اطاعت لازم قرار دی گئی ہے کہ فرائض واجبات میں یہ اطاعت لازم اور فرض ہو گی اور سنت موکدہ میں پیروی کرنے والے کو مزید روحانی ترقی اور قیامت کے دن آپ کی زیادہ رفاقت نصیب ہو گی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اٹھنے اور بیٹھنے' کھانے اور پینے' سونے اور جاگنے' چلنے اور پھرنے وغیرہ وغیرہ امور میں پوری اور مکمل ہدایت اپنی امت کے سامنے پیش کی ہے۔ مثلاً یہ کہ کھانا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور دائیں ہاتھ سے پانی پیو۔ سوتے وقت اپنے اس پہلو پر سوؤ اور یہ دعا پڑھو۔ جب اٹھو تو تمہاری زبان پر یہ دعا جاری ہو' مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں پہلے رکھو۔ باہر نکلو تو بایاں پاؤں پہلے رکھو وغیرہ وغیرہ اور محدثین کرامؒ اور فقہاء عظامؒ آپ کی ایک

ایک سنت اور ایک ایک حرکت و ادا پر جان فدا کرتے رہے اور اس میں اتباع کرنے کی انتہائی کوشش کرتے رہے اور بحمد للہ تعالیٰ اس پرفتن اور مادر پدر آزاد دور میں اب بھی اطاعت کرتے ہیں مگر یہی وہ پابندی ہے جس سے پرویز صاحب اور ان کی جماعت نالاں ہے اور وہ اس سے کوسوں دور بھاگ رہے ہیں اور وہ "**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ**" کے پیش نظر **قال رسول اللہ** ﷺ کی اواز اور گرج سے کچھ ایسے بھاگتے ہیں جیسے ارشادِ خداوندی ہے "**کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ**". چنانچہ پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:-

> "مذہب کی دنیا میں تیسری چٹان یا زنجیر (زنجیر کیا پورے کا پورا جیل خانہ پرویز) پیشوائیت کی لعنت ہے (وہی جسے انگریزی میں Priesthood ہندوؤں کے ہاں برہمنت اور ہمارے ہاں ملائیت کہا جاتا ہے) یہ وہ زنجیریں ہیں جو انسان کو ایک قدم بھی اپنی مرضی سے اٹھانے نہیں دیتیں۔ یوں بیٹھو' یوں اٹھو' یوں سوؤ' یوں جاگو' یوں چلو' یوں پھرو' یوں کھاؤ' یوں پیؤ۔ دایاں پاؤں ادھر بایاں ادھر' سیدھا یوں اٹھاؤ' الٹا یوں' پوری کی پوری زندگی ایک مستبد ڈکٹیٹر کی (Regimention) بنا دی جاتی ہے۔ سوچو سلیم! کہ انسانیت پر یہ بوجھ کس قدر گراں اور یہ زنجیریں کیسی استخواں شکن تھیں۔ رسالت محمدیہ ﷺ نے ان تمام زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ (قرآن کریم کی کس آیت سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ مذکورہ متعین زنجیریں کاٹ کر رکھ دی ہیں۔ صفدر) اور کہہ دیا کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی قوت حائل نہیں ہو سکتی۔ قانون کی اطاعت میں پیشوائیت کا کیا کام؟

(بلفظہ طلوع اسلام ص ۱۲۹۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء سلیم کے نام)

ملاحظہ کیا آپ نے کہ حدیث اور عالم اسباب میں حدیث کی محافظ جماعت علماء اور ان کی ملائیت سے پرویز صاحب کو کیوں کد ہے؟ اور وہ اس کو کیوں پیشوائیت کی لعنت سے تعبیر کرتے ہیں؟ اور اس کی زنجیروں کو کاٹنے کے کیوں درپے ہیں؟ اور وہ "**الدنیا سجن المومن**" کے اسلامی قید خانہ کی دیواریں پھاند کر کس طرح بھاگ نکلنے کے متمنی ہیں؟ اور اس جیل خانہ سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لئے انہوں نے کیسا چور دروازہ اختیار کیا ہے اور اس جیل خانہ کے محافظ

دستوں کورسول پرستی' رواۃ پرستی' مردہ پرستی اور ماضی پرستی وغیرہ کے عنوان قائم کر کے الحاد کی تلوار اور نفس پرستی کی بندوق سے مجروح کرنے کی ناکام سعی کی ہے۔ محض اس لئے کہ ان کی مضبوط سنبھالی ہوئی زنجیریں پرویز صاحب جیسے انسان کو اپنی مرضی سے ایک قدم اٹھانے نہیں دیتیں۔ آخر اس گراں بوجھ اور استخوان شکن زنجیروں سے آزادی حاصل کرنے کے لئے تو پرویز صاحب نے کچھ سوچنا ہے اور پھر اس پر عمل پیرا بھی ہونا ہے۔ اور وہ آسان اور سہل لفظوں میں اس کے بغیر اور کیا طریقہ ہوسکتا ہے کہ سرے سے حدیث اور ناقلین و جامعین حدیث پر اعتماد ہی نہ کیا جائے تاکہ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری۔ اور پرویز صاحب نے یہ بھی نہ بتلایا کہ جو امور انہوں نے ذکر کئے ہیں وہ خدا تعالٰی اور اس کے بندے کے درمیان حائل کس طرح ہوتے ہیں؟ کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا کوئی ایسی قوت اور طاقت ہے جو خدا اور بندے میں حائل ہو جاتی ہے؟ ہاں اگر کوئی شخص پرویز صاحب کی طرح اپنی مرضی سے کسی کو آپ کے اسوہ حسنہ سے مستغنی کر کے خود ساختہ زنجیروں میں جکڑنا چاہے تو اس کی بات جدا ہے۔ لیکن پرویز صاحب کو اس کی وضاحت کرنی چاہیے تھی۔ مطلقاً پیشوائیت اور ملائیت کو لعنت قرار دینا انتہائی دیدہ دلیرہ اور سلف صالحین کی کھلی تحقیر و توہین ہے اور وہ بھی لعنت کے لفظ سے۔ یہ صرف پرویز صاحب ہی کو زیبا ہے۔ مشہور ہے کہ ''یہ منہ اور مسور کی دال'' **لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔**

پھر آخر میں پرویز صاحب نے قانون کی اطاعت میں پیشوائیت کا کیا کام؟ کا پیوند اور پنکچر لگا کر جس اخلاقی پستی کا ثبوت دیا ہے وہ بھی ایک خالص عجوبہ ہے۔

پرویز صاحب ہی بتائیں کہ کیا قانون کی دفعات اور نکات کو کوئی شخص ماں کے پیٹ سے سیکھ کر آیا کرتا ہے؟ یا اس کو کسی معتمد قانون دان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے پڑتے ہیں؟ یا ہر کہ ومہ اور خاص وعام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانونی دفعات کی تشریح کر سکے؟ اور اس کی باریکیوں کو حل کر سکے؟ اور اس کی مشکل جزئیات کی گتھی سلجھا سکے؟ اگر ہر کس و ناکس کو یہ حق حاصل نہیں اور قطعاً نہیں۔ تو یقین جانیئے کہ قانون کی اطاعت اسے سمجھے بغیر ہرگز نہیں ہوسکتی اور شرعی و

اسلامی قانون کو سمجھنے اور سمجھانے والی ملائیت سے بھی ہرگز استغناء نہیں ہو سکتا۔ جنہوں نے اپنی عزیز جانیں اس کو حاصل کرنے اور پڑھنے پڑھانے میں گزار دی ہیں۔ باقی علماء سوء اور بندگانِ حرص و ہویٰ اور پیرانِ بدکردار کو درمیان میں لا کر خلط مبحث کرنا بے سود امر ہوگا۔ ہم ان کو پرویز صاحب سے بھی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ بات صحیح قانون خداوندی کے سمجھنے اور سمجھانے والوں کی ہو رہی ہے اور وہ صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو محدثین کرامؒ ' فقہاء عظامؒ وغیرہ کے گروہ میں شامل ہو کر مسلمانوں کے پیشوا اور مقتداء کہلانے کے مستحق ہیں۔ جن کو پرویز صاحب نے ملائیت اور پیشوائیت کی لعنت سے تعبیر کر کے اپنے دل ماؤف کی بھڑاس نکالی ہے اور ایک ہی جملہ میں سلف کی زندگی کو خاک میں ملانے کی بے جا سعی ہے مگر ان کو اس سے کیا غرض کہ انہوں نے اسلام کے لئے کیا کچھ کیا ہے؟ افسوس کہ

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
پیدا کئے فلک نے تھے جو خاک چھان کے

۶) زکوٰۃ:

ارکان اسلام میں سے ایک رکن زکوٰۃ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے امیروں اور مالداروں پر غریبوں اور یتیموں' بیواؤں اور ناداروں کے لئے عائد اور فرض کی ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اجمالاً اور قدرے تفصیلاً اس کی بحث کی گئی ہے۔ مگر اس کا نصاب قرآن کریم میں بیان نہیں کیا گیا۔ بعینہٖ اس طرح جس طرح نماز کی رکعات وغیرھا اس میں بیان نہیں کی گئیں مگر تمام احادیث اور سو فیصدی مسلمان اس پر متفق چلے آ رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حکم خداوندی کے مطابق سونے' چاندی' نقد اور سامانِ تجارت میں چالیسواں حصہ مقرر کیا ہے۔ مثلاً ادنیٰ نصاب سونے کا ساڑھے سات تولے اور چاندی کا ساڑھے باون تولے ہے۔ زمین اگر چاہی ہے تو اس کا بیسواں حصہ اور اگر بارانی ہے تو دسواں حصہ اسی طرح جانوروں کی زکوٰۃ کا نصاب اور حولان حول

وغیرہ اہم قیود و شرائط کا ذکر کم و بیش تمام کتب حدیث اور فقہ میں مذکور و مسطور ہے اور آج تک کسی کو اس کے بارے میں کوئی تردد کبھی لاحق نہیں ہوا۔ مگر پرویز صاحب اور ان کی غمخوار جماعت جو مسلمانوں کو حدیث' ملائیت اور پیشوائیت کی لعنت سے رہائی دینے کے لئے معرضِ وجود اور منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے۔ وہ زکوٰۃ میں نصاب کے بوجھ گراں اور استخوان شکن زنجیروں کو بھی برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ چنانچہ پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:-

''یا مثلاً قرآن کریم نے حج کے ارکان کی جزئیات تک کا ذکر کر دیا ہے (کیا اس کا ذکر بھی قرآن کریم میں ہے کہ طواف کتنی مرتبہ ہو؟ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ؟ تین دفعہ یا سات دفعہ؟ پھر کیا اس کا بھی ذکر ہے کہ طواف شروع کہاں سے کرو اور ختم کہاں کرو؟ مگر یہ نہ پوچھو بہت ممکن ہے کہ حبشی اور سوڈانی وغیرہ سیاہ فام لوگ حجر اسود سے شروع کر دیں اور شامی وغیرہ رکن شامی سے اور بابی (بشرطیکہ وہ حج وغیرہ کے قائل ہوں) باب اور دروازہ سے' کیونکہ یہ سب کچھ ان کے حالات کے تقاضا سے ہوگا۔ صفدر) لیکن زکوٰۃ کا تعین کچھ نہیں۔ اس لئے کہ ہر دور کی اسلامی حکومت خود متعین کرے گی کہ اسے کس قدر روپے کی ضرورت ہے اور اسی حساب سے وہ قوم سے ٹیکس وصول کرے گی۔ وقس علیٰ ہذا (بلفظہ معارف القرآن جلد ۴؟ ص ۴۶۹)

غور کیجئے کہ پرویز صاحب نے جناب رسول اللہ ﷺ کی صحیح اور صریح احادیث اور امت کے اجماع و اتفاق کے مقابل میں کس جرأت سے متوازی شریعت اور دین کھڑا کر دیا ہے کہ زکوٰۃ کا کوئی تعین ہی نہیں ہے اور ہر دور کی اسلامی حکومت یہ خود متعین کرے گی کہ اسے کس قدر روپے کی ضرورت ہے ظاہر بات ہے کہ جب زکوٰۃ کا نصاب متعین کرنا اسلامی حکومت یا بالفاظِ دیگر مرکز ملت کا کام ہے تو اس کی شرح مختلف اسلامی ملکوں میں یقیناً مختلف ہوگی اور ایک ہی اسلامی ملک میں حالات کے بدلنے سے بھی یقیناً یہ نصاب گھٹتا' بڑھتا اور پھیلتا' سکڑتا رہے گا اور یہ نصاب ربڑ سے کسی طرح متفاوت نہ ہوگا۔ جتنا پھیلایئے خوب پھیل جائے گا اور جتنا گھٹایئے' گھٹ جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی زندہ دل اس کو پتلون کی جیب میں سمیٹ کر رکھنا چاہے گا تو اس کے لئے یہ عین ممکن ہوگا اور اگر کسی وقت اسلامی حکومت یا مرکز ملت موج میں آ جائے تو ہر ایک کی

ضرورت سے زائد بھی کچھ وصول کر لیا جا سکتا ہے مگر پرویز صاحب نے یہ عقدہ حل نہیں کیا کہ آیا حکومت اسلامی زکوٰۃ کی یہ رقم اپنے مصارف مثلاً فوجی، تعلیمی، تجارتی اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ہسپتالوں اور دیگر رفاہِ عام (ملکی اور غیر ملکی ضرورتوں) کے لئے وصول کرے گی یا فقراء اور مساکین وغیرہم قرآنی مصارف کے لئے۔ ظاہر امر ہے کہ اس دور کی حکومتوں کے سامنے متعدد ملکی اور غیر ملکی اسکیمیں ہوتی ہیں۔ جن کے بغیر دورِ حاضر کی کوئی حکومت ایک دن بھی حکومت نہیں چلا سکتی۔ اتنی وسیع اور بے شمار اسکیموں کے ہوتے ہوئے فقراء اور مساکین وغیرہم کے لئے کیا کچھ بچ سکتا ہے؟ جب کہ بڑھتی ہوئی آبادی اور ضروریاتِ زندگی کی گرانی کے پیشِ نظر یہ مسئلہ اور بھی اہم ہو جاتا ہے اور غربت وافلاس ناداری ومفلوک الحالی روز افزوں ترقی پر ہے۔ غالباً اسی مشکل کے پیشِ نظر پرویز صاحب وغیرہ نے زکوٰۃ کے مسلمانوں میں تاہنوز رائج شدہ نصاب کے متعین ہونے کا انکار کیا ہے۔ مگر اس پریشانی کا مداوا یہ ہرگز نہیں ہے۔ کیا اس کا علاج اس صحیح صورت سے ممکن نہیں جو اسلام میں رائج چلی آتی ہے کہ سونے اور چاندی وغیرہ کی زکوٰۃ از خود لوگ اپنے فقیر اور محتاج رشتہ داروں اور دیگر مستحق زکوٰۃ افراد کو ادا کریں اور حکومت زمین کی پیداوار اور جانوروں کی زکوٰۃ خود وصول کرے۔ اور مال فے اور غنیمت کے علاوہ سرکاری اشیاء مثلاً جنگلات، مختلف قسم کی کانیں، سرکاری اراضی کی پیداوار، کارخانوں اور ریلوں کی آمدنی وغیرہ سے حکومت اپنی سکیمیں پوری کرے اور اگر ضرورت اس سے پوری نہ ہوتی ہو تو زکوٰۃ کو وصول کرتے ہوئے بھی اُس کا متعین شدہ نصاب جوں کا توں رہنے دے اور مالدار، تجارت پیشہ حضرات اور دیگر اہل صنعت وحرفت وغیرہ سے حسبِ ضرورت ٹیکس وصول کرے۔ لیکن شریعت حقہ کی متعین کردہ حدود اور شرائط کو اور زکوٰۃ کے نصاب کو اپنے دست برد سے محفوظ رکھے۔ اس کا کام بھی چلتا رہے اور متعین شدہ نصاب میں بھی کمی وبیشی نہ ہو۔ کیا اسلامی حکومت کا کام صرف نصابِ زکوٰۃ کو بگاڑنے ہی سے ہو سکتا ہے اور بس؟ کیا اس کو برقرار رکھ کر اور حسبِ ضرورت ہنگامی ٹیکس عائد کر کے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے؟

اسلامی حکومت کی اس مالی پریشانی پر علماء اسلام نے اپنے دور کے مختلف تقاضوں کے مطابق متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ ”کتاب الخراج- کتاب الاموال اور محلی ابن حــــزم“ وغیرہ وغیرہ میں یہ مسئلہ قابل دید ہے اور اس زمانہ میں اسلام کا اقتصادی نظام بھی کافی معلومات افزاء اور بہترین کتاب ہے، مگر ان حضرات میں سے کبھی کسی کو یہ بات نہ سوجھی کی چلو جناب رسول اللہ ﷺ کا مقرر کردہ اور خلفاء راشدین کا معمول بہ عمل ہی بدل ڈالا جائے۔ یہ انوکھی اور نرالی منطق ہر دور میں صرف منکرین حدیث ہی کو سوجھی ہے اور بس!

ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ اگر کسی وقت بدقسمتی سے اسلامی حکومت نہ ہوتو پھر زکوٰۃ کے بارے میں کیا حکم اور فیصلہ صادر ہوگا؟ اور یہ بات کتب تاریخ کے اوراق پر چمک رہی ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد صحیح معنیٰ میں اسلامی حکومت کہاں رہی؟ اور کتنی دیر رہی اور کن حالات میں رہی؟

بقول پرویز صاحب

”خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوگئی اور پھر سرے سے یہ شیرازہ ہی منتشر ہوگیا“۔

(بلفظہ مقامِ حدیث، حصہ اول ص ۶۴)

یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ جب اسلامی حکومت ہی نہ ہوتو پھر زکوٰۃ بھی باقی نہ رہے گی اور جب شرعی طور پر زکوٰۃ باقی نہ رہی تو اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ادا کی ہوئی زکوٰۃ ادا بھی تو نہ ہوگی۔ لہٰذا خلافت راشدہ اور اس سے ملتی جلتی اسلامی حکومت کے بعد مسلمان یقیناً ایک رائیگاں عمل کرتے رہے کہ خواہ مخواہ زکوٰۃ کے بوجھ گراں اور استخوان شکن زنجیروں کے تلے کراہتے رہے کہ نہ تو ان کی زکوٰۃ ادا ہوئی اور نہ وہ مال سے منتفع ہو سکے۔ بقول شخصے کہ

؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

چنانچہ پرویز صاحب کی بصیرت قرآنی کا ناشر طلوع اسلام لکھتا ہے کہ:-

''اس لئے زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ اور کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے۔ اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی۔ اس لئے کہ شرح ٹیکس کا انحصار ضروریات ملی پر ہے۔ حتیٰ کہ ہنگامی صورتوں میں حکومت وہ سب کچھ وصول کرسکتی ہے جو کسی کی ضرورت سے زائد ہو (یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو) لہٰذا جب کسی جگہ اسلامی حکومت نہ ہو تو پھر زکوٰۃ بھی باقی نہیں رہتی''۔

(بلفظہ طلوع اسلام ماہ جنوری ۱۹۴۹ء ص ۸۲)

لیجئے اب تو کھلی چھٹی ہے۔ اسلامی حکومت نہ ہو تو پھر زکوٰۃ بھی باقی نہیں رہتی اور ظاہر ہے کہ اس وقت تو کیا خلافت راشدہ کے بعد ہی سے اسلامی حکومت کا شیرازہ صدیوں سے بکھر چکا ہے۔ لہٰذا اس وقت نہ کوئی صحیح اسلامی حکومت ہے اور نہ زکوٰۃ ہے۔

نیز پرویز صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ:-

''میں اسے سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اگر خدا کا منشاء یہ ہوتا کہ زکوٰۃ کی شرح قیامت تک کے لئے اڑھائی فیصد ہونی چاہیے تو وہ اسے قرآن میں خود نہ بیان کردیتا۔ اس سے ہم اس ایک ہی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ منشائے خداوندی تھا ہی نہیں کہ زکوٰۃ کی شرح ہر زمانے میں ایک ہی رہے''۔

(مقام حدیث' ص ۲۹۳ جلد دوم وطلوع اسلام ص ۳۷' اکتوبر' ۱۹۵۰ء)

ہم بھی اسی پرویزی منطق کے پیش نظر مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ دیگر بے شمار احکام کا تو قصہ ہی چھوڑیئے' صرف نماز کے متعلق (اور وہ بھی سنتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے محض فرائض کے بارے میں) ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر خدا کا منشاء یہ ہوتا کہ صبح اور جمعہ کے فرض دو رکعتیں ہونی چاہئیں اور ظہر اور عصر اور عشاء کی چار رکعتیں فرض ہوں اور شام کی تین رکعتیں فرض ہوں تو وہ انہیں قرآن میں خود نہ بیان کردیتا۔ اس سے ہم اس ایک ہی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ منشائے خداوندی تھا ہی نہیں ہر کہ زمانہ میں ان فرائض کی رکعات کی شرح ایک ہی رہے۔ کوئی معقول اور مبنی برانصاف وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ زکوٰۃ کی شرح تو بدلتی رہی اور نماز بے چاری جوں کی توں ہی رہے۔ آخر نماز نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کہ جدید تقاضوں سے پیدا شدہ حالات سے اس کو نصیبہ نہ

ملے۔اگر پرویز صاحب کی اس دلیل میں کچھ جان ہے تو یقیناً نماز پر بھی وہ منطبق ہوگی اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس پر چسپاں نہ ہو

ے

نظر جو آتی ہے شر کی صورت' اسی میں مضمر ہے خیر و برکت
کنارِ شب میں جہاں ہے ظلمت وہی ستارے چمک رہے ہیں

پرویز صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ:-

''جن جزئیات کو خدا نے خود متعین نہیں کیا۔ان کے متعلق خدا کا منشاء یہی تھا کہ وہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتی رہیں اور جن جزئیات کو رسول اللہؐ نے متعین کیا۔ان کے متعلق حضور کا بھی یہ منشاء نہیں تھا کہ وہ قیامت تک کے لئے ناقابل تغیر و تبدل رہیں''۔(مقام حدیث جلد۲ص ۲۹۹)

اس پرویزی ضابطہ اور برہان کے پیش نظر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ نماز کی جزئیات اور اس کی رکعات وغیرھا کے متعلق منشائے خداوندی ہی یہ ہے کہ وہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتی رہیں۔اس لئے ہی خدا تعالیٰ نے ان کو خود متعین نہیں کیا۔یعنی ایک فارغ البال صوفی اور عابد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بجائے دو رکعتوں کے صبح کو بیس یا اس سے زیادہ رکعات فرض پڑھے اور ایک کلرک اور ملازم پیشہ آدمی کو اپنی دفتری ملازمت اور تقاضا کے مطابق صبح کی صرف ایک ہی رکعت پڑھ لینی چاہیئے اور تقاضا اس سے بھی زیادہ مجبور کرے تو سائیکل پر سوار ہو کر محض رکوع اور سجود پر ہی اکتفاء کی جاسکتی ہے۔اور یہی اس کے حق میں منشائے خداوندی ہوگا کیونکہ

ے

اس کے الطاف بہت ہیں کہ گنہگار بہت

یہ ہے جناب پرویز صاحب اور ان کی ہمدرد اور دِل سوز جماعت کا نظریہ دربارۂ زکوٰۃ'

یہ بات بھی پرویز صاحب کی گردن پر ادھار رہے گی کہ ضرورت کے مطابق زکوٰۃ کا نصاب جو مرکز

ملت تجویز کرے گا کیا وہ ظنی ہوگا یا قطعی؟ قطعی تو صرف قرآن کریم ہے اور بس؟ کیا مرکز ملت کا نام قرآن ہوگا؟ (العیاذ باللہ) اور اگر یہ مجوزہ نصاب ظنی ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ وہ ادلتا بدلتا رہے گا تو ظنی چیز دین کیسے بن گئی؟

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

۷) حضرت عیسیٰؑ کی ولدیت:

قران کریم کی نصوص صریحہ اور حادیث صحیحہ اور تمام اہل اسلام کا اس امر پر کلی اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جس میں کبھی کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہوا۔ مگر پرویز صاحب قرآن کی صریح نصوص کو توڑ مروڑ کر اور ان میں ایسی ایسی تحریفات کا ارتکاب کر کے کہ اگر یہود بھی ایسی تاویلات بعیدہ اور تحریفات کاسدہ کو دیکھ لیں تو یقین ہے کہ پرویز صاحب کو اپنا مرشد تسلیم کر لیں۔ اور مرکز ملت کا ایک قابل قدر فرد ہونے کے لحاظ سے ان کا احترام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت ہی نہ کریں۔

احادیث پر تو کوئی یقین ہی نہیں کیونکہ وہ محض ظن ہیں مگر اناجیل پر بھروسہ کرتے ہوئے پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"غور فرمایا آپ نے حضرت مسیح کے متعلق اناجیل میں مذکور ہے کہ وہ حضرت داؤد کی نسل سے تھا اور سلسلہ یوسف نجار کی وساطت سے حضرت داؤد تک پہنچتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان نسب ناموں کی رُو سے بھی حضرت مسیح یوسف کے بیٹے ہی قرار پاتے ہیں"۔ (بلفظہ معارف القرآن جلد ۳ ص ۵۴۴)

اور پھر کافی طویل اور لا طائل بحث کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں کہ:-

"اب آیئے قرآن کریم کی طرف۔ اس میں یہ بالتصریح کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ

کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی تھی"۔الخ (معارف القرآن جلد۳ص ۵۴۷)

اوراس کے بعد قرآنی آیات کی ایسی کھلی اور واضح تحریف کی ہے کہ جس سے یہود باوجود فن تحریف میں ماہر ہونے کے شرما جائیں۔ یہ الگ بات ہے کہ پرویز صاحب اوران کی جماعت کوشرم نہ آئے۔

پرویز صاحب! نہ معلوم آپ اتنے زود فراموش یا مفاد پرست کیوں واقع ہوئے ہیں اور کیوں

تمہیں عادت ہے بھول جانے کی

آپ کو اپنا یہ فرمودہ نظریہ یاد نہیں رہا کہ:۔

"آپ غور فرمائیے کہ قرآن کریم سے پیشتر کی تمام کتب سماوی کو قرآن نے ظنی اور قیاسی قرار دے کرنا قابل اعتبار ٹھہرایا ہے"۔(بلفظہ مقام حدیث حصہ اول ص ۵۶)

کیا اناجیل ان کتب سماوی میں داخل نہیں؟ اور اگر داخل ہیں تو بقول شما کیا قرآن نے ان کو ظنی اور قیاسی قرار دے کرنا قابل اعتبار نہیں ٹھہرایا؟ اگر قرآن کریم نے ان کو نا قابل اعتبار ٹھہرایا ہے تو آپ کو ان سے استدلال واحتجاج کرنے کا حق کس نے دیا؟ کیوں دیا؟ کب دیا؟ اور کیوں کر دیا ہے؟

معاف رکھیئے گا اگر آپ کا دعوت الی القرآن کا خوشنما نعرہ اور دلآویز پکار (جو درحقیقت کلمة الحق اریدبها الباطل کا مصداق ہے) اگر ہاتھی کے دانت نہیں جو کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور' تو آپ کو قول وعمل میں یک جہتی کا پورا پورا ثبوت دینا ہوگا۔ بقول کسے

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا !
سراسر موم ہو سنگ ہو جا !

محرف اور خود ساختہ اناجیل سے یوسف نجار کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ قرار دینا آپ کا ہی حصہ ہو سکتا ہے۔ جیسی شخصیت ایسا ہی عقیدہ اور جیسا عقیدہ ' ایسے ہی اس کے دلائل۔ پھر کمی کس چیز کی ہے؟ نظر بہ ظاہر اناجیل کی یہ دلیل جناب غلام احمد ثانی نے غلام احمد اوّل سے لی ہے (دیکھئے کشتی نوح ص ١٦ وغیرہ) یا محمد علی صاحب لاہوری سے مستعار لی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

> "اور یہ یوسف نجار وہی ہے جو بروئے اناجیل و تاریخ (غالباً یہود کی تاریخ مراد ہو گی۔ کیونکہ اہل اسلام کی تاریخ میں تو تائیداً اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ صفدر) حضرت مریم کے شوہر تھے (العیاذ باللہ) اور جن کے ساتھ مریم کا تعلق زوجیت یعنی میاں بی بی کا تعلق ہونا خود عیسائیوں کو مسلم ہے"۔

(بلفظہ بیان القرآن جلد ٢ ص ١٢٠٨)

یعنی قادیانیوں' لاہوریوں اور پرویزیوں کو یہ کیوں نہ مسلم ہوتا۔

یہ تو خود عیسائیوں کو مسلم ہے تو پھر ان کے ساختہ پرداختہ اور کاسہ لیسوں کو کیوں مسلم نہ ہو؟ یہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یوسف نجار کے باپ ہونے کا ثبوت۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔

سچ فرمایا جناب نبی کریم ﷺ نے "تم یہود اور نصاریٰ کے مو بمو پیروی کرو گے"۔ کیسا جوڑ خدا نے ملا دیا ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

یہ مدعی اسلام تو ہیں ساتھی ہیں مگر بیگانوں کے

تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے اور نہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت مسائل کے اثبات کی چنداں ضرورت ہی ہے۔ مگر پرویز صاحب ہی یہ بتلا دیں کہ کم و بیش تیس مرتبہ قرآن کریم میں مسیح بن مریم کا ذکر آتا ہے (گویا اوسطاً ایک پارہ میں ایک دفعہ) اس کی کیا وجہ ہے کہ سارے قرآن کریم میں کہیں مسیح بن یوسف کہہ کر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کی طرف منسوب

نہیں کیا اور صرف ماں ہی کی طرف ہر جگہ کیوں نسبت کی گئی ہے؟ آخر اس میں بھی ضرور کوئی خاص راز اور نکتہ تو ہوگا؟ اس رازداری اور پردہ پوشی میں آخر کیا حکمت مضمر ہے؟ کوئی حکمت ہوگی تو ضرور؟ آخر

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

یہ بھی یاد رہے کہ قرآنِ کریم کا نازل کرنے والا وہی خدا ہے جس نے "ادعوھم لآبائھم" (کہ ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو) کا حکم دیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہیں اور کسی موقع پر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے (اس مفروض) باپ کی طرف منسوب نہیں کیا۔ اور ہر جگہ عیسیٰ ابن مریم اور مسیح ابن مریم ہی کہا ہے۔ یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ اگر واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ ہوتا تو ان کی باپ کی طرف نسبت نہ ہوتی؟

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ انسانی صورت میں متمثل ہو کر حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے تنہائی میں پیش ہوا اور ان کو غلاماً زکیاً ستھرے لڑکے کی بشارت سنائی تو اس پر متعجب ہو کر حضرت مریم نے کہا کہ:۔

"قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیاo قال کذالک ج قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃً للناس ورحمۃً منا ج وکان امراً مقضیاً"o (پ۱۶' مریم ۲۷)

ترجمہ: "کہا کہ کہاں سے ہوگا میرا لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو کسی آدمی نے اور میں بدکار بھی کبھی نہ تھی۔ وہ بولا یونہی ہوگا فرمادیا رب نے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشانی بنانا چاہتے ہیں اور مہربانی اپنی طرف سے اور یہ معاملہ تو طے ہو چکا ہے"۔

عادتاً اولاد ملنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ حلال طریقہ سے کوئی مرد اپنی بیوی کے پاس جائے' اور یا وہ بدکاری کر کے اولاد حاصل کرے۔ لیکن حضرت مریم نے لم یمسسنی بشر اور

ولم اک بغیاً کہہ کران دونوں طریقوں کی نفی کرتے ہوئے تعجب اور حیرت کا اظہار کیا ہے اور فرستادۂ خدا نے بھی کذالک فرما کراسی موجودہ حالت میں (جوان دونوں کے ماسوا ہے) لڑکا ملنے کی بشارت سنائی ہے اور پھر قدرت خداوندی کا حوالہ دیتے ہوئے اس امر کو ھین آسان اور نشانی اور طے شدہ حقیقت سے تعبیر کر کے معاملہ پر مہر ثبت کر دی ہے تاکہ کسی کوڑ مغز کے ہاتھوں میں کوئی حجت اور دلیل باقی نہ رہے۔ باقی پرویز صاحب (وغیرہ) کا قرآن کریم کے اس صریح اسلوب کو بگاڑ کر اور اس میں تحریف کر کے اس پر کئی صفحات سیاہ کر دینا شاید ان کے نزدیک تو دلیل اور برہان ہو مگر قرآن کریم کی معمولی سمجھ رکھنے والے پر بھی یہ بالکل عیاں اور آشکارا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک اور شبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی گنجائش ہے کہ یہ قرآن کریم کی خالص تحریف' محض سینہ زور' صریح بہتان اور سفید جھوٹ ہے جو کسی طرح بھی قابل سماعت نہیں ہے۔ ادبی زور' سلاست زبان اور انشاء پردازی سے حقیقت کبھی نہیں بدلی جاسکتی اور نہ کسی مومن کو اس سے تسکین قلب حاصل ہو سکتی ہے۔ پرویز صاحب اور ان کی جماعت بڑے شوق سے طمانیت قلب کا سامان تلاش کریں۔ ان کو اس جہاں میں بالکل آزادی ہے مگر ایک وقت آنے والا ہے' کہ جس میں ایک ایک امر کی حقیقت منکشف ہو کر رہے گی اور

بوقت صبح شود ہم چو روزِ معلومت
کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات:

قرآن کریم کی آیات' متواتر احادیث اور تمام امت مسلمہ کے اتفاق واجماع سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت کے قریب وہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ زمین پر نازل ہو کر دجال لعین کو بدست خود قتل کریں گے اور پھر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کریں گے۔ ہم اس مقام پر اس مسئلہ کے دلائل پیش نہیں کرتے۔ ہم نے

اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور اس پر بہت سے دلائل اور حوالے جمع کر لئے گئے ہیں۔ یہاں بلا تنقید صرف پرویز صاحب کا نظریہ ہی ان کی عبارت میں پیش کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ وہ قرآن کریم کی بعض آیات کی تحریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ان تصریحات (نہیں بلکہ تحریفات۔ صفدر) سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اب تک زندہ ہونے کی تائید قرآن کریم سے نہیں ملتی۔ قرآن کریم آپ کے وفات پا جانے کا بصراحت ذکر کرتا ہے''۔ (بلفظہ معارف القرآن جلد ۳ ص ۵۳۲)

اس صراحت کا ذکر ہم اپنے رسالہ میں کریں گے انشاء اللہ العزیز۔ سردست اتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ پرویز صاحب کا قرآن کریم پر یہ خالص بہتان اور سفید جھوٹ ہے (لعنة اللہ علیٰ الکاذبین) علامہ اقبالؒ نے ایسے ہی محترفین کے بارے میں یہ کہا ہے کہ

؎

خود تو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اور احادیث نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''کوئی روایت جو حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی خبر دیتی ہے وضعی اور جھوٹی ہے جو ہمارے لئے سند نہیں ہو سکتی''۔ (بلفظہ جلد ۳ ص ۵۷۵)

پرویز صاحب! حدیث کے سند ہونے نہ ہونے کا کیا سوال؟ آپ تو درحقیقت قرآن کو بھی سند نہیں سمجھتے۔ ہم اس کی بہت سی نظیریں خود آپ کی کتابوں سے عرض کریں گے انشاء اللہ العزیز (یار زندہ صحبت باقی) ابھی ابھی آپ کے حوالہ سے یہ بات گذر چکی ہے کہ قرآن تمام پیشتر کتب سماوی کو غیر معتبر قرار دیتا ہے مگر آپ ان کے بل بوتے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ثابت کرتے ہیں۔ بتلایئے قرآن کا حکم آپ کے لئے سند رہا؟ کیا خوب

؎

چل دیئے آپ دل کو تڑپا کر

کون دیکھے یہ بے بسی دل کی

۹) معراج شریف:

قرآن کریم کی قطعی آیات اور متواتر احادیث اور امت کے متفقہ فیصلہ سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو صرف ایک ہی رات میں بیداری کی حالت میں جسم عنصری کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا اور پھر وہاں سے عالم بالا اور سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کرائی گئی اور اسی رات عالم علوی میں نمازوں کی فرضیت بھی ہوئی اور کسی مسلمان کو اس واقعہ کے صحیح تسلیم کرنے میں کبھی کوئی تامل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس مقام پر ہمیں معراج جسمانی کے دلائل پیش کرنے سے کوئی سروکار نہیں ہم نے اس پر ایک مستقل رسالہ ضوء السراج فی تحقیق المعراج یعنی چراغ کی روشنی لکھ کر اس کے مثبت اور منفی دلائل بیان کر دیئے ہیں۔ وہ وہاں ہی ملاحظہ کریں۔ یہاں صرف یہ بتانا منظور ہے کہ پرویز صاحب چہ می گویند۔

پہلے چونکہ بعض نام نہاد روشن خیال اور مدعیان عقل وخرد کے سامنے یہ اشکال تھا کہ انسان جسد عنصری کے ساتھ مختلف کروں کو عبور کر کے آسمان تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ لہٰذا ان کے نزدیک یہی ایک وزنی دلیل تھی جس سے معراج جسمانی وغیرہ کا انکار کرنے پر وہ ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ البتہ اس کی تعبیریں جدا جدا کی جاتی تھیں اور اب جب کہ سائنس کی موجودہ ترقی نے بڑے بڑے وزنی راکٹ (چار ٹن یعنی تقریباً ایک سو آٹھ من کا مصنوعی راکٹ روس نے تین ہفتے ہوئے ہیں کہ فضا میں چھوڑا ہے) اور مصنوعی چاند اور سیارے فضا میں چھوڑ کر بلکہ چاند تک راکٹ بھیج کر اس میں اپنا جھنڈا تک نصب کر کے عقلی طور پر اس کا استبعاد دور کر دیا اور راکٹوں کے ذریعہ چاند تک انسان کا جانا بھی ممکن ثابت کر دیا ہے (اور اب تو لوگ اس سفر کے لئے سیٹیں بھی ریزرو کرانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں) پرویز صاحب نے معراج جسمانی کے انکار کے پہلوانوں کی طرح پینترا بدل کر یوں ارقام کیا ہے کہ:-

> ''اگر آج سائنس کی کوئی ایجاد اس کا امکان بھی پیدا کر دے کہ کوئی شخص روشنی کی رفتار سے مریخ یا چاند کے کروں تک پہنچ جائے اور پھر چند ثانیوں میں واپس بھی لوٹ آئے تو میں پھر بھی حضور کے معراج کو جسمانی نہیں تسلیم کروں گا۔ اس لئے کہ میرے دعویٰ

کی بنیاد ہی دوسری ہے اور وہ (جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے) یہ ہے کہ جسمانی معراج سے یہ تصور کرنا لازم آتا ہے کہ خدا کسی خاص مقام پر موجود ہے اور میرے نزدیک خدا کے متعلق یہ تصور قرآن کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے''۔

(بلفظہ معارف القرآن' جلد۲ ص۲۴۱ ومقام حدیث جلد۲ ص۳۱۱ وطلوع اسلام ص۴۴ ماہ اکتوبر ۱۹۵۰ء)

پرویز صاحب! جس شخص نے کسی چیز کے انکار ہی کی ٹھان لی ہو اس کو تسلیم کرانا کس کے بس میں ہے؟ مگر چلتے چلتے یہ تو بتا دیں کہ ''بل رفعه الله اليه يصعد الكلم الطيب و العمل الصالح يرفعه'' اور ''الرحمن على العرش استوى'' وغیرھا آیات میں یہ تصور پیدا نہیں ہوتا کہ خدا کسی خاص مقام پر موجود ہے؟ (یہ الگ بات ہے کہ یہ موجود ہونا اسی طرح سے ہو گا جو اس کی شانِ رفیع کے لائق اور مناسب ہو گا ليس كمثله شيي) اور کیا خود قرآن ہی اس مفروض قرآنی تصور کے خلاف کچھ نہیں بتا رہا؟

چلئے اگر یہ قرآنی تصور آنحضرت ﷺ کو بقول پرویز صاحب عالم بالا تک سیر نہیں کرنے دیتا تو آپ کے مسجد اقصیٰ تک جانے میں کیا اشکال ہو سکتا ہے؟ یا وہاں تک جسم عنصری کے ساتھ ایک ہی رات میں جا کر واپس آنے سے بھی خدا تعالیٰ کا وہاں مقیم اور موجود ہونا ثابت ہوتا ہے؟

پرویز صاحب! آپ لگی لپٹی کیوں کہتے ہیں؟ صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ کچھ بھی ہو جائے' میں معراج جسمانی کو اس لئے تسلیم نہیں کرتا کہ میرے نزدیک جناب نبی کریم ﷺ سے حسی معجزات کا کبھی صدور ہی نہیں ہوا۔ لہٰذا میری فہم مبارک اور دماغ شریف میں قرآنی بصیرت کے تحت معراج جسمانی کا واقعہ آ ہی نہیں سکتا۔ اس کا یہ دور از کار بہانہ کیوں تلاش کیا گیا ہے؟ آپ کی پوری جماعت کا مقصد تو صرف ایک ہے کہ معراج جسمانی ثابت نہیں البتہ اپنے اپنے مذاق کے مطابق اس کے لئے بزعم خود دلائل کشید کئے گئے ہیں۔ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ

دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی
ایک سے دن کہا اور دوسرے سے رات کہی

۱۰) حسی معجزات

تمام صحیح العقیدہ مسلمان اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو کئی ایک حسی معجزات عطا فرمائے تھے۔ معراج جسمانی اور شق قمر وغیرہ کے معجزات خود قرآن کریم میں مذکور ہیں اور آپ کے دیگر ظاہری اور حسی معجزات کا ذکر کتب حدیث اور تاریخ وغیرہ میں موجود ہے۔ الغرض آپ کے حسی معجزات کا قدر مشترک حصہ حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ جس کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو دیدۂ بصیرت سے محروم اور روحانیت سے یکسر عاری ہو۔ مگر اس کو کیا کیا جائے کہ پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

> ''گذشتہ صفحات میں جو تصریحات (نہیں بلکہ خالص تحریفات' صفدر) آپ کے سامنے آ چکی ہیں' ان سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہو گی کہ قرآن کریم نے کس شدت اور تکرار سے اس کی صراحت فرما دی ہے کہ نبی اکرم کو کوئی حسی معجزہ نہیں دیا گیا اور حضور کا معجزہ صرف قرآن ہی ہے''۔ (بلفظہ معارف القرآن ج ۴ ص ۷۲۹)

یہ ہے پرویز صاحب کی قرآنی بصیرت کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو کوئی حسی معجزہ دیا ہی نہیں گیا اور مغالطہ ان کو اس سے ہوا کہ مشرکین نے از روئے تعنت و عناد آنحضرت ﷺ سے کچھ فرمائشی معجزات طلب کئے تھے' جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین پر یہ بات واضح کر دی کہ معجزہ لانا نبی کا اپنا فعل نہیں کہ وہ جب چاہے لے آئے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو نبی کے ہاتھ پر صادر کیا جاتا ہے۔ اس کی مزید تحقیق راقم کی کتاب راہِ ہدایت میں ملاحظہ کیجئے۔

ان فرمائشی معجزات کے نہ ظاہر ہونے سے اور اس سے کہ معجزہ نبی کا اپنا فعل نہیں ہوتا' یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ حسی معجزات کا آپ کے ہاتھ پر صدور ہی نہیں ہوا؟ یہ عجب منطق اور انوکھی بصیرت قرآنی ہے جو پرویز صاحب کو حاصل ہوئی ہے مگر اس کو کیا کیجئے کہ:۔

رہے نہ اہل خرد تو بے خرد چمکے
فروغِ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد

۱۱) آخرت

قرآن کریم اور اس کے علاوہ دیگر سب کتب سماوی اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بلا استثناء ان کی ساری امتیں تا آنکہ اس امت مرحومہ کا بھی تا ہنوز اس امر پر کلی اتفاق رہا ہے کہ اس جہاں کے بعد کوئی اور جہان بھی ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں بعث بعد الموت، قیامت اور آخرت وغیرھا کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے مگر اب منکرین حدیث نے دنیا اور آخرت جیسی مشہور دینی اور مذہبی اصطلاحات کا مفہوم بھی اپنے باطل اغراض و اہوا کے مطابق کچھ اور گھڑ لیا ہے کہ دنیا کے معنی حاضر اور آخرت کے معنی مستقبل کے ہیں اور قرآن کریم میں جو یہ حکم ہے کہ اپنی آخرت کی فلاح و کامرانی کے لئے بھی کچھ خرچ کرتے رہو۔ تو اس کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب کچھ اپنی موجودہ ضروریات پر ہی نہ صرف کر ڈالو بلکہ مستقبل کی ضرورت کے لئے بھی کچھ ''بینک'' وغیرہ میں محفوظ کر لیا کرو۔

نیاز صاحب کا یہ نظریہ تو آپ پہلے پڑھ ہی چکے ہیں کہ:۔

> ''ہر چند دوسرے عالم سے حیات بعد الممات کا عام مراد لینا میرے نزدیک درست نہیں اور اس سے مقصود صرف یہ کہنا ہے کہ کوشش کرتے رہو گر آج نہیں تو کل کامیاب ہو گے''۔ (من و یزدان حصہ دوم ص ۲۲۳)

اور اب آپ پرویز صاحب کا نظریہ ملاحظہ کیجئے کہ آخرت سے وہ کیا مراد لیتے ہیں کہ:۔

> ''یہی وجہ ہے کہ قرآن ماضی کی طرف نگاہ رکھنے کے بجائے ہمیشہ مستقبل کو سامنے رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ اسی کا نام ایمان بالآخرت ہے اور یہ بجائے خویش بہت بڑا انقلاب ہے۔ جسے رسالت محمدیہ نے انسانی نگاہ میں پیدا کیا، یعنی ہمیشہ نگاہ مستقبل پر رکھنی وبالاخرة هم يوقنون ٥ (بلفظہ طلوع اسلام ص ۹، ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

عجمی سازش

حدیث کے بارے میں پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:-

''مثلاً یہ عقیدہ کہ قرآن کے ساتھ قرآن کی مثل کچھ اور بھی ہے (مثلہ معہ) اور یہ وہ مجموعہ روایات ہے (الی ان قال) میرے نزدیک یہ عقیدہ خالص عجم کی سازش کا نتیجہ ہے''۔ (طلوع اسلام ص ۶۲' اپریل ۱۹۵۲ء)

حدیث رسول (ﷺ) تو پرویز صاحب کے نزدیک عجمی سازش کا نتیجہ ہے مگر پرویز کا لقب خود ان کا وجود ان کی زندگی' مادری زبان اور سب ماحول غالباً خالص عربی ہو گا۔ رہی ان کی بصیرت قرآنی (جو خالص مغربی ذہن کی پیداوار ہے) تو اسکے عربی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

''مذہب معلوم اہل مذہب معلوم''

یہ ہیں پرویز صاحب کی فہم قرآن اور بصیرت قرآنی کے کچھ گوہر پارے جو ہم نے بطور نمونہ عرض کئے ہیں ورنہ ان کی تمام کتابیں اور مضامین ایسے ہی باطل نظریات اور ملحدانہ افکار پر مشتمل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پرویز صاحب قرآن کریم کی پیش کردہ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی شریعت کے مقابل میں ایک متوازی شریعت قائم کرنے کی فکر میں ہیں۔ مگر دعوت الی القرآن کی خوش آیند پکار اور اُردو ادب اور انشاء کی رام کہانی کے دام ہمرنگ زمین میں بعض سادہ لوح اور دین و آخرت سے بے فکر برائے نام مسلمانوں کو پھانسنے کے وسیع مشاق اور تجربہ کار ہیں۔ ارادہ تو تھا کہ ان کے بہت کچھ اور باطل نظریات بھی قارئین کرام کے سامنے پیش کئے جاتے مگر سر دست تین چار چیزیں اور عرض کر کے ان پر اکتفاء کی جاتی ہے کیونکہ

اندکے با تو می گفتم و غم دل ترسیدم
کہ آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

۱۲۔ اطاعت رسول

آفتاب نیمروز کی طرح یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ جب اطاعت رسول کے اصول کو تسلیم کرلیا جائے تو آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور حدیث شریف کی پیروی سے بھی کوئی مفر نہیں ہے اور بار بار قرآن کریم میں ''واطیعوا الرسول'' وغیرہ کے صریح الفاظ سے اطاعت رسول کو تسلیم کرنا اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنا مسلمانوں کا اہم فریضہ بتایا گیا ہے لیکن جب بزعم خود دورِ حاضر کے مبصر قرآن پرویز صاحب نے یہ دیکھا کہ اطاعت رسول جیسی بھاری چٹان کو راستہ سے ہٹائے بغیر حدیث کا انکار بہت دشوار ہے تو اس وزنی چٹان کو ہٹا کر انکار حدیث کا راستہ ہموار کرنے کی کئی بے وزن اور بے وقعت دلیلیں ان کو سوجھیں جن سے غالباً وہ خود بھی مطمئن نہ ہوں۔ ان سے بھلا دوسروں کو کیسے تسکین حاصل ہوسکتی تھی؟ اس لئے انہوں نے ان سے صرف نظر کرتے ہوئے سو دلیل کی ایک دلیل اور ہزار برہان کا ایک برہان پیش کر کے اطاعت رسول کی وزنی چٹان سے گلوخلاصی کرنے کی بے حاصل سعی کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

''قرآن یہ کہنے آیا تھا کہ اور تو اور کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے۔ وہ خود بھی احکام خداوندی کی اطاعت کراتا ہے''۔

(مقام حدیث جلد ۱ ص ۷۲)

پرویز صاحب ہی از راہِ دیانت وانصاف یہ بتلا دیں کہ یہ کس قرآن میں ہے کہ اور تو اور کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے۔

قرآن کریم میں تو یہ صریح حکم موجود ہے کہ:-

''وما ارسلنا من رسولٍ الا لیطاع باذن اللہ''. (پ ۵۔ النساء)

ترجمہ: ''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر صرف اس لئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے''۔

قرآن کریم تو صاف طور پر بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول ایسا بھیجا ہی نہیں جو خدا تعالیٰ کے حکم سے مطاع بن کر نہ آیا ہو اور انسانوں پر اس کی اطاعت ضروری نہ ہو۔ یہ الگ امر ہے

کہ رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ مگر بہر حال رسول ہے تو مطاع ہی۔ پرویز صاحب! کیا یہ قرآنی حکم نہیں ہے؟ کچھ تو لب کشائی فرمایئے۔ "**مالکم لاتنطقون**" دیکھا آپ نے پرویز صاحب نے اپنے اس باطل نظریہ کے لئے کہ حدیث دینی حجت نہیں' کس طرح واشگاف الفاظ میں قرآن کریم کی بغاوت کی ہے۔ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ ہر رسول مطاع ہوتا ہے اور انسانوں پر اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے مدمقابل اور برعکس پرویز صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن یہ کہنے آیا تھا کہ اور تو اور کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے۔

یہ ہے پرویز صاحب کی بصیرت قرآنی' حیف ہے اس بصیرت پر

بریں عقل و دانش بباید گریست

نظر بہ ظاہر پرویز صاحب پر جب بصیرت قرآنی کا غلبہ ہوا تو ان کو اطاعت اور عبادت (جس کے معانی بندگی کے آتے ہیں) میں فرق ملحوظ نہ رہا اور ان کا ذہن مبارک معاً اس مضمون کی طرف منتقل ہو گیا' جس میں آتا ہے کہ کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب' حکم اور نبوت عطا فرمائی ہو کہ پھر وہ لوگوں سے یہ کہتا پھرے کہ "کونوا عبادًا لی" (الایۃ) "تم میرے بندہ ہو جاؤ"۔ الخ مگر پرویز صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ عبادت اور اطاعت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نفی عبادت کی ہے اور اثبات اطاعت کا ہے۔

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

۱۴) امام بخاریؒ پر صریح بہتان:

حضرت امام بخاریؒ کی صحیح بخاری کے علاوہ اکیس کتابیں ہیں جن میں الجامع

الکبیر' المستند الکبیر' کتاب الوحدان' برالوالدین' اور ادب المفرد وغیرہ تو خالص حدیث کی کتابیں ہیں۔ صحیح بخاری میں انہوں نے تقریباً چھ لاکھ احادیث میں سے ضرورت کے مطابق انتخاب فرما کر حسب تحقیق حافظ ابن حجرؒ (المتوفی ۸۵۵ھ اور امام نوویؒ وغیرہ ۷۲۷۵ اور غیر مکرر ۴۰۰۰ حدیثیں نقل کی ہیں)۔ جو حدیثیں انہوں نے بخاری شریف میں درج نہیں کیں۔ ان میں بھی بیشتر ان کے نزدیک صحیح تھیں۔ چنانچہ الحافظ ابوالفضل بن طاہرؒ لکھتے ہیں کہ:۔

انهما تركا كثيراً من الصحيح الذى حفظا (كتاب الشروط الائمة)

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے بہت سی صحیح حدیثیں جو ان کو یاد تھیں' صحیحین میں درج نہیں کیں۔

اور امام حاکمؒ نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ شیخین (امام بخاریؒ و مسلمؒ) نے صحیحین میں تمام صحاح روایت کا استیعاب نہیں کیا۔ (مستدرک ص ۳)۔

اور امام نوویؒ۔ المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

"فانهما لم يلتزما استيعاب الصحيح بل صح عنهما تصريحهما بانهما لم يستوعباه و انما قصداً جمع جمل من الصحيح" اھ

(المقدمۃ الامام النوویؒ ص ۱۶)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے تمام صحیح حدیثوں کے استیعاب کا التزام نہیں کیا بلکہ ان کی اپنی تصریح صحیح سند سے ثابت ہے کہ ہم نے (صحیحین میں) سب صحیح حدیثیں درج نہیں کر دیں بلکہ ان کا مقصود تو صحیح حدیثوں کا ایک اجمالی خاکہ پیش کرنا تھا۔

علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (المتوفی بعد ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

"بان الشيخين لم يقصد احصر الصحاح فى الصحيحين بل قد وجد عنهما التصريح بعدم الحصر". (کوثر النبی ص ۱۱ قلمی)

''امام بخاری ومسلمؒ نے تمام صحیح حدیثوں کو صحیحین ہی میں بند نہیں کر دیا بلکہ ان دونوں سے اس کی تصریح آئی ہے کہ صحیح حدیثیں صحیحین ہی میں منحصر نہیں ہیں''۔

بلکہ حافظ ابن حجرؒ شیخ الاسلام حافظ اسمٰعیلیؒ (المتوفی ۳۷۱ھ) کی سند سے اور علامہ ابوبکر الحازمیؒ (المتوفی ۵۸۴ھ) اپنی سند کے ساتھ خود امام بخاریؒ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:۔

لم اخرج فی هذا الکتاب الا صحیحاً وما ترکت من الصحیح .... میں نے اس الجامع **الصحیح** میں صرف صحیح حدیثیں ہی درج کی ہیں اور جو حدیثیں میں نے صحیح بخاری میں درج نہیں کیں وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں۔

ان تمام ٹھوس اقتباسات سے یہ معلوم ہوا کہ نہ تو حضرت امام بخاریؒ اس کے قائل تھے کہ جو حدیثیں صحیح بخاری میں درج نہیں ہیں وہ ضعیف اور مسترد ہیں اور نہ محدثین کرامؒ ہی یہ سمجھے ہیں بلکہ امام بخاریؒ کی اپنی تصریح سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ الجامع **الصحیح** کے علاوہ بھی بہت سی حدیثیں ہیں جو صحیح ہیں اور امام بخاریؒ ان کو صحیح ہی کہتے ہیں' لیکن اس کے برعکس پاکستان کے مبصر قرآن جناب پرویز صاحب شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر یوں لکھتے ہیں کہ:۔

''امام بخاریؒ نے چھ لاکھ حدیثیں اکٹھی کیں یعنی جو لوگ ان کے سامنے موجود تھے' ان سے سنیں اور اس کے بعد اپنی بصیرت کے مطابق ان میں سے پانچ لاکھ ستانوے ہزار کو ناقابل اعتبار سمجھ کر مسترد قرار دے دیا اور بقایا تین ہزار کے قریب اپنی کتاب میں درج کر لیں''۔(بلفظہ مقام حدیث ج ۱ص ۵۷)

یہاں یہ لکھا ہے اور دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں کہ:۔

''چنانچہ امام بخاریؒ نے قریب چھ لاکھ روایات میں سے پانچ لاکھ چورانوے ہزار کو مسترد کر دیا اور قریب چھ ہزار احادیث کو اپنے ہاں درج کیا''۔

(بلفظہ مقام حدیث جلد ۲ص ۳۲۴)

اس کو کہتے ہیں تحقیق' دیانت' انصاف' ریسرچ اور بصیرت قرآنی ''**لاحول ولا قوة الا باللہ**''۔اردو ادب میں مہارت کیا حاصل ہوئی کہ لگے پرویز صاحب تاریخ کی ٹانگ توڑنے۔

مگر یادرہے کہ

نہ ہر کہ موئے برا فروخت دلبری داند

۱۴) مذہب کا تصور:

مسلمانوں کا مذہب اور دین جو قرآن کریم اور احادیث پر مبنی ہے' ایک اعلیٰ صداقت کا حامل ہے اور حق مذہب ہے۔ اسی پر نجات اُخروی موقوف ہے۔ ''ان الدین عنداللہ الاسلام'' لیکن پرویز صاحب بلا استثناء تمام مسلمانوں کے مذہب کو غلط تصور کرتے ہیں اور اس کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے درپے ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ:-

> ''میری قرآنی بصیرت نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا ہے کہ جو تصور آج کل مذہب کا لفظ پیش کرتا ہے وہ تصور قرآن کے خلاف ہے۔ میرے پیش نظر مقصد یہ ہے کہ میں مسلمانوں پر واضح کردوں کہ مذہب کا جو تصور ان کے ذہن میں ہے وہ قرآنی تصور نہیں''۔ (بلفظہ مقام حدیث ج ۲ ص ۳۱۴)

اور حاشیہ پر لکھا ہے کہ ان امور کی تفصیل کے لئے دیکھئے ''اسباب زوالِ امت'' جو دورِ حاضر کا انقلاب آفرین مقالہ ہے۔ (انتھیٰ بلفظہ)

دین اور مذہب کا اختراعی فرق ملحوظ رکھ کر مذہب سے فرار اختیار کرنے کا چور دروازہ اپنے لئے کھلا چھوڑنا مبصر قرآن ہی کو زیب دیتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ پرویز صاحب مسلمانوں کے اس غلط تصور کو مٹا کر کون سا طریقہ ان کو بتانا چاہتے ہیں؟ اور کن مسلمانوں کے ساتھ ان کا تعاون و اشتراک ممکن ہوسکتا ہے؟ مگر اس کا جواب بھی خود پرویز صاحب ہی اپنی بصیرت قرآنی کے تحت ''میری دعوت'' کا عنوان قائم کرکے یہ دیتے ہیں کہ:-

> ''اگر میری اس دعوت کی مخالفت ہوتی ہے تو اس میں کوئی چیز وجہ تعجب نہیں۔ اس لئے کہ میری دعوت لوگوں کے ساتھ ساتھ چلنے کی نہیں' بلکہ انہیں ان کی موجودہ روش سے روک کر دوسری راہ پر لے جانے کی ہے۔ مخالفت اس کی نہیں ہوگی جو ان کی روش کی

تائید کرے گا لیکن جو انہیں اس روش سے روکے گا۔ اس کی مخالفت ناگزیر ہے''۔

(بلفظہ مقام حدیث جلد ۲' ص ۳۱۷)

مطلب بالکل واضح ہے کہ مسلمانوں کا مذہب' ان کی راہ اور ان کی روش بالکل جدا ہے اور پرویز صاحب کی بالکل الگ ہے' وہ مسلمانوں کو اپنی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں جس کا کچھ خاکہ آپ کے سامنے آ چکا ہے اور مسلمان اس میں ان کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ مخالفت ناگزیر ہے۔ پھر مصالحت کیسے ہو اور کیوں ہو؟

زبان رکھتے ہیں ہم بھی آخر کبھی تو پوچھو سوال کیا ہے

۱۵) تفاسیر کا حکم:

تمام مسلمان اس کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کی وہی تفسیر درجہ اول پر معتبر ہوگی جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہے' جو کتب حدیث کے ابواب التفسیر وغیرہ میں آتی ہیں۔ مگر چونکہ ان کو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد پرویز صاحب اپنے محض ذاتی اور اختراعی رائے سے تفسیر نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے راستہ کے اس روڑے کو یوں ہٹانے کی کوشش کی ہے کہ

''علوم قرآنی کی یہ تفاسیر یا تو رسول اللہ ﷺ کی ہیں ہی نہیں۔ یونہی وضعی طور پر آپ کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں اور یا اگر کوئی ان کی صحت پر اتنا ہی اصرار کرے تو زیادہ سے زیادہ کہا جا سکے گا کہ آپ نے پوچھنے والے کی ذہنی سطح کے مطابق جواب دے دیا تھا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اول الذکر صورت ہی کو صحیح مانتا ہوں''۔

(کہ یہ نری وضعی ہیں۔ صفدر) (مقام حدیث ج ۲ ص ۳۰۰)

بشکریہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

طلوع اسلام

غلام احمد پرویز کا اسلام دشمن مشن

"انکار حدیث کے نتائج"

سے ماخوذ

از

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

بشکریہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد

طلوع اسلام

اس وقت جو جرائد اور رسالے بلا استثناء تمام احادیث کو ظنی اور قیاسی قرار دینے اور ان کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے درپے ہیں' ان میں طلوع اسلام پیش پیش ہے۔ اس نے حدیث کو رد کرنے کے لئے وہ تمام ہتھیار اور اوزار اختیار کر رکھے ہیں جو کسی وقت عیسائی' رافضی' معتزلہ خارجی اور ایسے ہی دیگر باطل اور گمراہ فرقے اختیار کر چکے ہیں۔ مواد تو تمام ان کا جمع کردہ ہے ہاں البتہ تعبیر ان کی اپنی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

ا۔ طلوع اسلام کا اسلام:

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین قویم کے بگاڑ کا ایک بڑا سبب علماء سو کی نفسانیت پیران بدکردار کی خواہشات اور سلاطین ناہنجار کی بے راہ روی بھی ہے اور ہر دور اور ہر زمانہ میں ان سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا رہا ہے۔ مگر بایں ہمہ علماء کرام میں خدا خوف' نیک سرشت با اخلاق' حسن کردار اور صحیح معنیٰ میں اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ اور سچے خادم بھی رہے ہیں اور بحمد للہ اب بھی موجود ہیں۔ ان میں سے بعض کی عملی زندگی خواہ کتنی ہی پست کیوں نہ ہو (اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے بالکل بجا ہے) مگر توحید و رسالت' برزخ و معاد' عقائد و اعمال' اخلاق و معاملات' اوامر و نواہی' نماز اور روزہ' حج اور زکوٰۃ' قربانی اور صدقہ فطر' نکاح و طلاق' بیع اور اجارہ حلال اور حرام وغیرہ وغیرہ احکام و مسائل اور اسی طرح اصول اور فروع اسلام کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں صحیح کہتے ہیں۔ ایک فرقہ نہ سہی تو دوسرا' ایک طائفہ اگر یہ حق نہیں ادا کرتا تو دوسرا' ایک گروہ سے اغماض کیجئے تو دوسرا' ایک ملک کو نظر انداز کر لیجئے تو دوسرا الغرض قدر مشترک کے طور پر اسلام انہیں میں دائر ہے۔ اور وہ جو کہتے ہیں' درست اور بجا کہتے ہیں۔ اگر چہ ان میں سے بعض

کرتے کچھ اور کہتے کچھ ہیں مگر زبان زد خلائق ہے کہ مولوی جو کہے وہ کرو اور جو کرے وہ نہ کرو۔ یعنی اس کا عمل اگرچہ غلط ہو مگر اس کا قول اور پیش کردہ اسلام تو بہر حال اور بہر کیف ٹھیک ہے اور مشہور ہے کہ

زبانِ خلق کا نقارۂ خدا سمجھو

مگر طلوع اسلام کا فیصلہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ بلا امتیاز ملک و وطن' بلا تفریق فرقہ و مذہب' بدوں لحاظ علماء حق اور علماء سو علماء کرام کے پیش کردہ اسلام کو غیر اسلام کہتا ہے۔ چنانچہ طلوع اسلام بڑی بے باکی سے یہ لکھتا ہے کہ:۔

> ''جو کچھ اس وقت اسلام کے نام سے رائج ہے' وہ اسلام نہیں ہے اور جو حقیقی اسلام ہے اسے وہ لوگ کبھی اسلام کہہ کر پکارنے نہیں دیں گے جو مروجہ اسلام کے علمبردار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم شروع سے کہتے چلے آ رہے ہیں کہ جب تک ملا اسلام کا ترجمان سمجھا جائے گا صحیح اسلام کا مفہوم کبھی متعین نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کہ ملا ایک خاص نہج کو اسلام سمجھے بیٹھا ہے۔ وہ کسی صورت میں اسے چھوڑ کر کسی اور مفہوم کو اسلام تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس میں نہ کسی فرقے کی تخصیص ہے نہ کسی جماعت کی' نہ کسی ملک کی نہ کسی زبان کی' ملاں جہاں بھی ہے وہ اس اسلام کا وارث اور محافظ ہے' جو اسلام نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ صحیح اسلام کا مفہوم متعین کر دے حماقت ہے۔ ملا کا اسلام اشخاص تک جا کر رک جاتا ہے' خدا تک نہیں پہنچتا۔ اور حقیقی اسلام وہ تھا جسے خدا نے نازل کیا تھا۔ آپ جب تک ملا کے اسلام کے دائرے میں پھرتے رہیں گے۔ اسلام کا واضح مفہوم کبھی آپ کے سامنے نہیں آئے گا''۔ (طلوع اسلام' اپریل ۱۹۵۵ء ص ۱۰)

اس واضح عبارت کو بار بار پڑھیے اور دیکھئے کہ طلوع اسلام کیا کہہ گیا ہے؟ اگر ملا کی کسی جماعت یا کسی فرقے' کسی ملک یا کسی زبان کی تخصیص کی گئی ہوتی یا عبارت میں اجمال و ابہام ہی سے کام لیا ہوتا تو یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ طلوع اسلام کسی خاص جماعت' کسی مخصوص فرقہ' کسی متعین

ملک اور کسی معہود زبان کے علماء اور ملاؤں کے پیش کردہ اسلام سے نالاں ہے۔ لیکن طلوع اسلام بلا استثناء یہ کہتا ہے اور برملا یہ لکھتا ہے کہ تمام علماء جس چیز کو اسلام کہتے ہیں وہ اسلام نہیں ہے اور جو حقیقی اسلام ہے (جس کی کچھ جھلکیاں اس کتابچہ میں قارئین کرام نیاز صاحب کے نظریات سے لے کر طلوع اسلام کے نظریات تک ملاحظہ کر چکے ہیں) ملا اس کو اسلام کہے بھی کیسے؟ اگر یہ نظریات اسلام ہیں تو دنیا میں کفر' الحاد اور زندقہ پھر کس بلا کا نام ہے؟ اسی لئے تو طلوع اسلام ملا اور اس کے پیش کردہ اسلام کا سراسر منکر ہے کہ وہ اس کے پیش کردہ اسلام سے متصادم ہے۔ اور وہ کفر والحاد کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس سے یہ حقیقت بھی بالکل آشکارا ہو جاتی ہے کہ طلوع اسلام جس اسلام کو عوام کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے وہ اس اسلام کے بالکل خلاف اور اس کے بالکل برعکس ہے جو آج تک مسلمانوں میں مروج چلا آتا ہے اور جس کے علماء محافظ اور وارث چلے آرہے ہیں اور یہی مروج اسلام طلوع اسلام کے نزدیک اسلام نہیں ہے۔ بتایئے کہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور ملا طلوع اسلام کے اس خود ساختہ اسلام کا کیسے قائل ہو سکتا ہے! جس کی کڑی نہ تو کہیں فقہاء کرامؒ تک پہنچتی ہے اور نہ محدثین عظامؒ تک۔ اور اس کا سرا نہ تو کہیں تابعینؒ نیک فرجام تک پہنچتا ہے اور نہ صحابہؓ ذوالاحترام تک۔ اور نہ دین کی یہ کڑی جناب رسول اللہ ﷺ کی شخصیت تک پہنچتی ہے جو رب العلمین کی وحی کے مطابق ایک جامع دین' ایک مکمل شریعت ایک واضح اور روشن مذہب ایک درخشندہ اسلام امت مرحومہ کو دے کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ رہا طلوع اسلام کا اسلام' تو وہ خدا تک کیسے پہنچتا ہے؟ اور خدا تعالیٰ کی رضا اس میں کتنی شامل رہتی ہے؟ اور خدا تعالیٰ کے بیان کردہ احکام اور عقائد کو طلوع اسلام اور ان کے ہم خیال منکرین حدیث کس حد تک تسلیم کرتے ہیں؟ اس کا تھوڑا سا خاکہ اوراقِ گذشتہ میں گزر چکا ہے کہ وہ کیا ہے؟ سمجھدار آدمی اس سے اندازہ لگا سکتا ہے۔ نیز طلوع اسلام کے اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا مرکز ملت اشخاص کا نام نہیں بلکہ خداؤں کی ایک پنچایت ہے۔ (العیاذ باللہ) کیونکہ ان کا مرکز ملت جزئیات کا تعین کرنے کا تو مجاز ہے اگر وہ اشخاص ہی کا مجموعہ ہو تو ملا کی ہمنوائی ہو جائے گی کہ ملا کا اسلام

اشخاص تک جا کر رک جاتا ہے۔ خدا تک نہیں پہنچتا۔ لہٰذا لازمی امر ہے کہ مرکز ملت اشخاص نہیں ہو سکتے بلکہ خدا ہی ہوں گے۔ (معاذ اللہ)

طلوع اسلام کے اس بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ منکرین حدیث آئے دن علماء کے خلاف مختلف قسم کے عنوانات قائم کر کے ان کو کیوں کوستے ہیں؟ کہیں یہ عنوان ہے کہ ملا کا مذہب کیا ہے؟ کہیں یہ کہ ملا کا عجیب و غریب مذہب؟ کسی جگہ ملا کا بہشت' سرخی ہے اور کسی جگہ اس مصرعہ سے سہارا تلاش کیا جاتا ہے کہ

اے مسلماں پوچھ اپنے دل سے ملا سے نہ پوچھ

غرضیکہ آپ طلوع اسلام کے مضامین پڑھیئے' ان کے ہم خیال شعراء کی نظمیں دیکھیئے تو معلوم ہو گا کہ کیسی کیسی نادر اور نرالی پھبتیاں علماء پر چسپاں کی گئی ہیں اور غریب علماء کا تو ذکر ہی کیا ہے' سرے سے مذہب اسلام کی بساط کہن ہی الٹ کر رکھدی ہے۔ واللہ ناصر دینہ

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

سمجھے نا حضرات! ان کو ملا سے اختلاف کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ محض اس لئے کہ جس مذہب کو ملا پیش کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے وہ طلوع اسلام کے نزدیک اسلام نہیں۔ اور جو حقیقی اسلام ہے' ملا اس کو رائج نہیں ہونے دیتا اور اس کو وہ اسلام کہہ کر پکارنے ہی نہیں دیتا۔ ظاہر ہے کہ جب دو نظریے آپس میں متضاد ہوں گے اور ہر ایک کو اس پر اصرار ہو گا کہ دنیا میں میرا ہی نظریہ باقی اور برقرار رہے تو لابدی امر ہے کہ آپس میں چپقلش ہو گی اور ہر ایک اسی فکر میں ہو گا کہ میرے راستے کا روڑا ہٹ جائے تاکہ میں اپنا نظریہ بلا مقابلہ پیش کر سکوں۔

بس یہی الجھن ہے طلوع اسلام اور اس کی جماعت کے سامنے مگر ملا بھی بڑا ہی سخت جان ہے۔ وہ چودہ صدیوں سے برابر مار کھاتا چلا آ رہا ہے مگر اس امانت کو ملا نے باوجود انتہائی

پریشانیوں کے کبھی پس پشت نہیں ڈالا۔ اور نہ اس سے بے اعتنائی برتی ہے' جو جناب نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ کے مقام پر ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرامؓ کی وساطت سے امت مرحومہ کے حوالے کی تھی کہ:-

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان پر کاربند رہو گے' تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری میری سنت ہے"۔ (مسند دارمی)

اور ملاّ ہر نازک موقع پر بڑی ہمت' پامردی' جرأت اور بہادری سے طوفانِ حوادث کو یہ کہتا رہا ہے کہ

ہم کو طوفانِ حوادث کیا ڈرائے گا حمید
جب سے ہم پیدا ہوئے یہ آندھیاں دیکھا کئے

۲۔ علم کے ذرائع:

تمام اہل اسلام اس امر پر کلیتہً اتفاق رکھتے ہیں کہ مسلمان کے لئے علم کے ذرائع میں سب سے پہلے قرآن کریم اور پھر حدیث شریف اور اجماع امت کے بعد اظہار اسلام اور ان کے افہام و تفہیم کا ایک ذریعہ قیاس اور اجتہاد' بالفاظ دیگر عقل و بصیرت بھی ہے۔ مگر طلوع اسلام کے نزدیک نہ تو حدیث شریف کا علم ذریعہ ہے اور نہ امت مسلمہ کا اتحاد و اتفاق بلکہ اس کے نزدیک صرف دو ذریعے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:-

"ختم نبوت کے بعد ہمارے پاس علم کے صرف دو ذرائع رہ جاتے ہیں۔ ایک وہ وحی جو قرآن کے اندر ہے اور دوسرا انسان کی عقل و بصیرت"۔

(طلوع اسلام ص ۳، ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

ظاہر ہے کہ یہاں مطلق عقل و بصیرت کا ذکر نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس عقل و بصیرت کا ذکر ہے جو دین میں کام آسکے اور یہ دینی عقل و بصیرت بھی صرف وہی معتبر و قابل ہو گی جو طلوع اسلام کے نزدیک معیاری ہو۔ اور وہ نیاز صاحب' اسلم صاحب' تمنا عمادی صاحب' پرویز صاحب' برق

صاحب، ڈاکٹر احمد دین صاحب اور اسی قسم کے دوسرے حضرات کی عقل وبصیرت ہوگی، جن کے کچھ نمونے آپ نے اوراق گذشتہ میں ملاحظہ کر لئے ہیں۔ جب ان میں اہل علم وصاحب قلم حضرات کی دینی عقل وبصیرت کا یہ عالم ہوتو وہاں دوسرں کا کیا پوچھنا؟

جس کی بہار یہ ہو سو اس کی خزاں نہ پوچھ

۳۔ قطع ید:

قرآن کریم میں چور مرد اور چور عورت کی سزا قطع ید (یعنی ہاتھ کاٹنا) بیان کی گئی ہے مگر طلوع اسلام قطع ید کی سزا کے بارے میں اپنی طرف سے ایک اور پیوند لگا کر اب قطع ید جیسی قرآنی سزا کو دبی ہوئی زبان سے بدلنے کی فکر میں مبتلا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:۔

> ''السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما'' یعنی چور مرد اور چور عورت کی سزا یہ ہے کہ ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ قطع ید کے معنی ہیں ایسے حالات پیدا کر دینا جس سے ان کے ہاتھ چوری سے رک جائیں''۔اھ

(طلوع اسلام ص ۷، ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

خط کشیدہ الفاظ بار بار پڑھئے اور طلوع اسلام سے پوچھئے کہ یہ بعض کون ہیں جنہوں نے قطع ید کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دو، جس سے ان کے ہاتھ چوری سے رک جائیں؟ اور پھر یہ معنی قرآن کریم کے خلاف لئے کیوں ہیں؟ قرآن کریم کا یہ منشاء ہے کہ جس کا چور ہونا ثابت ہو جائے اور جو ''السارق اور السارقة'' کہلائے تو اس کو سزا نہ دی جائے یا اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے؟ یہ مان لیا کہ آئندہ کے لئے ایسے حالات پیدا کر دو کہ اس کے ہاتھ چوری سے رک جائیں۔ مگر ثابت شدہ چوری کی سزا تو صرف یہ حالات پیدا کرنے ہی نہیں بلکہ اس کی سزا حقیقتاً قطع ید ہے اور اگر مراد یہ ہو کہ اس جگہ چور سے مراد وہ شخص ہے جو چوری کے درپے ہو مگر ابھی تک اس نے چوری کی نہیں تو یہ بتلایا جائے کہ قرآن کریم نے اس کو ''السارق اور السارقة'' کیوں کہا ہے؟ اور ایسے شخص کی سزا قطع ید کیوں مقرر کی ہے جس نے ابھی تک چوری ہی نہیں کی۔

طلوع اسلام اس مفہوم کو پیش نظر رکھے جس کو قرآن کریم میں ''السارق اور السارقة'' سے بیان کیا ہے اور پھر اس کی سزا قطع ید ذکر کی ہے۔ اِدھر اُدھر کی باتوں سے کچھ نہ ہوگا۔

مسلمان اس امر پر تاہنوز متفق رہے ہیں کہ زانی محض کی سزا جو صحیح احادیث سے ثابت ہے' صرف رجم اور سنگسار ہی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ منازعت کرتے ہوئے طلوع اسلام یوں رقمطراز ہے کہ:۔

> ''باقی رہا یہ کہ زنا کی سزا سنگساری (رجم) میں کیا حرج ہے۔ سو حرج یہ ہے کہ جب خدا نے حکم دے دیا کہ اس کی سزا سو۱۰۰ کوڑے ہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کے حکم کو کسی دوسرے حکم سے بدل دے''۔ (طلوع اسلام ۵ ۶ نومبر ۱۹۴۹ء)

طلوع اسلام سے اس کے اس بیان کے پیش نظر دریافت طلب امر ہے کہ جب خدا نے یہ حکم دے دیا ہے کہ چور مرد اور چور عورت کی سزا قطع ید ہے تو اس کے اس حکم کو کسی دوسرے کے اس حکم سے کیسے بدلا جا سکتا ہے کہ اس کے لئے ایسے حالات پیدا کرنا ہے کہ جس سے اس کے ہاتھ چوری سے رک جائیں؟

طلوع اسلام کی گردن پر یہ سوال بھی قائم رہے گا (کیونکہ وہ حدیث کو تو حجت تسلیم نہیں کرتا) قرآن کریم میں تو صرف اتنا ہی ذکر ہے کہ چور مرد اور زن کا ہاتھ کاٹ دو۔ مگر یہ نہیں بتاتا کہ کتنا مال وہ چرائیں تو ان کا ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے؟ اور یہ بھی بیان نہیں ہوا کہ پہلی مرتبہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹو' یا یہ انتہائی سزا ہے؟ پھر کاٹو تو کون سا ہاتھ کاٹو؟ دایاں یا بایاں؟ اور کاٹو تو کہاں سے؟ کلائی سے؟ کہنی سے؟ بازو سے یا بغل سے؟ یا یہ جملہ تفصیلات کسی قاضی اور جج کی صوابدید پر ہوں گی؟ اور اگر اس کی صوابدید پر ہیں تو کہیں وہ ظنی تو نہ ہونگی؟ اور اگر وہ ظنی ہونگی تو وہ دین کیسے قرار پا سکتی ہیں؟ اگر جناب رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور خلافت راشدہ کا تعامل ظنی ہونے کی بنا پر دین نہیں ہو سکتا تو آج کسی جج کا ذاتی خیال اور صوابدید کیسے حجت ہو سکتی ہے؟ بہت ممکن ہے کہ اس میں بھی ہر زمانے کے تقاضا کا دخل ہو۔ کسی زمانہ میں سو روپے کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے اور کسی دوسرے زمانہ میں ہزار روپے کی چوری میں بھی اس کی نوبت نہ آئے۔ کسی کا اس کے زمانہ کے

تقاضا کے مطابق کلائی سے ہاتھ کاٹا جائے اور کسی کا کہنی اور بازو وغیرہ سے۔اور اگر کوئی بے چارہ ملا چوری کا ارتکاب کرے تو اس کا پہلی ہی چوری میں ہاتھ کاٹ دیا جائے۔بقول کسے ''پہلی چوری پہلی پھانسی''۔کیونکہ اس نے خدا کی کتاب کورٹ رٹ کر اس کا اثر اپنے اندر پیدا نہیں کیا۔اور اگر کوئی بابو یا اپ ٹو ڈیٹ قسم کا آدمی چوری کرے تو اس کو پہلی مرتبہ چھوڑ دو۔اور اس کے لئے ''بعض'' کی بصیرت قرآنی کے ماتحت ایسے حالات پیدا کر دو کہ اس کے ہاتھ چوری سے رُک جائیں۔اور آئندہ وہ چوری نہ کر سکے۔آخر خود طلوع اسلام کا بیان ہے کہ:۔

> ''قرآن کریم میں عام طور پر دین کے اصول دیئے گئے ہیں ان کی جزئیات متعین نہیں کی گئیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے اصول تو قیامت تک کے لئے غیر متبدل رہنے والے ہیں (یہ الگ امر ہے کہ اس سے چوری وغیرہ مستثنیٰ ہیں)۔کیونکہ اس کی سزا ''بعض'' کے نزدیک قطع ید نہیں' بلکہ ایسے حالات پیدا کرنا ہے کہ اس کے ہاتھ چوری سے رک جائیں (کیونکہ اس دورِ تہذیب وتمدن کا تقاضا ہی یہی ہے صفدر) لیکن ان اصولوں کی روشنی میں جو جزئیات متعین ہوں گی ان میں مختلف زمانوں کی ضرورتوں کے مطابق ردوبدل ہوتا رہے گا''۔

(بلفظہ طلوع اسلام ص۴،۱۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

لہٰذا چوری کی جزئیات اس قاعدہ سے کیونکر خارج ہو سکتی ہیں؟ اور ان میں تغیر وتبدل سے آخر کیا چیز مانع ہے؟ آئمہ دین کا نصاب سرقہ سے متعلق جزوی اختلاف اور بعض بعض شرعی عوارض سے چور کا ہاتھ نہ کاٹا جانا محل نزاع نہیں ہے۔وہ مفروغ عنہ بحث ہے۔

۴۔ قربانی:

حاجی اور حرم کی مخصوص قربانی کے علاوہ عام قربانی کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔جس میں نہ تو احرام کی کوئی قید ہے اور نہ حرم کی ''**فصل لربک و انحر**''

ترجمہ: ''پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھے اور قربانی کیجئے''۔

جو حکم آنحضرت ﷺ کو ہے وہی آپ کی امت کو ہے۔الا یہ کہ تخصیص کا کوئی صحیح اور

صریح قرینہ موجود ہو اور یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ اس مطلق قربانی کو اپنی خواہشات کی زنجیروں میں جکڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ اور بھلا اس کو تسلیم بھی کون کرتا ہے؟

قربانی کے ثبوت پر آنحضرت ﷺ سے قولاً اور فعلاً متواتر درجہ کی صحیح حدیثیں موجود ہیں اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ دس سال مدینہ طیبہ میں رہے اور ہر سال آپ قربانی کرتے رہے۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۲۹ وغیرھا)۔

اور تمام امت کا اس پر اتفاق رہا ہے اور اس گئے گزرے زمانہ میں بھی لوگ اس سنت کو کروڑوں کی تعداد میں ادا کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ بحث ہم اس مقام پر نہیں کرتے کیونکہ ہم نے اس پر ایک مختصر سا رسالہ بنام "مسئلہ قربانی" لکھا ہے جو طبع ہو چکا ہے۔ قربانی کی ضروری بحث اس میں ملاحظہ کریں۔ لیکن طلوع اسلام کا یہ بے بنیاد افتراء بھی ملاحظہ کریں جو قربانی کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ:۔

> "پھر تاریخ ہمیں بتاتی ہے (بظاہر یہ کوئی ذہنی اور پرویزی تاریخ ہوگی، اسلامی تاریخ تو اس کے سراسر خلاف ہے۔ صفدر) کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی مدینہ طیبہ میں قربانی نہیں دی۔ حج ۹ ھ میں فرض ہوا۔ حضور ﷺ اس سال خود تشریف نہیں لے گئے لیکن اپنی طرف سے کچھ جانور امیر کارواں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ کر دیئے کہ وہاں مصرف میں لائے جائیں۔ اگلے سال حضور خود حج کے لئے تشریف لے گئے اور وہیں جانور ذبح کئے۔ لہٰذا ہر جگہ قربانی دینا نہ حکم خداوندی ہے اور نہ سنت ابراہیمی اور نہ ہی سنت محمدی"۔ (طلوع اسلام ص ۳۰ ستمبر ۱۹۴۹ء)

ملاحظہ کیا آپ نے کہ طلوع اسلام نے کس دیدہ دلیری اور کس بے باکی سے یہ خالص بہتان اور سفید جھوٹ تراشا ہے کہ ہر جگہ قربانی دینا نہ حکم خداوندی ہے نہ سنت ابراہیمؑ اور نہ ہی سنت محمدی ﷺ۔ اور غور کیا آپ نے کس ڈھٹائی کے ساتھ اس نے یہ بے بنیاد دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مدینہ طیبہ میں قربانی نہیں دی۔ "**لاحول ولا قوۃ الا باللہ**"۔ سچ کہا گیا ہے کہ

؎

چہ دلاور است و زدے کہ بکف چراغ دارد

آپ نے غور کیا کہ منکرین حدیث کس طرح اسلام کے ایک ایک حکم کا رد کرتے ہیں اور کس بے باکی سے نصوصِ قطعیہ اور متواتر تعامل کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس پر ملاّ کو کوستے ہیں کہ وہ اسلام کا دشمن ہے اور صحیح اسلام کو پیش نہیں ہونے دیتا اور مبصرین قرآن (جناب پرویز صاحب، نیاز صاحب اور اسی طرح کے دوسرے حضرات) کے راستہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ ملاحظہ کیا آپ نے کہ طلوع اسلام وغیرہ کے اس پیش کردہ اسلام کو ملا کیوں کر اسلام سمجھے؟ اور کیوں اسلام کہے؟ اور کیوں اس سے دبے؟

؎

بلند فطرت ہیں جو ازل سے نہیں کسی سے وہ پست ہوتے
کبھی گرے بھی جو وہ زمین پر تو مثلِ اوجِ فلک رہے ہیں

۵۔ وحی:

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم کے علاوہ بھی وحی نازل کی ہے، قرآن کریم، صحیح اور متواتر احادیث اور امت مرحومہ کا اس پر اتفاق رہا ہے۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جہاں اور بیشمار درجات اور مزایا عطا فرمائے وہاں اس کا ذکر بھی ہے کہ:-

''فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی''.

ترجمہ: ''پس اس (اللہ تعالیٰ) نے وحی بھیجی اپنے بندہ کی طرف جو بھی وحی بھیجی''!

حرف ''ما'' کے عموم میں جو کچھ ابہام کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس وحی کا ادراک دینے والے اور لینے والے کے علاوہ اور کون کرسکتا ہے؟ اور اس کے علاوہ بھی بتوسط فرشتہ وقتاً فوقتاً قرآن کریم کے علاوہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی رہی اس کا انکار کرنا آفتاب نیم روز کا انکار کرنا ہے اور کسی مسلمان کو اس میں ادنیٰ تامل بھی نہیں ہوسکتا اور نہ کبھی ہوا ہے۔ مگر طلوع اسلام لکھتا ہے کہ:-

"قرآن نے بار باراس کی تصریح کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جو وحی نازل ہوئی۔ وہ سب قرآن میں ہے۔ قرآن کے باہر کہیں نہیں" ۔الخ

(مقام حدیث جلد اول ص۹۹)

طلوع اسلام اوران کے اتباع واذناب سے ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے فاسد اور باطل مزعوم کے مطابق تو قرآن نے بار باراس کی تصریح کی ہے۔ مگر آپ سے صرف ایک ہی تصریح مانگتے ہیں۔ وہ نہ تو کشیدہ ہواور نہ ادھر اُدھر کی باتیں ہوں قرآن میں اس کی تصریح ہو کہ "رسول اللہ پر جو وحی نازل ہوئی۔ وہ سب قرآن میں ہے۔ قرآن کے باہر کہیں نہیں؟ دونوں حکم قرآن کریم میں ہوں اثبات کا بھی (کہ رسول اللہ پر جو وحی نازل ہوئی وہ سب قرآن میں ہے) اور نفی کا بھی (کہ قرآن کے باہر کہیں نہیں) اور ہو تصریح۔

کیا طلوع اسلام انصاف کو پیش نظر رکھ کر اس کا کوئی معقول جواب دے سکتا ہے؟ دیدہ باید

۶۔ تقدیر:

قرآن کریم کی نصوص قطعیہ مثلاً "خلق کل شئ فقد رۃ تقدیراً"

(پ۱۸) الفرقان، ع۱)

ترجمہ: "ہر چیز اس نے بنائی۔ سو ہر چیز کو اس نے تقدیر کے مطابق بنایا"۔

"قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا". (پ۱۰۔التوبۃ ع۷)

ترجمہ: "فرمادیجئے کہ ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے"۔

"ماصاب من مصیبةٍ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتابٍ من قبل ان نبراھا" (پ۲۷۔الحدیدؑ ع۳)

ترجمہ: "کوئی آفت نہیں پڑتی زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں۔ جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اس کو دنیا میں"۔ (وغیرھا آیات)

اور متواتر درجہ کی احادیث اور امت مسلمہ کے اجماع سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ تقدیر پر

ایمان لانا ضروری ہے اور بغیر اس پر ایمان لائے اگر کوئی احد پہاڑ کی مانند بھی سونا خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دے تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور تمام مسلمان ایمان مفصل میں آج تک اس کا اقرار کرتے چلے آئے ہیں کہ "والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ" اور علماء عقائد نے کتب عقائد میں عقلی اور نقلی طور پر اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس مشکل مسئلہ کو اقرب الی الذہن کرنے کی سعی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ مسئلہ اصعب المسائل اور کافی پیچیدہ مسئلہ ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اس کے مشکل ہونے کی وجہ سے اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا جائے یا اس کو مجوسیوں اور عجمیوں کا عقیدہ بتایا جائے۔ لیکن طلوع اسلام اس کے برعکس نقل کرتا اور لکھتا ہے کہ:۔

"قرآن نے ایمان کی پانچ اجزاء مقرر کیے ہیں (برق صاحب نے ان میں بھی تخفیف کر کے صرف دو رہنے دیے ہیں۔ "ایمان باللہ والیوم الآخر کمامر".

(صفدر)

۱۔ اللہ پر ایمان۔ ۲۔ ملائکہ پر ایمان۔

۳۔ رسولوں پر ایمان۔ ۴۔ کتابوں پر ایمان۔

۵۔ آخرت پر ایمان۔

ان پر ایمان لانے سے ایک شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور ان سے انکار کرنے پر وہ اس دائرہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اس کے برعکس عجمیوں (مجوسیوں) میں ایمان کا مدار خیر و شر (تقدیر) کا مسئلہ تھا۔ جب اہل ایران مسلمان ہوئے ہیں تو انہوں نے اپنے اس قدیمی عقیدے کو عربوں میں پھیلا دیا"۔ اھ

(طلوع اسلام ص ۱۳۔ ماہ جنوری ۱۹۵۱ء)۔

اور پھر آگے لکھا ہے کہ:۔

"یعنی پانچ اجزائے ایمان خدا کی طرف سے اور چھٹا جزو ایرانیوں کی طرف سے"۔

(الخ ایضاً ص ۱۴)

طلوع اسلام کے اس باطل مزعوم کے پیش نظر مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں میں تقدیر کا جو

مسئلہ رائج ہے وہ اسلام کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ عجمیوں' ایرانیوں اور مجوسیوں کا ہے۔ جن کے نزدیک خدا بھی دو تھے۔ یزدان واہرمن۔ اور جو اپنی ماں اور بہن' بیٹی اور دادی وغیرہ محرمات سے نکاح بھی جائز سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ اہل عرب اپنی سادگی کی وجہ سے ایرانیوں اور مجوسیوں کی اس کاروائی کو نہ سمجھ سکے کہ یہ عقیدہ کہاں سے آیا ہے؟ اور کس طرح آیا ہے؟ ہاں قدریہ وغیرہم کی طرح اب منکرین حدیث پر اور خصوصیت سے طلوع اسلام پر یہ جدید انکشاف ہوا ہے اور کچھ بعید نہیں کہ ان کی طرف پیاری ملت روسیہ کے راکٹوں سے سگنل کے اشارات ہی ہوتے ہوں کہ تقدیر کا عقیدہ غیر اسلامی اور غیر قرآنی بلکہ مجوسیانہ عقیدہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

قارئین کرام! آپ نے اچھی طرح محسوس کر لیا ہو گا کہ منکرین حدیث انکار حدیث اور دعوت الی القرآن کو صرف ایک ذریعہ اور بہانہ بنانا چاہتے ہیں۔ ان کا مقصد اسلام کے بیشتر عقائد اور اکثر اعمال و اخلاق کا انکار کر کے ان کی جگہ محض اپنی خواہش نفسانی کی ترویج ہے۔ اور بس! ہاں باطل سے باطل نظریہ کو بھی اگر اچھے انداز اور سلجھے ہوئے طریقہ پر پیش نہ کیا جائے تو اس کو مانتا کون ہے؟ اس لئے ان کا ادبی زور ہی اس پر صرف ہو رہا ہے کہ حدیث دین نہیں ہے۔ تفاسیر کا اکثر حصہ بیکار بلکہ مردہ ہے۔ ملا اسلام کا دشمن ہے۔ ہم قرآن کے داعی اور مبصر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن بحمد للہ ملا بھی بڑا ہی سخت جان ہے وہ دائیں ہاتھ میں قرآن کریم اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول کی شمع لے کر تاریک دنیا میں یہ کہتا ہوا اپنا قدم منزل کی طرف بڑھاتا ہوا چلا جا رہا ہے اور اسلامی شاہراہ پر کانٹے بونے والے سے یوں خطاب کرتا ہے کہ

ہماری منزل کا ہے وہ دشمن' ہماری راہیں بگاڑتا ہے!
کھلیں گے کچھ قدرتی شگوفے جب اپنے کانٹے وہ بو چکے گا

۷۔ خطرہ:

اس وقت دنیا کو کمیونزم کے عظیم سیلاب کا جو اشد خطرہ ہے وہ کس باہوش انسان اور غیور

مسلمان سے مخفی ہے؟ اس کے پھیلنے اور پھولنے کے اسباب میں برائے نام مالی مساوات کے علاوہ ایک بہت بڑا سبب دین الٰہی سے تنفر بھی ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جب دین و مذہب خدا اور رسول' قرآن و حدیث اور اسلامی اقدار کی قدر و منزلت باقی نہ رہے تو پھر اس سیلاب کے چھا جانے میں کوئی رکاوٹ باقی رہ نہیں جاتی۔ پھر تو یہاں تک نظریات پیدا ہو جاتے ہیں کہ روسی راکٹ بھی ان کو اللہ میاں کا کوئی اتہ پتا نہیں بتاتا۔ (العیاذ باللہ)۔ جب خدا تعالیٰ سے اس رنگ میں تمسخر ہو تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے؟ اس لئے منکرین حدیث کے ان باطل نظریات کے پیش نظر شدید خطرہ ہے کہ پاکستان جیسی اسلامی مملکت کہیں کمیونزم کی آماجگاہ نہ بن جائے۔ کیونکہ جب تک مسلمانوں میں مذہبی اور دینی عصبیت باقی نہ رہے گی اور وہ قرآن و حدیث اور اسلامی علوم و فنون پر اعتماد نہ کریں گے تو وہ یقیناً دیگر فتنوں کا عموماً اور کمیونزم جیسے ملعون فتنہ کا خصوصاً آسانی سے شکار ہو جائیں گے۔ اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی باتوں پر ذرا بھی توجہ مبذول نہ کریں۔ جو حدیث و تفسیر اور اسلامی علوم کو ناقابل اعتماد قرار دینے کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ کمیونزم اور الحاد و زندقہ وغیرہ کے طوفانوں کے سدباب کا واحد ذریعہ اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جو قرآن و حدیث کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اور طوفان تو ہر سمت سے ابھر رہے ہیں

ہواؤں کا رُخ بتا رہا ہے ضرور طوفان آ رہا ہے!
نگاہ رکھنا سفینہ والو! اٹھیں ہیں موجیں کدھر سے پہلے

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تمام مصائب سے ہمیں محفوظ رکھے۔

(آمین ثم آمین!)

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین.

بشکریہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد

غلام احمد پرویز
منکر قرآن و حدیث

از

مولانا محمد طاہر

جامعہ مظاہر علوم

سہارن پور

انڈیا

غلام احمد پرویز۔ منکرقرآن وحدیث

مولانا محمد طاہر۔ جامعہ مظاہر علوم۔ سہارنپور

انکار حدیث کے فتنہ کی خبر بطور پیش گوئی خود حضرت اقدس نبی اکرم ﷺ نے دے دی تھی تاکہ لوگ اس پر متنبہ رہیں اور دھوکہ میں نہ آئیں۔

"عن المقدام بن معدؓ یکرب قال' قال رسول اللہ ﷺ الا إنی أوتیت القرآن ومثله معه ألا یوشک رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فأحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه ٥ وإنما حرم رسول الله کما حرم الله ألا لا یحل لکم الحمار الاهلی ولا کل ذی ناب من السباع"٥ (رواه ابوداؤد والدارمی وابن ماجه).

برصغیر میں عبداللہ چکڑالوی نے سب سے پہلے انکار حدیث کے فتنہ کی تخم ریزی کی' حافظ اسلم جیراجپوری اور غلام احمد پرویز نے اس کی آب پاشی کی' انہوں نے دین اسلام کو مسخ کر کے ایک نئی شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کیا' اپنے افکار وخیالات کی بنیاد انکار حدیث پر رکھی۔ چنانچہ انہوں نے علی الاعلان کہا کہ حجتِ شرعیہ صرف قرآن ہے' دینی معاملات میں حدیث حجت نہیں' اور اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ حدیث کا استہزاء کیا اور اس کے لئے گستاخی کے جملے کہے...... درحقیقت انکار حدیث' انکار قرآن کو مستلزم ہے' جو حدیث کا منکر ہے' وہ قرآن کا بھی منکر ہے۔ منکر حدیث' قرآن پاک کا ماننے والا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں بہت سی آیات ایسی ہیں جو حدیث پاک کو ماننا لازم قرار دیتی ہیں۔ ان آیات سے حضور ﷺ کی ہر ادا کی اتباع ظاہراً اور باطناً واجب ثابت ہوتی ہے۔ انکار حدیث سے ان آیات کا انکار یقیناً ہوگا...... علاوہ ازیں انکار قرآن کی دو صورتیں ہیں' ایک یہ کہ صراحتہً کھلے طور پر انکار وانحراف کرے' دوسرے یہ کہ ظاہر میں تو قرآن اور اس کی آیات پر ایمان وتصدیق کا دعویٰ کرے مگر اس کے معانی اپنی طرف سے ایسے گھڑے جو قرآن وسنت کی نصوص اور جمہور امت کے خلاف ہوں'

اوراصول اسلام کے منافی ہوں' جن سے قرآن پاک کا مقصد ہی الٹ جائے۔ اول صورت کفر انکار اور ثانی کفر الحاد کی ہے اللہ کا پاک ارشاد ہے۔

"ان الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون علینا أفمن یلقی فی النار خیرأم من یأتی آمناً یوم القیٰمة. إعملوا ما شئتم إنه بما تعملون بصیره"

اس آیت کریمہ نے صراحۃً بتادیا کہ آیات کریمہ کے معانی ومفاہیم اپنی طرف سے ایسے متعین کرنا جو اصول اسلام سے متصادم ہوں کفر ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے' حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"هو وضع الكلام على غير موضعه" (کذا فی الاتقان ۲/۹۱)

یہ تخریج ابن ابی حاتم ...... اور تفسیر روح المعانی میں ہے۔

"یحرفون فی تاویل آیات القرآن عن جهة الصحة والا ستقامة یحملونها علی المحامل الباطلة وهو مراد ابن عباس بقوله یضعون الکلام فی غیر موضعه (ثم قال فی تفسیر قول تعالیٰ) افمن یلقیٰ فی النار' الآیة تنبیه علی کیفیة الجزاء (ثم قال فی قوله) اعملوا ماشئتم' الآیة تهدید شدید للکفرة الملحدین الذین یلقون فی النار ○ (روح المعانی ۲۴/۱۱۲' ص ۱۱۳)

منکرین حدیث کا حال بھی یہی ہے کہ ظاہر میں تو قرآن اور آیات قرآن کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن معانی میں تاویلات باطلہ کرکے قرآن کے احکام کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں' چنانچہ قرآن پاک میں جہاں بھی اللہ ورسول کا نام آیا ہے اس سے مرکز ملت مراد لینا' جہاں اللہ ورسول کی اطاعت کا ذکر ہے اس سے مرکزی حکومت کی اطاعت مراد لینا' قرآن کے احکام وراثت' قرضہ' خیرات' زکوٰۃ وغیرہ کو عبوری دور سے متعلق قرار دینا' اور یہ کہنا کہ شریعت محمدیہ صرف آپ ﷺ کے عہد مبارک کے لئے تھی نہ کہ ہر زمانے کے لئے' بلکہ ہر زمانہ کی شریعت وہ ہے جس کو اس زمانہ کی مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ مدون کرے۔ اسی کفر الحاد کا نمونہ ونتیجہ ہے۔

صلوات خمسہ کی فرضیت اور زکوٰۃ کی تعیین وتحدید وغیرہ ضروریات دین کا بھی انہوں نے انکار کیا ہے۔ضروریات دین کا انکار باجماع امت کفر ہے' اہل قبلہ (جن کی تکفیر منع ہے) سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین کو تسلیم کریں۔ جو اس کا انکار کریں اگرچہ خانہ کعبہ کو اپنا قبلہ تسلیم کریں وہ اصطلاح شرع میں اہل قبلہ نہیں' ان کی تکفیر یقیناً کی جائے گی' علماء نے اس کی صراحت کی ہے......

غلام احمد پرویز

اور

انکار حدیث

از

مولانا محمود غفور بلند شہری

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

غلام احمد پرویز اور انکار حدیث

فرقہ منکرین حدیث کا تعارف:-

فرقہ منکرین حدیث جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ آج سے لگ بھگ ایک صدی پیشتر روئے زمین پر نمودار ہوا' اس فتنہ کا بانی عبداللہ چکڑالوی تھا' اس نے اپنی زندگی میں اس فتنہ کو خوب پھیلایا' اور ہزاروں بھولے بھالے سادہ لوح مسلمانوں کو دین وایمان سے برگشتہ کیا لیکن اس کے انتقال کے بعد یہ فتنہ چند ہی روز میں اپنی موت مر گیا۔ عبداللہ چکڑالوی کے شاگرد اسلم جیراجپوری سے اپنے استاد کی شبانہ روز کی محنت یوں ضائع ہوتے ہوئے دیکھا نہیں گیا۔ اور دوبارہ اس دبے ہوئے فتنہ کو ہوا دی۔ اور بجھی ہوئی آگ کو ایک بار پھر جلا کر عاشقان شمع رسالت ﷺ کے زخموں پر نمک پوشی کی' اسلم جیراجپوری کے انتقال کے بعد غلام احمد پرویز بٹالوی نگراں رسالہ طلوع اسلام نے اس آتش کدے کی تولیت قبول کی اور اسلام دشمنی پر پوری طرح کمر بستہ ہو گیا اور زندگی کے آخری سانس تک اسی منحوس سرگرمی میں لگا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۸۵ء میں اسی حال میں راہی ملک عدم ہوا۔

فرقہ منکرین حدیث کے باطل عقائد ونظریات:-

اس فرقہ کے باطل خیالات ونظریات کو دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اسلام کے مکمل نظام کو بدل کر متوازی ایسا نظام پیش کیا کہ جو ان کی خواہشات نفس کے عین مطابق اور مذہبی حریت پسندوں کے لئے اس میں ہر قسم کی غذا مہیا ہے ذیل میں انہیں کی معتبر کتابوں کے حوالے سے چند عقائد ذکر کیے جاتے ہیں۔ جو ان کی گندی ذہنیت سے نقاب کشائی کے لئے کافی ہیں۔

۱) منکرین حدیث ایک جدید اسلام کے بانی ہیں۔

(رسالہ طلوع اسلام ص ۱۱۶ اگست' ستمبر ۱۹۵۲ء)

۲) "بالکل واضح ہے کہ اللہ اور رسول سے مراد مرکز حکومت ہے"

(معارف القرآن ص ۶۵۴ ج ۴)

۳) دین نے قیام صلوٰۃ کا حکم دیا تھا مذہب میں یہ چیزیں نماز پڑھنے کے مترادف بن گئیں۔

(پرویز، طلوع اسلام ۴۷ جون ۱۹۵۰ء)

۴) میرا دعویٰ تو صرف اتنا ہے کہ فرض نمازیں دو ہیں جن کے اوقات بھی دو ہیں باقی سب نوافل۔ (عباد اللہ اختر، طلوع اسلام ص ۱۵۸ اگست ۱۹۵۰ء)

۵) حج ایک بین الملی کانفرنس اور حج کی قربانی کا مقصد بین الملی کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کے لئے سامان خورد و نوش فراہم کرنا ہے، مکہ معظّمہ میں حج کی قربانی کے سوا اضحیہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ (رسالہ قربانی از ادارہ طلوع اسلام)

۶) عید کے دن بارہ بجے تک قوم کا کس قدر روپیہ نالیوں میں بہہ جاتا ہے۔

(ادارہ طلوع اسلام ص استمبر ۱۹۵۰ء)

۷) روایات (احادیث نبویہ) محض تاریخ ہیں (پرویز، طلوع اسلام ص ۴۹-۱۹۵۰ء)

۸) نہ حدیث پر ہمارا ایمان ہے، نہ اس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

(اسلم جیراجپوری، طلوع اسلام ص ۷ ادسمبر ۱۹۵۰ء)

۹) حدیث کا پورا سلسلہ ایک عجمی سازش تھی اور جس کو شریعت کہا جاتا ہے وہ بادشاہوں کی پیدا کردہ ہے۔ (پرویز، طلوع اسلام ص ۷۱ اکتوبر ۱۹۵۲)

غرض اس طرح کے بے شمار غلط اور باطل عقائد سے ان کے رسائل و مجلّات بھرے پڑے ہیں، جن کا اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ کہنا چاہئے کہ ان سب خرافات کے پس پردہ اسلام کی بیخ کنی اور نفس کی حریت پسندی کا جذبہ کارفرما ہے۔ تاکہ خود کو مع تمام مسلمانوں کے اسلامی تعلیمات کی پابندیوں سے آزاد کرا کے حرص و ہوس کی دہکتی آگ میں جھونک دیں۔

فتنۂ انکار حدیث کے تئیں اہل علم کا ردعمل :-

اس فتنہ کے ظہور پذیر ہوتے ہی علماء اور فقہاء نے اس کی زہرناکی کو محسوس کرلیا اور ہر

طرف سے اس کے تعاقب میں لگ گئے' مقررین نے اپنی تقریروں کے ذریعے اس فتنہ کا مقابلہ کیا' اہل قلم وانشاء پردازوں نے اس کی رد میں مدلل ومفصل کتابیں تصنیف کیں' اور اہل مناظرہ نے مناظروں کے ذریعے اس فتنہ کی قلعی کھولی محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ کی ''نصرۃ الحدیث'' اور حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی ''ترجمان السنہ'' اسی سلسلے کی کوششیں ہیں۔

جب اس فتنہ نے دیکھا کہ برصغیر میں اس پر عرصہ حیات تنگ ہو چکا ہے اور یہاں ٹھہرنا بہت مشکل ہو رہا ہے تو یہاں سے رخت سفر باندھنے ہی میں عافیت محسوس کی اور اس طرح یہ سرزمین اس فتنہ سے پاک ہوگئی' مگر اس کے باوجود کچھ ایسے لوگ اس فتنے کا شکار بنے رہے جن کو اس کی محبت نے حقیقت شناسی اور قبولیت سے اندھا کر رکھا تھا اور ان دنوں ایک بار پھر یہ فتنہ جدید ترین ذرائع ابلاغ اور اسلام دشمن عناصر کی حمایت کے سہارے عالم اسلام میں پوری قوت کے ساتھ سر اٹھا رہا ہے۔ اسلامی ممالک میں اپنا پنجہ جما رہا ہے۔

اس لئے دوبارہ اسلامی راہ نماؤں اور بااثر شخصیات پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس فتنے کی سرکوبی اور اس کا پنجہ مروڑنے کے لئے کفن بردوش میدان میں نکل آئیں اور جب تک پورے طور پر اس کا خاتمہ نہ ہو جائے چین سے نہ بیٹھیں۔

فرقہ منکرین حدیث کے چند اعتراضات مع جوابات:-

حدیث بالاتفاق ظنی ہیں اور ظن کی پیروی قرآن کی رو سے منع ہے۔

وما یتبع اکثر ھم الاظنا ان الظن لایغنی من الحق شیعاً . وغیرہ آیات

جواب:۔ لفظ ظن تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) اٹکل (۲) شواہد وقرائن سے ظن غالب (۳) ظن بمعنی نظری واستدلالی علم یقینی' مندرجہ ذیل آیات میں ظن آخر الذکر معنی میں مستعمل ہے۔

یظنون أنھم ملقوا ربھم وانھم إلیه راجعون ٥ قال الذین یظنون أنھم ملقوا اللہ ٥ (البقرہ) ألا یظن أولئک أنھم مبعوثون لیوم عظیم ٥

قرآن کریم میں اس ظن کی پیروی سے منع کیا گیا ہے جو پہلے معنی یعنی اٹکل کے معنی میں ہو اور حدیث کو ظنی دوسرے اور تیسرے معنی کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔

اعتراض:۔ بہت سی حدیثیں بالا تفاق موضوع ہیں لہٰذا یہ کیسے معلوم ہوگا کہ صحیح حدیثیں کون سی ہیں اور موضوع کون سی؟

جواب:۔ یہ صحیح ہے کہ دشمنان اسلام خود حدیثیں بنا کر اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے مگر محدثین نے صحیح اور موضوع حدیث پرکھنے کے لئے ایسے اصول اور معیار مقرر کر دیے ہیں کہ جن سے کھرا اور کھوٹا واضح ہو جاتا ہے۔ اور کسی حدیث کے متعلق موضوع ہو جانے کا علم ہو جانا یہ خود حجیت حدیث کی دلیل ہے' کیوں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محدثین نے موضوع حدیثوں کو چن چن کر ذخیرہ حدیث سے باہر کر دیا ہے۔

اعتراض:۔ قرآنی اصول قیامت تک کے لئے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے جو مسائل بیان فرمائے وہ اسی وقت کیساتھ خاص تھے۔

جواب:۔ حضور ﷺ کی بیان کردہ جزئیات بھی تا قیامت موبد ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے پوری امت کو اتباع رسول ﷺ کا حکم دیا ہے۔

حجیت حدیث کا ثبوت قرآن کریم سے:۔

۱) لقد من اللہ علی المؤمنین إذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمةo (آل عمران ۱۷)

۲) أطیعو لله وأطیعو الرسولo

۳) فإن تنازعتم فی شیٍٔ فردّوه إلی الله والرسولo (نساء ۸)

۴) من یطع لارسول فقد أطاع اللهo

اس طرح کی تقریباً ۵۰ آیتیں ہیں' جو حجیت حدیث کو ثابت کرتی ہیں۔

اجماع سے حجیت حدیث کا ثبوت:-

آں حضرت ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک امت مسلمہ ہر معاملے میں حدیث کو حجت سمجھتی رہی ہے، صحابہ، تابعین، فقہاء محدثین، صوفیاء اور علماء کرام آنحضرت ﷺ کے قول وعمل سے استدلال کرتے آئے ہیں۔

"لایجتمع أمتی علی الضلاله أو کما قاله٥" (حدیث)

ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

عقل سلیم حجیت حدیث کی تائید میں:-

اگر احادیث کے راوی قرآن کے خلاف عجمی سازش کرنے والے تھے اس لئے حدیث قابل قبول نہیں تو قرآن بھی ان ہی وسائط سے ہم تک پہنچا ہے۔ پس قرآن کیسے قابل اعتبار ہوگا؟ اگر کہا جائے کہ قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "إنا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" تو ہم کہتے ہیں کہ خود اس آیت کی صداقت پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ کیوں کہ یہ بھی انہی وساطت سے ہم تک پہنچی ہے جو کہ حدیث میں وسائط ہیں۔

منکرین حجیت حدیث کے بارے میں اہل سنت والجماعت فقہاء کا فتویٰ:-

منکرین حجیت حدیث کا متذکرہ بالا عقائد کو ماننے سے لازمی طور پر قرآن کریم کی ان بے شمار آیتوں کا انکار لازم آتا ہے جو حجیت حدیث کو قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرتی ہیں اور قرآن کریم کی آیتوں کا انکار صریح کفر ہے۔

اس لئے ہر وہ شخص جو منکرین حدیث کے عقائد کا حامل ہے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے، اور اگر پہلے مسلمان تھا تو مرتد ہے۔ ان کے ساتھ کافروں اور مرتدین جیسا معاملہ کیا جائے گا۔

اللہ اعلم بالصواب

احقر محمود غفور بلند شہری۔ دار العلوم دیوبند

پرویزیت
ایک فتنہ عظمیٰ

از

صاحبزادہ عبدالرحیم نقشبندی مجددی
چکوال

پرویزیت ایک فتنہ عظمیٰ

صاحبزادہ عبدالرحیم نقشبندی مجددی

مخلوق خدا کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور راہ حق سے ہٹانے کے لئے فتنہ انکار حدیث ایک فتنہ عظمیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس فتنہ سے اپنی مخلوق کی حفاظت فرمائے۔ اس فتنے کی بیخ کنی اور عوام الناس کو ایسے فتنوں سے آگاہ اور محفوظ رکھنا' علماء وقت کا اہم فریضہ ہے۔

سب سے پہلے اس عظیم فتنے کی بنیاد عبداللہ چکڑالوی نے ڈالی۔ اور تمام مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کرنا اور ڈاکہ ڈالنا شروع کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چند ہی دنوں میں یہ فتنہ دب گیا۔ لیکن اسلم جیراجپوری نے اس فتنہ کی آگ کو دوبارہ جلانے کی کوشش کی۔ اور بعد میں غلام احمد پرویز بٹالوی نے اس فتنے کی سرپرستی کرتے ہوئے اپنے آپ کو دشمنان رسول ﷺ کی صف میں لا کھڑا کر دیا۔

ویسے تو غلام احمد پرویز کا کفر اس کی کتابوں سے روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اپنی تصنیفات میں اس نے مسلمات دین کا کھل کر انکار کیا ہے۔ لیکن عام طور پر لوگوں میں اس کا جو مشہور کفر ہے۔ وہ انکار حدیث ہے۔ اس لیے اس کے اس کافرانہ نظریے کی تردید میں مختصراً عرض ہے کہ اسلام کا مذہب چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ احادیث کی حجیت سے انکار درحقیقت اسلام کے مکمل ضابطۂ حیات ہونے سے انکار ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات اور ہدایات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہی اسلام ہے۔

حضور ﷺ کی پوری زندگی کا نقشہ اور ان کے اخلاق واعمال اور اقوال قرآن پاک کی تفسیر اور تشریح ہے اور یہ بات قرآنی آیات اور عقلی دلائل سے ثابت ہے۔ بلکہ آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ احادیث رسول ﷺ کی حجیت کے منکر ہیں۔ وہ حقیقت میں قرآن مجید کی حجیت کے منکر ہیں۔ اور جو لوگ احادیث کی حجیت کو صرف صحابہ کرامؓ کے زمانے تک محدود

مانتے ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت قرآنی تعلیمات کو بھی صرف صحابہ کرامؓ کے زمانے تک محدود مانتے ہیں۔اور بعد کے زمانے کے لئے ناقابل عمل مانتے ہوئے ایک غیر یقینی ظنی کتاب سمجھتے ہیں جوکہ ان کے کفر بواح کے لئے کافی ہے۔اگر چہ یہ بات قرآن پاک کی بے شمار آیات مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔لیکن یہاں بنابر اختصار چند آیات کے ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حجیت حدیث کا ثبوت قرآنی آیات سے:

آیت نمبر ۱: "قل ان کنتم تحبون الله تاتبعونی یحببکم الله". (آل عمران ایت نمبر ۳۱)

ترجمہ: "آپ فرمادیجئے۔کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو"۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس سے محبت کا حصول، اتباع رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اور اتباع رسول ﷺ، احادیث رسول ﷺ کی حجیت تسلیم کئے بغیر محال ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خوشنودی کا حصول تب ممکن ہے جب احادیث کی حجیت تسلیم کی جائے۔

ورنہ بصورت دیگر لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک امر محال کا حکم دیتے ہیں۔ یا یہ کہ قرآن کا یہ حکم صحابہ کے بعد آنے والی نسلوں کے لئے ناقابل عمل ہو کر صرف صحابہ کرامؓ کے زمانے تک محدود ہے۔

جبکہ قرآن پاک قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے ہدایت اور ذریعہ نجات ہے۔

آیت نمبر ۲: "لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه". (احزاب آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ: "تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے"۔

اب ظاہر ہے کہ اقوال وافعال رسول ﷺ کی حجیت تسلیم کئے بغیر اس آیت قرآنی پر عمل کیسے ممکن ہوگا۔لہٰذا حجیت حدیث کا منکر، درحقیقت اس آیت قرآنی کا منکر ہے۔اور ایک آیت کا انکار بھی ایسا کفر ہے جیسے پورے قرآن کا انکار کفر ہے۔

آیت نمبر ۳: "وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیهم ولعلهم

یتفکرون"۔(نحل آیت ۴۴)

ترجمہ: "ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل فرمایا۔تا کہ آپ لوگوں کے لئے اس کی تشریح فرمائیں"۔

لہٰذا خود قرآن پاک نے واضح کیا کہ میری تفسیر احادیث رسول ہیں۔

آیت نمبر۴: "لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه"۔(القیامۃ آیت نمبر ۱۶ تا ۱۹)۔

ترجمہ: "نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تا کہ جلدی اس کو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینے میں اور پڑھنا تیری زبان سے۔پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبانی تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول کر بتلانا"۔

تو وہ معانی جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے سینے میں ڈال دیئے' وہ احادیث ہیں۔معلوم ہوا کہ احادیث' قرآن کے لئے بیان اور تفسیر ہے۔اور یہ بات قرآن مجید سے ثابت ہوئی لہٰذا منکر حدیث درحقیقت منکر قرآن ہوتا ہے۔

آیت نمبر5: "ومن یطع الرسول فقد اطاع الله".(النساء آیت ۸۰)

ترجمہ: "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔

آیت نمبر6: "استجیبو لله وللرسول"(الانفال آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ: "اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو"۔

آیت نمبر7: "وما ارسلنا من رسولٍ الا لیطاع باذن الله".

(النساء آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: "ہم نے ہر رسول اس لئے بھیجا تا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے"۔

آیت نمبر8: "ربنا امنا بماانزلت واتبعنا الرسول فاکتبنامع الشهیدین".

(آل عمران)

ترجمہ: "اے ہمارے رب ہم تیرے نازل کیے ہوئے احکام پر ایمان لائے۔ اور ہم نے رسول کی اتباع کیا"۔

آیت نمبر 9: "وما ارسلنک الا کافۃً للناس بشیراً ونذیراً۔

(سبا آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: "ہم نے آپ کو ساری دنیا کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا"۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک کے لئے حضور ﷺ کا قول وفعل حجت ہے۔

آیت نمبر 10: "مااٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا"۔

(حشر آیت نمبر ۷)

ترجمہ: "جس چیز کا تمہیں رسول حکم دیں وہ کرو۔ اور جس چیز سے روکیں اس سے باز رہو"۔

قاعدہ کی رو سے اگر چہ حجیت احادیث کا اثبات خود حدیث سے نہیں کیا جا سکتا لیکن تائیداً ان کا ذکر کرنا بالکل مناسب ہے۔ اگر چہ اس بارے میں احادیث بہت زیادہ مروی ہیں۔ تاہم چند ایک حدیث کے ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 1: "عن ابی ھریرۃؓ قال، قال رسول اللہ ﷺ کل امتی یدخلون الجنۃ الامن ابیٰ قالو ا یارسول اللہ ومن یابی قال من اطاعنی دخل الجنتہ ومن عصانی فقدابیٰ"۔ (رواہ البخاری)۔

ترجمہ: "حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی۔ مگر جو انکار کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ انکار کون کرے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے انکار کیا"۔

حدیث نمبر 2: "عن ابی سعید الخدریؓ قال، قال رسول اللہ ﷺ من اکل طیباً

وعمل فی سنة دخل الجنته". (ترمذی)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے فرمایا کہ حلال کھانے والا اور حدیث پر عمل کرنے والا جنت میں جائے گا"۔

حدیث نمبر 3: "ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم". (مسند احمد بن حنبل ودارمی)

ترجمہ: "اگر نبی کا راستہ چھوڑو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے"۔

حدیث نمبر 4: "عن انسؓ قال' قال رسول اللہ ﷺ یا بنی ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال یابنی وذلک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنته". (ترمذی)۔

ترجمہ: "حضور ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ حتیٰ الامکان کسی کے ساتھ بغض نہ رکھو' پھر فرمایا کہ یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو محبوب رکھا' اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھ سے محبت رکھی' وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"۔

حدیث نمبر 5: "عن العرباض بان ساریة رضی اللہ عنه قال' قال رسول ﷺ فقال الیحسب احدکم متکأ علی اریکته یظن ان اللہ لم یحرم شیاً الا مافی ھذا القرآن الا وانی واللہ قد امرت ووعظت ونھیت عن اشیاء انھالمثل القرآن او اکثرا" (ابوداؤد)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ مال ودولت سے مغرور ہو کر کہیں گے کہ حرام صرف وہی چیزیں ہیں۔ جن کی حرمت قرآن میں بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خبردار! خدا کی قسم بلاشبہ میں نے بہت سے ایسے اوامر ونواہی کی تبلیغ کی ہے۔ جو قرآن جتنے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں"۔

اس کے بغیر حجیت حدیث عقلی دلائل سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر صاحب عقل

اگر درجہ ذیل باتوں پر غور کرے۔ تو وہ اس بات کے ماننے پر مجبور ہوگا۔ کہ احادیث کے بغیر قرآن کا سمجھنا ممکن نہیں ہے"۔

ا۔ ہر ایک کلام کسی نہ کسی کیفیت میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کلام کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو اس کیفیت سے مناسبت ہو۔ شعراء کے کلام کو شعر شناس ہی سمجھتا ہے۔ ادباء کے کلام کو ادب شناس ہی سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح رب العلمین کے کلام کو رب شناس ہی سمجھ سکتا ہے۔ رب شناس انبیاء علیھم السلام ہوتے ہیں اس لئے احادیث رسول ﷺ سے صرف نظر کر کے ہم قرآن کو نہیں سمجھ سکتے۔

۲۔ قرآن پاک ایک قانون کی کتاب ہے تو جیسے دنیا کے قانونوں میں یہ اصول ہوتا ہے کہ ہر شخص قانون کی تفسیر نہیں کرسکتا۔ بلکہ جس کو قانون بنانے والے کی طرف سے تشریح کی اجازت ہو۔ اسی طرح قرآن کی تفسیر اس ہستی کی معتبر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے۔ اور وہ نبی کریم ﷺ ہیں۔ جن کی طرف سے تفسیر احادیث کی شکل میں موجود ہے۔ نیز حجیت حدیث اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے زمانہ سے لیکر آج تک پوری امت حدیث کی حجیت پر متفق ہے۔

صحابہ کرامؓ ' خلفاء اربعہ' تابعین' فقہاء' آئمہ' محدثین' صوفیاء اور علماء حضور ﷺ کی سنت کو مشعل راہ سمجھتے آئے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے قول و فعل کو حجت میں پیش کرتے آئے ہیں۔

اخیر میں منکرین حدیث سے خیر خواہی کی بنیاد پر درخواست ہے کہ اپنے اس کافرانہ نظریہ سے توبہ تائب ہو جائیں۔ اور باری تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق بننے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

"یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ"۔ (نساء۴ آیت نمبر ۱۵۰)

ترجمہ: "کفار اللہ اور رسول کی اطاعت میں فرق کرنا چاہتے ہیں"۔

ورنہ وہ دن دور نہیں جس کے بارے میں ارشاد ہے۔

"ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً.

(فرقان ایت نمبر ۲۷۔۲۵)

ترجمہ: "جس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ اور کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ میں رسول کے ساتھ (دین کی) راہ پر چلتا"۔

ان منکرین حدیث کو اپنے ان کافرانہ نظریات کی سزا سے خائف رہنا چاہیے۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة أؤ یصیبهم عذاب الیم (نور۔ آیت نمبر ۶۳)۔

فتنہ پرویزیت

ملت اسلامیہ کے خلاف

استعماری سازش

از

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک

رئیس جمعیت اتحاد العلماء پاکستان

منصورہ لاہور پاکستان

فتنہ پرویزیت ملت اسلامیہ کے خلاف استعماری سازش

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک

ہم سے پرویزیوں کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جو پاکستان میں معروف شخص غلام احمد پرویز کے پیروکار ہیں۔ جو کئی سال پہلے اس حال میں فوت ہو چکا ہے۔ کہ سنت نبوی ﷺ اور دین کے متواتر اور قطعی احکام کا منکر تھا اور ایسے عقائد رکھتا تھا جو اس کی تکفیر کے موجب تھے۔ پس ہم اللہ کی توفیق سے کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا شخص بلاشبہ کافر ہے کیونکہ وہ رسول اللہ کے مطاع ہونے کا منکر تھا حالانکہ ایمان جیسا کہ ہر مسلمان جانتا ہے' اس بات کا نام ہے کہ انسان ان تمام چیزوں کی اطاعت کا عہد کرے جن کو نبی ﷺ لے کر آئے ہیں۔ یہ ایمان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی قید اور شرط کے بغیر مطاع مانا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''وما ارسلنا من رسول الالیطاع اذن اللہ'' (النساء ۶۴)

ترجمہ:۔ ''اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بھی رسول کو مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

''وما کان لمومن ولا مومنۃ اذاقضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم الاحذب''(۳۶)۔

ترجمہ:۔ ''کسی مومن مرد اور عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر وہ اس معاملے میں اپنی مرضی کریں''۔ اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں رسول ﷺ کی اس بات کی اطاعت کروں گا جو وہ قرآن پاک کے حوالے سے فرمائیں اور رسول اللہ ﷺ کی اس بات کی اطاعت نہیں کروں گا۔ جو قرآن پاک میں نہ ہو اور وہ اپنے آپ کو اس صورت میں آپ ﷺ کی اطاعت سے آزاد سمجھتا ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ یہ شخص نبی ﷺ کی اطاعت پر ''من کل الوجوہ'' ایمان نہیں رکھتا اور آپ ﷺ کے مطاع مطلق ہونے کو نہیں مانتا' ایسے شخص کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ مومن اور مسلم نہیں ہے بلکہ کسی شک وشبہ کے بغیر

کافر ہے۔

جب ہم غلام احمد پرویز کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ہم اسے نبی ﷺ کی اطاعت مطلقہ بلکہ نفس اطاعت کا منکر پاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو وہی مقام دیتا ہے جو ایک ڈاکیے کا مقام ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک نبی کا کام صرف اللہ کے پیغام کو پہنچا دینا ہے جس طرح ڈاکیے کا کام صرف ڈاک پہنچا دینا ہے۔ وہ حدیث نبوی کو اسلامی قانون سازی کے دوسرے سرچشمے کے طور پر نہیں مانتا۔ رسول ﷺ کے شارع اور شارح ہونے کا بھی منکر ہے۔ اس کے نزدیک صرف کتاب اللہ مطاع ہے اور حاکم ہے۔ نیز اس کے نزدیک کتاب اللہ صرف زندگی کے اصولوں اور نظام کے قواعد کلیہ کو بیان کرتی ہے۔ جزئیات کی تفسیر اور تشریح حالات کے مطابق حکومت کرے گی جو بقول اس کے قرآن کی حاکمیت اور اطاعت کی بنیاد پر قائم ہو۔ پس نماز' زکوٰۃ' روزہ' حج' نکاح' اور طلاق' حدود تعزیرات کی شکلیں اور جزئیات مستقل اور اٹل نہیں ہیں بلکہ اس کی نظر میں قابل تغیر ہیں وہ اس قسم کی حکومت کو جو اس کے باطل نظریے پر قائم ہو مرکز الملۃ کہتا ہے۔ وہ اپنے باطل نظریات کی بنیاد اس بات کو بناتا ہے کہ حاکم اور مطاع صرف قرآن کریم ہے اور شارح اور مفسر اس کی مزعومہ اسلامی یا قرآنی حکومت (مرکز الملۃ) کے اعضاء اور ارکان ہوں گے۔ اس کا دین درج ذیل دو نقطوں کے اندر منحصر ہے۔

۱) کتاب کی حاکمیت ۲) مرکز ملت کی تشریح

اس کے علاوہ وہ رسول اور صحابہ کرام' علماء اور فقہاء کے مطاع شارح اور مفسر ہونے کا منکر ہے وہ سمجھتا ہے کہ رسول مفسر اور شارح صرف اپنے زمانے میں تھے۔ اور وہ بھی مرکز ملت کے سربراہ کی حیثیت سے تھے' نبی کی حیثیت سے نہیں۔ اس کے نزدیک حکمران مفسر اور شارح کا مقام رکھتے ہیں اور ان کے اقوال' مفسر اور شارح ہونے کی حیثیت سے لئے جائیں گے اور یہی حکومتی تفسیر معتبر ہے۔ علماء اور فقہاء کی تفسیر اس کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ وہ حکمران نہیں تھے اس کے نزدیک علماء کی تفسیر تفرقہ کی موجب ہے۔ اس واسطے معتبر نہیں ہے۔ پس صحابہ کرام اور

علماء اور فقہاء' سب کے سب' پہلے دن سے لیکر آج تک اس دجال کبیر کے نزدیک نعوذ باللہ مجرم ہیں کہ انہوں نے کسی حکومتی اختیار کے بغیر قرآن پاک کی تفسیر وتشریح کی۔اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی قرآن پاک کی وہ تفسیر جو آپ نے عبادات' معاملات' ثقافت' تہذیب' اقتصاد' سیاست اور دوسرے شعبوں میں اپنے عمل سے کی' سب کی سب نعوذ باللہ غیر معتبر ہے اس کو یہ حیثیت حاصل نہیں کہ ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔

غلام احمد پرویز سمجھتا ہے کہ ہر حاکم اپنے زمانے میں قرآن پاک کی تفسیر اور تشریح اس طرح کرسکتا ہے۔جس طرح حالات اور مواقع تقاضا کریں۔غلام احمد پرویز کے نظریہ کی یہی حقیقت ہے' اور اس کی تحریک کی یہی روح ہے۔اس نظریے کی نسبت اس کی طرف بلاشک وشبہ ثابت ہے۔اس لئے کہ اس کی تمام تالیفات اور تمام نشریات' اس نظریہ اور انہی خبیث افکار کے گرد گھومتی ہیں اس تحریک کا مقصد قرآن پاک کے سوا ہر چیز کو قانون کا سرچشمہ ہونے سے روکنا تھا۔ پرویز ان تمام لوگوں میں آگے آگے تھا جو دستور پاکستان میں سنت کو قانون سازی کے دوسرے سرچشمہ کے طور پر تسلیم کرنے سے انکاری تھے۔وہ اس بات کا علمبردار تھا کہ دستور پاکستان میں قانون سازی کا سرچشمہ صرف قرآن پاک ہو سنت رسول نہ ہو۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں اسلامی دستور کی تحریک اس بات پر گواہ ہے کہ غلام احمد پرویز نے سنت رسول کے ماخذ قانون ہونے کی ساری زندگی مخالفت کی ہے اور اس سلسلے میں علماء کے ساتھ سخت کشمکش اور ان کے خلاف کھلی جنگ برپا کی اور ان پر ناروا حملے کیے۔اس نے کہا کہ کوئی حکومت اسلامی نہیں ہوسکتی۔مگر اس وقت جبکہ اس میں قانون سازی کا سرچشمہ صرف قرآن ہو۔قرآن کے علاوہ کوئی دوسری چیز اس میں شامل نہ ہو۔قرآن ہی حاکم اور مطاع ہو نہ کوئی دوسری چیز' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کے نزدیک مطاع نہیں ہیں۔اس فریب خوردہ شخص نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا انکار کیا ہے۔یہ نظریہ کس قدر قبیح اور کتنا بڑا کفر ہے۔

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ شخص بلاریب ملت سے خارج ہے۔علماء پاکستان' ہند' بنگلہ

دلیش، اور شیخ عبدالعزیز بن باز رئیس ادارۃ الافتاء الارشاد سعودیہ رحمتہ اللہ علیہ اور حکومت کویت کی الافتاء کمیٹی نے اس کی تکفیر کی ہے جو بالکل برحق ہے۔

غلام احمد پرویز کے پیروکاروں کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ سنت کو مانتے ہیں باطل اور محض کذب ونفاق اور زندقہ ہے۔اس کی کتابیں اس پر گواہ ہیں۔

ہم نے جو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے نہیں بلکہ یہ سب اس کی کتابوں میں ثابت ہے۔ آیئے ان عبارات کو ملاحظہ کیجئے جو اسکے رسالہ طلوع اسلام سے نقل کی گئی ہیں اور وہ دستوری تجاویز جو غلام احمد پرویز نے قیام پاکستان کے بعد پیش کی ہیں اس کی تجاویز کا خلاصہ یہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ دولت اسلامیہ میں اللہ سبحانہ کے لئے ہے اور قانون سازی کا سرچشمہ صرف قرآن ہے کوئی اور چیز نہیں۔

غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکار سنت نبوی ﷺ کے مصدر قانون ہونے کے منکر ہیں اسی واسطے انہوں نے کوشش کی کہ پاکستان کے دستور میں پہلی دفعہ میں صرف کتاب اللہ کی حاکمیت رکھی جائے رسول اور سنت رسول کو اس میں شامل نہ کیا جائے۔ اس کے باطل افکار میں یہ بات شامل ہے کہ سنت دین کا حصہ نہیں ہے بلکہ اسلامی تاریخ کا حصہ ہے اور قانون سازی میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کا مسئلہ پاکستان کے مسلمانوں کے نزدیک قابل بحث نہیں اس لئے کہ ان کو اس کے خبیث افکار کا پتہ ہے۔غلام احمد پرویز اپنے رسالہ میں کہتا ہے۔

''یادرکھیے اسلامی قانون کا ضابطہ صرف اسی صورت میں مرتب ہو سکے گا کہ قرآن کریم کی غیر متبدل حدود کے اندر رہتے ہوئے امت کے نمائندے باہمی مشورے سے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق اور قوم کی ضرورتوں کے مطابق قوانین وضع کریں''

(طلوع اسلام لاہور ص ۱۱۔مارچ ۱۹۷۳ء)

غلام احمد پرویز ذکر کرتا ہے کہ دین اسلام درجہ ذیل دو نقطوں کے گرد گھومتا ہے جو بنیادی

نقطے ہیں۔

"دو بنیادی نکات:۔ قرآن کریم زندگی کے اہم مسائل کے متعلق اصولی رہنمائی دیتا ہے ان کی جزئیات متعین نہیں کرتا یوں کہئے کہ وہ ایسی حدود مقرر کرتا ہے جن کے اندر رہتے ہوئے امت مسلمہ اپنے اپنے زمانوں کے تقاضوں کے مطابق جزئی تفصیلات خود مرتب کرتی ہے۔ یہ اصول غیر متبدل ہوتے ہیں۔ اور ان کی بنیادوں پر مرتب کردہ جزئیات میں عندالضرورت ترمیم و تنسیخ و اضافہ ہوسکتا ہے" (مجلّہ طلوع اسلام ص ۱۹ فروری ۱۹۷۱ء)۔

۱) غلام احمد پرویز اس مذکورہ بالا نظریہ کی تائید میں لکھتے ہیں۔ اس مملکت میں اقتدار اعلیٰ خدا کو حاصل ہوگا اس کی عملی شکل یہ ہوگی کہ حکومت خدا کی کتاب قرآن مجید کے احکام و اصولات کے مطابق قائم کی جائے گی اور اس کے خلاف کوئی قانون، حکم یا فیصلہ قابل قبول نہیں ہوگا۔

۲) مملکت کے قوانین کی اساس قرآن کریم ہوگا اور مجلس قانون ساز اس کی متعین کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے، اپنے زمانے کی ضروریات کے مطابق، قانون مدون کرنے کی مجاز ہوگی۔ مملکت میں کوئی ایسا قانون نافذ نہیں ہو سکے گا جو قرآن کریم کے خلاف ہو۔

(مجلّہ طلوع اسلام ص ۲۱ فروری ۱۹۷۱ء)

اس سوال کا فیصلہ کہ فلاں قانون قرآن کے مطابق ہے یا نہیں ہے مملکت کی عدالت عالیہ کرے گی جس میں قانون سے دلچسپی رکھنے والے حضرات بطور وکیل پیش ہوں گے۔ یاد رکھیے امت مسلمہ میں مذہبی پیشوائیت کا تصور اور وجود غیر قرآنی ہے۔ اسلامی مملکت میں یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں معاملہ اسلام کے مطابق ہے یا نہیں حکومت کے قائم کردہ ادارہ کا کام ہے۔

(طلوع اسلام ص ۲۲، ۲۳ فروری ۱۹۷۱ء)

غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکار مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ سنت کو مانتے ہیں درج ذیل عبارت ان کے دعویٰ کے جھوٹ ہونے پر واضح دلیل ہے۔

"احادیث، نبی اکرم کے اقوال، افعال اور احوال کے مجموعہ کا نام ہے۔ اگر یہ جزو دین

تھیں تو جس طرح آپ نے قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کو لکھوایا' زبانی یاد کروایا' لوگوں سے سنا' دہرایا اور ہر طرح سے اطمینان فرمالیا کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ کر دیا گیا ہے۔ احادیث کے متعلق بھی یہی انتظام فرمانا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ منصب رسالت کا یہ تقاضا تھا اور بحیثیت رسول حضور کا یہ فریضہ تھا کہ دین کو محفوظ ترین شکل میں امت کے پاس چھوڑتے لیکن حضور نے جہاں قرآن کریم کے متعلق اس قدر حزم اور احتیاط سے کام لیا۔ احادیث کے متعلق کوئی انتظام نہیں فرمایا۔

برعکس اس کے اکثر کتب احادیث میں یہ روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

"لاتکتبو اعنی غیر القرآن ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه"

ترجمہ:۔ "مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو جس نے قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز لکھی ہو اسے مٹا ڈالے"۔ (صحیح مسلم) (طلوع اسلام ص ۲۹۔ اپریل ۱۹۴۰ء)۔

اس سوال کے جواب میں کہ جب احادیث حجت نہیں ہیں تو آپ اس کے حوالے کیوں دیتے ہیں کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے "اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب تم احادیث کو یقینی نہیں سمجھتے تو ان کو بطور دلیل کیوں پیش کرتے ہو؟ واضح رہے کہ یہ چیز بطور دلیل ان کے لئے پیش کی جاتی ہے جو انہیں یقینی مانتے ہیں۔ تاکہ وہ دیکھ لیں کہ خود احادیث بھی ان کے مسلک کے خلاف جاتی ہیں ورنہ جہاں تک ہمارے لئے حجت شرعیہ اور اطمینان قلب کا تعلق ہے۔ الحمدللہ کہ اللہ کی کتاب کافی ہے اور اس کے بعد تاریخ میں وہ چیزیں جو کتاب اللہ کے مطابق ہوں"۔

(طلوع اسلام ص ۲۹۔ اپریل ۱۹۴۰ء)

غلام احمد پرویز علماء کی قیادت اور دینی پیشوائیت کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے۔

"یاد رکھیے امت مسلمہ میں مذہبی پیشوائیت کا تصور اور وجود غیر قرآنی ہے۔ اسلامی مملکت میں یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں معاملہ قرآن کے مطابق ہے یا نہیں حکومت کے قائم کردہ ادارے کا کام ہے" (طلوع اسلام ص ۲۲' ۲۳ فروری ۱۹۷۱ء)۔

آخر میں ہم اس کے خطرناک نظریہ کے متعلق اس کی واضح عبارت نقل کرتے ہیں جو اس بات کو واضح کرتی ہے کہ قانون سازی میں نبی ﷺ کی بھی نعوذ باللہ کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ گویا کہ آپ ﷺ ایسی شخصیت ہیں جس کا دین میں کوئی مستقل مقام ہی نہیں۔ اس کے نزدیک جو ذات کسی قدر اہمیت رکھتی ہے وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ اس کے نزدیک اطاعت اور قانون سازی میں اللہ کے سوا کسی کی بھی کوئی حیثیت نہیں وہ نبی ہو یا کوئی اور ادارہ ہو یا اسلامی حکومت کی پارلیمنٹ ہو۔ اس واسطے اس نے کوشش کی کہ پاکستان کے دستور کی پہلی دفعہ میں اس مذکورہ نظریہ کو ذکر کیا جائے جیسا کہ اس درج ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

> ''اسلامی حکومت اور غیر اسلامی حکومت میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں اقتدار اعلیٰ خدا کی کتاب کو حاصل ہوتا ہے اور ثانی الذکر میں انسانوں کو خواہ یہ کوئی ایک فرد ہو یا افراد کی جماعت۔ یہی کفر اور اسلام کا امتیازی نشان ہے''۔

(طلوع اسلام ص ۲۰۔ فروری ۱۹۷۱ء)۔

دیکھئے غور کیجئے کس طرح سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی حدیث کو اطاعت کے ادارے سے نکال دیا۔ مذکورہ اصول کی بنیاد پر اس شخص کے نزدیک جس حکومت میں اقتدار رسول ﷺ کو حاصل ہو وہ حکومت نعوذ باللہ غیر اسلامی سمجھی جائے گی۔ (العیاذ باللہ) اس لئے کہ پرویز کی تعریف کیمطابق وہ حکومت جس میں کتاب اللہ کے علاوہ کسی فرد یا افراد کی حکومت ہو وہ غیر اسلامی ہوتی ہے۔ نبی ﷺ بھی قرآن کے علاوہ ایک فرد ہیں اور پرویز کی مذکورہ تعریف کے مطابق قرآن کے علاوہ کوئی بھی فرد مطاع ہو تو حکومت غیر اسلامی ہوگی۔ یہ واضح کفر ہے اور رسول ﷺ کے مطاع ہونے کا بھی صراحتاً انکار ہے۔

پرویزیوں کا یہ دعویٰ کہ ان کا لیڈر غلام احمد پرویز شخصی طور پر اور طلوع اسلام کے ذریعہ تحریک آزادی پاکستان کا فکری راہنما تھا اور مفکر پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان محمد علی جناح کا معتمد علیہ تھا اور اس نے قیام پاکستان کے لئے بڑی جنگ لڑی تھی بڑا مضحکہ خیز دعویٰ ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کی یہ حیثیت نہیں تھی کہ ان دو قائدین کے ہاں اس کا کوئی مقام ہوتا۔ اسے کبھی

مسلمانوں کے ہاں قیادت اور سیادت کا مقام حاصل نہیں ہوا۔ نیز یہ اس وقت اپنے اس گمراہ کن نظریہ اور کافرانہ عقیدہ میں بھی معروف نہیں تھا۔ علماء اور مشائخ نے اسے قابل التفات نہیں سمجھا تھا۔ چنانچہ یہ ایک طویل عرصہ تک حکومت کے مناصب پر فائز جاہل آفیسرز کو اپنی گمراہیوں کا شکار کرتا رہا اس لیے اس مخصوص طبقہ میں اس کو اسلام کا نام لینے کی وجہ سے ایک حیثیت مل گئی تھی۔ چنانچہ اس طبقہ کے ذریعہ اس نے حکومت سے تمغہ بھی حاصل کر لیا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود مسلمانوں نے اس کو احترام نہ دیا اور انہوں نے اس کو کافر ہی سمجھا اور اس کو معاشرے سے اس طرح دھتکار دیا جس طرح گندگی کو باہر پھینک دیا جاتا ہے۔

قیام پاکستان کی تحریک کی تائید اس دور میں لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا ذریعہ تھا بہت سارے گروہوں نے اس ذریعہ سے پاکستان کی حکومتوں سے فائدے اٹھائے۔ حتیٰ کہ قادیانیوں نے بھی دعویٰ کیا کہ انہوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا اور تحریک آزادی کی تائید کی تھی اور سر ظفر اللہ مشہور قادیانی' پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بننے میں کامیاب ہو گیا۔ کیا محض اس منصب کے حاصل کر لینے سے وہ مسلمان بن گیا؟

پاکستان کے لئے خدمات کا دعویٰ کافر کو مسلمان اور کفر کو اسلام نہیں بنا سکتا۔ نہ ہی غلام احمد پرویز اس طرح سے مسلمان بن سکتا ہے۔ اس کی زندگی اور اس کے اعمال جو اس نے سرانجام دیئے گواہی دیتے ہیں کہ اس نے مسلمانوں کی سوسائٹی سے الگ تھلگ زندگی گزاری۔ وہ مسجدوں اور اہل مساجد' مدارس اور علماء و مشائخ سے کٹا رہا۔ وہ اور اس کے پیروکار قادیانیوں سے بھی بڑے کافر ہیں اس لئے کہ وہ اپنا مرکز مسجد کے نام سے بناتے ہیں اور نمازوں اور جماعتوں کا اہتمام بھی کرتے ہیں لیکن یہ لوگ تو مسجد اور نمازوں سے بھی دور ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں سے اس طرح دور کر رکھا ہے جس طرح خبیث طیب سے الگ ہوتا ہے۔ اور ابھی تک ان کے پاس کسی بھی شہر میں کوئی مسجد نہیں ہے۔ جو ان کا مرکز صلاۃ و اجتماع ہو۔ یہ واضح نشانی ہے کہ یہ اسلام اور مسلمانوں سے جدا ہیں ادارہ طلوع اسلام کے موجودہ سربراہ ایاز حسین نے ادارہ کے

اغراض ومقاصد، جو ۲۰ دفعات پر مشتمل ہیں، کویت کی وزارت اوقاف کے سامنے پیش کیے ہیں وہ محض ایک سنہری لبادہ کی حیثیت رکھتے ہیں جس کے نیچے آگ اور بھڑوں اور بچھوؤں کا زہر چھپا ہوا ہے۔ اس میں عقائد باطلہ، افکار ضالہ کے بھیڑیے اور حشرات الارض چھپے ہوئے ہیں۔ ضروری ہے کہ یہ اغراض ومقاصد ان کے منہ پر دے مارے جائیں۔ ان کو گرفتار کر لیا جائے اور انہیں جیلوں کے اندر قید کر کے رکھا جائے اور ان پر وہ حد شرعی قائم کی جائے جو زندیقوں اور ملحدین کے لئے شرع نے مقرر کی ہے۔ مذکورہ بالا سطور میں جو بیان کیا گیا ہے وہ ضلالت اور کفر کی گندگیاں ہیں جو پرویزیوں نے اختیار کی ہوئی ہیں مسلمانوں پر واجب ہے کہ غلام احمد پرویز کو کافر، زندیق، اور ملحد جانیں اور ان کے کفریات سے اپنے آپ کو اور معاشرہ کو بچائیں۔

حجیت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کا اثبات

منکرین حدیث پرویزیوں

کے لئے فکر انگیز اور

سبق آموز

تحریر:

مولانا محمد مرشد قاسمی

جامعہ عربیہ برکات الاسلام

کھیروا۔ راجستھان۔انڈیا

حجیت حدیث نبوی ﷺ کا اثبات

محمد مرشد قاسمی

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین جملہ علمائے اہل سنت والجماعت جمیع فقہائے امت جمہور امت محمدیہ بزرگان دین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی بھی حجت ہونے کے ساتھ اساس دین، مدار اسلام، مآخذ مذہب ہے۔

قرون اولیٰ میں سبھی حدیث نبوی کو حجت اور اس پر عمل کرنے کو واجب قرار دیتے تھے۔ نیز قرآن کے بعد سنت کو دوسرا اہم مآخذ دین سمجھتے تھے۔ سب سے پہلے معتزلہ اور بعض خوارج نے حدیث کا انکار کیا۔ علمائے حقہ، محققین ہداۃ نے منکرین کے سوالات کے مدلل جوابات دیئے اور کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں امام بخاریؒ کی کتاب الاعتصام، امام شافعیؒ کی کتاب الآثار الرسلہ اور علامہ سیوطیؒ کی کتاب مفتاح الجنۃ قابل مطالعہ ہیں۔ ان حضرات کے علمی تبحر اور مخلصانہ کاوشوں کی وجہ سے یہ باطل فرقہ دب گیا اور یہ فتنہ خبیثہ ہمیشہ کے لئے اپنی موت آپ مر گیا۔ جب برصغیر ہند و پاک میں انگریز کا غاصبانہ دور شروع ہوا تو اس گمراہ فرقہ نے دوبارہ سر اٹھایا۔ آج کل یہ فرقہ منکرین حدیث اور پرویزیت کے نام سے معروف ہے۔

علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں ایک سو ایک آیت حجیت حدیث پر دال ہے۔ ہم ذیل میں چند آیات قرآنیہ ذکر کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی بھی اساس دین، مآخذ شرع اور حجت ہے۔

۱) "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" (آل عمران)

ترجمہ:- آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ اس آیت میں اللہ کی محبت کے لئے اطاعت رسول ﷺ کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۲) "لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الاخر وذكر الله كثيرا" (الاحزاب)

ترجمہ:- "تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا"۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے زندگی کے ہر مرحلہ میں رسول خدا اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف جنگ کی حالت میں اور پریشانی کے موقع پر آپ ﷺ کے صبر وضبط کی مثال سامنے رکھے۔ اور فقط اس کی پیروی کرنے کی تلقین کی گئی ہو۔

۳) "لقد من الله على المومنين اذبعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين". (آل عمران)

ترجمہ:- حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور کتاب وفہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے"۔

اس آیت میں حضور سید دو عالم ﷺ کے فرائض رسالت کا بیان ہے۔

آنحضرت ﷺ کے فرائض رسالت میں جس طرح الفاظ وکلمات قرآن کی تلاوت وتبلیغ شامل ہے اسی طرح اس کے معانی ومطالب کا بیان بھی فرائض رسالت میں داخل ہے۔ تو اب لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا۔ کہ جس طرح متن قرآن حجت ہے اسی طرح اس کی نبوی تشریحات بھی حجت اور واجب القبول ہیں۔ ورنہ آپ ﷺ کو تعلیم کتاب کا مکلف بنانا اور تعلیم کتاب کو آپ کا منصبی وظیفہ بتلانا بالکل بے معنیٰ ہوگا۔

۴) "فلا وربك لا يؤمنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم

لایجدوافی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً "۔(النساء)

ترجمہ:- پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں پھر اس کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں"۔

اس آیت میں واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ نہ صرف واجب التسلیم ہے بلکہ مدار ایمان ہے۔

۵) **"وما کان لمؤمن ولامؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرة من امرھم"(الاحزاب)**

ترجمہ:- "اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں کہ ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے"۔

اس آیت میں حضور انور ﷺ اور اللہ کے حکم کو ایک درجہ دیا گیا ہے۔نیز قضی اللہ میں وحی متلو اور رسولہ میں وحی غیر متلو کی طرف اشارہ ہے۔

۶) **"وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمہ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً"(النساء).**

ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

۷) **"واذکرن مایتلیٰ علیکن فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمة"**

(الاحزاب)

ترجمہ: "اور یاد کرو اس کو جس کی تلاوت ہوتی ہے تم پر تمہارے گھروں میں یعنی اللہ کی آیتیں اور حکمت"۔

ان دونوں آیتوں میں حکمت سے مراد حدیث نبوی ﷺ ہے۔پس ان دونوں آیتوں

سے حدیث وسنت پر عمل کا واجب ہونا معلوم ہو گیا۔

۸) "ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدىٰ ويتبع غير سبيل المومنين نوله ماتولىٰ ونصلهٖ جهنم وساء ت مصيرا النساء"۔

ترجمہ:- ''اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور راہ پکڑے مومنین کے راستہ سے الگ ہم حوالہ کریں گے اس کو اس راہ کے جس کی طرف اس نے رخ کیا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور برا ہے وہ ٹھکانا''۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے مومنین کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنے والے کو سخت وعید سنائی ہے۔ اور اس کو مستحق دوزخ قرار دیا ہے..... اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ مومنین اولین کا راستہ کیا تھا؟ اسلامی روایات اور اسلامی تاریخ کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین اولیں حدیث وسنت کو حجت مانتے اور اس کو مشعل راہ قرار دیتے تھے۔

پس اس آیت سے بھی حدیث کا حجت ہونا معلوم ہوا۔

۹) "وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله"(النساء)

ترجمہ:- ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جاوے''۔

۱۰) "ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً(الاحزاب)۔

ترجمہ:- ''اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا''۔

۱۱) "ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضللاً مبينا" (الاحزاب)۔

ترجمہ:- ''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا''۔

۱۲) "يوم تقلب وجوههم في النار يقولون يلٰيتنا اطعنا الله واطعنا الرسولا"۔(الاحزاب)

ترجمہ:- ''جس روز اس کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کئے جاویں گے یوں کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی''۔

۱۳) ''وماآتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا'' (الحشر)۔

ترجمہ:- ''اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو۔ اور جس چیز سے روک دیں تم رک جایا کرو۔

۱۴) ''قل اطیعوا اللہ واطیعوا لرسول''۔ (آل عمران)۔

ترجمہ:- ''آپ فرما دیجئے کہ تم اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی''۔

۱۵) ''یایها الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامرمنکم.
(النساء)

ترجمہ:- ''اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو۔ اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔

۱۶) ''یایها الذین امنوا اطیعو اللہ ورسوله''. (الانفال).

ترجمہ:- ''اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اس کے رسول کا''۔

۱۷) ''وان تطیعوه تهتدوا لنور''.

ترجمہ:- ''اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو راہ پر جا لگو گے''۔

۱۸) ''من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ'' (النساء)۔

ترجمہ:- ''جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی''۔ آیات مذکورہ سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اطاعت باری تعالیٰ کی طرح اطاعت نبی بھی واجب ہے۔ اور ان سے انحراف کفر و گمراہی۔

۱۹) ''فلیحذر الذین یخالفون عن امره النور''.

ترجمہ:- پس ڈرنا چاہئے ان لوگوں کو جو خلاف چلتے ہیں اس کے حکم سے۔

۲۰) "وما ينطق عن الهوىٰ ان هوا الاوحي يوحي"۔ (النجم)

ترجمہ:- "اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں۔ان کا ارشاد وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے"۔

نطق سے مراد احادیث ہیں نہ کہ آیات قرآن کیونکہ آیات کے لئے تلاوت معروف ہے۔قرآنی آیات کے علاوہ احادیث صحیحہ سے بھی حجیت حدیث ثابت ہے۔ہم ذیل میں چند احادیث شریفہ درج کرتے ہیں۔

1) "كل امتي يدخلون الجنة الامن ابى. قيل ومن ابىٰ' قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد". (ابى رواه البخاری).

ترجمہ:- "میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جس نے انکار کیا۔پوچھا گیا وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا۔آپ نے فرمایا جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا"۔

2) "فمن اطاع محمداً فقد اطاع الله ومن عصي محمداً فقد عصي الله. ومحمد فرق بين الناس". (رواه البخاری)

ترجمہ:- "جس نے محمد ﷺ کی نافرمانبرداری کی اس نے اللہ کی نافرمانبرداری کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرنی کی۔اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔(بخاری)

3) "فمن رغب عن سنتي فليس مني". (متفق عليه مشكوٰة المصابيع).

ترجمہ:- "جو شخص میرے طریقہ سے انحراف کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔یعنی میری جماعت سے خارج ہے"۔(بخاری و مسلم)۔

4) "فعليكم سنتي وسنة الخلفاء الرشدين المهديين تمسكو بها وعضو عليها بالنوا جذ" (رواه احمد وابو دائو دو الترمذی وابن ماجه)۔

ترجمہ:- ''تم پر میرا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ لازم ہے اسی طریقہ پر بھروسہ رکھو اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو''۔(احمد ابوداوٗد ترمذی ابن ماجہ)۔

5) ''لایؤمن احد کم حتیٰ یکون هواه تبعاً لماجئت به''. (رواه فی شرح السنة وقال النوری فی اربعینه هذا حدیث صحیح)۔

ترجمہ:- ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس کی تابع نہیں ہوتی جس کو میں لایا ہوں''۔

6) ''ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علیٰ ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة قالو امن هي یارسول الله قال ماانا علیه واصحابی''. (رواه الترمذی).

ترجمہ:- ''بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے اور میری امت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔ وہ تمام فرقے دوزخی ہوں گے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جنتی فرقہ کونسا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس میں میں اور میرے اصحاب ہوں گے''۔(ترمذی)

7) ''من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة''.

(رواه الترمذی)

ترجمہ:- ''جس نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔(ترمذی)

8) ''من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید''

(مشکوة المصابیع ص ۳۰)

ترجمہ:- ''میری امت کے بگڑنے کے وقت جس نے میری سنت کو دلیل بنایا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا''۔

9) "لاالفین احد کم متکئاً علی اریکتہٖ یاتیہ الامر من امری مماامرت بہ اونہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللّٰہ اتبعناہ" (رواہ احمد و ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والبیھقی فی دلائل لنبوۃ)۔

ترجمہ:- "میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے چھپرکھٹ پر تکیہ لگائے ہوئے ہو میرے ان احکام میں سے جن کا میں نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے کوئی حکم اس کے پاس پہنچے وہ یہ کہہ دے کہ میں کچھ نہیں جانتا جو کچھ ہمیں خدا کی کتاب میں ملا ہم نے اس کی اطاعت کی"۔

10۔ "الاانی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الایوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القران فما وجدتم فیہ من حلالٍ فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ"۔ (الحدیث رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:- "آگاہ رہو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کا مثل۔ خبردار عنقریب اپنے چھپرکھٹ پر پڑا ایک پیٹ بھرا شخص کہے گا کہ بس اس قرآن کو اپنے اوپر لازم جانو۔ جو چیز تم قرآن میں حلال پاؤ اس کو حلال جانو اور جس چیز کو تم قرآن میں حرام پاؤ اسے حرام جانو"۔

(الحدیث ابوداؤد ومشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹)۔

احادیث مذکورہ صراحۃً حجیت حدیث پر دلالت کرتی ہیں اور غلام احمد پرویز بانی طلوع اسلام اس کا منکر ہے اور یہی حال اس کے پیروکار پرویزیوں کا ہے۔ یہ گروہ تمام عقائد اسلامیہ کا مخالف ہے یہی اس کی اسلام دشمنی ہے اور اسلام کو مٹانے کا مشن ہے لیکن نام طلوع اسلام رکھا ہوا ہے۔

منکر حجیت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از

مولانا حافظ محمد قاسم

دار العلوم ہٹ ہزاری

بنگلہ دیش

منکر حجیت حدیث رسول ﷺ

مولانا حافظ محمد قاسم دار العلوم ہزاروی بنگلہ دیش

غلام احمد پرویز جو کہ بزم طلوع اسلام تنظیم کا بانی ہے۔ مسلمانان برصغیر میں منکر حجیت رسول ﷺ کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس شخص نے اپنی کتابوں، تحریروں اور مقالوں میں جن افکار و نظریات کا پرچار کیا ہے وہ سراسر غیر اسلامی اور انتہائی گمراہ کن اور اس کے اپنے ذہن کی پیداوار ہیں۔ جن کا حقائق اور مسلمہ شعائر اسلام سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں۔ قرآن پاک کی پرویزی تفسیر تمام آئمہ مفسرین ومحدثین اور تابعین کی تحقیق کے سراسر خلاف ہے۔ بلکہ ان قدسی حضرات پر طعن کا درجہ رکھتی ہے۔ پرویز نے ضروریات دین کا انکار کر کے اسلام کی حیثیت کو مسخ کرنے کی جسارت کی ہے۔ خلاف اسلام خرافات پرویز کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جن کی بنا پر برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے غلام احمد پرویز کو کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ اور اس کے تمام پیروکاروں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ان گمراہ کن خیالات و نظریات کی بنا پر ہم بھی پرویز اور پرویزیوں کو کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ان فتنہ سے محفوظ کرنے کے لئے بزم طلوع اسلام کی سرگرمیوں پر پابندی کی نصیحت کرتے ہیں اور تمام علمائے کرام کے فتاویٰ جات کی توثیق کرتے ہیں۔ اور بالخصوص شیخ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم سعودی عرب اور کویت کے وزارت اوقاف شؤن الاسلامیہ دار الافتاء کے حالیہ فتویٰ کی توثیق کرتے ہوئے اس کو حقائق پر مبنی ایسا فیصلہ تصور کرتے ہیں جو اس کے قبل برصغیر پاک و ہند کے علماء اپنے فتاویٰ میں دے چکے ہیں۔ کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین ضروریات دین کے انکار کے مرتکب ہونیکی وجہ سے اور انکار اطاعت سنت کرتے ہوئے حجیت حدیث کے منکر ہیں۔ جو کہ قرآن پاک کے بعد شریعت کے ماخذ کا حصہ ہے۔ درحقیقت یہ انکار سنت رسول ﷺ کا انکار ہے۔ جس سے قرآن پاک کی ان آیات کا انکار لازم آتا ہے جس میں اطاعت رسول ﷺ کا صریح حکم ہے۔

غلام احمد پرویز
منکر حدیث ہی نہیں
منکر قرآن بھی ہے۔

تحریر:

مولانا قاضی فضل اللہؒ

ڈائریکٹر اسلامک سنٹر،

کیلی فورنیا۔ امریکہ۔

غلام احمد پرویز۔ منکر حدیث ہی نہیں بلکہ منکر قرآن بھی ہے۔

قاضی فضل اللہ۔ ڈائریکٹر اسلامک سینٹر کیلی فورنیا۔ امریکہ

آج کے دور میں مرزا پرویز کا مردہ فتنہ ایک بار پھر زندہ ہو چکا ہے۔ اور مختلف عنوانات سے آپ کے مساعی کامیابی تحسین اور کامیابی قابل تبریک ہے۔ فی الحال تو مرزا پرویز کی کتابیں یہاں امریکا میں میرے پاس موجود نہیں البتہ پاکستان میں بارہا ان کو دیکھ چکا ہوں۔ اور میں تو اسے منکر حدیث نہیں بلکہ منکر قرآن سمجھتا ہوں۔ کارل مارکس جو سوشلزم اور کمیونزم کے مفکر تھے اس کی تحقیق میں سوشلزم اس کے سائنس' فلسفہ اور نظام کا اولین مرحلہ اور کمیونزم آخری اور مقصودی مرحلہ ہے۔ سوشلزم کے مرحلہ پر وہ دین اور اخلاق کی نفی کرتا ہے کہ یہ دو چیزیں محروم طبقات کو اپنی قسمت پر قانع اور حق کے لئے کوئی تگ و دو نہ کرنے کا درس دیتی ہیں یعنی بقول کارل مارکس یہ استحصال کے ذریعے ہیں۔ لہٰذا سوشلسٹ کسی مذہبی ضابطہ' اخلاقی ضابطہ کی پرواہ کیا کرے' اس کی نفی کر دیتا ہے۔ اور یہ اس کی بنیاد ہے جبکہ اس قسم کے لادین اور بد اخلاق نظام میں پھل پھول کر جب ایک دو جنریشن اور نسلیں گزر جاتی ہیں تو انسان اسے طبعی طور پر قبول کر کے کسی نظام اور ریاست کا محتاج نہیں رہے گا۔ جس طرح جنگل میں رہنے والے درندے کسی ریاست اور ضابطہ' قانون کے حامل نہیں ہوتے بلکہ اپنے اپنے طبعی تقاضوں میں آزاد ہوتے ہیں۔ کارل مارکس کہتا ہے کہ یہ مرحلہ کمیونزم کا ہے' جب قانون اور ریاست کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یہ فلسفہ تھا اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کارل مارکس سوشلسٹ نہیں کمیونسٹ تھا۔ سوشلزم تو Transition والا مرحلہ ہے۔ یہی حال مرزا پرویز اور اس جیسے دوسرے حضرات کا ہے کہ انکار حدیث ان کا پہلے والا مرحلہ تھا۔ اصل مقصد انکار خدا' انکار دین اور انکار قرآن تھا۔ لیکن علماء کرام نے بروقت تعاقب کیا کہ لباس خضر میں ڈاکو ہیں۔ علمی حوالے سے چلیں بظاہر تو وہ قرآن کو شافی و کافی سمجھتا ہے کیونکہ وہ اس کے لیے لوگوں کے گمراہ کرنے کا ذریعہ ہے "یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً" شوگر یعنی چینی بدن انسانی کے

لیے ضرورت ہے لیکن ذیابیطس کے مریض کے لئے ہلاکت ہے۔

حجیت حدیث کے لئے نقلی و عقلی دلائل۔

بطور تمہید یہ عرض ہے

1) کہ اللہ کریم کا تصور ایک فطری امر ہے حتیٰ کہ منکرین بھی ایک تصور بنا کے انکار کرتے ہیں یعنی کوئی چیز ہے جو ذہن کو Click کر رہی ہے تبھی تو انکار کیا جا رہا ہے۔ ارشمیدس نے کہا تھا اگر خدا سے انکار کرنا ہی ہے تو اس کے لیے بھی تصور خدا لازمی ہے۔ یعنی یہ تصور خمیر انسانی میں گوندھا گیا ہے البتہ تعبیرات میں لوگ بھٹک چکے ہیں۔

2) پھر اللہ کریم سے تعلق پیدا کرنا بھی انسان کا فطری تقاضا ہے اور اسی پر اطمینان نصیب ہوتا ہے کہ اس تصور سے نفس کو مطمئن کیا جاتا ہے لیکن اس سے تعلق کیسے پیدا ہو؟ کسی بھی صاحب منصب سے ملنے کے لئے اس کے اپنے وضع کردہ ضابطے ہوتے ہیں اور ملنے والا ان کی پابندی کرتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ پابندی نہ کرنے والے کو نہ صرف یہ کہ وہ ملتا نہیں بلکہ الٹا وہ سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے کہ Violation کر چکا ہے۔ اب خداوند قدوس کے ملنے کے لئے اسی کی جانب سے طریقے نازل ہوئے ہیں۔ سارے انبیاء کرام کو وحی آئی۔ بہت ہی قلیل ایسے ہیں جن کی کتابیں معروف ہیں۔ جن میں صحیفوں کا تذکرہ ہے لیکن حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ھود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کو لے لیں ان کی کسی کتاب کا ذکر نہیں جبکہ ان کی وحی کا ذکر ہے۔

"واوحیی الی نوح انه لنا یؤمن من قومک الامن قد امن"۔

ترجمہ: اور وحی کی گئی نوح کی طرف کہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ کی قوم سے مگر وہ جو ایمان لا چکے ہیں۔

اب ظاہر ہو گیا ہے کہ کتاب کے علاوہ اس کو وحی کی گئی یہ تصور رسولؐ پاک کے لئے کوئی نیا نہیں کہ کتاب یعنی قرآن کے علاوہ کوئی وحی ہی نہ آئی ہو۔ بلکہ یہاں تو قرآن کریم ہی کتابی شکل میں نہیں آیا۔ بلکہ زبانی کلامی نازل ہوا۔ تبھی تو کفار نے

"فی تنزل علینا کتابا نقرء ہ"

ترجمہ: کہا کہ کتاب پیش کریں ورنہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اب آپ ﷺ کو وحی آئی کتاب کے علاوہ بھی۔

قرآن کریم نے فرمایا!

"کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لان حکم خبیر". (ھود)

ترجمہ: یہ کتاب حکمت سے بھر دی گئی ہے اس کی آیات اور پھر اس کی تفصیل کی گئی ہے حکمت والے اور خبردار (خدا) کی طرف سے۔

1) اب آیات قرآنی تو حکمت سے بھری ہوئی ہیں۔لیکن پھر کلمہ "ثم" جس کا معنی عربی گرائمر کے لحاظ سے "اور پھر اس کے بعد" کے ہوتے ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ پھر نازل ہو سکے بعد اس کی تفصیل بھی اللہ کریم کی جانب سے کی گئی ہے۔اب ظاہر ہے قرآن کریم کی تفسیر و تفصیل کے لئے کوئی دوسرا قرآن تو نازل نہیں کیا گیا۔ وہ تفصیل و تفسیر کیا ہے؟ اور کس چیز سے عبارت ہے؟۔

2) سورۂ نحل کی آیت "وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ویعلمھم یتفکرون".

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ کی طرف "ذکر" نازل فرمایا تا کہ آپؐ لوگوں کو بیان کریں "وہ" جو ان کی طرف نازل کیا گیا اور تا کہ وہ "فکر کر سکیں"۔

ترجمہ اور آیت کریمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے۔کہ "ما نزل الیھم" سے مراد تو قرآن ہی ہے کہ اس کی تبین وتشریح مراد و مطلوب ہے لیکن یہ "ذکر" کیا ہے؟ جو آپؐ کو دی گئی

اور جس کے ذریعے وہ تشریح کرسکیں۔ ظاہر بات ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ ہی کوئی چیز ہوگی ایک دوسرا قرآن تو ہے نہیں اور پھر "یعلمهم یتفکرون" تاکہ وہ فکر کرسکیں۔فکر کی دعوت یا حکمت کیوں ہے؟

3) اور اس ہی سورۃ کی آیت "وما انزلنا الیک الکتاب الا لتبین لهم الذي اختلفوا فيه".

ترجمہ: اور نہیں نازل فرمایا ہم نے آپؐ کی طرف کتاب بلکہ اس لئے آپؐ بیان فرمائیں ان کو وہ چیز جس میں وہ اختلاف کر چکے ہیں"۔

اب اگر صرف کتاب ہی کافی ہوتی تو پھر تو ضرورت ہی نہیں تھی آپؐ کی تبیین کی اور دیکھیے "الیک" اور "الا لتبیین" آپؐ کو اور آپؐ ہی بیان کریں گے۔یہ آپؐ کی اختصاص تشریح کے لئے ورنہ پھر تو کوئی بھی کافی ہوسکتا تھا تفسیر کے لئے جو عربی جانتا ہو۔

4) سورۃ قیامہ کی آیت "ان علينا جمعه وقرآنه. فاذا قراء ناه فاتبع قرآنه".

ترجمہ: تحقیق ہمارے (اوپر) لازم ہے اس (قرآن) کا جمع کرنا (آپ کے دل میں) اور اس کا پڑھنا سو جب ہم (یعنی جبریل) پڑھیں اس کو تو آپ اس کی اتباع کریں۔اس کے بعد فرمایا

"ثم ان علينا بيانه".

ترجمہ: پھر اس کے بعد ہمارے (اوپر) لازم ہے اس کی بیان وتشریح۔

یعنی جس طرح اس کو نازل فرماتے ہیں جمع کرتے ہیں اس طرح اس کا بیان بھی نازل فرمائیں گے اب وہ بیان کیا ہے؟

یہ ساری آیات اشارات بھی نہیں تصریحات ہیں کہ آپ ﷺ کو قرآن کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی دیا گیا اور وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور وہ بھی وحی بلکہ پیغمبر تو وحی کا عملی نمونہ ہوا کرتا ہے۔وہ عملی demonstrator ہوتا ہے۔کہ بغیر اس کے وہ چیز سمجھ میں آتی نہیں۔ فرمایا

”لقد كان لكم فی رسول اللہ اسوة حسنه. لمن كان يرجوا اللہ و اليوم الآخر“.

ترجمہ: تحقیق آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) ایک بہترین ماڈل ہے ان کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ایک تو رسول اللہ ﷺ کی ذات کا ذکر کیا گیا اور دوسرا ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ یہ اللہ اور آخرت پر ایمان کا تقاضا ہے یعنی جو ایسا نہ کرے اس کا ایمان ہی نہیں ہوگا۔

قرآن کریم میں آیات جو آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کا ذکر کرتی ہیں کہ

”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول“.

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی۔

اور فرمایا ”اطیعو ا اللہ و الرسول“.

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ اور رسول ﷺ کی۔

کہیں تو ہر دو کے لئے مستقل لفظ ”اطیعوا“ لایا گیا کہ ہر ایک مقصود بالذات ہے کسی ایک سے بھی منہ موڑ لینا درحقیقت کفر ہی ہے۔ اور کہیں دونوں کو ایک ”اطیعوا“ کے ذیل میں لایا گیا کہ فی الحقیقت دونوں کی اطاعت ایک ہی چیز ہے اور دونوں کو اطاعت کے حوالے سے جدا جدا سمجھنا ایمان نہیں کفر ہے۔

تبھی تو کہیں اس حکم کے بعد ”فان تولوا فان اللہ لایحب الکفرین“.

ترجمہ: کہا کہ اگر اس (تصور) سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی خود اللہ کریم نے ان کو کافر کہا۔

اور کبھی اس کے بعد ”فانما علی رسولنا البلاغ المبین“.

ترجمہ: کہا کہ رسول ﷺ کی ذمہ داری کھول کر پہنچانا ہے۔

یعنی وہ اپنا کام کر چکا ہے اب آپ کا کام ہے اور کبھی

"ولا تبطلوا اعمالکم".

ترجمہ: کہا کہ اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

یعنی اعمال کی توثیق ان دو باتوں پر موقوف ہے۔ اور کبھی "لعلکم ترحمون" اور "فقد فاز فوزاً عظیماً" کہا کہ خداوند کریم کی رحم اور آپ کی کامیابی اس پر موقوف ہے بطور دلالت بغور مفہوم معلوم ہو گیا کہ بصورت رحم نہیں غضب ہوگا اور کامیابی نہیں ناکامی ہوگی۔

اور قرآن کریم کی آیات "ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ" اور "وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن اللہ".

ترجمہ: کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور ہر رسول کو بھجوایا گیا اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

اللہ کے حکم کی وجہ سے اور سورۃ نساء کی آیت "ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقاً".

ترجمہ: جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر کفر کرتے ہیں اور خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے درمیان ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں۔

اب خط کشیدہ الفاظ "اللہ اور رسولوں کے درمیان فرق کرنا چاہتے ہیں۔ کون سا فرق مراد ہے؟ جبکہ فرق تو موجود ہے۔ ایک خالق ہے دوسرا مخلوق۔ ظاہر بات ہے اطاعت واتباع کی بات ہو رہی ہے اور "الفاظ" بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں"۔ یعنی خدا والی بات کو مانیں گے رسولؐ والی کا اعتبار نہیں تو فرمایا وہ بلاشبہ کافر ہیں۔

سورۃ حجرات کی آیت "لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ".

ترجمہ: خدا اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ جاؤ خدا سے ڈرو۔

اب خدا اور رسول سے آگے جانے کا معنی کیا ہے؟ یعنی ان کی بات کو چھوڑ کر اپنی بات کرنا۔

پھر یہ بات کہ اگر صرف کتاب ہی کافی ہوتی تو عرب جو قرآن کے اولین مخاطب تھے وہ تو عربی زبان کے ماہرین تھے پھر قرآن کریم کی بات

"وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم فيضل الله من يشاء ويهدى من يشاء"۔

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا کہ وہ ان کے سامنے بیان کر سکے پھر اللہ جس کو چاہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہے ہدایت دے دیتا ہے۔

اب قوم والی زبان کا حامل بھجوانا غور طلب ہے۔ ایک مسلمہ امر ہے کہ تہذیب وثقافت زبان کے ساتھ منسلک ہوتی ہے یعنی یہ کہ صرف وہ زبان کا حامل نہیں تھا بلکہ اس تہذیب وثقافت کو بھی ساتھ لئے ہوئے تھا اور اس میں وہ ماڈل تھے۔ دوسرے یہ کہ اگر قرآن کریم کسی عجمی زبان میں ہوتا اور رسول ؐ عربی ہوتے تو وہ کہہ دیتے "**اعجمی عربی**" کہ قرآن عجمی اور پیغمبر عربی؟ یعنی یہ کہ قانون ونظام ایک زبان کا اور demonstrator دوسری زبان کا۔ حاصل یہ کہ کتاب اور پیغمبر دونوں عربی زبان والے اس حوالے سے کہ اعتراض کا محل ہی نہ رہے۔

قرآن کریم کا صریح حکم "**قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله**"۔

ترجمہ: کہہ دیجئے (اے محمد ﷺ) اگر آپ اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو میری (محمد ﷺ کی) اتباع کریں اللہ تعالیٰ آپ کو محبوب بنا دے گا۔

اب اتباع کیا چیز ہے؟ نقل اتارنا ہے۔ حکم کی تعمیل کرنا ہے۔

عقلی اعتبار سے بھی رسول پاک ؐ کی اتباع لازم ہے اور وہ یوں کہ قرآن کریم ایک

کلام و کتاب ہے۔ اس میں مجملات 'مبہمات اور تشریح طلب امور موجود ہیں۔ اب ان کی تشریح کون کریگا خود ہی اس کا بولنے والا کہ وہ ہی Jurispoudence یعنی اصول قانون کے حوالے سے اپنے کلام کا بہتر معنی دے سکتا ہے۔ اور Author ہی ایک مسلم Authority ہے۔ گویا قرآن کریم تشریح و تفصیل کے حوالے سے ایک دوسرے قرآن کا محتاج ہے۔ اور ظاہر ہے دوسرا قرآن تو موجود نہیں اور نہ خدا خود نازل ہو کر مفاہیم متعین کریگا بلکہ یہ ڈیوٹی پیغمبر اکرمؐ کو دے دی گئی اور تفصیل و تشریح اسے دیدی گئی۔ وہ On Behalf of Allah بولتا ہے۔ اس کی بات سے انکار خدا کی بات سے انکار ہے۔ اس کا انکار خدا سے انکار ہے بلکہ اس کا انکار خدا سے انکار کا زینہ ہے۔ ایسا کرنے والا اگلے مرحلہ پر خدا سے انکار کریگا۔

یہ بات کہ احادیث پیغمبر اکرم ﷺ کلامی اعتبار سے منسوب ہیں بعینہ یہی پوزیشن قرآن کریم کی ہے۔ یہ واحد کتاب ہے جو کلامی انداز میں نازل ہوئی یعنی مکتوب نازل نہیں ہوئی۔ اب پیغمبر اکرمؐ کی زبان کو نا قابل اعتماد سمجھنا درحقیقت حدیث سے نہیں بلکہ قرآن کریم اور مطلق وحی سے انکار ہے یہ کہ جب وہ زبان ہی قابل اعتماد نہیں تو نہ تو حدیث معتمد اور نہ قرآن کریم معتمد ہے۔ یہ تو حضور علیہ والسلام ہی نے بتایا کہ یہ حدیث ہے اور یہ قرآن ہے۔

درحقیقت فتنہ انکار حدیث فتنہ انکار قرآن ہے اور اپنے آپ کو اہل قرآن کہنا درحقیقت ایک نہ اندوہ اصطلاح کے اساس پر اپنی حیثیت منوانا ہے۔ لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز میں ایک ہی قسم کی روح سرایت کر چکی تھی۔ وہ آدمی یعنی مرزا قادیانی اپنے کفر میں بے باک تھا وہ تو کہہ گیا کہ انگریز کی خدمت میں میں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ جبکہ یہ آدمی ویسے کافرانہ جرأت کا مظاہرہ نہیں کر رہا کہ اپنے مالک کی وفاداری کا برملا اظہار کرے۔

اب حدیث کیوں قابل اعتماد نہ ہوں۔

1) اس لئے کہ بعد میں تدوین کئے گئے۔ تو ایک ہوئی تحریری بات اور ایک ہوئی تدوین۔

تحریر تو آپؐ کے زمانے میں بھی ہو رہی تھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی ''الصادقہ'' اور حضرت ابوشاہ الیمنی کے لئے ''خطبہ'' کی تحریر کا حکم اس کی مثالیں ہیں۔ البتہ تدوین بعد میں ہوئی تو قرآن کریم کی نقش تحریر بھی حضور علیہ السلام کے دور میں جبکہ موجودہ ترتیب سے تحریر حضرت عثمانؓ کے دور میں ہوئی۔ تو یہی تحفظات وہ قرآن کریم کے متعلق بھی پیش کر سکتا ہے۔

2) اس لیے کہ بعض احادیث بقول پرویز کے عقل سلیم کے معیار کے مطابق نہیں، عقل سلیم کی تعریف کیا ہے؟ اور پھر کس کی عقل اس حد تک سلیم ہے کہ اسے قبولیت حدیث کا معیار سمجھا جائے۔ جبکہ عقل تو رواج اور توہمات کے مقابلہ میں مار کھا جاتی ہے اور شکست تسلیم کر جاتی ہے۔ پھر اہم بات یہ ہے کہ یہ اعراض یا تحفظ ایک ناقص العقل قرآن کریم کے متعلق بھی کر سکتا ہے کہ قرآن کریم کا فلاں حصہ عقل کے خلاف ہے لہٰذا نا قابل قبول ہے۔ اور یوں قرآن بھی بازیچہ اطفال بن جائے گا۔

قبول حدیث کے لئے روایت اور درایت دونوں معیار ہیں اور درایت بحیثیت ایک اصطلاح کے اپنی تعریف رکھتا ہے کہ درایت کیا چیز ہے کیونکہ اگر درایت نام ہوتا عقلیت اور عقلی اپروچ کا تو پھر تو ہزاروں محدثین کرام میں کس کا عقل معیار اور سٹینڈرڈ ہوتا۔

3) یہ تحفظ کہ احادیث میں کچھ معاملات ایسے ہیں جو ہیں تو زندگی کی حقیقتیں لیکن اسے بیان نہیں کیا جاتا حالانکہ احادیث میں بیان کی گئی ہیں لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ حضور پاکؐ نے ہر بات کی ہوگی۔ قرآن کریم کے بعض معاملات کے متعلق جب کفار مکہ نے اسی قسم کی بات کی تو اللہ کریم نے فرمایا کہ

''ان اللہ لا یستحی من الحق''۔

ترجمہ: اللہ کریم حق بات کو نہیں چھوڑتا (جیسی ہی ہو اور اس کسی کو کیسی بھی لگے)۔

دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ کریم ایک مچھر کو بطور مثال پیش کرنے سے گریز نہیں

کریگا۔(کیونکہ ایک مقصد کارفرما ہوتا ہےاورشریعت کے مقاصد کومدنظر رکھتا ہے)۔
آج کے دور میں یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اس کواولیت دینا مسلمانوں اور علماء کرام کی ذمہ داری ہے

قاضی فضل اللہ
ڈائریکٹر اسلامک سینٹر
کیلی فورنیا۔امریکہ

کفریات پرویز

از

مولانا محمد رفیع عثمانی
مفتی اعظم پاکستان
مہتمم جامعہ دار العلوم کراچی

کفریات پرویز

غلام احمد پرویز پاکستان اور ہندوستان کے علمی و دینی حلقوں میں اپنے باطل عقائد کی وجہ سے معروف اور مشہور ہے' یہ شخص ضروریات دین کا منکر ہے' اسی لئے حضرات علماء کرام نے متفقہ طور پر اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور اس فتویٰ پر برصغیر کے تقریباً ایک ہزار علماء کرام کی تصدیقات ہیں۔ بہرحال غلام احمد پرویز کے کفر پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے۔اسی طرح غلام احمد پرویز کے پیروکار اور اس کے ہم عقیدہ افراد بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور میراث وغیرہ جیسے احکام میں ان کے ساتھ بلاشبہ کفار کا سا معاملہ کیا جائے گا۔

غلام احمد پرویز نے اپنی تالیفات اور کتابوں میں حجیت حدیث کا انکار کیا ہے۔ نماز' زکوٰۃ اور حج کے شرعی معنی بدل ڈالے ہیں' قربانی کی مشروعیت' آنحضرت ﷺ کے معجزات' تقدیر پر ایمان اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے شخصی وجود اور حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا ہے' اس کے علاوہ اور بھی اس کے باطل عقائد ہیں' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے اپنی پناہ میں رکھے' بہرحال اس کے کفریات کی فہرست تو بہت لمبی ہے ہم ذیل میں ان میں سے چند کفریات کا ذکر کرتے ہیں:

۱۔ حضرت پاک ﷺ کی احادیث طیبہ سے متعلق نظریہ:

انہوں (مجوسیوں) نے پہلے یہ عقیدہ پھیلایا کہ دین سب کا سب قرآن ہی میں نہیں' قرآن کے ساتھ ایک اور چیز بھی ہے اور وہ ہیں احادیث۔ احادیث کا کوئی مجموعہ رسول نے مرتب کر کے نہیں دیا تھا کہ اس میں ردوبدل یا اضافہ کی گنجائش نہ ہوئی' سنی سنائی باتوں کو رسول اللہ کی وفات کے دو اڑھائی سو سال کے بعد جمع کرنا شروع کیا اور ان کا نام رکھ دیا ''سنت رسول اللہ'' اب اس طرح کی پھیلی ہوئی باتوں میں نئی نئی باتیں شامل کر دینا کون سا مشکل کام تھا؟ عربی کے چند فقرے وضع کئے' دو چار راویوں کے نام ان سے پہلے چپکائے آخر میں لکھ دیا: قال' قال رسول اللہ' بس حدیث تیار ہے۔ (قرآنی فیصلے مؤلفہ پرویز ص ۱۹۱)۔

سردست یہ دیکھو کہ "اس وحی غیر متلو" کی حقیقت کیا ہے' جس سے پانچ نمازیں فرض ہوئی ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ نمازیں شب معراج میں فرض ہوئی ہیں (اس کے بعد مولف نے اس حدیث شریف کا ترجمہ ذکر کیا ہے' جو کہ مشہور حدیث ہے' ترجمہ ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے)

سوچا! دین کے محکم احکام کا تعین کس طرح کیا جاتا تھا؟ میں یہی کہتا ہوں کہ دل فارغ کر کے سوچا جائے کہ اگر یہ چیزیں غیر مسلموں کے سامنے آ جائیں تو وہ ہمارے خدا اور ہمارے خدا کے رسول (علیہ التحیۃ والسلام) کے بارے میں کیا کچھ کہتے ہوں گے۔

اس روایت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کسی یہودی نے اس لئے گھڑا ہے تاکہ اس سے موسیٰ کی افضیلت ثابت کرے۔ لیکن ہم اس یہود کے فعل کا کیا گلہ کریں؟ اس طرح احادیث گھڑنا تو ان کا کام تھا' ہم ان مسلمانوں سے پوچھتے ہیں جو ان چیزوں (یعنی احادیث) کو ایک ہزار سال سے سینوں سے چپکائے پھر رہے ہیں.......... لیکن اب یہ چیزیں زیادہ مدت تک باقی نہیں رہ سکتیں۔ (ص ۱۷)

روایات حدیث کی تدوین اسلام کے خلاف سب سے پہلی سازش تھی' جس سے مسلمانوں میں یہ عقیدہ پیدا ہوا کہ قرآن کریم کے علاوہ دوسری وحی بھی ہے۔

(مقام حدیث ۱:۴۲۱ مؤلفہ پرویز)

جس کو یہ لوگ "وحی غیر متلو" کہتے ہیں' یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ آج مسلمانوں کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ (۲:۱۲۲)

۲۔ عذاب قبر سے متعلق اسکا نظریہ:

قبر کے عذاب کا عقیدہ ان عقائد میں سے ایک ہے جس کی قرآن سے کوئی سند نہیں ملتی اور جو بعد میں اسلام میں داخل کئے گئے' یہی نہیں کہ اس کی قرآن سے کوئی سند نہیں ملتی بلکہ قرآن اس کی بصراحت تردید کرتا ہے۔ (قرآنی فیصلے)۔

۳۔ تقدیر کے بارے میں پرویز کا نظریہ:

چنانچہ ہمارے ایمان "والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ" کا چھٹا جزو انہی (مجوسیوں) کا داخل کیا ہوا ہے۔ (قرآنی فیصلے ص۱۹۰)۔

۴۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اس کا نظریہ:

ہمارے ہاں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ آدم جن کے جنت سے نکلنے کا قصہ قرآن کریم کے مختلف مقامات میں آیا ہے نبی تھے' قرآن سے اس کی تائید نہیں ہوتی' قرآن کریم نے مختلف مقامات پر قصہ آدم کی جو تفاصیل بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا۔ الخ (لغات القرآن مؤلفہ پرویز ۱:۲۱۴)

"بابا آدم اور اماں حواء" کا تصور بائبل کا تصور ہے' قرآن کا نہیں"۔

(ابلیس و آدم مؤلفہ پرویز ص ۶۷)

۵۔ قربانی کے بارے میں اس کا نظریہ:

مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ قربانی کے لئے کوئی حکم نہیں ...... ذرا حساب لگایئے کہ اس رسم کو پورا کرنے میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع ہو جاتا ہے...... اھ

(قرآنی فیصلے ص ۵۷)

۶۔ نماز کے بارے میں اس کا نظریہ:

"اقام الصلاۃ" معاشرہ کو ان بنیادوں پر قائم کرنا جن پر ربوبیت نوع انسانی کی عمارت استوار ہوتی جائے...... قلب ونظر کا وہ انقلاب جو اس معاشرہ کی روح ہے۔

(قرآنی نظام ربوبیت مؤلفہ پرویز ص ۸۷)

عجم میں مجوسیوں کے ہاں پرستش کی رسم کو "نماز" کہا جاتا تھا۔ یہ لفظ ہی انہی کا ہے اور انکی کتابوں میں موجود ہے لہٰذا "صلاۃ" کی جگہ نماز نے لے لی اور قرآن کی اصطلاح "اقیموا الصلاۃ" کا ترجمہ "نماز پڑھو" ہو گیا۔ (قرآنی فیصلے ص ۲۶)

۷۔ زکوٰۃ کے بارے میں پرویز کا نظریہ:

"ایتاء الزکوٰۃ" نوع انسانی کی نشو ونماز کا سامان بہم پہنچانا۔

(قرآنی نظام ربوبیت ص۸۷ مؤلفہ پرویز)

زکوٰۃ سے مراد اڑھائی فیصد ٹیکس نہیں بلکہ یہ ایک پروگرام ہے جس کی سرانجام دہی مومنین کے ذمہ ہے' یہی وہ مقصد عظیم ہے جس کے لئے ان کی حکومت وجود میں آتی ہے۔

﴿الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلاۃ واتو الزکوٰۃ﴾

''یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دنیا میں اقتدار حاصل ہوگا تو یہ ''صلاۃ'' کا نظام قائم کریں گے اور نوع انسانی کی پرورش کا سامان بہم پہنچائیں گے'' (قرآنی نظام ربوبیت ص۱۶۵)

۸۔ معجزات کے بارے میں اس کا نظریہ:

آپ حیران ہوں گے کہ رسول کی طرف سے اتنے سارے معجزات کس طرح منسوب ہو گئے' حالانکہ قرآن کی سراحت کے مطابق آپ کو ''قرآن'' کے علاوہ اور کوئی معجزہ نہیں ملا ہے اور یہ دوسرے معجزات کتب روایات میں مذکور ہیں۔

لیکن حیرت کی ضرورت نہیں' اس لئے کہ ان کتابوں میں رسول کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی گئی ہے جن سے سعید روحیں کانپ اٹھتی ہیں' حقیقت میں جب بنیاد درست نہ ہو تو اس پر مبنی اشیاء پر تعجب کی کوئی وجہ نہیں۔ (مؤلف کی مراد ''بنیاد'' سے حجیت حدیث ہے اور اس پر مبنی اشیاء سے مراد وہ احکام ہیں جو احادیث طیبہ کی رو سے مشروع ہیں)۔

(معارف القرآن ۴:۳۱۷ مؤلفہ غلام احمد پرویز)

غلام احمد پرویز کے کفریات کی فہرست بہت لمبی ہے' اس لئے کہ اس کی تالیفات و تصنیفات کا مقصد ہی ان کفریات کو پھیلانا اور لوگوں کے ذہنوں کو اسلامی نظریات واحکام کے بارے میں شکوک وشبہات سے بھرنا ہے۔ یہ اسلام کے خلاف گہری سازش اور مسلمانوں کو ارتداد کے جہنم میں دھکیلنے کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی۔ ایسا مشن کسی خارجی ایجنڈے کا حصہ ہی ہو سکتا ہے۔

غلام احمد پرویز

کے

چند باطل عقائد

از

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد
مہتمم جامعہ مدینہ لاہور

فتنہ پرویزیت ملت اسلامیہ کے خلاف استعماری سازش

غلام احمد پرویز کے چند باطل عقائد:

(۱) قرآنی احکام ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں۔ قرآن کریم میں صدقہ وخیرات وغیرہ کی جس قدر ترغیبات وتحریصات یا احکام وضوابط آئے ہیں' یہ اسی عبوری دور کے متعلق ہیں۔۔۔۔ یہ احکام عبوری دور سے متعلق ہیں۔ جس سے گزر کر معاشرہ اپنی آخری منزل تک پہنچتا ہے۔ اس لئے وہ جہاں اس پروگرام کی آخری منزل کے متعلق اصول واحکام متعین کرتا ہے ساتھ ساتھ عبوری دور کے لئے رہنمائی بھی دیتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے کہ جب یہ دور ختم ہوگا تو یہ احکام بھی ختم ہونگے کیونکہ یہ مستقل نہیں ہیں۔

(۲) ہر زمانے کے لئے اللہ کی نئی شریعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے اپنے عہد میں قرآنی اصول کو کس طرح متشکل فرمایا تھا یہ اس عہد مبارک کی شریعت ہے۔ قرآنی اصول کی روشنی میں کسی فرد واحد کو جزئیات مستنبط کر کے اپنے عہد کے لئے شریعت بنا دینے کا حق نہیں بلکہ یہ حق صرف صحیح قرآنی خطوط پر قائم شدہ مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ کا ہے کہ وہ قرآن سے احکام مستنبط کریں اور یہ احکام اس زمانے کی شریعت ہو' وہ سابقہ شریعت کے مکلف نہیں۔ اس باب میں اخلاق' معاملات' عبادات میں کوئی تفریق وتخصیص نہیں اگر تفریق وتخصیص مقصود ہوتی تو قرآن اس کی جزئیات خود متعین کرتا۔

(۳) ملائکہ پر ایمان لانے اور ان کے سجدہ کرنے کا مطلب۔ ملائکہ سے مراد انسانی قلوب پر اثر کرنے والی قوتیں ہیں ملائکہ پر صحیح ایمان یہ ہوگا کہ وہ قوتیں جو ہمارے علم میں آ چکی ہیں ان سب کو انسان کے سامنے جھکا رہنا چاہئے۔ ملائکہ کا آدم کے سامنے سجدے سے مراد وہ قوتیں ہیں جنہیں انسان مسخر کرتا ہے۔ آدم سے مراد کوئی خاص

انسان نہیں ہے بلکہ عام انسان ہے۔ آدم اور حواؑ نسل انسانی کے لئے میاں بیوی ہیں اور ان دونوں کی داستان کو قرآن نے انسان کے لئے تمثیلی انداز میں بیان کیا ہے۔

۴) جنت اور جہنم۔ بہر حال مرنے کے بعد کی جنت اور جہنم مقامات نہیں ہیں بلکہ انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔

۵) نماز مجوسیوں کی رسم ہے۔ نماز جو کہ مسلمان پڑھتے ہیں یہ مجوسیوں کی رسم ہے قرآن مجید میں نماز سے یہ نماز مراد نہیں بلکہ قرآن مجید میں اقامت صلوۃ کا حکم دیا گیا ہے اور اقامت صلوٰۃ سے مراد نظام کے تقاضے کے مطابق معاشرے کو اصلاح کی بنیادوں پر قائم کرنا ہے۔ اگر جانشین رسول یعنی قرآنی حکومت' نماز کی کسی جزوی شکل جس کا قرآن کریم نے تعین نہیں کیا اپنے زمانے کے کسی تقاضے کے ماتحت کچھ ردو بدل ناگزیر سمجھے تو ایسا کرنے کی اصولاً مجاز ہوگی۔

۶) قرآن میں دو نمازوں کا حکم۔ قرآن مجید میں نماز فجر اور نماز عشاء کے علاوہ کسی اور نماز کا حکم نہیں۔ حضور علیہ ﷺ کے زمانے میں اجتماعات صلوۃ کے لئے کم از کم دو اوقات متعین تھے۔

۷) زکوٰۃ اور صدقہ ٹیکس ہیں۔ زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ اور کچھ نہیں جو اسلامی حکومت دوسروں پر عائد کرے۔ اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی اس لئے کہ شرح ٹیکس کا انحصار ضروریات ملیّ پر ہے۔ حتیٰ کہ ہنگامی صورت میں حکومت وہ سب کچھ وصول کرسکتی ہے جو کسی کی ضرورت سے زائد ہو۔ لہٰذا جب کسی جگہ اسلامی حکومت نہ ہو تو پھر زکوٰۃ بھی باقی نہیں رہتی۔ زکوٰۃ اور صدقات ان ٹیکسوں کا نام ہے جو کہ حکومت اسلامیہ کی طرف سے ہنگامی ضرورت پورا کرنے کے لئے عائد کئے جاتے ہیں انہی میں صدقہ فطر ہے۔

۸) حج کی حقیقت۔ حج عبادت نہیں بلکہ عالم اسلام کی قومی کانفرنس ہے۔

۹) معجزہ۔قرآن کے علاوہ رسول ﷺ سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا۔

۱۰) تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب۔ ہمارے عقیدے میں اچھی بری تقدیر پر ایمان لانے کا جز مجوسیوں کی سازش ہے۔

۱۱) حدیث کا انکار۔اس کا وحی غیر متلو رکھ دیا گیا یہ سارا جھوٹ اور بہتان ہے۔اور یہ جھوٹ مسلمانوں کا مذہب بن گیا۔
مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لئے روایات مدون کرنا دین کے مقابلے میں پہلی سازش تھی جو مسلمانوں کا عقیدہ بن گیا

یہ اس طغیانی اور گمراہی کے چند قطرے ہیں جس سے اس کے رسائل' کتابیں اور تالیفات بھری پڑی ہیں۔ہم نے اس کے نظریے' اس کے عقیدے اور رائے میں سے بطور نمونہ چند چیزیں پیش کی ہیں یہ ساری گمراہی اور کفر ہیں۔جو آدمی اس کا عقیدہ رکھے یا ان میں سے کسی چیز کا عقیدہ رکھے یا اس کی طرف بلائے یا ان میں سے کسی چیز کی طرف بلائے وہ گمراہ ہے۔اس پر اپنی گمراہی کا بھی گناہ ہے اور اس آدمی کی گمراہی کا گناہ ہے جو اس کے پیچھے چلے۔ہم اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور دین اسلام پر ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں دینی تعلیمات کی حفاظت کی توفیق دے۔آمین۔

تکفیر پرویزیت

از

شیخ الحدیث والقرآن
مولانا عبدالمالک
جامعہ مرکز علوم اسلامیہ
منصورہ' لاہور

تکفیر پرویزیت

اسلام پر مختلف اطراف سے حملے ہو رہے ہیں۔ مغرب اور صیہونی طاقتیں اسلامی ممالک کو لادینیت کی راہ پر ڈالنے اور ان کے اسلامی کردار کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ وہ مغربی ثقافت فحاشی' عریانی اور کفر والحاد کو رواج دینے کے لئے اسلامی ممالک میں مکمل آزادی چاہتی ہیں۔ بنیادی حقوق کے نام پر ان تمام سرگرمیوں کو کھلم کھلا پروان چڑھانا چاہتی ہیں۔ لیکن اسلامی ممالک میں کہیں اسلامی نظام کی راہ روکنے کی کوشش کی جائے تو اس کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ پاکستان اور ایران اور اس طرح کے ممالک میں قادیانیوں اور پرویزیوں کی سرگرمیوں پر پابندی کی مخالفت کرتی ہیں۔ اسے بنیادی حقوق کے خلاف قرار دیتی ہیں۔ قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے نفاذ پر بھی ناراض ہیں اور اسلامی اقدار وروایات اسلامی قانون کی راہ میں رکاوٹوں پر انہیں خوشی ہے۔

ایک طرف کافر طاقتوں کا یہ رویہ ہے دوسری طرف فرق باطلہ قادیانی' پرویزی اور ملحدین وزنادقہ ہیں' وہ کافر طاقتوں کے زیر سایہ پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔ گذشتہ عرصہ میں پرویزی تحریک مختلف ملکوں میں سرگرم عمل ہوئی ہے۔ کویت' دبئی اور امارات کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں میں اس نے اپنی ریشہ دوانیاں شروع کی ہیں۔ پشاور اور مردان میں علماء اور دیگر احباب نے خطوط کے ذریعہ اس فتنہ کی سرگرمیوں کا نوٹس لینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کویت میں ان کی سرگرمیوں کا مولانا احمد علی سراج نے نوٹس لیا ان کے خلاف کویت اور عالم عرب اور عالم اسلام کے علماء سے فتاویٰ حاصل کئے۔ چنانچہ کویت میں دارالافتاء کویت کے فتویٰ کی بنیاد پر اس فرقہ کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی گئی۔ اس فرقہ نے اس کے خلاف کویت کے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جسے سماعت کے بعد خارج کردیا گیا اور کفر کے فتویٰ کو بحال رکھا گیا۔ ذیل میں قارئین کے افادے کی خاطر قارئین کے خطوط اور جوابات اور پرویزیوں کے بارے میں مولانا احمد علی سراج کے استفتاء کا جواب جو کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کی توثیق کے بعد جاری کیا گیا ہے۔

شائع کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)۔

مولانا محمد اسماعیل طور کا گرامی نامہ

جناب مسئول شعبہ رسائل ومسائل ادارہ ترجمان القرآن لاہور حفظکم اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از موھبہ شرعیہ دعوت خمس الاوقات از جانبین از رب مستعان عافیت مطلوب۔

استفتاء ارسال خدمت ہے جلد از جلد اپنی رائے ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ اس فتنے کی تفصیل سے آپ واقف ہونگے۔ اس حوالے سے یعنی حجیت حدیث اور اس کا منکر کافر آپ بھی اپنے رسالے میں کچھ تحریر فرمائیں۔ اہل تشیع' بریلوی' دیوبندی اور اہل حدیث کا متفقہ فیصلہ تو بنام فتنہ انکار حدیث چھپ چکا ہے۔ لیکن آپ حضرات کی آراء اس میں نہیں ہیں۔ نئے انداز سے یہ فتنہ اٹھ چکا ہے۔ میں نے تمام دارالافتاء میں استفتاء بھیجے ہیں' میں نے مناسب سمجھا کہ نئی کتاب جو آئے تو آپ کی بھی اس میں رائے ہو اس لئے کہ آپ حضرات کا بھی حلقہ تعارف ہے ان کو بھی اس فتنہ سے بچانا ہے۔ اور عوام کی اس حوالے سے اتفاق واتحاد بین العلماء کا ثبوت بھی دینا ہے۔ کہ کفر کے فتنے کے خلاف کس طرح یہ حضرات متحد ہوں۔ جس طرح کہ ختم نبوت کا مسئلہ چلا اور سب کے اتحاد سے مسئلہ کا زبردست حل نکل گیا۔

والسلام

محمد اسماعیل طور

مولانا محمد اسماعیل صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں جناب کا گرامی نامہ ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ اس گروہ کی ریشہ دوانیوں سے بے خبر نہیں ہیں۔ اور انکا تعاقب کر رہے ہیں۔

پرویز کے خلاف جاری کردہ علماء امت کا متفقہ فتویٰ شائع کردہ مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن' کراچی۔ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ پر ہمارے علماء میں سے ممتاز علماء کرام شیخ الحدیث مولانا محمد چراغ" مؤلف الشذی گوجرانوالہ' شیخ الحدیث مولانا مفتی سیاح الدین کا کاخیل"، مولانا عبدالعزیز" مہتمم مدرسہ دارالارشاد کوئٹہ' مولانا محمد عبدالحلیم قاسمی" لاہور' مولانا محمد عبدالعلیم قاسمی" لاہور' مولانا محمد عبدالکریم قاسمی" لاہور' مولانا ابومحمد قاسمی حفظہ اللہ لاہور' اور مولانا عنایت الرحمان حفظہ اللہ شیر گڑھ حال درگئی اور دیگر علماء کرام کے دستخط ثبت ہیں۔

ملاحظہ ہو ص ۱۴۲ نمبر ۱۴۱۔ ص ۱۶۴۔ ص ۱۶۶۔ ص ۱۹۰۔ علماء امت کا متفقہ فتویٰ۔

(طبع نیوٹاؤن کراچی)

ابھی رمضان المبارک میں کویت سے مولانا احمد علی سراج نے ہمیں مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ کی وساطت سے استفتاء بھیجا تھا (جب کہ پرویزیوں نے کویت سپریم کورٹ میں اپنے اوپر فتویٰ کفر کے خلاف اپیل دائر کی تھی)۔ اس کا جواب ہم نے دیا جس پر علماء لاہور اور مولانا زاہد الراشدی نے تائیدی دستخط کیے۔ جس کے نتیجہ میں کویت سپریم کورٹ نے پرویزیوں کی اپیل خارج کر دی۔ نتیجتاً علامہ احمد علی سراج اور ان کے احباب کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ انہوں نے فیصلہ کی ہمیں اطلاع دی اور تعاون کرنے پر شکریہ ادا کیا۔

اب وہ ہمارے فتویٰ اور تمام فتاویٰ کو از سر نو شائع کر رہے ہیں اور پرویزیوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ فتویٰ کی نقل عربی' اردو میں آپ کو بھی ارسال ہے آپ اسے شائع کریں۔ اور اس فرقہ باطلہ کے خلاف تعاقب جاری رکھیں۔

والسلام۔

عبدالمالک

شیخ القرآن والحدیث جامعہ مرکز علوم اسلامیہ

منصورہ لاہور۔

جناب دلیل خان صاحب کا گرامی نامہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

منکرین حدیث کا فتنہ اٹھا تھا اور علماء کرام کے متفقہ تکفیر کے فتوے سے دب چکا تھا لیکن اب نئے انداز سے اٹھا ہے۔ بات تو پرانی والی کرتے ہیں (کہ حدیث عجمی سازش ہونے کی وجہ سے نا قابل اعتبار ہے۔ صرف قرآن حجت ہے' صرف وہ بات مانیں گے جو قرآن کریم میں ہو اور غلام احمد پرویز کی تحریک درست ہے' وہ درست آدمی تھا) لیکن طریقہ واردات نوجوانوں کو ہاتھوں ہاتھ لینے کے لئے کچھ اس طرح ہے۔ قرآن کریم میں معراج کا ذکر نہیں' ہم نہیں مانتے۔

غیر ایام حج میں قربانی کا تذکرہ نہیں' اس کو نہیں مانتے۔ قرآن ایصال ثواب کا شدید مخالف ہے " لیس للانسان الاماسعی" اس کو بھی نہیں مانتے' عذاب قبر کچھ بھی نہیں' قرآن میں اس کا ذکر نہیں وغیرہ وغیرہ۔ جہلم' گوجرانوالہ، روالپنڈی اور خاص کر قطر نامی ملک پر تو یہ فتنہ چھا گیا ہے۔ اس حوالے سے چند سوالات ارسال خدمت ہیں ایک صفحہ مناسب حوالوں کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔ بڑی نوازش ہوگی۔

۱) کیا یہ لوگ کافر ہیں یا نہیں؟

۲) ان کی غمی شادی میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

۳) ان سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴) جو نکاح ہو چکے ہیں ان کا توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

۵) ہماری وراثت میں وہ حصہ دار ہیں یا نہیں؟

محترمی ومکرمی جناب دلیل خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں آپ کے سوالات کا جواب درج ذیل ہے۔

غلام احمد پرویز نبی ﷺ کی اطاعت کا منکر تھا اس لئے وہ درحقیقت آپ ﷺ کی رسالت کا منکر تھا۔ بنابریں وہ بلاشک وشبہ کافر تھا اس کے پیروکار بھی کافر ہیں اس لئے وہ کافروں کے حکم میں ہیں۔ ان کی غمی، شادی میں شرکت کرنا ان کے ساتھ رشتے ناطے کرنا جائز نہیں اور وہ مسلمانوں کی وراثت میں حصہ دار نہیں ہیں۔ ایک اسلامی معاشرے میں ان کا مکمل مقاطعہ ہونا چاہئے۔ تفصیلی دلائل کے ساتھ فتویٰ کی نقل ارسال خدمت ہے۔ اور وہی آپ کے سوالات کا اصل جواب ہے۔

والسلام

عبدالمالک شیخ القرآن والحدیث جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور۔

جناب حفیظ اللہ خان صراف کا گرامی نامہ

محترمی ومکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پشاور شہر کے بارونق ''خیبر بازار'' سے ایک ماہنامہ ''صوت الحق'' نکالا جاتا ہے۔ جس کے ذمہ دار افراد ''عجمی یہودی'' ہیں (یعنی منکر حدیث غلام احمد پرویز کے پیروکار) اس ماہنامہ (جس کی کاپی آپ کی خدمت میں پیش کردی گئی ہے۔) میں نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ اس کا ثبوت رسالہ کے صفحہ نمبر ۳۴ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے عنوان ''روایات کی کرشمہ سازیاں'' ہے۔ یہ مضمون محمد سالم خان نامی عجمی یہودی کا تحریر کردہ ہے۔ اور اس مضمون میں بخاری شریف اور تمام صحاح ستہ کو من گھڑت اور ایرانی افسانے کہا گیا ہے۔

علمائے کرام سے اپیل کی جاتی ہے کہ ان عجمی یہودیوں کے تدارک کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مثبت قدم اٹھایا جائے۔ اور اخباروں، رسالوں اور دیگر طریقوں سے ان کی مخالفت کرکے نیست ونابود کیا جائے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ان تمام شرپسند یہودی عناصر کو ختم کرنے میں کوئی کسر اٹھا

نہیں رکھیں گے۔ہم نے اپنا فرض پورا کیا۔اور آخرت کے دن آپ لوگ اللہ کے دربار میں جوابدہ ہونگے۔

ایم حفیظ اللہ خان صراف معرفت ایم حمید اللہ جیولرز صدر پشاور۔

مکرمی ومحترمی جناب ایم حفیظ اللہ خان صراف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''صوت الحق پشاور'' منکرین حدیث غلام احمد پرویز کے پیروکاروں کے رسالہ کی کاپی جناب کے گرامی نامہ کے ساتھ ملی۔خوشی ہوئی کہ آپ نے اس کا نوٹس لیا ہے۔

پرویزیوں کی سرگرمیاں ایک عرصہ کے بعد پھر تیز ہوگئی ہیں۔کویت میں بھی یہ گروہ سرگرم تھا۔وہاں علامہ احمد علی سراج نے ان کا تعاقب کیا جس کے نتیجہ میں ان پر پابندی عائد کردی گئی انہوں نے سپریم کورٹ کویت میں اپیل دائر کی جس کے نتیجہ میں علامہ احمد علی سراج نے دوبارہ علماء سے استفتاء کیا۔لاہور میں ان کا یہ استفتاء مولانا زاہدالراشدی گوجرانوالہ کی وساطت سے ہمیں ملا۔

راقم الحروف نے اس کا جواب لکھا جس پر لاہور کے تمام دارالافتاؤں نے تصدیقی اور تائیدی دستخط ثبت کئے۔یہ فتویٰ کویت میں گیا تو الحمدللہ سپریم کورٹ نے پرویزیوں کی اپیل خارج کردی اور ان کے کفر کی توثیق کردی۔چنانچہ کویت میں یہ گروہ خلاف قانون قرار دیا گیا۔

فتویٰ کی نقل آپ کو ارسال کی جارہی ہے۔مردان میں جناب مولانا گوہر الرحمان صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن' درگئی میں جناب شیخ الحدیث مولانا عنایت الرحمان اور پشاور میں مولانا عبدالاکبر چترالی مہتمم جامعہ عربیہ حدیقۃ العلوم پشاور المرکز الاسلامی جی ٹی روڈ اور مولانا راحت گل مہتمم مرکز علوم اسلامیہ پشاور اور راحت آباد یونیورسٹی ٹاؤن اور دیگر علماء

کے ذریعہ اس رسالہ کو بند کرائیں۔

میں بھی ان حضرات کو خط لکھ رہا ہوں۔ آپ کی اس کوشش پر میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

والسلام۔

عبدالمالک شیخ الحدیث والقرآن جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور

بشکریہ: ماہنامہ جریدۃ الاتحاد لاہور۔

فتنہ پرویزیت

اسلام

کے خلاف استعماری سازش

از

مولانا شیخ عبدالحفیظ المکی

امیر انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ

(مکہ مکرمہ۔لندن)

فتنہ پرویزیت

مولانا عبدالحفیظ مکی

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کا چونکہ بنیادی مقصد وجود ہی یہی ہے کہ دین اسلام کی مبارک تعلیمات اسی انداز سے امت میں پھیلائی جائیں جس طرح حضور اکرم ختمی مرتبت ﷺ نے حضرات صحابہ کرامؓ میں پھیلائیں اور پھر انہوں نے آگے تابعین میں انہوں نے محدثین، مفسرین، فقہاء، اولیاء کرام کے طبقہ در طبقہ کے ذریعہ آئندہ چل کر آج تک سلسلہ وار ہم تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسی مبارک دین پر قائم فرمائے۔ اور ہر گمراہ و دجال جو اس راہ سے ہٹائے اس کی گمراہی اور دجل و فریب سے بچائے۔ آج سے ۳۷ سال قبل جبکہ یہ فتنہ پرویزیت دندنا رہا تھا اور پاکستان کی حکومت کے بڑے عہدے دار اس کے شکنجے میں تھے' تو اس وقت حضرت اقدس محدث العصر علامہ سید محمد یوسف البنوری قدس سرہ العزیز نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تمام علماء ہند و پاک و بنگلہ دیش کا فتویٰ حاصل کیا۔ جس میں تمام علماء نے مذکورہ چوہدری غلام احمد پرویز کو اسکے مخالف اسلام عقائد کی وجہ سے کافر و مرتد و زندیق قرار دیا اور اسی طرح اس کے ماننے والوں کو بھی۔ پھر حضرت بنوریؒ نے عرب علماء سے بھی اس کے عقائد بتا کر فتویٰ حاصل کیا تو اس زمانہ کے علماء حرمین شریفین خصوصاً حضرت الشیخ العلامہ یکی امان نائب رئیس الحکمتہ الکبریٰ مکتہ المکرمہ اور السید علوی بن عباس المالکی اور الشیخ العلامہ محمد نور سیف اور الشیخ العلامہ القاضی محمد بن علی الحرکان (جو بعد میں رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری بھی بنے) نیز الشیخ العلامہ عبدالرحمٰن الضیع اور الشیخ العلامہ المجاہد محمد الحامد السوری اور الشیخ الجلیل محمد توفیق الصباغ رئیس جمعیتہ العلماء بجماۃ سوریا اور علامہ شیخ محمد المراد السوری وغیرہ نے بھی چوہدری غلام احمد پرویز اور اس کے ماننے والے اور پیروکاروں کو کافر مرتد' ملحد زندیق اور اسلام سے خارج قرار دیا اور یہ بھی بیان کیا کہ اس پر تمام علماء اسلام کا اجماع ہے۔

فی الحقیقت نام نہاد (طلوع اسلام) تحریک فتنہ پرویزیت کی گندگیوں اور گمراہیوں کو پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے اور اس میں کوئی استبعاد نہیں کہ دشمنان اسلام کی عالمی قوتیں ان کی ہر طرح سے مادی و معنوی سرپرستی کر رہی ہیں۔ اور ہر طرح کی مدد بھی اندر خانہ ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے ایسے تمام فتنوں سے بچنا چاہیئے۔ خصوصاً قادیانیت' بہائیت' پرویزیت وغیرہ کہ دشمنان اسلام ان کو مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سراج الدین صاحبؒ کی اس محنت و سعی کو قبول فرمادیں اور مسلمانوں کو کتاب و سنت کی مبارک و منور تعلیمات کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ (آمین)۔

"وصل اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا و مولا نا محمد وعلی آله و صحبه اجمعین وبارک وسلم تسلیما"

پرویزیت

کا

تعاقب

از

مولانا محمد اعظم طارق

پرویزیت کا تعاقب

مولانا محمد اعظم طارق

یوں تو مذہب اسلام کو شروع دن ہی سے کفار ومنافقین کی چیرہ دستیوں اور بھیانک سازشوں کا سامنا رہا ہے۔ ہر دور کے ملحدین وکفار نے جسد اسلام پر کاری زخم لگانے کا کبھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور اپنی طرف سے ہر قدم اس انداز سے اٹھاتے رہے کہ بس اب اسلام کا نام ونشان مٹ کر رہ جائیگا۔ لیکن ان کی تمام تر ناپاک کوششیں ہمیشہ ہی خاک میں ملتی رہیں۔ کیونکہ اس مذہب حقہ کی حفاظت کی ذمہ داری رب العالمین نے خود اٹھانے کے بعد ہمیشہ ہر فرعون کے لئے موسیٰؑ کا انتخاب فرما کر کفر وزندقہ کی قوت وشوکت کو پارہ پارہ کر دیا۔

بے شک رافضیت' قادیانیت' خارجیت نے مسلمانوں کی صفوں میں دراڑیں ڈالنے اور ان کی قوت متحدہ کا شیرازہ بکھیرنے کا ہر حربہ استعمال کیا اور اسلام میں دراندازی کی ہر راہ اپنائی۔ مگر ہمیشہ شکست دریخت انکا مقدر رہی۔ تاہم کچھ فتنے ایسے بھی مسلمانوں کے مابین ظاہر ہوگئے جنکی شرانگیزی اور اسلام دشمنی کا زہر متذکرہ بالا باطل طبقوں سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ مگر ان فتنوں سے کماحقہ آگاہی نہ ہونے کے باعث بہت بڑی مسلمانوں کی تعداد ان کا شکار ہوتی چلی جاتی ہے۔ ایسے ہی خبیث ترین اور خطرناک ترین فتنوں میں سے ایک فتنہ ''پرویزیت'' کا بھی ہے جس نے بظاہر قرآن کریم کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کر کے ایک طرف قرآنی آیات کو اپنے مخصوص نظریات کا مؤید ثابت کیا تو دوسری طرف امت کا اعتماد حدیث نبویؐ اور سنت رسول ﷺ سے اٹھانے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس طبقہ نے ایمانیات میں سے ملائکہ جنات کا انکار کرتے ہوئے جنت ودوزخ کی حقیقت اور معجزات انبیاء علیہ السلام کا بھی انکار کرنے سے گریز نہیں کیا۔ اس فتنہ نے انبیاء علیہ السلام کو معاذ اللہ محض پوسٹ مین قرار دیتے ہوئے ان کے عمل وکردار کو ناقابل عمل قرار دینے کی شرمناک جسارت کی۔ یہ فتنہ اس قدر خطرناک ہے کہ اس نے اپنے پاؤں اس طبقہ میں جمائے ہیں جو طبقہ خود کو اہل علم ودانش قرار دیتا ہے حتیٰ کہ بعض جہلاء

نے تو اس طبقہ کی فکر کو علامہ اقبالؒ کی فکر تک قرار دینے کی کوشش کی۔

اس عظیم فتنہ کی سرکوبی کے لئے رب العالمین نے جس شخص کا انتخاب فرمایا اور جس بیدار مغز اور درد مند دل کے مالک شخص کو اس بد باطن اور بدنہاد گروہ کی جڑیں کاٹنے کا کام سونپا الحمد اللہ تعالیٰ وہ شخصیت علماء حق' علماء دیوبند کے فکر ونظریہ کی امین ہے۔ میری مراد مجاہد رسول حضرت مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب مدظلہ کی شخصیت ہے جنہوں نے اس فتنہ پر نہ صرف پوری طرح ریسرچ کی۔ بلکہ علماء اسلام کے سامنے اس کے خدوخال ونظریات کو پیش کر کے انہیں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا احساس دلایا۔ جونہی علماء اسلام کے سامنے اس فتنہ کی سیہ کاریاں اور عیاریاں عیاں ہوئیں تو انہوں نے بالاتفاق اسے کافر ومرتد قرار دیکر امت کو اس سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی۔

حضرت مولانا ڈاکٹر صاحب کی شبانہ روز محنت نے کویت میں اس فتنہ کو سرکاری طور پر کافر قرار دلانے میں کامیابی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ اور سعودی عرب کے موجودہ چیف (قاضی القضاہ) شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد بن آل شیخ سے بھی وہ تاریخی فتویٰ حاصل کرلیا ہے کہ جس کے بعد اب کسی مسلمان کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اور یوں اب یہ فتنہ قادیانیت کی طرح مسلمانوں کی صفوں سے باہر ہو چکا ہے۔ میں برادر مکرم مجاہد اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب مدظلہ کی اس عظیم کاوش کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے برملا کہتا ہوں کہ اس عظیم کام کی انجام دہی پر وہ پوری امت اسلامیہ کی طرف سے ہزار ہزار مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کی اس جدوجہد کو شرف قبولیت سے نوازے اور مسلمانوں میں بیداری کی روح پیدا فرمائے۔

مولانا محمد اعظم طارق

پرویز کی قرآنی نماز کا تصور حقیقت کے آئینے میں

از

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم

پرویز کی قرآنی نماز کا تصور حقیقت کے آئینے میں

قرآنی نماز:

پرویز صاحب نے اپنے کسی مضمون میں لکھا کہ زکوٰۃ کا نصاب اور اس کی شرح چونکہ قرآن نے متعین نہیں کی لہٰذا رسول اللہ کے بعد قرآنی معاشرہ یا قرآنی حکمت یہ حق رکھتی ہے کہ اس کی جزئیات متعین کرے۔ اس پر کسی مستفسر نے سوال کیا کہ قرآن نے تو نماز کی جزئیات بھی متعین نہیں کیں۔ نہ کہیں نمازوں کی تعداد کا ذکر ہے' نہ اوقات کا، نہ ترکیب نماز کا، نہ تعداد رکعات کا، تو کیا یہ جزئیات بھی قرآنی معاشرہ ہی متعین فرمائے گا؟

نماز اور تواتر کا سہارا:

اس کے جواب میں پرویز صاحب نے فرمایا کہ زمانہ کے تقاضے زکوٰۃ پر تو اثر انداز ہو سکتے ہیں لیکن نماز پر یہ تقاضے اثر انداز نہیں ہوتے۔ آخر وہ کونسی ضرورت اس بات کی مقتضی ہوگی کہ رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کی جگہ "سبحان اللہ تعالیٰ عمایصفون" پڑھا جائے دو سجدوں کی بجائے صرف ایک سجدہ کیا جائے۔ لہٰذا جو اعمال ملت میں تواتر سے چلے آ رہے ہیں۔ انہیں علی حالہ رہنے دیا جائے گا۔ البتہ جن جزئیات میں مختلف فرقوں میں اختلاف ہے' قرآنی معاشرہ ان کو بتدریج ختم کر دے گا۔ تاہم اگر یہ قرآنی حکومت ان مسلمہ جزئیات (یعنی نمازوں کی تعداد اور رکعات کی تعداد' اوقات نماز اور ترکیب نماز) میں کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس کرے' تو وہ ایسا کرنے کی اصولاً مجاز ہوگی۔

(قرآنی فیصلے صفحہ ۱۲ تا ۱۴ ملخصاً)

اب سوال یہ ہے کہ یہ قرآنی حکومت ماضی میں کبھی قائم ہوئی بھی تھی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ "طلوع اسلام" کے خیال کے مطابق ایسی قرآنی حکومت کا امکان اگر ہو سکتا ہے تو ملوکیت سے پہلے یعنی خلافت راشدہ کے دور میں ہی ہو سکتا ہے۔ وفات النبی ﷺ کے بعد تیس سال کے اس دور میں زمانے کے تقاضے بھی بہت بدل چکے تھے۔ سلطنت اسلامیہ میں دس گنا وسعت پیدا ہو

چکی تھی اور لا تعداد نئے محکمے بھی قائم ہو چکے تھے۔تو کیا اس دور میں قرآنی حکومت نے اپنے اس اصولی حق کو کبھی استعمال بھی کیا تھا؟ ہم اس سوال کو اور زیادہ آسان بنا دیتے ہیں اور اسے صرف نماز تک ہی محدود نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ نماز کا معاملہ ہو یا زکوٰۃ کا' حج کا ہو یا روزہ کا' قصاص کا ہو یا دیت کا' جنگ کا ہو یا صلح کا' ہمیں کوئی ایک مسئلہ ایسا بتایا جائے جس میں اس قرآنی حکومت نے اپنا یہ اصولی حق استعمال کرتے ہوئی حسب اقتضادات زمانہ تبدیلی کی ہو؟ اور اسے امت نے گوارا کرلیا ہو۔

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ تواتر آخر کب سے شروع ہوا؟ اگر اس تواتر کا تعلق دور نبوی ﷺ سے شروع ہوتا ہے۔اور دور نبوی ﷺ کے بعد کی قرانی حکومتوں نے بھی اس پر کوئی ردو بدل نہیں کیا تو آئندہ یعنی مستقبل میں اگر کبھی پرویزیوں کی مزعومہ قرآنی حکومت قائم ہو بھی جائے تو وہ ایسے ردو بدل کی اصولاً مجاز کیسے بن جائے گی؟ اس اصول کیلئے آخر کوئی دلیل یا نظیر بھی تو درکار ہے۔

اور تیسرا سوال یہ ہے کہ نماز کے قیام کا حکم آغاز نبوت میں ہی نازل ہوا تھا۔سورۃ ماعون جس کی ترتیب نزول کے لحاظ سے نمبر ۱۷ ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''الذین ھم عن صلاتھم ساھون''

یعنی نماز کی ادائیگی کا حکم اس وقت دیا گیا جبکہ نہ ابھی قرآنی حکومت قائم ہوئی تھی اور نہ مشورہ کا حکم نازل ہوا تھا۔(مشورہ کا حکم پہلی بار سورۃ شوریٰ مین نازل ہوا جس کا ترتیب نزول کے لحاظ سے نمبر ۲۶ ہے) نہ ہی نماز ادا کرنے کی ترکیب قرآن میں کہیں نظر آتی ہے۔پھر یہ نماز کی ترتیب رسول اللہ ﷺ نے کس حیثیت سے اختیار فرمائی تھی؟ نماز میں ابتداء میں قیام ہو' پھر رکوع ہو' پھر سجدہ ہو' پھر جلسہ ہو' پھر دوسرا سجدہ ہو' یا یہ کہ ایک رکعت میں رکوع تو ایک بار ہی ہونا چاہئے لیکن سجدہ دو بار۔ پھر یہ کہ ہر نماز میں رکعات کی تعداد اتنی ہونی چاہئے۔نماز یوں شروع کرنے چاہیے اور اس طریقہ سے ختم ہونی چاہیے۔یہ تمام باتیں آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے

اختیار فرمائیں تھیں یا کسی آسمانی ہدایت کے تحت؟ پھر آپ کے بعد ملوکیت سے پہلے کی قرآنی حکومتوں نے نماز کی جزئیات میں کوئی ردو بدل کیا تھا؟

نمازوں کی تعداد:

پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ ''یہاں ایک مولوی صاحب سے ذکر کیا گیا کہ وحی صرف قرآن شریف میں ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اگر تم وحی خفی کے منکر ہو تو بتاؤ کہ قران میں پانچ وقت کی نمازوں کا ذکر کہاں ہے؟ ان کا ارشاد ہے کہ یہ وقت رسول اللہ ﷺ نے وحی خفی کی بنیاد پر مقرر فرمائے تھے۔'' (قرآنی فیصلے ۱۵)

اب اس بناوٹی سوال کے جواب میں پرویز صاحب نے بخاری سے معراج والی حدیث کا ترجمہ درج کر کے جس میں پانچ نمازوں یعنی تعداد کی فرضیت کا ذکر ہے۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ یہ حدیث وضعی ہے اور کسی یہودی کی گھڑی ہوئی ہے اور اس نے یہ وضع اس لئے کی کہ موسیٰؑ کی حضرت رسول اکرم ﷺ پر فضیلت ثابت ہو سکے اور نیز یہ کہ اس نمازوں کی تعداد والی وحی خفی کی یہی کچھ حقیقت ہے۔ (ق۔فص ۱۵ تا ۱۸ ملخصاً)

ہم بقول پرویز صاحب یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ روایت وضعی ہے مگر سوال یہ ہے کہ

۱۔ جب اس دور میں حدیث کو حجت تسلیم ہی نہیں کیا جاتا تھا جیسا کہ ''طلوع اسلام'' اکثر پر چار کرتا رہتا ہے تو اس یہودی کو یہ روایت گھڑنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آخر کھوٹے سکے کو کون قبول کرتا ہے؟

۲۔ یہ روایت تو ہوئی وضعی اور قرآن میں نمازوں کی تعداد بتلائی نہیں گئی۔ پھر یہ پانچ نمازیں آ کدھر سے گئیں، جن پر امت ایسے چل پڑی کہ آج تک اس تعداد کو سینے سے لگائے پھر رہی ہے۔

۳۔ مولوی صاحب کا اصل سوال یہ تھا کہ قرآن میں پانچ نمازوں کا کہیں ذکر ہے؟ یہ سوال تو جوں کا توں ہی رہا۔ مولوی صاحب نے اصل سوال یہ تو نہیں کیا تھا کہ ذرا

وحی خفی کی حقیقت پر روشنی ڈال دیجئے! جو پرویز صاحب نے اپنا سارا رخ اس طرح موڑ دیا۔اور جہاں تک اصل سوال کا تعلق تھا۔اس کے متعلق فرمایا کہ ''یہ تو ہم پھر کبھی عرض کریں گے۔کہ نماز کے متعلق قرآن میں کیا کچھ ہے۔سردست آپ انتاد یکھئے کہ وحی غیر متلو کی حقیقت کیا ہے۔''

(ایضاً ص ۱۶)

مگر ہمیں افسوس ہے کہ پرویز صاحب نے بعد میں بھی کبھی یہ نہیں بتلایا کہ قرآن کی رو سے نمازوں کی تعداد کیا ہے؟

قیام اور صلوٰۃ کا مقصد:

کسی نے پرویز صاحب سے پوچھا۔

۱۔ آپ کے پیش کردہ نظام صلوٰۃ میں اس صلوٰۃ کا کیا مقام ہوگا جسے موقت فریضہ کہا گیا ہے؟

۲۔ آپ خود کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟۔(ایضاً ص ۱۹)

۱۔ اب پہلے سوال کے جواب میں آپ نے اپنے مخترعہ نظام ربوبیت کی کچھ تفصیلات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ قوانین خداوندی نے اس کا انتظام کر رکھا ہے کہ اس نظام (ربوبیت) کی بار بار یاددہانی کرائی جائے۔تاکہ اس کے اصول و معانی اجاگر ہوتے رہیں اور اس کی اہمیت نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔اس یاددہانی کا نام صلوٰۃ کا فریضہ موقت ہے یعنی خاص اوقات اجتماع۔(ایضاً ص ۲۱)

اب دیکھیے یہ عجیب قسم کی منطق ہے کہ پرویز صاحب جس نظام ربوبیت کے قیام کو' اصل مقصد دین قرار دے رہے ہیں' اس کا تو قرآن کریم میں کہیں ذکر تک نہیں اور جس چیز (نماز) کو آپ فقط نظام ربوبیت کی یاددہانی کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں۔ان کا ذکر قرآن کریم نے کم و بیش سات سو مرتبہ کر دیا۔

۳۔ پرویز صاحب یہ بتلانے سے پہلوتہی فرما گئے یہ خاص اوقات اجتماع دن میں کتنی بار

ہونے چاہئیں جو اس نظام ربوبیت کی یاددہانی کے لئے قائم کیے جائیں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ تو اقامت صلوٰۃ کا مقصد یہ بتلاتے ہیں کہ

''اقم الصلوٰۃ لذکری''۔(۱۴،۲۰)۔''یعنی نماز میری یاد کے لیے قائم کرو''۔

لیکن پرویز صاحب فرماتے ہیں (اقامت صلوۃ کا مقصد ان کے مخترعہ نظام ربوبیت کے اصول ومعانی کی یاددہانی ہے)۔

صلوٰۃ کے دوسرے مفہوم:

۱۔ صلوٰۃ کا پہلا مفہوم نظام ربوبیت کے اصول ومبانی کی یاددہانی کا اجتماع ہے۔اب دوسرے مفہوم ملاحظہ فرمائیے۔فرماتے ہیں۔

۲۔ ''صفات خداوندی کو بطور معیار سامنے رکھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلنا۔ یا کتاب اللہ کے ساتھ پوری پوری وابستگی سے اپنے اندر صفات خداوندی کا منعکس کرتے جانا۔ صلوٰۃ ہے''۔اب اس مفہوم کی رو سے اجتماع قائم کرنے سے چھٹی مل گئی۔اب تیسرا مفہوم دیکھئے۔

۳۔ الصلوٰۃ صراط مستقیم پر چلنے کا نام ہے جس کے متعلق فرمایا۔

''ان ربی علی صراط مستقیم''

''میرے نشوونما دینے والے کا قانون ربوبیت خود متوازی راہ پر چل رہا ہے''۔

اس (قانون ربوبیت) کے پیچھے پیچھے تم بھی چلتے جاؤ۔ مصلی اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو گھوڑ دوڑ میں پہلے نمبر پر آنے والے گھوڑے کے بالکل پیچھے پیچھے ہو۔جو ادھر ادھر کی راہوں پر نکل جائے وہ مصلی نہیں''۔(سلیم کے نام تیرھواں خط ص ۲۰۹،ن۔ص ۱۶۰)

اب دیکھئے مندرجہ بالا آیت کے ترجمہ میں پرویز صاحب نے قانون ربوبیت کے الفاظ اپنی طرف سے شامل کر کے بے جان قانون کو متوازی راہ پر چلا دیا۔پھر تمام مصلین کو اس بے جان قانون ربوبیت کے پیچھے پیچھے لگا دیا۔اب جو شخص اس قانون ربوبیت سے ادھر ادھر کی

راہ اختیار کرے گا وہ مصلی نہیں بلکہ کسی اور قسم کا گھوڑا ہے۔

۴۔ قرآنی اصطلاحات کے ضمن میں ''اقام الصلوٰۃ'' کا مفہوم یوں بیان فرمایا کہ

''معاشرہ کو ان بنیادوں پر قائم کرنا جن پر ربوبیت نوع انسانی (رب العالمینی) کی عمارت استوار ہوتی ہے۔قلب ونظر کا وہ انقلاب جو اس معاشرہ کی روح ہے''۔

(ن۔ر ص۔۸۷)

اس مفہوم کی رو سے نہ آپ کو گھوڑا بننے کی ضرورت ہے۔نہ اصول ومعانی کے یاد دہانی کے اجتماعات کی۔ نہ صفات خداوندی کو اپنے اندر منعکس کرنے کی۔بس قلب ونظر میں نظام ربوبیت کے لیے انقلاب پیدا کر لیجئے تو آپ کی صلوٰۃ ادا ہو گئی۔اور

۵۔ پانچواں مفہوم یوں بیان فرمایا کہ

یہ نظام صلوٰۃ کیا ہے اس کے متعلق بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔لیکن قرآن کریم نے اس تمام تفصیل کو سمیٹ کر ایک فقرہ میں رکھ دیا ہے۔یعنی

''ولم نک نطعم المسکین''(۴۴'۷۴)۔

''ہم مساکین کے رزق کا اہتمام نہیں کرتے تھے''۔

(سلیم کے نام سولھواں خط ص ۱۷۴،ن ر ص ۱۶۲)۔

اب دیکھیے آیت بالا کا سیاق وسباق یہ ہے کہ قیامت کے دن اہل جنت،جہنم والوں سے پوچھیں گے کہ تم کس وجہ سے دوزخ میں پڑے؟ تو وہ چار باتیں بتلائیں گے۔

۱۔ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۲۔ مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

۳۔ اہل باطل کے ساتھ مل کر حق بات کو جھٹلاتے تھے۔

۴۔ روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔

اب پرویز صاحب نے پچھلے دو جرائم کا تو ذکر ہی چھوڑ دیا۔اور پہلے جرم کو دوسرے میں شامل کر کے نماز نہ پڑھنے کی شرح یہ فرمائی کہ وہ مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے گویا

"لم نک من المصلین" کا مطلب ہوا "لم نک نطعم المسکین"

اس مفہوم کی رو سے اقام الصلوٰۃ کا مفہوم مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہاں نہ اصول ومبانی کی یاد دہانی کے اجتماع کی بات ہے نہ دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کی' نہ صفات خداوندی کو منعکس کرنے کی' نہ قلب ونظر کے انقلاب کی۔

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا

قیام صلوٰۃ اور طہارت:

اس "مفسر قرآن" کی یہ سب تفسیریں بجا لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ مسکینوں کو کھانا کھلانے، صفات خداوندی کو منعکس کرنے، قلب ونظر میں انقلاب لانے، قانون ربوبیت کے مصلی بننے یا نظام ربوبیت کے اجتماعات کے لئے وضو یا طہارت اور مساجد میں ہی اکٹھا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر فرماتے ہیں کہ

امام کا تقرر کیوں؟

"جب یہ اجتماع (صلوٰۃ) اپنے میں سے سب سے بہتر فرد کو بہ حیثیت امام چن لیتا ہے اور بہتر ہونے کا معیار یہ ہوتا ہے کہ کس کی زندگی سب سے زیادہ قانون خداوندی سے ہم آہنگ ہے۔ یہی امام اس اجتماع کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس ایک کی آواز پر سب کو اٹھنا ہوتا ہے۔ اور اس کی آواز پر جھکنا۔ اور یہ جھکنا اور اٹھنا ایک ساتھ ہوتا ہے جو شہادت دیتا ہے اس حقیقت کبریٰ کی، کہ اس جماعت کے افراد میں کامل ہم آہنگی فکر وعمل ہے"۔ (ص ۲۱)

یہاں یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن میں نہ امام بنانے کا ذکر، نہ اس کی قابلیت کا، نہ اس کی آواز پر جھکنے یا کھڑا ہونے کا، تو پھر یہ سب کچھ غیر قرآنی عمل ہوا۔ ان باتوں کو قیام وصلوٰۃ کے فریضہ میں ضروری کیوں قرار دیا گیا ہے۔ اور ضروری بھی ایسا کہ اس سے جماعت میں ہم آہنگی' فکر وعمل کا ثبوت ملتا ہے اور اس سے معاشرہ کی ناہمواریاں مٹتی ہیں۔

رکوع وسجود کا مقصد اظہار جذبات ہے:

پرویز صاحب نے اس یاددہانی نظام ربوبیت میں رکوع وسجود کا مقصد یہ بتلایا کہ جس طرح کوئی مقرر اپنے جذبات کے اظہار کے لیے تقریر کے دوران اپنے بعض اعضاء کو حرکت دیتا اور اس پر مجبور ہوتا ہے۔ بعینہ یہی صورت اجتماع صلوٰۃ کی ہے اور بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی چپ چاپ بیٹھا کسی گہری سوچ میں پڑا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا سر اور ہاتھ پاؤں کی مختلف قسم کی حرکات میں مصروف ہوتے ہیں انہی حرکات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کس قسم کے خیالات میں مستغرق ہے۔ اجتماع صلوٰۃ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ان کے (یعنی نظام ربوبیت کی یاددہانی کے) ابھر کر سامنے آنے سے افراد جماعت کے سینوں میں جذبات کا تلاطم ناگزیر ہے۔ قیام رکوع وسجود، انہی جذبات کے متحرک آئینے ہیں۔ لیکن اس میں اظہار جذبات بھی نظم وضبط کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو اس معاشرہ کی بنیادی خصوصیت ہے۔ (ایضاً ص ۲۳)۔

اب دیکھئے اس اقتباس میں پرویز صاحب یہ سمجھا رہے ہیں کہ نماز کی ترکیب بذریعہ وحی نہیں سکھلائی گئی تھی۔ بلکہ اظہار جذبات اور جذبات کے تلاطم کے زیر اثر خود انسان سے ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ جو باتیں پرویز صاحب نے پیش فرمائی ہیں وہ مشاہدہ کے خلاف ہیں مثلاً

۱۔ کوئی مقرر خواہ کتنا جوش سے تقریر کررہا ہو اور کتنا ہی جذبات کا طلاطم اس کے سینہ میں موجزن ہو، وہ نہ تو کبھی رکوع کرتا ہے اور نہ ہی کبھی سجدے میں گرتا ہے۔

۲۔ گہری سوچ میں پڑا ہوا آدمی ہاتھ پاؤں اور سر کو کوئی حرکت نہیں دیتا اور اگر کوئی حرکت اس سے سرزد ہو بھی جائے تو اس سے قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس قسم کی سوچ میں مبتلا ہے؟ یہ اس سے پوچھنا ہی پڑتا ہے۔

۳۔ جو یاددہانی ہر روز دن میں متعدد مرتبہ کی جائے اس میں جذبات یا جذبات کا طلاطم رہتا ہی کب ہے؟ جذبات ہمیشہ وقتی اور ہنگامی قسم کے ہوا کرتے ہیں اور عقل کی گرفت ان پر ڈھیلی ہوتی ہے۔

۴۔ سب انسانوں کے جو اجتماع میں شامل ہونگے جذبات کا یکساں ہونا ناممکن ہے اور اگر مکمل یکسانیت پائی جائے تو وہ جذبات نہیں کچھ اور ہی چیز ہو سکتی ہے۔

تاج محل:

پھر فرماتے ہیں ''آپ نے دیکھ لیا کہ اجتماع صلوۃ، درحقیقت پورے کے پورے نظام دین کی سمٹی ہوئی شکل ہے۔ اس نگینے میں پورا ''تاج محل'' جھلمل جھلمل کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک سپاہی کی ساری زندگی سپاہیانہ نظام کے مطابق گزرتی ہے لیکن اس کے باوجود اسے بطور یاد دہانی کچھ وقت پریڈ (فوجی نظام مشق) بھی کرائی جاتی ہے۔ یہ پریڈ مقصود بالذات نہیں بلکہ ایک بلند مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اب فرض کیجئے کسی جگہ نہ دینی مملکت رہے، نہ فوجی نظام لیکن کچھ لوگ گذشتہ ادوار کی یاد میں کسی جگہ اکٹھے ہو کر اپنے اپنے ہاں بندوق کی جگہ لکڑی اپنے ہاتھ میں لے کر پریڈ کی نقل کرتے رہیں تو اس سے جو حاصل ہوگا وہ ظاہر ہے۔ یاد رکھئے کہ میں نے محض سمجھانے کے لیے بطور مثال لکھی ہے۔ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے صلوٰۃ کو پریڈ قرار دے دیا ہے''۔ (ایضاً ص ۲۵)

آپ نے اس نظام ربوبیت کی یاد دہانی کے لیے فوجی نظام اور فوجی نظام کی یاد دہانی یا پریڈ کی مثال بیان فرمائی جو آپ کے نظریہ کے مطابق بالکل درست بیٹھتی ہے۔ لیکن بعد میں آپ اس سے انکار بھی فرما رہے ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ جب قرآنی نظام قائم ہی نہ ہو، تو صلوٰۃ کا کچھ فائدہ ہوتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس فائدہ ضرور ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آغاز نبوت میں نماز کا حکم تو دے دیا تھا، جبکہ قرآنی نظام مدنی دور میں قائم ہوا تھا۔ مکی زندگی میں صحابہ کرامؓ اور خود رسول اللہ ﷺ کسی قرآنی نظام کی یاد دہانی میں یہ نماز ادا (یا پریڈ) کیا کرتے تھے۔

صلوٰۃ اور نماز کا فرض:

پھر فرماتے ہیں کہ جب قرآنی نظام (جو آپ کے ذہن کی پیداوار ہے۔ نظام

ربوبیت) ملوکیت کی وجہ سے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ تو عجمی تصورات نے اس نظام کی جگہ لے لی اور نظام صلوٰۃ کی جگہ نماز نے۔ مجوسیوں کے ہاں پرستش کو نماز کہتے تھے۔ یہ لفظ بھی انہی کے ہاں کا ہے۔ پھر اس بات کی وضاحت یوں فرمائی کہ صلاۃ یعنی نظام دین کی ممثی ہوئی شکل، جس سے مقصود اس نظام خداوندی کے خدوخال اور اغراض وغایات کو بار بار ذہن میں نمایاں اور دل میں منقوش کرنا تھا۔ اس کے برعکس نماز خدا کی پرستش کی رسم ہے جو ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے، پارسیوں کے ہاں اس کا نام تک بھی یہی ہے۔" (ایضاً ص ۳۷)۔

صاحب قرآن کے بغیر قرآن فہمی کا دعویٰ سراسر احمقانہ ہے:

دیکھا آپ نے کس طرح ایک فاسد نظریہ پر دوسرا فاسد نظریہ اٹھایا جا رہا ہے۔ پہلے آپ یہ تسلیم کیجئے کہ صلوٰۃ فی الواقعہ کوئی مقصود بالذات شے نہیں۔ پھر یہ تسلیم کیجئے کہ یہ جھلمل کرتے ہوئے تاج محل کی یاد دہانی کا ذریعہ ہے۔ اس کا خدا کی یاد سے چنداں تعلق نہیں۔ اگر آپ یہ سب کچھ تسلیم کر لیں گے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ خدا کی پرستش کے ایسے تمام طریقے جو خدا کی یاد لیے دوسرے مذاہب میں ہیں، سب غلط ہیں۔ کیونکہ جھلمل جھلمل کرتے ہوئے تاج محل کی یاد دہانی نہیں کراتے۔ اور پارسیوں کا خدا کی پرستش کا طریقہ تو خاص طور پر غلط ہے کیونکہ اس کا نام بھی نماز ہی ہے۔

(نماز کا لفظ غیر قرآنی سہی مگر کیا نظام ربوبیت قرآنی لفظ ہے جس کی یاد دہانی نماز کے ذریعہ کرائی جا رہی ہے)۔

اب یہی دو باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ جس نظام ربوبیت کی یاد دہانی کے لیے دن میں کئی بار اجتماع کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس نظام کے خدوخال ذہن میں محفوظ اور دل پر منقوش ہوں تو اس یاد دہانی کے لیے کونسی عبارت یا کونسی قرآنی آیات تجویز کی گئی ہیں۔ مثلاً قرآن میں اگر معجزات انبیاء کا ذکر چل رہا ہو یا آدمؑ کے بیٹوں اور قتل کا ذکر کیا جا رہا ہو یا معوذتین کا ذکر ہو، تو اس سے نظام ربوبیت کی یاد دہانی کیسے ہو گی؟

۲۔ مسلمانوں اور پارسیوں کے طریق عبادت میں قدر مشترک صرف ''نماز کا لفظ'' ہے۔ لہٰذا پرویز صاحب کے نزدیک یہ دونوں ایک ہی سطح پر آ گئے۔ کیا پارسی اسی طرح نماز کا تکبیر تحریمہ سے آغاز کرتے۔ پھر رکوع و سجود کرتے۔ امام مقرر کرتے اور نماز کو ختم کرتے ہیں۔ جس طرح مسلمان کرتے ہیں اور جو کچھ مسلمان پڑھتے ہیں کیا پارسی بھی وہی کچھ پڑھتے ہیں؟ مسلمان خدا کی ہستی اور نظریہ توحید کے قائل اور خدا ہی کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا مجوسی خدا کو پوجتے ہیں یا آگ کو؟ ان کے ہاں خدا ایک ہے یا دو؟ ان تمام اختلافات کے علی الرغم یہ کس قدر ڈھٹائی ہے کہ پرویز صاحب مجوسیوں کی نماز اور مسلمانوں کی نماز کو ایک ہی چیز سمجھ رہے ہیں۔ محض اس لیے کہ نماز کا نام مشترک ہے۔

پرویز صاحب کی نماز:

مستفسر کا دوسرا سوال یہ تھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح جمہور مسلمان (فقہ حنفی کے مطابق) نماز پڑھتے ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ اگر کہیں فقہ حنفی کے علاوہ، دیگر طریق پر بھی نماز ہو رہی ہو تو ان کے ساتھ شامل ہو جانے میں بھی توقف نہیں کرتا۔ یہاں آپ کے دل میں سوال پیدا ہوگا کہ میں ایک طرف تو موجودہ نماز کو ایک بے روح رسم پرستش قرار دیتا ہوں اور دوسری طرف اس رسم کا خود بھی پابند ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے نزدیک نماز بے روح اور بے نتیجہ ہونے کے باوجود، دین کے اجزاء ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا قومی شعار سا بن گئی ہے۔ چونکہ میں بھی انہی میں سے ایک ہوں اور اپنے آپ کو نہ ان سے علیحدہ سمجھتا ہوں نہ برتر۔ لہٰذا میں ان سے الگ ہٹ کر کوئی ''نیا مذہب'' ایجاد نہیں کرنا چاہتا۔ میں اسی درماندہ کارواں کا ہم سفر ہوں۔ (قرآنی فیصلے ص ۳۲)۔

پرویزی نماز نہیں پڑھتے:

اب دیکھئے اس اقتباس سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱) آپ واقعی نماز پڑھتے ہیں اور پڑھتے بھی فقہ حنفی کے مطابق ہیں (غالباً اس لئے یہ فرقہ ہمارے ہاں اکثریت میں ہے)۔

اب یہ تو آپ کا زبانی دعویٰ ہے لیکن مشاہدہ اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ نہ آپ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی آپ کی جماعت ۔۔۔۔۔۔۔ یہ بات ہم اپنی زبان سے نہیں کہتے بلکہ نمائندہ ہفت روزہ ''اخبار جہاں'' کراچی کی ایک رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ اس رپورٹ میں نمائندہ مذکور نے بزم طلوع اسلام کراچی کی عیدملن پارٹی اور اس میں قیام صلوٰۃ کے اہتمام کا نقشہ کچھ اس طرح پیش کیا ہے:

''دور کہیں مغرب کی نماز ہوئی۔ لیکن ہال میں سگرٹوں کا دھواں اور لاؤڈ سپیکر کی گونج اور محمد اسلام صاحب (نمائندہ بزم طلوع اسلام کراچی) کی گھن گرج قرآنی فکر کے راستے ہموار کرتی رہی۔ اس کے بعد حیات النبی صاحب نے کہ وہ بھی ایک پرانے رفیق بزم کے ہیں۔ تقریر دلپذیر کی اور لوگوں کو قرآنی دعوت کی طرف بلایا۔ جلسہ جاری رہا۔ کوئی گھنٹہ بھر گزر گیا تھا کہ ایک حضرت نام جن کا محمد شفیع تھا، مائک کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ 'صاحبو! میرے ساتھ دو تین آدمی اور بھی آئے ہیں۔ میں انہیں قرآنی فکر سے روشناس کرنے کے لئے لایا تھا۔ لیکن ان کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ جناب پرویز کے ماننے والے نماز نہیں پڑھتے''۔ اب تو ہمیں بھرے جلسے میں اس بات کا ثبوت مل گیا ہے۔ بتایئے اب میں ان دوستوں کو کیا جواب دوں؟ اس پر تو اسلام صاحب بہت چکرائے۔ انہوں نے اپنے اسلام کو بچانے کے لئے سات بجے یعنی نماز مغرب کے ٹھیک سوا گھنٹے بعد نماز کا وقفہ یوں کہہ کر کیا کہ

''ہمیں بڑا افسوس ہے کہ ایسا ہوا۔ اب آپ حضرات نماز پڑھ لیں۔ خواہ قضا ہی سہی''۔ جلسے کی کاروائی دس منٹ کے لیے ملتوی ہوئی۔ اسی اللہ کے بندے محمد شفیع نے نماز با جماعت کا بندوبست کیا اور کل پانچ آدمیوں نے کہ ان میں سے ایک بھی

''بزم طلوع اسلام'' کا نمائندہ نہیں تھا' نماز پڑھی۔ بزم طلوع اسلام کے اراکین قرآنی گتھیاں سلجھاتے رہے اور محمد شفیع نماز پڑھاتا رہا۔ میں نے سوچا کہ صاحبو! کہ یہ قرآنی فکر بھی خوب ہے۔ اگر صحابہؓ اس زمانہ میں ہوتے تو قرآن کی پیروی ان کے لئے کتنی آسان ہوتی۔ نہ انہیں راتوں کو قیام کرنا پڑتا اور نہ نماز پنج گانہ کے جھنجھٹ میں پڑنا پڑتا۔ بس نظام صلوٰۃ برپا کرنے کے لئے مصروف جہاد رہا کرتے۔ یہ مسلمانی بھی کیسی خوب اور عہد جدید کے مطابق ہے کہ اسلام پر تین حرف بھیجنے کے باوجود بھی مسلم ہی رہے۔ یہ قرآنی فکر بھی خوب ہے کہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام بے چاروں کے ذہن اس تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ یار لوگوں نے بھی خوب خوب نفس کے بت تراشے ہیں۔ اور انہیں اسلام کے نام پر پیش کرنے پر مصر ہیں۔ اگر نہ مانو تو گردن زدنی، مان لو تو اسلام کا خسارہ۔ اس کے بعد کچھ کام و دہن کی لذت کا سامان ہوا اور پھر ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کے نام سے ایک ڈرامہ پیش کیا گیا لیکن ہم ڈرامہ دیکھے بغیر ہی واپس چلے آئے''۔ (اخبار جہاں۔ کراچی ۸ جنوری ۱۹۶۹)

یہ تو اس نمائندہ کی رپورٹ تھی۔ اب آپ ایک پہلو پر بھی غور فرمایئے کہ لاہور گلبرگ میں درس قرآن ہمیشہ ہفتہ وار چھٹی کے دس سے بارہ بجے دوپہر تک ہوتا ہے۔ اس کی وجہ تو صاف ہے کہ نہ دریں اثناء کسی نماز کا وقت آئے نہ ہی کوئی اعتراض پیدا ہو۔ لیکن ایک پرویزی دوست نے یہ وجہ بتلائی کہ ہم میں مسلمانوں کے سب فرقوں کے لوگ آتے ہیں۔ نماز کے اوقات اور دوسرے فروعی اختلافات سے بچنے کی خاطر یہی وقت مناسب سمجھا گیا ہے۔

۲۔ دوسری بات آپ کے اقتباس سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ مسلمانوں میں ہی رہنا پسند فرماتے ہیں۔ اگرچہ ابتداء سے لے کر انتہا تک نماز کی پوری ترکیب غیر قرآنی ہے اس کے باوجود آپ اسے قبول کرنے پر اتر آئے ہیں۔ صرف اس لئے کہ آپ مسلمانوں میں ایک رہنا چاہتے ہیں۔

۳۔ تیسری بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ آپ الگ فرقہ نہیں بنانا چاہتے۔ الگ فرقہ سازی کا مسئلہ چاہنے یا نہ چاہنے پر منحصر نہیں ہوتا۔ کبھی کسی نے مسلمانوں سے الگ

نہیں ہونا چاہا۔ مگر جب عقائد ونظریات میں اختلاف واقع ہو جائے تو مسلمان ایسے گروہ کو الگ فرقہ قرار دے دیتے ہیں اور پرویز صاحب نے تو ماشاءاللہ الگ فرقہ سازی کے کئی اقدامات بھی کیے ہیں۔

(پرویزی عقائد وافکار باطل اور اسلام کے خلاف ہیں۔ اسلام تو کتاب وسنت کے مجموعے کا نام ہے۔ مسلمان نبی اکرم ﷺ سے محبت کو ایمان اور آپ ﷺ کی سنت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ مگر پرویزی سنت رسول ﷺ کے دشمن ہیں۔)

بشکریہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

شمارہ 44 نومبر 1998ء

فتنہ پرویزیت

قادیانیت کے بعد اسلام کے خلاف ایک اور استعماری سازش

از

علامہ قاضی عبداللطیف دامت برکاتھم

سابق سینٹر اور ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

امیر جمعیت علماء اسلام سرحد

صدر ملی یکجہتی کونسل سرحد

ناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی

سرپرست انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ سرحد

(i)

حقیقت پرویزیت

اسلام اور مسلمانوں کے اسلامی جذبات کا مقابلہ کرنے کے لئے جب انگریزوں کے خود ساختہ متنبی غلام احمد قادیانی کا مشن ناکام ہوا تو برطانوی حکومت کو نئے انداز سے کسی اور ملحد دجال کی خدمات کی ضرورت پیش آئی جو اسلام کے دعوے کے ساتھ مسلمانوں کو اسلام کے بنیادی عقائد سے بدظن کر کے اسلام کے حلیہ کو بگاڑنے کے لئے غلام احمد قادیانی کے مشن کی تکمیل کر سکیں اسی دجالانہ کارگردگی کے لئے قادیانی دجال کے ہم نام انگریز کے محکمہ اطلاعات کے ملازم غلام احمد پرویز جو انکار حدیث کے ملحدانہ نظریات کی بناء پر ملحدین کی قیادت پر شہرت حاصل کر چکا تھا یہ کام سپرد کیا گیا۔ تقسیم ہند کے بعد بھارت کے پنڈتوں اور پاکستان کے لادین عناصر اور کمیونسٹوں کو خصوصاً علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی مرتب کردہ قرارداد مقاصد پاکستان کے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان کے ایماء پر دستور اسمبلی میں پاس ہونے کے بعد بجا طور پر یہ سنگین خطرہ محسوس ہوا کہ پاکستان اگر واقعتاً اپنے نعرے کہ (پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ) کے مطابق قرارداد مقاصد کی روشنی میں صحیح اسلامی مملکت بن جاتا ہے۔ تو قدرتی جغرافیائی محل و وقوع مادی وسائل سے مالا مال غیر متبدل مستحکم اسلامی نظریات کا حامل نہ صرف عالم اسلام بلکہ تیسری دنیا کی قیادت کا علمبردار ہوگا۔ اس خطرہ کے ازالہ کے لئے پنڈت جواہر لال نہرو نے غلام احمد پرویز کو پاکستان جانے کی ہدایت کی۔ پاکستان کے کمیونسٹوں اور لادین عناصر نے دل و جان سے اس کا خیر مقدم کیا اور ملحدین کے سرخیل سکندر مرزا نے کھل کر کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کو کمیونزم اور مغربی پاکستان کو مذہبی جنون سے خطرات لاحق ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان مولویوں کو چاندی کی کشتی میں بیٹھا کر ملک بدر کیا جائے گا۔ اور اپنے مذموم ارادوں کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے ایک طرف تو ایوبی مارشل لاء کی سازش کر کے اسلامی دفعات کے متحمل دستور کر سبوتاژ کیا گیا دوسری جانب

رئیس الزنادقہ غلام احمد پرویز جو انکار حدیث کے الحاد سے شہرت حاصل کر چکا تھا اور جسے دنیا بھر کے اسلام دشمن عناصر کی سپورٹ حاصل تھی' کی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے رسم وراہ ہموار کی۔ چنانچہ پرویز نے اپنے مرتب کردہ معارف القرآن کی ج م ۶۲۳' ۶۲۴ کے حوالہ سے ان کی مشکل آسان کردی کہ

۱۔ قرآن میں جہاں اللہ اور رسول کا ذکر آیا اس سے مراد مرکز نظام حکومت ہے۔

۲۔ یہ بالکل واضح ہے کہ اللہ ورسول سے مراد مرکز حکومت ہے۔

۳۔ قرآن کریم میں مرکز ملت کو اللہ اور رسول کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے ج ۴' ۶۳۱

پرویز کے جعلی اسلام کے اس مشرکانہ اصول نے سکندر مرزا الابی کو اسلام کے نام پر اپنی خواہشات کے مطابق قانون سازی کا راستہ ہموار کر دیا۔ مرکزی حکومت نے خدا اور رسول کے اختیارات حاصل کر کے اپنے کفریہ افکار اور خیالات کو اسلام کے نام پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اہل علم سے یہ پوشیدہ نہیں کہ پرویز کے کفر کے لئے صرف یہی ایک مشرکانہ دفعہ ہی کافی ہے جس کی بنیاد پر ان نے اپنے سارے جعلی اسلام کی عمارت استوار کی۔

وہ نظام ربوبیت کے ص ۲۵ میں تصریح کرتا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن عبوری دور کے لئے تھا۔

مارشل لاء کے ذریعے مسلط شدہ صدر ایوب خان نے انہیں خرافات کے تحت اسلامی نصوص کے صریح خلاف مسلم عائلی قوانین اور مسلم اوقاف کا اجراء کر کے خدا اور رسول کی دشمنی مول لی اور پرویز کے خود ساختہ اسلام کو حقیقی اسلام کے نام پر ہضم کرانے کی کوشش کی لیکن سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آسکا۔

"یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

چنانچہ اس دجالانہ فتنہ کی سرکوبی کے لئے پاک وہند اور سعودی عرب کے علماء حق نے بروقت اس کا تعاقب کر کے متفقہ فتویٰ مرتب کیا جسے حقیقی طور پر اجماع امت کا مقام حاصل ہے کہ

بانی تحریک اسلام غلام احمد پرویز اور ان کے متبعین ان کفریہ عقائد اور نظریات کی بنیاد پر کافر مرتد اور اسلام سے خارج ہیں۔ دراصل یہ فتنہ بنیادی طور پر اگرچہ پاکستانیوں کے اسلامی مزاج کو مسخ کرنے کے لئے درآمد کیا گیا تھا۔ لیکن افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں حقیقی اسلام کے عملی نفاذ نے ساری کافرانہ دنیا پر لرزہ طاری کر دیا۔ چنانچہ اس دجالی فتنہ کو عالمی سطح پر خصوصاً اسلامی ممالک میں پروان چڑھانے کی منصوبہ بندی کی گئی اسلامی مملکت کویت کے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اس تحریک کا اجراء بین الاقوامی سازش کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مبلغ اسلام عزیز محترم ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج صاحب کو جنہوں نے بروقت ایمانی جذبے کے تحت کویت کے دارالافتاء کو اس خبیث پودے سے زہریلے اثرات اور نتائج سے آگاہ کیا۔ دارالافتاء نے مکمل تحقیق کے بعد اس فرقہ کو کافر مرتد خارج از اسلام قرار دیدیا۔

میں پاک و ہند، سعودی عرب اور کویت کے دارالافتاء نے غلام احمد پرویز کے کفریہ اور مشرکانہ عقائد کی بناء پر اس کے ارتداد اور کفر کے فتاویٰ کی مکمل تائید کرتا ہوں اور جو لوگ مذکورہ کے کفریہ عقائد کو جانتے ہوئے اسے کافر نہیں کہتے میں انہیں بھی کافر سمجھتا ہوں۔ حق تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس دجالی فتنہ سے محفوظ فرمائے آمین۔

میں ختم نبوت کویت کے امیر محترم جناب ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج اور ان کی ساری جماعت کو تہہ دل سے اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں حق تعالیٰ ان کے مساعی جمیلہ کو اپنی رضامندی اور عالم اسلام کو اس فتنے سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنائے آمین۔

بشکریہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد 11 مئی 1999

(ii)

بسلسلہ حقیقت پرویزیت

منکر حدیث غلام احمد پرویز کے پیروکار حیدر علی کی فریب کاری کا اپریشن

منکر حدیث غلام احمد پرویز کے متعلق میرا ایک مقالہ روزنامہ اوصاف میں شائع ہوا۔ جس پر پرویز کے متبعین سیخ پا ہوئے۔ حیدر علی نامی۔ روالپنڈی نے اپنے مسلک کے ترجمان ماہنامہ طلوع اسلام میں اور شاید بعض روزناموں میں بھی اپنے ہم مسلکوں کی تسکین کے لئے ''علامہ غلام احمد پرویز پر قاضی عبداللطیف کی بہتان طرازی'' کے عنوان سے اسے غیر مؤثر بنانے کی کوشش کی ہے۔ جو میری نظر میں سے نہیں گزرا، بعض احباب کی توجہ اور اصرار پر اس کا جواب عرض ہے۔

جتنے تک پرویز کے کفریہ عقائد کی بات ہے اس کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ

ہے سارا ملک یہ دو چار دس کی بات نہیں

پاک وہند، بنگلہ دیش، افغانستان، عرب، افریقہ کے مستند مفتیان عظام اور مسلمانوں کے ماہرین علوم شرعیہ نے پورے تحقیق اور دلائل سے متفقہ طور پر غلام احمد پرویز کے عقائد کو دائرہ اسلام خارج قرار دیا ہے۔ اور جو لوگ انہی عقائد کے مطابق ان کے پیروکار ہیں۔ وہ بھی بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

کویت کی عدالت شرعیہ اور مرکز اسلام سعودی عرب کی حکومت نے مکمل تحقیقات اور طرفین کے دلائل دیکھنے اور سننے کے بعد ہی پرویز کے کفر پر اتفاق کیا ہے۔ پاکستان کے پرویزی ارباب قلم کو سوچنا چاہئے کہ پاکستانی علماء کو سخت سست کہنے پر پرویز کے کفریہ عقائد کی صفائی کیسے ہوسکتی ہے۔ عرب وعجم کے مسلمان ماہرین، علوم شریعہ کو پرویز سے کونسی عداوت یا سیاسی کشمکش یا

مصلحت ہے۔ان علماء حق نے تو دین اسلام کے خلاف ملاحدہ کے بے سر و پا حملوں کا دفاع کر کے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔ جو خدا اور رسول ﷺ کی جانب سے ان پر عائد ذمہ داری اور فرض تھا۔ حیدر علی صاحب اور ان کے رفقاء کو چاہیئے کہ دشنام طرازی اور فریب کاری کی بجائے ان مفتیان کرام اور شرعی عدالتوں کا دلائل سے جواب دیں۔ پاکستان میں بھی شرعی عدالت کے رکن جسٹس تقی عثانی نے بھی پرویز کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

بنمائے بصاحب نظرے گوہر خودرا
عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند

جتنے تک میرے مقالے کا تعلق ہے۔ جناب حیدر علی صاحب نے اسے سیاق وسباق سے کاٹ کر پرویز بہتان طرازی کی یلغار سے تعبیر کیا ہے۔ میں مذکور کے تمام اعتراضات اور ان کے جوابات قارئین کرام کی صوابدید کے حوالہ کرتا ہوں کہ میری تحریر بہتان طرازی ہے یا حقیقت۔

حیدر علی صاحب کی پہلی گرفت:

مولانا فرماتے ہیں کہ برطانوی حکومت نے علامہ پرویز کو غلام احمد قادیانی کے مشن کی تکمیل کا کام سونپا تھا۔ یہ بہتان عظیم ہے۔ مجھے سخت سست کہنے کے بعد بہتان کے ثبوت کے لئے دلیل یہ ہے کہ پرویز نے ختم نبوت کے موضوع پر ''ختم نبوت'' اور ''تحریک احمدیت'' نامی کتاب تصنیف کر کے قادیانیوں کے غلط عقائد کی جڑ کو بنیاد سے اکھاڑ دیا، اس لیے پرویز اور قادیانی کے مشن کو ایک قرار دینا سراسر بددیانتی ہے۔

جواب نمبر 1:

میرے مقالے کے اس پیرایہ میں ساری عبارت یہ ہے۔

جب انگریزوں کے خود ساختہ متنبی غلام احمد قادیانی کا مشن ناکام ہوا تو برطانوی

حکومت کو نئے انداز سے کسی اور ملحد، دجال کی خدمات کی ضرورت پیش آئی۔ جو اسلام کے دعویٰ کے ساتھ مسلمانوں کو اسلام کے بنیادی عقائد سے بدظن کر کے اسلام کے حلیہ کو بگاڑنے کے لئے غلام احمد قادیانی کے مشن کی تکمیل کر سکے۔ اس دجالانہ کارکردگی کے لئے قادیانی دجال کے ہم نام انگیریز کے محکمہ اطلاعات کے ملازم' غلام احمد پرویز جو انکار حدیث کے ملحدانہ نظریات کی بنا پر ملحدین کی قیادت پر شہرت حاصل کر چکا تھا، یہ کام سپرد کیا گیا۔

جناب حیدر علی صاحب کو میری ساری عبارت میں سے صرف اس جملے پر اعتراض ہے کہ پرویز کو قادیانی کے مشن کی تکمیل کا کام سونپا، یہ بہتان عظیم اور بدیانتی ہے۔

حیدر علی صاحب نے لفظ مشن کو ساری عبارت کے سیاق وسباق سے کاٹ کر اور اس کے لغوی معنی کو مسخ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دیدہ دانستہ دھوکہ دینے کی نامسعود کوشش کی ہے۔ میری ساری عبارت سے کہیں بھی یہ مترشح نہیں ہوتا کہ پرویز کو نام جعلی نبوت کی وراثت کے لئے منتخب کیا گیا۔۔۔ مشن کے لغوی معنی ایک خاص مقصد کے لئے بھیجی ہوئی جماعت۔۔۔۔ پریکٹیکل۔ (انگریزی لغت از بشیر احمد قریشی)۔

یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ انگریز کا مفروضہ، مشن تحریف فی الدین کے لئے جدوجہد کراتا ہے۔ اس مشن کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قادیانی پرویز سرسید، برق جیلانی اور اسی قماش کے لوگ ایک ہی تالاب کی گندی مچھلیاں ہیں۔ جن کا مشترکہ مشن تحریف فی الدین کے سوا اور کچھ نہیں۔ انگریز کو کسی کی جعلی نبوت مہدویت وحی غیر متلو کے انکار وغیرہ کے عنوانات اور دعوؤں سے کیا سروکار، ان کا مقصد دین اسلام کی پاک شفاف تعلیمات اور عقائد کو گندلا کروانا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے جو مداری، جو تماشا دکھلائے برطانیہ کے لئے وہی قابل تحسین پسندیدہ محبوب ہے۔ ان کے ہاں اس شعبدہ بازی میں ایک دوسرے پر مسابقت کے لیے باہمی نوراکشتی کے مظاہرہ میں بھی کوئی حرج نہیں۔

پرویز کو عام مسلمانوں کو شکار کرنے کے لئے ایک طرف اپنے اوپر مسلمانی کا لبادہ

اوڑھنا پڑا۔ اور دوسری طرف سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام تذویر میں پھنسانے کے لیئے جعلی نبوت کے ناکام دجال کے متعلق سرگرمی کا اظہار ضروری تھا۔

اللہ ارے اسیری بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور پرویز نے وحی غیر متلو کا انکار کر کے قرآن کریم کو بازیچۂ اطفال بنا کر قادیانی کے تبع میں جہنم کے دوسرے دروازہ میں چھلانگ لگا دی۔ اہل اسلام کو اسلام کے بنیادی عقائد سے منحرف کرنے میں دونوں کی جدوجہد اور مشن ایک ہی رہا۔ اب قارئین کرام میرے مقالے کی عبارت کے اس حصہ کو ملاحظہ فرمادیں۔

برطانوی حکومت کو نئے انداز سے کسی اور ملحد دجال کی خدمات کی ضرورت پیش ہوئی جبکہ پرویز کا الحاد قادیانی کے الحاد سے نئے انداز پر ہے۔

قادیانی کا الحاد۔ قادیانی نے ختم نبوت کا انکار کر کے خود نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

پرویز کا الحاد: قرآن کریم میں جہاں اللہ اور رسول ﷺ کا ذکر آیا ہے اس سے مراد مرکز نظام حکومت ہے۔ (معارف القرآن ج ۴ ص ۶۲۳ از پرویز)۔

۲۔ بالکل واضح ہے کہ اللہ و رسول ﷺ سے مراد مرکز حکومت ہے۔

(معارف القرآن ج ۴ ص ۶۲۴ از پرویز)۔

۳۔ اللہ اور رسول سے مراد ہی مرکز ملت ہے۔

(معارف القرآن ج ۴ ص ۶۵۴ از پرویز)۔

ناظرین کرام اب خود فیصلہ فرمادیں کہ یہ حقیقت ہے یا بہتان۔

حیدر علی صاحب کی دوسری گرفت:

مولانا کا کہنا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے غلام احمد پرویز کو پاکستان جانے کی ہدایت کی۔

یہ بات کہہ کر مولانا نے افتراء باندھنے اور الزام تراشی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے۔
اس کے بعد پرویز کی توصیف میں حق نمک ادا کرنے کے بعد کہتے ہیں اسلامی نظام کی خاطر پرویز صاحب کی جدوجہد کا منہ بولتا ثبوت طلوع اسلام کے اوراق ہیں۔ جس پر اسے گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔

جواب نمبر۲:۔

اس سلسلہ میں جناب سید عبداللہ شاہ چیف ایڈیٹر روزنامہ الفلاح پشاور کی تحریر کا اقتباس جو مذکورہ اخبار میں ۴ جون ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا پیش خدمت ہے۔ سید صاحب مفتی مدار اللہ مدار صاحب کی کتاب ''پرویز اور قرآن'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں پرویز جیسے بدنام زمانہ' انگریزی ایجنٹ، منکر حدیث کی اسلام دشمنی کا اپریشن کیا گیا ہے کہ پرویز مخالف حدیث ہی نہیں، مخالف قرآن اور مخالف اسلام تھا۔ پرویز ان لوگوں میں سے تھا جن کو عیسائیوں اور یہودیوں نے اسلام اور قرآن کے خلاف مقرر کر رکھا تھا۔ تا کہ وہ حضور ﷺ کی تعلیمات کو مسخ کر کے سادہ لوح مذہب پرست مسلمانوں کے عقیدے کو خراب کرے۔

مغربی طاقتوں نے کئی ارب روپیہ سالانہ اسلام کے خلاف بجٹ تیار کر رکھا ہے اور اسلامی ممالک میں ایسے لوگ خریدے جاتے ہیں جو قلیل رقم پر ایمان فروخت کرتے ہیں اور مسلمان کی حیثیت سے غیر مسلموں کا کام کرتے ہیں۔ (مفتی صاحب کی کتاب) ''پرویز اور قرآن'' ہر مسلمان تعلیم یافتہ کے لئے رہنما ہے اور اس کے پڑھنے سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ مذہب فروش اسلام کے خلاف مسلمان ہوتے ہوئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔

وہ عیسائیوں، یہودیوں کا ایجنٹ تھا۔ اس کی مالی امداد غیر ملکی کرتے تھے اور غیر ملکیوں کے سیاسی ایجنٹ اس کی تبلیغ کو عوام میں پھیلاتے تھے۔ جب پاکستان قائم ہوا تو پنڈت نہرو نے پرویز کو بلا کر کہا تم بھی فوراً پاکستان چلے جاؤ ورنہ میں تمہیں گرفتار کر لونگا۔ کیونکہ انگریزی دور میں مسلمانوں کے مذہب کی مخالفت کرتے رہے ہو، اور ہندوستان کے مسلمان تمہارے سخت خلاف ہیں۔ تم اپنی اس تبلیغ کو پاکستان میں جا کر پھیلاؤ۔

جناب سید عبداللہ شاہ صاحب کے تبصرہ کے اقتباس کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ پرویز کو پنڈت نہرو کا پاکستان بھجوانا، افتراء والزام تراشی تھی یا حقیقت۔ حیدر علی صاحب نے پرویز کے نفاذ اسلام کی خاطر جدوجہد کا منہ بولتا ثبوت، طلوع اسلام کے اوراق کی نشاندہی کی ہے۔

پرویز کا طلوع اسلام، ملک میں جو اسلام لانا چاہتا ہے، اس کے چند نمونے بقید حوالجات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اللہ اور رسول کی اطاعت سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے جو قرآنی احکام کو نافذ کرے گی۔ (اسلامی نظام از پرویز ص ۸۶ شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی)

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفۃ الرسول۔ رسول اللہ کی جگہ لے لیتا ہے اور اب خدا رسول کی اطاعت سے مراد یہی جدید مرکز ملت کی اطاعت ہے۔

(معارف القرآن ج ۴ ص ۶۸۴)

۳۔ پھر اسے بھی سوچئے کہ محبت رسول ﷺ کا مفہوم کیا ہے؟ یہ مفہوم قرآن نے خود متعین کر دیا ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ خود موجود تھے، تو بحیثیت مرکز ملت آپ کی اطاعت فرض اولین تھی۔ (مقام حدیث از پرویز ج ا شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی۔

۴۔ عربی زبان میں اطاعت کے معنی ہی کسی زندہ کے احکام کی تابعداری ہے۔ اسلامی نظام میں اطاعت امام موجود کی ہوگی جو قائم مقام ہوگا خدا اور رسول کا یعنی مرکز نظام حکومت اسلامی۔ (اسلامی نظام ص ۱۱۲)۔

جناب حیدر علی صاحب کے بقول پرویز کے اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کا منہ بولتا ثبوت طلوع اسلام کے اوراق ہیں۔ ان اوراق میں رسول ﷺ کی اطاعت، رسول ﷺ کی عین حیات میں ہے اور وہ بھی بحیثیت رسول ﷺ کے نہیں بلکہ بحیثیت مرکز ملت کے۔ ان اوراق کے مطابق اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے۔ پاکستان میں قرارداد مقاصد کا دستور، کیا اصل الاصول ہوتے ہوئے پچاس سال تک خدا کی حاکمیت اور سنت

رسول ﷺ کے مطابق نظام کے اجراء کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہونے کی اصل رکاوٹ یہی مرتد طبقہ ہے۔ جو اپنے آپ کو خدا اور رسول ﷺ کے اختیارات اور مقام دلوا کر فرعونی نظام کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اور اسی لا مذہب یہودیوں کے ایجنٹوں کی جانب سے گولڈ میڈل کا عطیہ میرے مخاطب رئیس الزنادقہ کی تصدیق ہے جو دینے اور لینے والوں کے جرم ارتداد کی تحریری دستاویز ہے۔

گرفت نمبر۳:

حیدر علی صاحب نے پرویز کو انکار حدیث کے الزام سے بچانے کے لئے ایسا مغالطہ آمیز طریق کار اختیار کیا ہے جو پرویز کے سارے لٹریچر کے خلاف ہے۔ پرویز کا انکار حدیث ''حدیث اظهر من الشمس'' حقیقت ہے اور پھر حدیث کے متعلق پرویز نے اپنے ایمان کا معیار خود واضح کر دیا ہے۔ مقام حدیث (جلد نمبر ۱) میں تصریح ہے'' پھر اسے بھی سوچئے کہ محبت رسول سے مفہوم کیا ہے یہ مفہوم قرآن نے خود متعین کر دیا ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ خود موجود تھے، تو بحیثیت مرکز ملت آپ کی اطاعت فرض اولین تھی''۔

جواب نمبر۳:

اس صراحت کے بعد کہ پرویز کے عقیدے کے مطابق کہ نبی ﷺ کی اطاعت بحیثیت رسول نہیں بلکہ بحیثیت مرکز ملت کے فرض تھی اور یہ کہ ان کے تاحین حیات تھی، اس عقیدے کے باوجود اگر حیدر علی صاحب پرویز کو دائرہ اسلام میں داخل سمجھتے ہیں تو وہ خود مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں۔ اس لیے حیدر علی صاحب کو اپنے اسلام کی خیر منانی چاہئے۔

گرفت نمبر۴:

مولانا صاحب نے پرویز پر ایک افتراء باندھا ہے کہ پرویز نے اپنی کتاب نظام ربوبیت کے ص ۲۵ پر لکھا ہے کہ قرآن عبوری دور کے لئے تھا۔ حالانکہ پرویز نے نظام ربوبیت میں ایسی کوئی بات تحریر نہیں کی اور نہ ہی کوئی صاحب عقل و ہوش مند ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ پرویز نے تو اپنے سارے لٹریچر کی بنیاد ہی قرآن کریم اور اسوہ حسنہ پر رکھی ہے۔

جواب نمبر۴:

اس سلسلہ میں کتاب مذکور کی عبارت پیش خدمت ہے۔

وراثت، قرضہ، لین دین، صدقہ و خیرات سے متعلق احکام عبوری دور سے متعلق ہیں جس میں سے معاشرہ گزر کرانتہائی منزل تک پہنچا ہے۔

(نظام ربوبیت از پرویز تعارف ص ۲۵ شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی)

قرآن کریم کے قطعی الدلالۃ اور محکم آیات کریمہ بھی اگر پرویز کے نزدیک عبوری دور کے لئے ہیں تو پھر کون سی آیات کریمہ اس کے زد سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

جتنے تک پرویز کے لٹریچر کی بنیاد قرآن کریم کا دعویٰ ہے، اس کا نمونہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ قرآن میں جہاں اللہ اور رسول کا ذکر آیا ہے اس سے مراد مرکز نظام حکومت ہے۔

(معارف القرآن ص ۶۲۳ ج ۴ از پرویز (یہ حوالہ پہلے بھی ذکر ہوا ہ)

۲۔ قرآن کریم میں مرکز ملت کو اللہ اور رسول کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(معارف القرآن ص ۶۳۱ ج ۴)

پرویز نے اپنے لٹریچر کی بنیاد جس قرآن پر قائم کی وہ حضور اکرم ﷺ پر جبرئیلؑ کے ذریعے نازل شدہ قرآن تو نہیں۔ یہ پرویز کا کوئی اپنا مرتب کردہ مجموعہ خرافات ہوگا جس میں مرکزی حکومت کو خدا اور رسول کے اختیارات اور مقام کا درجہ دیا گیا ہے۔ پرویز کے نزدیک کلمہ طیبہ کے معنی ملاحظہ کیجئے۔ ''لا الہ الا اللہ''

''قانون صرف خدا کا ہے کسی اور کا نہیں''۔

محمد رسول اللہ ﷺ اور تو اور انسانوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہستی محمد ﷺ کی

پوزیشن اتنی ہی ہے کہ وہ اس قانون کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے۔ اسے بھی یہ کوئی حق نہیں کہ کسی پر اپنا حکم چلائے۔

(مسلم کے نام ج ۲ ص ۳۴ از پرویز شائع کردہ طلوع اسلام لاہور)

جبکہ مسلمانوں کے ہاں کلمہ طیبہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

پرویز کے نزدیک ''الٰہ'' کے معنی قانون کے صراحتہً الحاد اور تحریف ہے اور نبی ﷺ محض ڈاکیہ ہے۔ ظاہر ہے اس عقیدے کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔ میں حیدر علی صاحب کو مشورہ دیتا ہوں کہ اپنے ایمان کو بچانے اور آخرت کو سنوارنے کے لئے مفتی مداراللہ صاحب مدار کی کتاب ''پرویز اور قرآن'' کا مطالعہ کریں۔ ممکن ہے آخرت کی نجات کا ذریعہ بن جائے۔

بیسویں صدی کا دشمن اسلام

غلام احمد پرویز

بانی طلوع اسلام

از

مفتی عبدالقیوم خان

منہاج القرآن (ادارہ علامہ طاہر القادری)

لاہور پاکستان

بیسوی صدی کا دشمن اسلام غلام احمد پرویز

مفتی عبدالقیوم خان

دین اسلام ایک ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں مضبوط اور شاخیں آسمانوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔اس کے روز اول سے ہی اس کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی گئیں مگر نہ اس کی تر وتازگی میں فرق آیا نہ برگ وبار میں۔ یہ اللہ کا وہ نور ہے جو چار دانگ عالم میں ظلمتوں سے برسر پیکار ہے اور جب یہ ظلمتیں کلی طور پر کافور نہیں ہو جاتیں برسر پیکار رہے گا۔ یہ دین علم و دانش اور عمل کا دین ہے، عقل وشعور، فہم وفراست کا دین ہے۔ باطل قوتوں کا ہر میدان میں مقابلہ کر سکتا ہے اور کر رہا ہے۔اس کے حریف جب دلائل سے اس کا مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے اس حق و صداقت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے منافقت، دجل، جھوٹ اور دھوکہ دہی کے گھٹیا ہتھکنڈے اختیار کر لئے۔ یہ کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے۔ سچ ہو یا جھوٹ، منٹوں میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا اور پہنچایا جا سکتا ہے۔۔ چنانچہ اس وقت دین اسلام کے خلاف، اسلام دشمن قوتوں نے کئی محاذ کھول رکھے ہیں۔ مسلم عوام پہلے تو ویسے ہی کم لکھے پڑھے ہیں اکثریت ہر طرح کے علم سے بے بہرہ ہیں۔ جن کو پڑھا لکھا کہا جاتا ہے وہ خواہ کسی علم میں کیسا ہی رسوخ رکھیں دین کی بنیادی حقیقتوں سے بھی ناواقف اور جاہل ہیں۔ دین سے نابلدان تمام جاہلوں کو شیطان کے چیلے خوب خوب گمراہ کرتے اور جہنم کا ایندھن بناتے ہیں۔ شیطان کے ہر دور میں چیلے رہے ہیں، جو اس کا مشن پھیلانے میں شب و روز مصروف عمل ہیں۔ انیسوں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی عیسوی اوائل میں مسلمانوں کے دور زوال میں چند اسلام دشمن تحریکوں نے سر اٹھایا اور سامراج کی آشیر باد سے صیہونی طاقتوں کی بھرپور تائید وحمایت سے مسلمانوں کو ان کے دین سے بیگانہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

ان تحریکوں میں برصغیر پاک وہند میں جنم لینے والی دو تحریکیں، اول قادیانیت کی تحریک اور دوسری منکرین حدیث کی ''پرویزیت'' نمایاں ترین، دین دشمن تحریکیں ہیں۔

اسلام کے خلاف ان تحریکوں کے پاس سوائے دجل وفریب کے کوئی دلیل نہ تھی' نہ ہے۔اور دونوں کو ہی برطانوی سامراج کی مکمل تائید وحمایت حاصل رہی ہے۔

اس وقت ہم "پرویزیت" کے متعلق چند حقائق پیش کرتے ہیں تاکہ جو لوگ کم علمی کی وجہ سے اس سے منسلک ہو کر اپنا دین وایمان ضائع کر رہے ہیں انہیں بتایا جائے کہ طلوع اسلام کے نام والی تحریک ان کے دلوں سے غروب اسلام کے لئے کوشاں ہے۔ان کو دولت ایمان سے محروم کرنے کے درپے ہے۔

طلوع اسلام کا تعارف

غیر منقسم ہندوستان میں ایک مکار گمراہ شخص اسلم جیراج پوری تھا۔جس نے نہایت منظم انداز سے حدیث رسول ﷺ کے خلاف تحریک چلائی اور حدیث وسنت کے خلاف طرح طرح کے سوالات وابہامات پیدا کرنے شروع کئے۔دین سے جاہل اور عمل سے کورے تن آسان نوجوانوں کے لئے اسی آواز میں کشش تھی۔ وہ تو پہلے ہی عملاً اسلام سے کوسوں دور تھے۔البتہ اپنے گنہگار ہونے کا ایک احساس ان کے نہاں خانہ دل میں کھٹکتا تھا۔مگر بھلا نہ ہو ان شیطانوں کا کہ انہوں نے کلمہ' نماز' زکوٰۃ' روزہ' حج اور بقایا احکام شرع کی اہمیت ہی یہ کہہ کر ختم کر دی کہ یہ سب کچھ عجمی سازش ہے۔ احادیث تین سو سال بعد میں لکھی گئیں۔یہ اسلام وہ نہیں جسے قرآن لایا تھا۔ یہ اسلام عجمی سازش کا نتیجہ ہے۔ان تمام خرافات کا ثبوت دیکھنا ہو تو رسالہ طلوع اسلام کے نئے پرانے شمارے دیکھ لئے جائیں۔ نیز پرویز کی کتابیں بالخصوص اس کی کتاب "قرآنی فیصلے" ہی دیکھ لی جائے۔علاوہ ازیں معراج انسانیت' مقام حدیث وغیرہ بیسیوں کتابیں موجود ہیں۔

چوہدری غلام احمد پرویز ایک ریٹائرڈ سی ایس پی افسر تھا۔ پاکستان بننے کے بعد 25/B گلبرگ میں سکونت پذیر رہا۔عمر بھر خدمت قرآن کے نام پر حدیث رسول ﷺ کا انکار کرتا رہا۔میں نے جون 1967ء میں اس کے گھر جا کر اس سے چند سوالات بھی کئے جن کا اس نے جواب نہ دیا اور صرف یہ کہا کہ میرے لیکچرز سنا کریں۔

1. میرا پہلا سوال یہ تھا کہ آپ نبوی تشریح کے بغیر محض عربی لغات کی رو سے قرآن سمجھنے کی تلقین کرتے ہیں کہ حدیث سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ قرآنی احکام اقامت صلوٰۃ' ایتائے زکوٰۃ' حج بیت اللہ' کلمہ اسلام کلمہ طیبہ کی عملی صورت آپ لغت سے واضح کریں تا کہ اختلاف نہ رہے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ لغت میں ان الفاظ کے بیشمار معانی ہیں۔ ہر شخص اپنی مرضی کا معنی لے گا اور قرآن کو بازیچۂ اطفال بنائے گا۔ حدیث پاک نے قرآنی مفہوم کی تشریح کر کے اسے بچوں کا کھیل بننے سے روک لیا۔ آپ حدیث کو فرقہ واریت کا سبب بتاتے ہیں۔ ذرا احادیث سے ہٹ کر لغت کی رو سے عربی مبین سے کسی قرآنی حکم کا تعین کیجئے' دوسرے بھی یہی حق استعمال کر کے اپنا من پسند مفہوم مراد لیں گے نتیجۂ جتنے لغوی معانی اتنے مذاہب۔ حدیث پاک اختلاف پیدا نہیں کرتی اسے ختم کرتی ہے۔

2. میں نے یہ بھی عرض کی کہ آپ نے سورۃ اسریٰ کی پہلی آیت سے واقعہ معراج کا انکار کیا ہے اور اس سے مراد مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی مسجد نبوی مراد لیا ہے۔ دور والی مسجد۔ فرمایئے ہجرت کیوقت یہ دور والی مسجد مدینہ منورہ میں تھی؟ جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ تو ہجرت کے بعد' مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد تعمیر ہوئی' جو مسجد مدینہ میں بنی ہی نہیں قرآن لوگوں کو اس کا حوالہ دے رہا ہے؟ کیا یہی قرآن کی فصاحت و بلاغت ہے؟ یا آپ کی بیمار سوچ؟ اس پر انہوں نے اپنے ملازم سے کہا کہ ان کو اندر کیوں آنے دیا؟ میں نے عرض کی اس پر ناراض نہ ہوں میں چلا جاتا ہوں آپ کی قرآن فہمی دیکھنا تھی۔ ہماری پختہ رائے ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ یہ شخص قرآن کا نام لے کر امت کو رسول اللہ ﷺ سے دور کرنے کی سازش کرنے والا۔ قرآن کے نام سے اہل اسلام کو قرآن سے بیگانہ کرنے والا۔ مسلمانوں کے تمام عقائد و اعمال کو غیر قرآنی کہہ کر انہیں اسلام سے ہٹانے والا' سنت مطہرہ کا کلی انکار کرنے والا' صیہونی طاقتوں کا ایجنٹ اور دین اسلام کا بہت بڑا حریف تھا۔ حالانکہ اس کے سنت و حدیث کے خلاف تمام اعتراضات سطحی اور مغالطہ انگیز تھے' علمی نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات کو درمیان سے ہٹایا جائے تو قرآن "**یضل به کثیراً**" کے

مصداق گمراہی کا سبب ہے۔ "یھدی به کثیراً" اسی وقت ہے جب قرآن کی متن کے ساتھ نبوی تشریح وتفسیر بھی ہو۔

علمائے اسلام نے سنت کے خلاف ان گمراہوں کے ایک ایک مغالطے کو رد کیا ہے۔ ہر شبہے کا ازالہ اور ان کے ہر اعتراض کا مسکت جواب دیا ہے۔ عقل سے بھی' نقل سے بھی اور قرآن وتاریخ سے بھی۔ مثلاً ''خیرالانام'' ''سنت کی آئینی حیثیت'' اور ہمارے منہاج الفتاویٰ وغیرہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے۔ ان گمراہ لوگوں سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی شخص ان موضوعات پر ہم سے مناظرہ یا مباہلہ کرے یہ دونوں قرآنی حکم ہیں تاکہ حق وباطل کی پہچان علی الاعلان ہو جائے اور عوام گمراہ نہ ہوں۔

"واللہ علی مانقول وکیل"

مسلمان ریاستوں کا فرض ہے کہ قادیانیوں کی طرح دوسرے گمراہ فرقوں پر بھی پابندی لگائیں اور مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچائیں۔

www.KitaboSunnat.com

پرویزی ٹولے کا محاسبہ کریں

از

پروفیسر ایم اے تاجی
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
پاکستان

پرویزی ٹولے کا محاسبہ کریں

منکر حدیث منکر قرآن ہے اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے۔

(ارشاد حضرت لاہوریؒ)

آج سے ۴۷ برس قبل ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء کے دن، دیال سنگھ کالج لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے کی۔

علماء کرام کی تقاریر کے بعد آپ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے گرجتی ہوئی آواز میں فرمایا۔

''یہاں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں لیکن کسی مقرر نے وہ بات نہیں کہی جو میں کہتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے۔ اور منکر قرآن ------ خارج از اسلام یعنی بے ایمان ہے''۔ (مرد مومن)۔

یہ خادم قرآن کی آواز تھی۔ یہ وہ فولادی ضرب تھی۔ جس نے گلبرگ ۲۵ بی سے اٹھنے والی غلام احمد پرویز کی تحریک کے قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ پھر دینی اور علمی ہر سطح پر پرویزی ٹولے کی مخالفت ہونے لگی اور اس کا نظام ربوبیت صرف کالج کے نوجوان طلبا تک محدود ہو کر رہ گیا۔

قارئین کرام! اس تاریخی واقعے کو یہاں اس لئے دہرایا گیا ہے کہ آج پھر اسی پرویزی ٹولے نے سر اٹھایا ہوا ہے۔ اب اس کے پاس زیادہ وسیع ذرائع ہیں۔ اب وہ انٹرنیٹ پر اپنے شر انگیز خیالات اور دین کی نئی تعبیر کو ہر گھر میں پھیلا رہا ہے۔ اس کے گرگے ویڈیو اور آڈیو کیسٹ کے ذریعے ترغیبی مواد مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ مقامی اور قومی سطح پر جلسے اور اجلاس کر کے معصوم ذہنوں کو زہر آلود کر رہے ہیں اور نئی نسل جو اس ٹولے کے افکار سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتی بڑی دلچسپی اور تجسس سے اس کے لچھے دار خیالات کو سن رہی ہے!

غلام احمد پرویز اس بھٹکے ہوئے قافلے کا آخری فرد ہے جس میں حافظ جیراجپوری،

عبداللہ چکڑالوی، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، سید رفیع الدین ملتانی، محبوب شاہ گجراتی، خواجہ احمد حسن مستری وغیرہ شامل تھے۔ ان میں سے کئی مغربی نظریات، مغربی طرز زندگی اور مغربی فلسفیانہ اور سائنسی نظریات سے بے انتہا مرعوب تھے۔ چنانچہ مرعوبیت کی عینک لگا کر وہ جب دین اسلام پر نظر ڈالتے تو انہیں بہت سی چیزوں اور واقعات میں سائنسی انداز نظر نہ آتا اور وہ یا تو ان کی تردید کرتے یا پھر ان کی توجیہہ اپنے اپنے انداز سے اس طرح کرتے کہ عوام کے ذہن شک وشبہات میں گم ہو کر رہ جاتے۔

غلام احمد پرویز نے اپنے خیالات اور افکار کی ترسیل کے لئے قرآن کریم کی آیات کو استعمال کیا۔ ان کے ترجموں میں تحریف کی۔ ارکان اسلام کی نئی نئی توجیہات پیش کیں۔ معجزوں سے انکار کیا اور خواتین کو مساوی حقوق دلانے کا پرچار کر کے حقائق سے انحراف کیا۔ تمام احادیث کو ناقابل اعتماد قرار دیا اور صرف ان احادیث کو قابل قبول قرار کیا جو ان کی اپنی قرآنی فکر کی تائید کرتی ہوں۔ انہوں نے قرآن کی مروجہ اصطلاحات یعنی خدا، صلوٰۃ، عبادت، زکوٰۃ، قیامت، جنت، دوزخ کو نئے معانی پہنائے۔ جن سے ان کا مفہوم ہی بدل گیا۔ پھر ان نئے معنی سے مزین ''لغات القرآن'' مرتب کر ڈالی تا کہ ان کی ''قرآنی فکر'' کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

مثلاً اقام صلوٰۃ کے معنی وہ یہ بیان فرماتے ہیں

۱۔ معاشرہ کو ان بنیادوں پر قائم کرنا جن پر ربوبیت نوع انسانی کی عمارت استوار ہوتی جائے، قلب ونظر کا وہ انقلاب جو اس معاشرے کی روح ہے۔ (نظام ربوبیت)

۲۔ ''قیام صلوٰۃ قرآن کی ایک نہایت جامع وبلیغ اصطلاح ہے۔ اس سے مقصود درحقیقت اس معاشرے کا قیام ہے جس میں قانون خداوندی عملاً نافذ ہو۔

اور اس طرح ہر فرد معاشرہ کی مضمر صلاحیتوں کی پوری پوری نشوونما ہونی چاہئے تا کہ وہ اس زندگی اور اس کے بعد کی زندگی کی سرفرازیوں سے بہرہ یاب ہوتا ہوا ارتقائی منزل طے کرتا چلا جائے۔۔۔۔ اس نظام کی بار بار یاد دہانی کرائی جاتی ہے تا کہ اس نظام یا نظام ربوبیت کے مختلف اصول اجاگر ہو کر رہیں۔

اس یاددھانی کا نام صلوٰۃ کا طریقہ ہے۔یعنی خاص اوقات کا اجتماع صلوٰۃ''۔

(قرآنی فیصلے)

چلئے کہانی ختم! نہ وضو کی ضرورت' نہ مسجد میں پانچ دفعہ جا کر باجماعت نماز ادا کرنا۔بس جلسہ کرلیا اور لیڈر رسے نظام ربوبیت کے بارے میں تقریر کرالی گئی۔واہ کیا ''قرآنی فکر'' ہے۔

پرویز صاحب صلوٰۃ کو نماز بھی نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک یہ لفظ مجوسیوں کا ہے اور نماز میں قیام، رکوع اور سجود بھی اس لئے کئے جاتے ہیں کہ ان اجتماعات کرنے والوں کے سینوں میں جذبات کا تلاطم اٹھ رہا ہوتا ہے۔لہٰذا ان کو اظہار جذبات کے طور پر ایسے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں۔(استغفر اللہ)

ایک صاحب نے سوال کیا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ جواب میں ارشاد فرمایا۔ ''میں اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح جمہور مسلمان نماز پڑھتے ہیں''۔ بھائی آپ کے دل میں سوال پیدا ہوگا کہ ایک طرف تو میں موجودہ نماز کو ایک بے روح رسم پرستش قرار دیتا ہوں اور دوسری طرف اس رسم کا بھی پابند ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے نزدیک نماز بے روح اور بے نتیجہ ہونے کے باوجود دین کے اجزاء ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا قومی شعار بن گئی ہے۔ چونکہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں اور اپنے آپ کو نہ ان سے علیحدہ سمجھتا ہوں نہ برتر۔لہٰذا اسی درماندہ کارواں کا ہم سفر ہوں۔(قرآنی فیصلے)۔

''جنوں'' کے متعلق آپ نے جو تحقیق فرمائی اس پر سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے۔

جن وانس انسانوں کی ہی دو جماعتیں ہیں۔انس شہروں کی مہذب آبادی اور جن صحرا کے بادیہ نشیں۔جو شہری آبادی کی نگاہوں سے اوجھل اور بیابانوں میں رہتے ہیں۔

(آدم وابلیس صفحہ ۱۰۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ہر وہ قوت جو انسانی نگاہوں سے اوجھل ہو، جن کہلاتی ہے اور انسانی جذبات چونکہ آنکھوں سے دیکھے نہیں جاسکتے۔اس اعتبار سے انہیں جن کہا گیا ہے۔

(آدم وبلیس صفحہ ۹۰)

خانہ کعبہ کے متعلق بھی پرویز صاحب دور کی کوڑی لائے ہیں:

''واضح رہے کہ حرم، کعبہ مکہ سے مراد سعودی عرب کا دارالسلطنت نہیں بلکہ دین کے نظام کا مرکز ہے جہاں سے قرآنی قوانین نافذ ہوں گے۔ (طلوع اسلام دسمبر ۱۹۵۱ء)

مسلمانوں کے نزدیک حضرت محمد ﷺ انسانوں میں سے سب سے عظیم و برتر ہستی ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت بھی لازم قرار دی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''(اے رسول لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا''۔ ''لقد كان لكم فى رسول الله اسوه حسنة٥''

مگر مقام رسالت کے بارے میں پرویز صاحب لکھتے ہیں۔

''توحید کے بعد رسالت حضور ختم المرسلین ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن رسول ﷺ پر ایمان لانے سے مفہوم اس کی ذات پر ایمان نہیں کیونکہ اس کی ذات تو مکان و زمان کی حدود کی پابند ہوتی ہے اور ملت اسلامیہ ابدیت سے ہمکنار ہے۔

.... پس رسالت محمدیہ پر ایمان سے مقصود اس کتاب پر ایمان ہے جو حضور ﷺ کی وساطت سے امت کو ملی۔ (فردوس گم گشتہ صفحہ ۳۷۲)

یعنی حضور اکرم ﷺ کی ذات کو درمیان سے نکال دیا۔ ان کا کام (نعوذ باللہ) محض ایک پوسٹ مین یا ہرکارے کا تھا۔ ہمیں قرآن کریم دیا اور واپس چلے گئے اب ان کی ذات ہمارے لئے اہم نہیں۔ (استغفر اللہ)۔

قرآنی آیت ''اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم'' کی ماڈرن تشریح اس طرح فرمائی۔

''اس آیت مقدسہ کا مفہوم بالکل واضح ہے جس میں اللہ اور رسول سے مراد مرکز ملت ہے اور ''اولی الامر'' سے مفہوم افسران ماتحت۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مقامی افسر سے کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو بجائے اس کے کہ وہیں

مناقشات شروع کردو' امر متنازعہ فیہ کو مرکزی حکومت کے سامنے پیش کرو۔ اسے مرکزی حکومت کی طرف Refer کرو۔ مرکز کا فیصلہ سب کے لئے واجب التسلیم ہوگا یعنی اس نظام میں مقامی افسروں کے فیصلوں کے خلاف عدالت عالیہ میں مرافعہ (اپیل) کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ (معراج انسانیت صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶)

پرویز صاحب تلاوت قرآن پاک کے بھی قائل نہیں وہ تلاوت کے عمل کو بیکار بیہودہ اور فضول سمجھتے ہیں۔

بقول ان کے

''یہ عقیدہ درحقیقت مسلمانوں کو قرآن سے الگ رکھنے کے لئے تراشا گیا تھا جو عجمی سازش کا نتیجہ ہے اور یہ عقیدہ یکسر غیر قرآنی ہے جو درحقیقت عہد سحر کی یادگار ہے''۔

یعنی اب تلاوت قرآن پاک سے بھی چھٹی ہوگئی۔

چونکہ پرویز صاحب مرد کی عورت پر بالادستی کے قائل نہیں لہٰذا وہ قرآن کریم کی کئی آیتوں کی اپنے نقطہ نظر سے تشریح کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ النساء کی ان آیتوں کو دیکھئے۔

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ سو جو عورتیں نیک ہیں، اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں تم کو ان کی نافرمانی کا ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور انہیں خوابگاہوں میں تنہا چھوڑ دو۔ اور ان کو مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کردیں تو ان کو (ایذا دینے کا) کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ (النساء ۳۴)

پرویز صاحب سابقہ تمام تفاسیر کو غلط قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں بات میاں بیوی کی نہیں بلکہ معاشرہ کے عام مردوں اور عام عورتوں کی ہورہی ہے۔

اس آیت کے آخری حصے کے بارے میں گوہر افشانی فرماتے ہیں۔

''اس کے بعد اگر عورتیں اپنے خصوصی فرائض سے بلاعذر سرکشی اختیار کریں جیسا کہ آج کل بعض مغربی ممالک میں ہورہا ہے کہ عورتوں نے مرد بننے کے چاؤ میں بلاعذر اپنے فرائض کو چھوڑ دیا۔ جس سے نسل انسانی کا سلسلہ ہی منقطع ہوجاتا ہے تو معاشرہ

ایسا انتظام کرے کہ ان کو سمجھائے۔ اگر عورتیں سمجھانے پر باز نہ آئیں تو پھر انہیں ان کی خواب گاہوں پر چھوڑ دیا جائے (Internment) ایک قسم کی نظر بندی ہوگی۔

اگر عورتیں اس پر باز نہ آئیں تو پھر انہیں عدالت کی طرف سے بدنی سزا بھی دی جاسکتی ہے''۔ (طاہرہ کے نام خطوط)۔

پرویز صاحب ''قربانی'' پر بھی یقین نہیں رکھتے۔ کتاب ''قرآنی فیصلے'' کے صفحہ نمبر ۵۴ پر مندرجہ ذیل عبارت ملتی ہے۔

''یہ بالکل درست ہے کہ حضرت خلیل اکبر اور حضرت اسمٰعیلؑ کے تذکار جلیلہ کے ضمن میں قرآن نے یہ کہیں نہیں کہا کہ اس واقعہ عظیمیہ کی یاد میں جانوروں کو ذبح کیا کرو۔ حتیٰ کہ حضرت اسمٰعیل کی جگہ مینڈھا ذبح کرنے کا واقعہ قرآن میں نہیں تورات میں ہے''۔

اس کتاب کے صفحہ ۵۶ پر آپ کا فتویٰ موجود ہے۔

''مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ (یعنی اپنے اپنے شہروں میں) قربانی کے لئے کوئی حکم نہیں۔ تاریخ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں قربانی نہیں کی۔ جب حج کے لئے تشریف نہیں لے گئے تو اپنی طرف سے قربانی کے جانور امیر حجاج کے ہاتھوں وہاں بھیج دیئے۔ اس لئے یہ ساری دنیا میں اپنے اپنے طور پر قربانی کرنا ایک رسم ہے''۔

مندرجہ بالا جملے جھوٹ کا پلندہ ہیں کیونکہ بخاری شریف میں حضرت انس بن مالکؓ، حضرت براء بن جاذبؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابوامامہ بن سہل انصاریؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں بھی قربانی کی تھی۔

جنت اور دوزخ کے بارے میں بھی آپ منفرد تصور رکھتے ہیں ان کے مطابق جنت اور دوزخ اسی دنیا میں مل جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''جس طرح مسلمانوں نے اللہ کو عرش پر بٹھا رکھا ہے اس طرح انہوں نے جنت کو بھی دوسری دنیا کے ساتھ مختص کر رکھا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جنت اور دوزخ اس

دنیا میں شروع ہوجاتے ہیں''۔ (سلیم کے نام خط صفحہ نمبر ۱۵۹)

اور جہنم کے بارے میں خیالات عالیہ یہ ہیں!

دیکھئے قرآن نے بتایا کہ جہنم وہ مقام ہے جس میں زندگی کی نشوونما رک جاتی ہے۔ (۲/۱۷۴) ان کے لئے مستقبل میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ (۳/۷۷) جہنم کے لئے عربی لفظ جحیم آیا ہے۔ جحیم کے معنی روک دینے کے ہیں یعنی اہل جہنم وہ ہیں جن کی نشوونما رک چکی ہو اور وہ آگے بڑھنے کی صلاحیت نہ رکھیں۔ لہٰذا قرآن کی رو سے انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ انسانی ذات یا نفس کی نشوونما (تزکیہ۔ تربیت) ہو جائے۔ (صفحہ نمبر ۶۷)

قارئین کرام! پرویز صاحب کی تمام کتابیں اسی قسم کی تحقیقاتی لغویات سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ تلاوت قرآن کو ایک بیکار عمل سمجھتے ہیں۔ قربانی کے قائل نہیں۔ جنت اور دوزخ کو اسی دنیا میں تلاش کر لیتے ہیں۔ صلوٰۃ کا مقصد پانچ وقتوں کی نماز نہیں سمجھتے بلکہ اسے مجوسی اصطلاح کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک جنوں سے مراد دیہات میں رہنے والے افراد، کم تعلیم یافتہ افراد ہیں۔ اللہ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ سے مراد وہ مرکز ملت لیتے ہیں۔ کعبہ اور حرم کو وہ نظام ربوبیت کا مرکز کہتے ہیں اور جابجا احادیث مقدسہ کا مذاق اڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مندرجہ بالا تصورات پھیلانے کے سبب پرویزی ٹولہ نئی نسل کے ذہنوں میں انتشار اور بے چینی اور شک وشبہات پیدا کر رہا ہے اور انہیں اپنی ''قرآن فکر'' کی تعلیم دے کر گمراہ کر رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قادیانیوں کی طرح اس ٹولے کا بھی ہر جگہ تعاقب کیا جائے اور اس کے گمراہ کن عقائد کی اصل تصویر کو عوام الناس تک پہنچایا جائے۔ انشاءاللہ تحریک انجمن خدام الدین کے کارکن اپنے امیر پیر ومرشد حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ کی قیادت میں اس زہریلی تحریک کو لاہور میں پنپنے نہیں دینگے۔ (بشکریہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور)۔

گلبرگ لاہور کا پرویز

کافر ہے

1962ء میں

شائع ہونے

والا

ایک یادگار

اشتہار

گلبرگ (لاہور) کا لیڈر کافر ہے

دورِ ایوبی میں مشرقی پاکستان کے ساڑھے پانچ سو علماء کرام نے متفقہ طور پر منکر حدیث غلام احمد پرویز اور اس کے ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ لگا دیا
تمام مکاتب فکر اور ہر طبقہ کے علماء نے اس امر پر دستخط کر دیئے ہیں کہ جب تک یہ لوگ اپنے کافرانہ خیالات سے توبہ نہ کریں گے انکو مسلمان نہ سمجھا جائے اور نہ مسلمانوں
کے قبرستان میں انکو دفنانے کا حق ہے۔ فتویٰ پر دستخط کرنیوالوں میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی اور علماء حضرات مشرقی پاکستان کے موتمر العلماء کے شرکاء حضرات
مولانا اطہر علی صاحب ڈھاکہ وغیرہ مغربی پاکستان کے تمام مدارس عربیہ، نظام العلماء مغربی پاکستان کے تمام عہدیداران داخل ہیں۔
فتویٰ میں پرویز کے جن خیالات کی وجہ سے اسکو اور اسکے ماننے والوں کو کافر قرار دیا گیا ہے وہ بحوالجات اس فتویٰ میں اس طرح درج ہیں:

(پرویزی عقائد کفریہ)

۱۔ اللہ اور رسول: پرویز کہتا ہے کہ اللہ کوئی ماورائی ہستی نہیں بلکہ وہ عبارت ہے ان صفات عالیہ سے جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے۔ رسول کو تمام امور میں حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی اطاعت کرائے (اسباب القرآن جلد ۲ صفحہ [illegible])

۲۔ ملائکہ: ملائکہ وہ قوتیں ہیں جنہیں انسان مسخر کر سکتا ہے وہ مرفوق الفطرت نہیں ہیں۔

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام: حضرت آدم علیہ السلام کا کوئی شخص موجود نہ تھا قرآن کریم میں جس آدم کا ذکر ہے اس سے مراد نوع انسان ہے (لغات القرآن صفحہ ۲۱۵)

۴۔ جنت و دوزخ: مرنے کے بعد جنت و جہنم مقامات نہیں ہیں، انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔ (لغات القرآن جلد ۱ صفحہ [illegible])

۵۔ ارکان دین: ارکان دین نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، دعا اور حج وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور خوشامدانہ مسلک کے مظاہر ہیں (طلوع اسلام ۳۰ فروری ۱۹۵۸ء)

۶۔ نماز: یہ مجوسیوں کی رسم ایک جاہلانہ ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ کا ترجمہ مجوسیوں کی رسم سے لیا گیا ہے۔ مرکز ملت کو ان میں تغیر و تبدل کا حق حاصل ہوگا۔ (قرآنی فیصلے صفحہ [illegible]) (طلوع اسلام جون [illegible])

۷۔ زکوٰۃ: زکوٰۃ کی حقیقت ٹیکس ہے۔ صدقہ فطر ڈاک کے ٹکٹ ہیں۔ (قرآنی فیصلے [illegible])

۸۔ حج: نمازوں کی جو ہدایت حج ان کا انتہا ہے (معارف جلد ۴ صفحہ ۲۹۰)

۹۔ قربانی: حج ایک کانفرنس ہے اس میں شریک ہونے والوں کے خورد و نوش کے لئے جانور ذبح کرتا ہے۔ مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ قربانی کا کوئی حکم نہیں (قرآنی فیصلے)

۱۰۔ تلاوت قرآن: تلاوت قرآن غیر قرآنی عقیدہ ہے، یہ عقیدہ عہد مجوسی کی یادگار ہے (قرآنی فیصلے)

۱۱۔ ختم نبوت: ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ انسانی معاشرہ کی باگ ڈور اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھ میں ہوا کرے گی۔
(سلیم کے نام)

دیال سنگھ کالج میں حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تقریر

تمام مسلمانوں کے محبوب دینی رہنما حضرت مولانا احمد علی صاحب نے دیال سنگھ کالج لاہور میں واضح الفاظ میں بار بار فرمایا کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے۔
اکابر علماء میں سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہور، حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غورغشتی، حضرت مولانا محمد صادق صاحب ناظم مدرسہ عربیہ بہاولپور، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مردان، حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک دارالعلوم حقانیہ، حضرت مولانا عبدالحنان صاحب جامعہ [illegible] بالاکوٹ، امیر نظام العلماء، اوپنہ کی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مدنی، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی خطیب جامع مسجد چینیاں والی لاہور، مفتی سرحد حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب پوپلزئی پشاور، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ وفاق المدارس ملتان کے دستخط ثبت ہیں۔

نوٹ: ایک اسلامی مملکت میں قادیانی، کمیونسٹ، سوشلسٹ، منکرین حدیث اور صحابہ کرام کے دشمنوں کو کھلی چھٹی دینا سراسر ناانصافی ہے۔ اور یہ عناصر اس دھرتی کا ناسور ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس مملکت قرآن و حدیث کی عملاً حکمرانی قائم کرے تمام غیر شرعی رسوم کا خاتمہ کرے اور دین اسلام میں ہر روز نئے فتنے پیدا کرنے والے عناصر کے خلاف ایسی کارروائی کی جائے جو تمام معاشرے کیلئے باعث عبرت ہو تاکہ آئندہ کسی کو دین کے نام پر لوگوں میں افتراق اور بے چینی پیدا کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

یہ اشتہار دفتر نظام العلماء کلا بازار مانسہرہ سے مفت مل سکتے ہیں۔ فون نمبر ۲۹۹۲

ناشر منجانب:- مولانا عبدالحیی خطیب جامع مسجد ناڑی مانسہرہ ہزارہ ڈویژن

فتنہ انکار حدیث

و

فتنہ پرویزیت

اسلام کے خلاف ایک گہری سازش

از

ڈاکٹر محمد ابراہیم محمدی

کوئٹہ

فتنہ انکار حدیث۔۔فتنہ پرویزیت۔۔ایک گہری سازش

ڈاکٹر محمد ابراہیم محمدی۔کوئٹہ

اسلام انسانی افکار ونظریات پر مشتمل کوئی غیر فطری، غیر حقیقی، عارضی اور نامکمل نظام نہیں۔ بلکہ خالق کائنات کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے مکمل ضابطہ حیات اور توانائی سے بھرپور سرچشمہ رشد وہدایت ہے۔ دین اسلام انسانوں کو نہ صرف آخرت کی ابدی کامیابیوں اور مسرتوں سے نوازتا ہے، بلکہ دنیا میں بھی روحانی، ذہنی، جسمانی، انفرادی واجتماعی، سماجی ومعاشرتی، معاشی وسیاسی تحفظات بخشتا ہے۔اسلام عالمگیر اور آخری دین ہے۔ یہ امت بھی عالمگیر اور آخری امت ہےاس لئے یہ قدرتی بات ہے کہ اس دین اور امت کا واسطہ دنیا کے مختلف انسانوں، مختلف زمانوں، مختلف حالات اور مختلف شیطانی اور باطل قوتوں سے رہے گا۔اس امت کو انقلابات اور تغیرات سے بھرپور زمانہ دیا گیا ہے۔

اسلام اور دشمنان اسلام:

اسلام چونکہ دین حق ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ باطل اور کفری قوتیں ہمیشہ حق کو مٹانے کی کوششوں میں مصروف عمل رہتی ہے۔ابتداء سے آج تک دین اسلام پر خارجی اور داخلی محاذوں پر دشمنان اسلام نے مختلف طریقوں اور مختلف حربوں سے مسلسل، منظم اور بھرپور حملے کیے ہیں۔ایک طرف خارجی محاذوں پر خارجی، دشمنوں مثلاً مشرکین، یہود، نصاریٰ، تاتاریوں، ہندوؤں، کمیونسٹوں اور دیگر لا دین قوتوں نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مسلسل اور شدید حملے کیے۔تو دوسری طرف داخلی محاذوں پر داخلی دشمنوں مثلاً منافقین، خوارج، معتزلہ، روافض، باطنیہ، فتنہ بہائیت، فتنہ قادیانیت، فتنہ پرویزیت نے اسلام کے نام پر غیر اسلامی، باطلانہ، گمراہ کن عقائد ونظریات گھڑ کر اور پھیلا کر اسلام کی حقیقی روح اور سچے وسادہ نظام حیات کو مسخ اور تباہ وبرباد کرنے کی بھیانک سازشیں کیں۔اسلام کی جگہ کوئی دوسرا مذہب یا نظریہ ہوتا تو کب کا دنیا سے نیست ونابود ہو چکا ہوتا۔مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی ہمیشہ حفاظت اور مسلمانوں

کی ہمیشہ نصرت کی۔ جتنی قوت سے اسلام کو مٹانے کی کوشش کی گئی، اس سے زیادہ طاقت سے اسلام ابھرا اور پھیلا ہے۔ تاریخی حقیقت اس بات پر یقین دلا رہی ہے کہ قیامت تک دین اسلام کی شمع اپنی پوری آب و تاب سے روشن رہے گی۔ چاہے کفر والحاد کی آندھیاں جتنی شدت سے چلیں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دور حاضر کے دو خطر کے فتنے:

دور حاضر میں دو بہت بڑے خطرناک فتنے دین اسلام کو مٹانے کے لئے نمودار ہوئے۔ ایک فتنے نے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر کاری وار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ تو دوسرے فتنے نے امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی سنت مبارک کو مٹانے کی بھیانک اور گھناؤنی سازش کی۔ یہ دو خطرناک فتنے ''فتنہ قادیانیت'' اور فتنہ پرویزیت'' ہیں۔ فتنہ قادیانیت کا سرغنہ تو چودھویں صدی ہجری کا مسیلمہ کذاب ''مرزا غلام احمد قادیانی'' ہے جبکہ فتنہ پرویزیت کا سرغنہ چودھویں صدی ہجری کا ابولہب، ''چوہدری غلام احمد پرویز'' ہے۔ ان دونوں غلاموں نے دین اسلام کو ملیامیٹ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

مسلمانان کرام! ابولہب ملعون وہ پہلا شخص تھا، جو حضور ﷺ کے ارشادات کا کھلم کھلا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ اور مکہ معظمہ کی گلیوں میں برملا کہتا پھرتا تھا کہ محمد ﷺ کی بات مت سنو۔ اسی طرح غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکار بھی شہر شہر گاؤں گاؤں، گلی گلی، کہتے ہیں کہ احادیث وسنت دین کا حصہ نہیں۔ ان پر عمل نہ کرو کیونکہ سنت و احادیث تو دین میں حجت ہی نہیں۔

(معاذ اللہ)

دین اسلام میں سنت مبارکہ (احادیث) کی حیثیت واہمیت:

ابتداء سے آج تک امت مسلمہ کا اس بات پر ایمان ہے کہ اسلامی شریعت کے بنیادی

ماخذ اور بنیادی ستون قرآن کریم اور سنت رسول کریم ﷺ ہیں۔ اللہ جل شانہ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے قرآن کریم، اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ قرآن کریم چونکہ اصولی کتاب ہے۔ اس لیے اپنی آخری کتاب قرآن مجید کی تفسیر، تشریح وتوضیح اور اس کی عملی تشکیل کی ذمہ داری بھی اپنے آخری نبی ﷺ کے سپرد فرمائی۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت تاکید سے حکم صادر فرمادیا ہے۔ "واقیمو الصلوٰۃ" اور صلوٰۃ قائم کرو۔ لیکن صلوٰۃ کے معنی، ارکان، طریقہ عمل، اوقات، شرائط اور دیگر تفصیل بیان نہیں فرمائے۔ ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ کی تشریح وتوضیح اور اس کی عملی صورت کے بغیر اس حکم الٰہی کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا۔ چنانچہ حضور پرنور ﷺ نے اللہ جل جلالہ کے حکم سے اس اصولی حکم کی تمام جزئیات، تمام تفصیل اور اس کا عملی نمونہ امت کے لئے پیش فرمایا کہ صلوٰۃ کے معنی کیا ہیں۔ اس کے ادا کرنے کا طریقہ تمام ترتیب وترکیب، اوقات وشرائط اور مقامات بیان فرمائے۔ بالکل اسی طرح دوسرے تمام قرآنی احکامات وقرآنی تعلیمات کی تفسیر، تشریح اپنے قول، عمل اور تقریر (بیان سکوتی) سے فرمائی۔ حضور ﷺ کے قول، فعل وتقریر (بیان سکوتی) کو "سنت مبارکہ" کہتے ہیں۔ یوں دین اسلام مکمل ہوا

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"۔

"مسلمانان کرام، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"ان نحن نزلنا الذکر وانالہ لحفظون"۔

ترجمہ: "بے شک ہم ہی نے ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

یوں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ایک ایک لفظ مبارک کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے معنی ومفہوم کو احادیث مبارکہ (سنت مبارک) کی صورت میں قیامت تک کیلئے محفوظ فرمادیا۔

منکرین سنت (حدیث) کے ناپاک عزائم:

دشمنان اسلام کے لئے اس بات کا امکان تو نہ تھا کہ قرآن کریم کا متبادل پیش کرتے۔ یا قرآن کریم میں کسی بھی قسم کی تبدیلی اور کمی وبیشی کر لیتے۔ مگر وہ برابر اس تاک میں رہے کہ کسی نہ کسی طرح قرآن پاک کے مضبوط حصار کو توڑ سکیں۔ اور اسلام اور اسلامی تعلیمات کو مسخ اور تبدیل کر کے، دین اسلام کو ختم کر سکیں۔ چنانچہ ان مذموم مقاصد کے لیے انہوں نے گمراہ کن، باطلانہ غیر اسلامی عقائد گھڑ لئے اور اسلام کے نام پر پیش کر کے انہیں مسلمانوں میں قابل قبول بنانے کے لئے ان کی تائید میں قرآن کریم میں معنوی تحریفات اور باطلانہ تاویلات کا سہارا لینے کی کوشش کی۔ چونکہ اسلام کے مبارک نام سے پیش کئے گئے ان غیر اسلامی عقائد وتعلیمات کے راستے میں پہلی اور آخری رکاوٹ حدیث مبارکہ تھیں۔ لہٰذا وہ اپنے ناپاک عزائم کی خاطر احادیث نبوی ﷺ کے خلاف صف آراء ہوئے۔ اور احادیث نبوی ﷺ کے خلاف گستاخانہ پروپیگنڈے شروع کئے۔ نہایت چالاکی ومکاری سے سنت رسول مقبول ﷺ اور احادیث نبوی ﷺ کی حجیت، صحت وحفاظت کے بارے میں منظم طریقے سے گمراہ کن شکوک وشبہات پھیلانے شروع کئے۔ اور پھر کھلم کھلا، سنت واحادیث بنوی ﷺ کی حجیت (Authority) ہی کے منکر ہو گئے۔ چنانچہ اب انہوں نے آزادانہ طور پر قرآن کریم میں معنوی تحریفات اور باطلانہ تاویلات کا سلسلہ شروع کیا۔ اور دین اسلام کے نام پر ایسا اسلام پیش کیا جس کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ انکار حدیث کے بعد اب دین موم کی گڑیا بن گیا کہ جس طرح چاہا، اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا۔

فتنہ پرویزیت:

منکرین حدیث کے سرغنہ چودھری غلام احمد پرویز نے بالکل اسی طریقے سے دین اسلام کو ختم کرنے کی سازش کی۔ سنت مبارکہ کی حجیت اور احادیث مبارکہ کی حفاظت سے انکار کر کے اپنے خودساختہ مذہب کے گمراہ کن عقائد ونظریات کی تائید وقبولیت کے لئے قرآن کریم

میں باطلانہ تاویلات اور معنوی تحریفات کیں۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، قربانی، حلال وحرام، نکاح وطلاق، کاروباری معاملات، غرض یہ کہ دین اسلام کی تعلیمات کی غیر اسلامی، مضحکہ خیز تشریح وتوجیہ کی۔ وجود ملائکہ، وجود حضرت آدم، وجود جنات وشیاطین، وعقیدہ تقدیر، معجزات انبیاء کرام سے انکار کر کے ان کے غیر اسلامی مفہوم بیان کیے۔ تابعین، تبع تابعین، محدثین عظام، آئمہ کرام، مشائخ عظام اور علماء کرام کو اپنی نفرت اور تضحیک کا نشانہ بنایا۔ دین اسلام کو ''مروجہ اسلام'' کہہ کر اسلام اور مسلمانوں کی توہین کی۔ بدقسمتی سے سادہ لوح اور مغربی افکار وطرز زندگی سے متاثر مسلمان اس گہری سازش کو سمجھ نہ سکے اور ان منکرین حدیث، منکرین قرآن، دشمنان اسلام عناصر کے شکنجے میں پھنس گئے۔

عالم اسلام کا متفقہ فتویٰ:

چنانچہ عالم اسلام کے مختلف مسالک اور مختلف ممالک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب کے تقریباً ایک ہزار مفتیان کرام اور علماء کرام نے متفقہ فتویٰ دیا کہ اپنے غیر اسلامی عقائد کی رو سے چودھری غلام احمد پرویز، خارج از اسلام ہے۔ اور جو شخص بھی ایسے عقائد رکھے وہ بھی مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ چنانچہ ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق یعنی قرابت داری، شادی وبیاہ، کاروبار ومعاملات، ان کے جنازے میں شرکت اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے۔

فتنہ انکار حدیث یعنی پرویزیت سے تعلق رکھنے والوں کی پہچان یہ ہے کہ جہاں بھی موقع ملے، نہایت ماکری سے احادیث نبوی ﷺ پر اعتراضات کرتے ہیں۔ اور محدثین عظام، آئمہ کرام، مشائخ واولیاء کرام اور علماء کرام کی توہین کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

حکومت کویت کا تاریخی فیصلہ:

مسلمانان کرام! کویت نے حال ہی میں منکرین حدیث یعنی فتنہ پرویزیت کو خارج از اسلام قرار دے کر اس کی تمام سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ فتنہ

کتنی سرگرمی سے مصروف عمل ہے۔ ہم کویت کی حکومت کو اس مبارک فیصلے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

حکومت پاکستان سے اپیل:

مسلمانان پاکستان بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فتنہ پرویزیت کے غیر اسلامی عقائد کی روح سے اور امت کے مسلمہ کے متفقہ فتویٰ کی روشنی میں انہیں سرکاری طور پر خارج از اسلام قرار دے کر، ان کی تمام سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت کو سپریم لاء کی حیثیت حاصل ہے۔

مسلمانوں سے پرزور اپیل:

اے شمع رسالت کے پروانوں......... اے محبوب دو عالم کی محبت کے دعویدارو.........اٹھو اور دشمنان اسلام.........دشمنان ختم نبوت ﷺ ....دشمنان سنت مبارک (احادیث) سے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ ایک مسلمان لاکھ بے عمل سہی مگر ناموس رسالت ﷺ، ختم نبوت ﷺ اور سنت مبارک ﷺ کے تحفظ کے لئے تن من دھن سے لڑتا ہے۔ کیونکہ ہمارے دل و دماغ، حضور ﷺ کی محبت سے منور اور ہماری روحیں سرشار ہیں۔

لہٰذا یہ تمام مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ ہر محفل، ہر دعوت، ہر اجتماع میں اپنی تقریروں، تحریروں سے ان منکرین سنت وحدیث کی بھرپور مخالفت کریں۔ اور اس فتنے کی سرکوبی کے لئے ہر طرح کی جدوجہد کریں۔ کیونکہ یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

فتنہ پرویزیت کا تعاقب

اور

علمائے حق کا کردار

از

عبدالخالق بھٹی

ناظم نشر واشاعت

تحریک ردِ پرویزیت

کویت

فتنہ پرویزیت ۔۔۔۔!

اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں دین حق کے خلاف خارجی فتنوں نے سر اٹھایا، علمائے حق نے فوراً ان کی سرکوبی کے لئے اپنا کردار ادا کیا۔

عالم اسلام مختلف ادوار میں گوناگوں داخلی و خارجی فتنوں کا شکار رہا ہے ان فتنوں کے محرکین کا ہمیشہ ایک ہی ہدف رہا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہب اور عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار کر کے ان کی مرکزیت ختم کی جائے تاکہ ان کی قوت کبھی مجتمع نہ ہو سکے اور وہ ہمیشہ انتشار کا شکار رہیں۔ اس مقصد کے لئے کبھی جھوٹی نبوت' کبھی بنیاد پرستی' کبھی حقوق انسانی' کبھی عقلیت پرستی کے باطل دعاوی سے دین حق کی حقانیت کو مسخ کرنے کی مذموم کوششیں ہوتی رہیں ہیں اور اہل اسلام کی صفوں میں موجود منافقین نے ایک طے شدہ منصوبہ کے مطابق اپنے مادی وسائل کی کثرت' ذرائع ابلاغ پر کنٹرول اور ارباب اختیار تک رسائی کی بدولت اپنی قوت اثر سے اس کردار کو ہمیشہ موثر طور پر ادا کیا ہے اور اسلام کی نظریاتی بنیادوں کو نشانہ بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام انفرادی و اجتماعی طور پر مذہبی منافرت کا شکار ہیں اور مختلف گروہ بندیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان کی قوت منتشر ہو چکی ہے اور وہ باطل والحادی قوتوں کے آگے بے بس ہیں۔

عالم اسلام کے ابتدائی دور میں منکرین حدیث کا فتنہ پہلی دفعہ ظہور پذیر ہوا جو اہل علم کی طویل جدوجہد سے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ مستشرقین نے اسی رخ سے اپنی نام نہاد ریسرچ کی آڑ میں اسلام پر وار کیا اور خارجی ذہن رکھنے والے کمزور ایمان کے حامل پڑھے لکھے افراد کو اس مشن پر لگا دیا کہ وہ مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے عقلیت کی آڑ میں ان کے عقائد و ایمان کو مشکوک بنا کر اسلام و ایمان سے منحرف کریں۔ اس مقصد کے لئے مستشرقین کے تعلیمی اداروں میں ریسرچ سنٹرز قائم کئے گئے جنہوں نے مشنری بنیادوں پر اسلام کے خلاف مختلف جہات سے کام کیا اور مختلف اسلامی ممالک میں دانشوروں اور مفکرین کے پرکشش ناموں سے اپنے ایجنٹ تیار کئے جنہوں نے اپنے آقاؤں کے مشن کی تکمیل کے لئے بھرپور انداز میں اپنے اپنے ملکوں میں

اسلامی ریسرچ کے نام سے تحریری اور تقریری کام کے حوالے سے عوام الناس کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور اپنی خود ساختہ جدت فکر کی آڑ میں دین اسلام کی نئی تشریح کی بنیاد رکھ دی' جو مسلم امہ کے متفقہ اور معروف و مروج نظریات اور مسلمہ حقائق کے بالکل برعکس تھی اور جس میں حدیث رسول ﷺ کی حجیت کا انکار کر کے دین کی ان مسلمہ حدود کو مسمار کر دیا گیا جو دین اسلام کی پہچان تھیں اور جن پر قرون اولیٰ سے مسلم امہ کا متفقہ اجماع بطریق تواتر چلا آ رہا تھا۔

بدقسمتی سے پاکستان میں انکارِ حدیث کے فتنہ عظیم کی بنیاد انڈین سول سروس کے ایک ملازم غلام احمد پرویز نے رکھی جس نے اپنے آپ کو ایک جدید مفکر قرآن کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اپنی تحریک کا نام "بزم طلوع اسلام" رکھا۔ بظاہر یہ نام اقبالؒ کی ایک نظم سے ماخوذ ہے۔ لیکن حقیقت میں اقبال کی شہرت واثر سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے عوام الناس کے ذہنوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا محض یہ ایک حیلہ تھا۔ اسی طرح ارباب اختیار اور بیوروکریسی تک اپنا اثر ورسوخ پیدا کرنے کے لئے سیاق وسباق سے عاری "پرویز" کے نام "قائداعظم" کے ایک عموی خط کی تشہیر کی گئی تا کہ تحریک پاکستان اور قائداعظم سے پرویز کا تعلق ثابت ہو سکے۔ اس طرح سے سیاسی رخ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ایوب خان کی حکومت کی سرپرستی میں "بزم طلوع اسلام" کی پرویزی تحریک ایک منظّم شکل اختیار کر گئی۔ جس کے تحت پرویز نے اپنی متعدد تصانیف اور لیکچرز کے ذریعہ دین اسلام کا نیا نقشہ پیش کیا جس کا حقیقت اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ یہ نقشہ باطل وگمراہ کن اور اسلام دشمن پرویزی نظریات پر مبنی تھا جن میں حجیت حدیث رسول اللہ ﷺ کی نفی کی گئی۔ صلوٰۃ' جن وملائکہ' جنت ودوزخ' وجود آدم' اسراء ومعراج' اطاعت رسول' معجزات رسول کے متعلق تمام متفقہ' معروف ومروج تصورات اور مسلمہ حقائق کا یکسر انکار کیا گیا جو فی الحقیقت طریق رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور ضروریات دین کا کھلا انکار تھا۔

پرویزی تحریروں میں احادیث کے متعلق انتہائی گستاخانہ اور استہزاء پر مبنی لب ولہجہ اختیار کیا گیا اور بڑی شدومد سے ان افکار ونظریات کی تشہیر کی گئی۔

دین حق کے خلاف اس ننگی جارحیت پر علمائے حق خاموش نہ رہ سکے۔انہوں نے مختلف ذرائع سے پرویزی افکار کی تردید کی اور مسلمانوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے خبردار کیا۔

اس وقت کے مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسنؒ اور مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے پرویزی افکار و نظریات پر مبنی استفتاء تیار کر کے تمام مکاتیب فکر کے علماء عرب و عجم سے فتویٰ طلب کیا۔جس پر تمام حضرات نے متفقہ طور پر پرویز کو کافر و مرتد قرار دیا اور اس کی تفصیل ''فتنہ انکارِ حدیث'' کے نام سے کتابی شکل میں عوام الناس کے استفادہ کیلئے شائع کروی گئی۔اس طرح سے ایک کثیر تعداد فتنہ پرویزیت کا شکار ہونے سے بچ گئی۔

پرویز کی موت کے بعد یہ فتنہ کچھ عرصہ تک بظاہر خوابیدہ رہا لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ اندر ہی اندر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہا۔آج کے دور میں جبکہ الیکٹرانک میڈیا نے دنیا کو سکیڑ کر رکھ دیا ہے اور طاغوتی طاقتوں نے حقوق انسانی آزادی تقریر و تحریر کے نام نہاد نعروں کے ساتھ عالم اسلام کے دینی معاملات میں بے جا مداخلت کرتے ہوئے مسلمانوں کی

۱) نام ہی منحوس ہے۔ایران کے ذلیل بادشاہ ''پرویز'' نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط مبارک پھاڑ دیا تھا اور توہین کی تھی۔ہمارے ہاں جو لوگ آج اپنے بچوں کے نام ''پرویز'' رکھ رہے ہیں وہ یہ سوچ لیں کہ روزِ محشر نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش ہو سکیں گے؟مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس ذلیل نام کو ترک کریں اور جن لوگوں کے نام ''پرویز'' ہیں وہ فوراً اپنا نام بدل کر صحابہ کرامؓ کے ناموں سے کسی نام کو اختیار کر لیں (مدیر نقیب ختم نبوت)۔

۲) مفکر اسلام جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاریؒ نے اپنی تحریروں اور بے شمار تقاریر میں پرویزی تحریک کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اسلام کو نقصان پہنچانے والی تحریکوں کی اکثریت ایسی ہے کہ اس کے بانیوں نے قرآن و حدیث کو ہی بنیاد بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔دجل و تلبیس ان تحریکوں کی بنیاد ہے۔پرویزی تحریک کیمونسٹوں کا شعبہ اسلامیات ہے۔اسلام کا نام لے کر قرآن کی دعوت کی آڑ میں مسلمانوں کا انکارِ سنت اور انکارِ حدیث جیسے کفریہ نظریات کا حامل بنانا پرویز کا نصب العین ہے''۔

(یہ مضمون ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان نے شائع کیا اور مندرجہ بالا حاشیہ کا اضافہ کیا)

صفوں میں موجود منافقین کی کھلم کھلا سرپرستی شروع کر دی ہے۔ فتنہ پرویزیت پہلے سے زیادہ شدومد کے ساتھ فعال ہو کر ابھرا ہے اور نہایت تیزی سے پاکستان اور پاکستان سے باہر بیشتر ممالک میں پاکستانی مسلمانوں کے ایمان کو مسموم کرنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہے۔ اس سلسلے میں اندرون ملک دور دراز اور بیرون ملک بڑے بڑے شہروں میں ان کے سینکڑوں مراکز قائم ہو گئے ہیں جہاں ویڈیو اور آڈیو کیسٹوں کے ذریعہ پرویزی افکار و نظریات کی تشریح کی جاتی ہے اور جدید الیکٹرونک میڈیا کی سہولیات سے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر گمراہ کیا جا رہا ہے اور انہیں پرویزی کیسٹیں، پمفلٹ، رسالے اور دیگر لٹریچر فری مہیا کیا جاتا ہے۔ مقتدر شخصیات کے پتے حاصل کر کے ان کو ماہانہ رسالہ ''طلوع اسلام'' اور پرویزی لٹریچر مفت ارسال کیا جاتا ہے اور اس طرح سے وسیع پیمانے پر گمراہی والحاد پھیلانے کی تحریک چلائی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں قومی و ثقافتی تہواروں کی آڑ میں مخلوط اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں۔ جن میں نوجوان طلباء اور دیگر متمول لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور سیاسی و سماجی شہرت کی سرکاری اور غیر سرکاری شخصیات کو بطور مہمان خصوصی بلوا کر ان کی سماجی، سیاسی اور سرکاری حیثیت سے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے اور ان شخصیات سے پرویز اور بزم طلوع اسلام کی تعریف میں بیان دلوا کر اپنے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کیلئے راستہ ہموار کیا جاتا ہے۔ انہی اجتماعات میں پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر بھی کی جاتی ہے اور آخر میں پرویزی لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے پرویزی اجتماعات مخلوط ہوتے ہیں اور ان میں تفنن طبع کے لئے ہلکی پھلکی موسیقی کا اہتمام بھی ہوتا ہے کیونکہ موسیقی ان کے ہاں فطرت انسانی کی ضرورت کے بطور جائز بلکہ ضروری ہے۔ حدیث دشمن ٹولے کی یہ ایک امتیازی خصوصیت ہے۔

ملک اور ملک سے باہر پاکستانی اسکولوں میں پرویزی لٹریچر وسیع پیمانے پر بھیجا جاتا ہے تاکہ نوخیز طلباء کے ذہنوں کو مسموم کیا جائے۔ طلباء تک رسائی کیلئے مشنری طرز پر ان کو وظائف کی پیش کش بھی کی جاتی ہے۔ اس طرح سے قادیانیوں کی طرح ایک پرویزی کلاس وجود میں لانے کا مشن پرویزی تحریک کا مدعا و مقصود ہے۔

پرویزیوں کے ملکی اور غیر ملکی سطح پر وسیع نیٹ ورک' لٹریچر کی ترسیل و تقسیم' دفاتر و مراکز کا قیام' وسیع شعبہ اشاعت' انٹرنیٹ اور سٹیلائٹ ٹی وی کا استعمال' پرتکلف اجتماعات کی تکمیل کے لئے فنڈز کہاں سے آتے ہیں؟ یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے۔ لاہور میں جوہر ٹاؤن کے علاقہ میں برلب سڑک و نہر وسیع و عریض بیش قیمت قطعہ اراضی کیسے حاصل کیا گیا؟ یہ بھی ابھی تک ایک راز ہے۔ ایسی تمام سرگرمیاں تحقیق کی متقاضی ہیں کہ وہ کیا عزائم ہیں جن کی تکمیل کے لئے اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے اور اس کی پشت پناہی میں کونسی قوت کارفرما ہے؟ بظاہر دینی کام کی آڑ میں سیاسی شخصیات اور بیوروکریسی کو شریک کر کے کیا مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں؟ اور اس تحریک کے محرکین کے ملک سے باہر کہاں کہاں روابط ہیں؟

طلوع اسلام کی تحریک جو انڈین سول سروس کے ملازم غلام احمد پرویز نے ''انکارِ حدیث'' کے فلسفہ پر اپنے گھر کے صحن سے شروع کی' اسے پاکستان میں کونسی طاقت کیونکر پھیلا رہی ہے؟ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے ''بزم طلوع اسلام'' کو نئے سرے سے اس وسیع پیمانے پر منظم کرنے میں کن لابیوں کا ہاتھ ہے؟

یہ تمام سوالات اہل حق کے لئے لمحہ فکریہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ تحریک پرویزیت' قادیانیت کی طرح نظریہ پاکستان کی کھلی نفی ہے اور اندیشہ ہے کہ آئندہ چل کر یہ تحریک' قادیانیت کی طرح ملک و قوم کیلئے ایک چیلنج بن جائے گی۔ کیونکہ ان دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ اول الذکر کی بنیاد انکار ختم نبوت پر رکھی گئی ہے اور ثانی الذکر انکارِ حجیت حدیث و سنت پر مبنی ہے۔ یہ دونوں باطل نظریے ایسے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔ پرویزیت حقیقت میں قادیانیت کا دوسرا روپ ہے۔

اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں کہیں بھی دین حق کے خلاف خارجی فتنوں نے سر اٹھایا' علمائے حق نے فوراً اس کی سرکوبی کیلئے اپنا کردار ادا کیا کیونکہ وہی وارث رسول ﷺ ہیں اور دین انہی حضرات کی جدوجہد سے آج تک محفوظ چلا آ رہا ہے۔ سنت

صدیقی نے بھی یہی راستہ متعین کیا ہے مسیلمہ کذاب اور منکرین زکوٰۃ کے اولین فتنوں کا اسی طرح سے قلع قمع کیا گیا تھا۔

فتنہ پرویزیت کی سنگینی کے پیش نظر کویت میں پاکستانی حلقوں کے معروف عالم دین اور سکالر شیخ الحدیث مولانا سراج الدینؒ دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان کے صاحبزادے اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی صدر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے اپنی دینی ذمہ داری کے پیش ''فتنہ پرویزیت'' کا تعاقب کیا اور بڑی جدوجہد سے پرویز کی گمراہ کن اور اسلام دشمن تحریروں کو عربی میں ترجمہ کروا کر کویت کے وزارۃ الاوقاف کو پیش کیا جس پر علمائے کویت کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے متفقہ طور پر ''پرویز'' اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دے دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور اس طرح ان کی اسلام دشمن سرگرمیاں اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔

عامۃ المسلمین چونکہ وسیع پیمانے پر پرویزیت کا شکار ہو کر گمراہ ہو رہے ہیں جس کی روک تھام علمائے حق کا فریضہ ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اس فتنہ کی سنگینی کا نوٹس لیں اور پاکستان میں سرگرم اس گمراہی کو پھیلنے سے روکنے کیلئے ضروری اقدام کریں۔

طلوع اسلام یا مسخ اسلام

پرویزیت کا پوسٹ مارٹم

از

مولانا سید منظور احمد آسی

ہزارہ ڈویژن

طلوع اسلام یا مسخ اسلام۔ پرویزیت کا پوسٹ مارٹم

سرکار دو عالم ﷺ نے قیامت تک آنے والے فتنوں سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا تھا۔ کہ ایک آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ شام کو مومن ہوگا، صبح کافر ہو جائے گا۔ آج وہی دور ہے سینکڑوں فتنے دین حق میں مخالفین نے پیدا کیے ہیں۔ جن کی سرپرستی یہود والنصاریٰ کر رہے ہیں۔ ان ہی فتنوں میں منکرین حدیث کا فتنہ سرفہرست ہے جو دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہے۔ برصغیر میں سب سے پہلے حدیث کا انکار عبداللہ چکڑالوی نے کیا تھا۔ اور حدیث شریف کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ ہدایت کے لئے صرف کتاب اللہ کافی ہے اس کے علاوہ کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ عبداللہ چکڑالوی کی زندگی میں تو اس فتنے نے کچھ زور پکڑا لیکن عبداللہ کے مرنے کے بعد یہ فتنہ بھی اپنی موت آپ مر چکا تھا۔ اس کے بعد حافظ اسلم جیراجپوری نے اس فتنے کو از سر نو دوبارہ زندہ کیا اور پروان چڑھایا۔ جب وہ آنجہانی ہو گئے تو غلام احمد پرویز بٹالوی نے اس کی حکومتی سرپرستی میں آبیاری کی۔ ضلع گورداسپور نے دو غلام احمد پیدا کئے ایک مرزا قادیانی' قادیان سے' دوسرا غلام احمد پرویز بٹالہ سے' غلام احمد پرویز نے قیام پاکستان کے بعد لاہور گلبرگ میں اپنی ریشہ دوانیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ پرویز اور مرزا قادیانی کا نام بھی ایک' کام بھی ایک اور مزاج بھی ایک تھا۔ اگر مرزا قادیانی جیسے ڈھگے کو ہزاروں مرید دستیاب ہو گئے جس کو نہ کھانے پینے کا ڈھنگ تھا نہ پیشاب پاخانے کا اور پھر تھا بھی یک چشم گل۔ تو ایسے ہی شتو نگڑے اگر پرویز کو مل گئے ہیں تو کونسی بڑی بات ہے۔

پرویزی عقائد:

۱) "دین حق کی جو تعبیر و تشریح رسول اکرم ﷺ یا صحابہؓ یا تابعین یا تبع تابعین یا ائمہ مجتہدین نے کی ہے اور امت مسلمہ میں اس پر اتفاق و اجماع چلا آ رہا ہے وہ تعبیر و تشریح چھوڑ دی جائے۔ کسی صحابیؓ کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں حتیٰ کی نبی کریم ﷺ کی تشریح بھی مقبول نہیں"۔

اب وہ تشریح ہی قابل اعتبار ہوگی جو غلام احمد پرویز' عبداللہ چکڑالوی' حافظ اسلم جیراجپوری' ڈاکٹر احمد دین' نیاز فتح پوری' تمنا صاحب عماد پوری' یا جعفر شاہ پھلواری یا دوسرے منکرین حدیث کریں گے۔ لیکن امت مسلمہ کو ان ملعونوں کی تعبیر قبول نہیں ہے۔ بلکہ امت مسلمہ ان پر لعنت بھیجتی ہے۔ دراصل یہ لوگ حدیث کا انکار کر کے اسلام کے سارے نظام کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات تو حقیقت ہے کہ قرآن پاک کے اکثر احکام میں اجمال ہے۔ مثلاً نماز پنجگانہ کے اوقات' نمازوں کی رکعات کی تعداد' فرائض واجبات وغیرہ اسی طرح رمضان المبارک کے جملہ احکام۔ زکوٰۃ کا نصاب اور زکوٰۃ کے دوسرے جملہ احکام۔ اسی طرح حج کے مناسک اور اس کے دیگر احکام' اس کے علاوہ خرید وفروخت' امور خانہ داری' ازدواجی معاملات' معاشرت کے قوانین' ان سب کی تفصیل آپ کو حدیث میں ملے گی۔ منکرین حدیث تو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں لیکن قرآن کی تشریح بھی خود کرتے ہیں انہیں نبی ﷺ کی تشریح قبول نہیں؟ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ جس ہستی پر قرآن نازل ہوا ان کی تشریح تو قبول نہیں اور چودھویں صدی میں پیدا ہونے والے مادر پدر آزاد منکر حدیث کی تشریح قابل اعتماد ہو۔ اگر آپ ﷺ کی اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کی تشریح قبول نہیں تو پھر قرآن کی صداقت اور حقانیت کہاں سے ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن بھی انہیں شخصیات اور مبارک ہستیوں کے ذریعے ہم تک پہنچا۔ ورنہ منکرین حدیث نے براہ راست تو حضور ﷺ کو نہ دیکھا اور نہ ان سے قرآن سنا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خدا کی شان تو دیکھو کلچڑی گنجی
حضور بلبل بستان کرے نوالعجی

دراصل اولیاء الشیطین منکرین حدیث نے یہ جدید کفریہ مذہب گھڑا ہے۔ جس کو وہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

الف) منکرین حدیث ایک جدید اسلام کے بانی ہیں۔ (طلوع اسلام ۱۴ص ۱۱ اگست ستمبر ۱۹۵۲)

ب) بالکل واضح ہے کہ اللہ اور رسول سے مراد مرکز حکومت ہے۔

(معارف القرآن ج ۴ ص ۶۵۴ غلام احمد پرویز)

پ) مرکز ملت کو ان میں (جزئیات نماز) تغیر و تبدل کا حق حاصل ہوگا۔

(طلوع اسلام ص ۴۷ جون ۱۹۵۰)

ت) میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ فرض نمازیں دو ہیں جن کے اوقات بھی دو ہیں باقی نوافل ہیں۔ (طلوع اسلام ص ۶۱ اگست ۱۹۵۰)

منکرین حدیث جب پانچ نمازوں کا انکار کرتے ہیں۔ تو دو نمازوں کا ثبوت کہاں سے ثابت کرتے ہیں۔ قرآن میں کہاں آتا ہے کہ دو نمازیں فرض ہیں۔ اگر منکرین حدیث کی خرافات اور ہرزہ سرائیوں پر دوسرے منکرین حدیث اعتماد کرتے ہیں تو کیا آمنہ عبداللہ کے درّ یتیم قرآن کی تشریح کیوں نہیں کر سکتے۔ جب کہ ان پر ہی قرآن نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

"وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس"۔

"کہ ہم نے آپ کی طرف قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لئے اس کو بیان فرمائیں"۔

ہم یہی تو کہتے ہیں کہ قرآن کی تشریح کا حق بھی صرف آپ ﷺ کو ہی ہے۔

ایک دوسرا منکر حدیث یوں ہرزہ سرا ہے!

"پھر آج کل مسلمان دو نمازیں پڑھ کر کیوں مسلمان نہیں رہ سکتا"۔

(طلوع اسلام اگست ۱۹۵۰)۔

ایک دوسرا یوں کہتا ہے!

"مذہب میں نماز، روزہ، صدقہ، خیرات اسی خوشامدانہ مسلک کے مظاہر بن جاتے ہیں"۔ (طلوع اسلام جنوری ۱۹۵۰)۔

اور ایک یوں رقم طراز ہے!

''بخلاف اس کے نہ حدیث پر ایمان ہے اور نہ اس پر ایمان لانے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے''۔ (طلوع اسلام ص ۷۱ دسمبر ۱۹۵۰)۔

''حدیث کا پورا سلسلہ ایک عجمی سازش تھی اور جس کو شریعت کہا جاتا ہے وہ بادشاہوں کی پیدا کردہ ہے''۔ (طلوع اسلام ص ۷۱ دسمبر ۱۹۵۰)۔

ایک اور پرویزی کا مندرجہ ذیل حوالہ خوب غور سے پڑھیں اور سر دھنیئے

''صرف مردار، بہتا ہوا خون، خنزیر، غیر اللہ کے نام کی طرف منسوب چیزیں حرام ہیں ان کے علاوہ اور کچھ حرام نہیں۔ بلکہ محمد صبیح ایڈوکیٹ لکھتا ہے کہ چار چیزوں کے علاوہ باقی ہر چیز کا کھانا فرض ہے کھانے سے انکار دینا گناہ اور خدا کے حکم کی معصیت ہے''۔

(طلوع اسلام جون ۱۹۵۲ء)

سبحان اللہ کیسا نکتہ محمد صبیح کے ذہن میں آیا ہے اگر موصوف کی یہی تھیوری تسلیم کر لی جائے۔ حدیث شریف کو نہ مانا جائے تو پھر تمام منکرین حدیث پر فرض ہے کہ کتا، گیدڑ، بلی، چوہا، شیر، گدھا، اور پیشاب اور پاخانہ خوب مزے سے استعمال کریں اور سابق بھارتی وزیر اعظم مرار جی ڈیسائی کی طرح اپنا پیشاب نوش جان کریں اور ایک مٹکا رکھ لیں اس میں وہ جمع کرتے جائیں ضرورت کے وقت خود بھی استعمال کریں اور بعد میں آنی والے منکرین حدیث کے لئے جمع کرتے جائیں تاکہ وقت پر ان کی خاطر تواضع ہو سکے۔ اور اسی طرح پاخانہ بھی استعمال میں لائیں ورنہ ان کو بقول محمد صبیح ایڈوکیٹ کے گناہ بھی ہوگا اور معصیت بھی ہوگی اور فرض کے تارک بھی ہونگے۔ منکرین حدیث پر یہ بھی فرض ہے کہ بکری کے گوشت کے بجائے کتے کو ذبح کر کے خوب مزے اڑائیں کیونکہ ''مال مفت دل بے رحم'' کا مصداق ہوگا۔ کیا ضرورت ہے کہ سو روپے کلو کے حساب سے بکری کا گوشت خریدا جائے کتے کو ذبح کرنے میں ''نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ چوکھا'' ہوگا۔ بقول محمد صبیح کے فرض بھی پورا ہو جائے گا اور معصیت سے بھی بچ جائیں گے۔ اس کے علاوہ تمام منکرین حدیث کی دعوت کریں اور خوب مزے سے کتے کا گوشت کھائیں اور

کھلائیں۔ اس مختصر مضمون میں منکرین حدیث کے خیالات وعقائد تحریر نہیں ہو سکتے کیونکہ ہر عنوان پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس پر لکھوں گا۔ منکرین حدیث کا پہلا دعویٰ تو یہ ہے کہ حدیث قرآن پاک کے خلاف ایک عجمی سازش ہے۔ حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور نہ ہی وحی غیر متلو یا وحی خفی ہے۔ قرآن پاک کی بیسویں آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ حدیث وحی خفی یا غیر متلو ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ”وما جعلنا القبلته التی کنت علیھا“۔ الاتیہ۔

اس میں بیت المقدس کی سمت منہ کر کے نماز پڑھنے کے بارے میں جو حکم تھا اس کا تذکرہ ہے حالانکہ قرآن پاک میں کسی جگہ بھی اس کا حکم نہیں دیا گیا کہ بیت المقدس کی سمت منہ کر کے نماز پڑھو البتہ تحویل قبلہ کا ہے لیکن بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہے۔

(۲) ”لقد نصر کم اللہ ببدر وانتم اذلتہ“۔

اب بدر میں فرشتوں کو اتارنے کا وعدہ تعالیٰ نے کسی آیت میں فرمایا۔ یہ حدیث میں موجود ہے۔

(۳) ”علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم“. الاتیہ۔

ابتدا میں رمضان المبارک کی راتوں میں بھی اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کی اجازت نہ تھی لیکن قرآن میں کہیں بھی آپکو یہ حکم نہیں ملے گا کہ اے مسلمانوں تم اپنی بیویوں سے ہم بستری نہیں کر سکتے اس کی تفصیل حدیث میں بیان کی گئی ہے اور وحی غیر متلو یا وحی خفی کی واضح مثال ہے۔ سیدنا اسماعیلؑ کے ذبح کا واقعہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا تو حضرت اسماعیلؑ کو لیکر منیٰ میں تشریف لے گئے اور اپنے لختِ جگر سے پوچھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے

”فانظر ماذاتری“

”یعنی اے جان پدر بتا تیری کیا مرضی ہے“۔

اگر وحی غیر حجت نہ ہوتی تو حضرت اسماعیلؑ یہ نہ کہتے

''یا ابت افعل ماتؤ مر''

بلکہ یوں کہتے

''یا ابت افعل ماتری''۔

یعنی ابا جان جو آپ نے دیکھا وہ پورا کیجئے

''افعل ماتو امر'' سے مراد وحی غیر متلو ہی ہے جو خواب میں دیکھائی گئی۔ چونکہ ابراہیمؑ کو خواب دیکھایا گیا یہی وحی خفی یا حدیث ہے ورنہ منکرین حدیث یہ بتائیں کہ حضرت ابراہیمؑ پر کون سی آسمانی کتاب نازل ہوئی جس میں یہ حکم درج تھا اور حضرت ابراہیمؑ ذبح کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ سب تاویلات باطلہ ہیں جو پرویزیوں کے ذہن کی اختراعات ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال قبل اس دور کی نشاندہی فرمائی تھی کہ میری امت میں اختلاف اور فتنے برپا ہونگے اور ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو بظاہر بہت اچھی بات کریں گے اور بات بات کے ساتھ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح بھاگ جائیں گے جس طرح تیر شکار کو زخمی کر کے نکل جاتا ہے اور وہ خدا کی ساری مخلوق سے بدتر ہونگے۔

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

''یدعون الی کتاب اللہ ویسوا منہ فی شئی''

(ابوداؤد شریف۔ جلد ۲۔ ۲۰۰)۔

''یعنی وہ لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت تو دیں گے مگر کتاب اللہ سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا''۔

اس دور میں منکرین حدیث یہ دعویٰ بڑے زور شور سے کرتے ہیں کہ ہم اہل قرآن ہیں ہم حدیث کو نہیں مانتے۔ اس حدیث کی روشنی میں وہ دیکھ لیں کہ وہ اس کا مصداق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں تمام مکاتب فکر کے (بریلوی' دیوبندی' اہل حدیث) ایک ہزار سے زائد

اکابرین علماء نے متفقہ طور پر کافر قرار دیا ہے جو ایک بڑے اشتہار کی صورت میں موجود ہے اس طرح دنیائے اسلام کے مرکز ومنبع مکہ مکرمہ کے مفتی اعظم فضیلت الشیخ عبداللہ بن بازؒ، مفتی اعظم کویت الشیخ مشعل مبارک عبداللہ احمد الصباح' پاکستان کے مشہور مدارس' جامعہ اشرفیہ' جامعہ مدینہ لاہور' دارالعلوم کراچی' ہندوستان کے چیدہ چیدہ علماء' مفتی رضاء الحق صاحب' ٹرانسوال' جنوبی افریقہ کے مفتی اعظم' اور دنیائے اسلام کے ائمہ اربعہ کے مقلدین کا منکرین حدیث کے کفر پر اجتماع ہے۔

یہ بات بھی نہایت قابل افسوس ہے کہ حکومت کی سرپرستی میں اس فتنے کی آبیاری ہورہی ہے۔ جس طرح کویت میں پاکستانی سفیر انکی سرپرستی کررہے تھے۔ کبھی وہ دور تھا کہ آنجہانی سر ظفر اللہ قادیانی کی وزارت خارجہ کی چھتری کے سائے میں قادیانیوں کو پاکستانی مشنوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ علماء اور عوام کی قربانیوں کے نتیجے میں تو مرزائیت کا جنازہ نکلا۔ اب پرویزیت جگہ جگہ حکومتی سرپرستی میں پروان چڑھائی جارہی ہے اور آقائے مدنی کی سنت سے لوگوں کو برگشتہ کیا رہا ہے۔ جب کہ حکومت کا فرض ہے کہ مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت کریں لیکن یہاں بقول شاعر:

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا مانند مسلمانی
چوں دزد از خانہ برخیزد کجا مانند نگہبانی

فتنہ پرویزیت! امت اسلامیہ کیلئے ایک چیلنج

پس منظر۔اہداف ومقاصد۔طریقہ دجل'

باطل عقائد ونظریات اور وسیع سرگرمیاں

تحقیق وتحریر:۔ڈاکٹر محمد ابراہیم محمدی۔کوئٹہ بلوچستان

ڈاکٹر محمد ابراہیم محمدی تحریک رد پرویزیت کے بطل مجاہد ہیں اور اسلام کے خلاف پرویزی سازش اور اس کے مضمرات پر ایک فکرمندانہ سوچ رکھتے ہیں اور اس کی گرفت کے لئے شب وروز جدوجہد کرر ہے ہیں۔انہوں نے اپنی پیشہ وارانہ طبی ذمہ داریوں میں مشغولیت کے باوجود طلوع اسلام کے پرویزی لٹریچر کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اس کے دجالانہ خدوخال اور نقوش کی واضح طور پر نشاندہی کرتے ہوئے ''فتنہ پرویزیت'' کے نام سے ایک فکرانگیز تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے جو کتابچہ کی شکل میں چھپ کر پورے ملک میں تقسیم ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔ہم یہ مقالہ اس کتاب میں ڈاکٹر محمدی صاحب کی اجازت سے شامل کرر ہے ہیں۔بزم طلوع اسلام کے دجل ودھوکہ میں گرفتار لیکن اس فتنہ جانکاہ کے اسلام دشمن عزائم کے ناواقف حضرات کے لئے اس میں عبرت ونصیحت کا عظیم سامان موجود ہے۔اگر وہ خالی الذہن ہو کر دینی فکر کے ساتھ ان حقائق پر غور کریں گے تو انشاء اللہ اپنے ایمان اور دین کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہونگے۔

ڈاکٹر احمد علی سراج

فتنہ پرویزیت

ڈاکٹر محمد ابراہیم محمدی۔کوئٹہ بلوچستان

"نحمده ونصلی علیٰ خاتم النبین محمد النبی الامی وعلےٰ اله واصحابه وبارک وسلم کثیراً کثیراً.

دین کی حفاظت کا نظام الٰہی:

اسلام مکمل ضابطہ حیات اور عالمگیر دین ہے۔ جو قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کے لئے توانائی سے بھرپور سرچشمہ رشد وہدایت ہے۔ یہ امت بھی عالمگیر امت ہے اس لئے یہ قدرتی بات ہے کہ اس دین اور امت کا واسطہ دنیا کے مختلف انسانوں' مختلف زمانوں' مختلف حالات اور مختلف شیطانی وباطل قوتوں سے رہے گا۔

اس امت کو جو زمانہ دیا گیا ہے وہ انقلابات وتغیرات' چیلنجوں اور فتنوں سے بھرپور ہے۔ حضور ﷺ نے پیشنگوئی فرمائی ہے۔ حدیث شریف ہے۔

''حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے ایک بلند مکان (کی چھت) پر چڑھے اور پھر (صحابہ کرامؓ سے) فرمایا کہ تم اس چیز کو دیکھ رہے ہو جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں جس طرح مینہ برستا ہے''۔

(متفق علیہ)۔

چنانچہ اللہ جل شانہ نے کفر والحاد اور مختلف فتنوں سے بھرپور ماحول کے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اور زماں اور مکاں کی تبدیلیوں سے عہدہ براہ ہونے کے لئے اس امت کے لئے دو قسم کے انتظامات فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ جل شانہ نے جناب رسول ﷺ کو ایسی مکمل اور زندہ تعلیمات عطا فرمائی ہیں جو ہر کشمکش اور ہر تبدیلی کا آسانی سے مقابلہ کرسکتی ہے۔ اور اس میں ہر زمانہ کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے۔

دوسرا یہ کہ اللہ جل شانہ نے اس کا ذمہ لیا ہے کہ وہ اس دین کو ہر دور میں ایسے اشخاص عطا فرماتا رہے گا جو ان تعلیمات کو زندگی میں منتقل کرتے رہیں گے۔ اور مجموعاً یا انفراداً اس دین کو تازہ اور اس امت کو سرگرم عمل رکھیں گے۔

نبوت ختم مگر کار نبوت جاری رہے گا:

اللہ جل جلالہ کو اس دین کی حفاظت اور بقا منظور ہے۔ اور دنیا کی رہنمائی کا کام اس امت سے لینا ہے۔ اور جو کام پہلے تازہ نبوت اور انبیاء کرام علیہ السلام سے لیتا تھا۔ اب خاتم النبین محمد رسول اللہ ﷺ کے نائبین اور اس امت کے مجددین اور مصلحین سے کام لے گا۔

شروع سے اسلام کے قلب وجگر اور اعصاب پر خارجی اور داخلی دشمنوں نے بارہا حملے کیئے۔ مشرکین، یہود نصاریٰ، ہنود، تاتاریوں اور کیمونسٹوں کے تیز وتند حملے مسلمانوں کو زندگی سے بے دخل کرنے کے لیے کافی تھے۔ دوسری طرف داخلی دشمنوں منافقین، خوارج، معتزلہ، روافض، باطنیہ، فتنہ دین اکبری، فتنہ بہائیت وغیرہ نے اسلام کے نام پر غیر اسلامی عقائد ونظریات پیش کر کے دین اسلام کو مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کیں۔ تحریفات وتاویلات، الحاد ولادینیت، بدعات، عجمی اثرات، مشرکانہ اعمال ورسوم، مادیت پرستی تعیشات وآرام پسندی، عقلیت پرستی کا اسلام پر پے در پے حملے ہوتے رہے۔ خارجی اور داخلی دشمنوں کے حملوں کی وجہ سے کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا کہ شاید اسلام ان حملوں کی تاب نہ لا سکے۔ اور ان کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔ لیکن اللہ جل شانہ کی نصرت سے امت اسلامیہ کے ضمیر نے ہر بار صلح اور سمجھوتہ کرنے سے انکار کیا۔ امت اسلامیہ نے کسی دور میں بھی اور کسی بھی فتنے یا مشکلات کے خلاف غفلت یا لاپرواہی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ دین کی بقاء کی جنگ میں کسی بھی قسم کی مصلحت سے کام نہیں لیا۔

مجددین، مصلحین ومجاہدین ملت اسلامیہ:

ہر دور میں ایسے افراد یا جماعتیں پیدا ہوئیں کہ جنھوں نے خارجی اور داخلی محاذوں پر دشمنان اسلام کی ہر یورش ویلغار، ہر فتنہ وفساد، ہر تکلیف ومصیبت کا سرفروشانہ مقابلہ کیا۔ اور یہ

مجاہدانہ تسلسل ہمیشہ برقرار رکھا۔ ان کی علمی، اصلاحی اور جہادی خدمات سے اسلامی تاریخ کا ہر باب مزین ہے اور ان کے ناقابل فراموش کارنامے مشعل راہ ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت امام حسن بصریؒ، حضرت امام ابن شہاب زہریؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام مسلمؒ حضرت امام ابن تیمیہؒ، حضرت امام جوزیؒ، حضرت امام ابوالحسن اشعریؒ، حضرت امام ابو منصور ماتریدیؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ، حضرت معین الدین چشتیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت نظام الدین اولیاؒ، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، سلطان نور الدین زنگیؒ، سلطان ملک الظاہر بیبرسؒ، سلطان محمد ثانیؒ، سلطان محمود غزنویؒ، اورنگزیب عالمگیرؒ، احمد شاہ ابدالیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت مولانا محمد الیاس دھلویؒ کے کارناموں سے اسلامی تاریخ روشن ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی

عہد حاضر کے دو خطرناک فتنے:

سرورِ کونین، سرورِ کار دو عالم، شفیع المذنبین، خاتم النبین کی حدیث شریف ہے

''ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عنقریب کئی فتنے ہوں گے جن سے انسان صبح کو مومن اور شام کو کافر ہوگا۔ ہاں جسے اللہ تعالیٰ علم کے ذریعے محفوظ رکھے''۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۴۷۴)۔

ماضی کی طرح عہد حاضر میں بھی اسلام کے خلاف مختلف فتنوں نے سر اٹھایا۔ چھوٹے موٹے فتنے تو بہت نمودار ہوتے رہے لیکن جن دو خطرناک فتنوں نے بڑے منظم اور جماعتی انداز میں اسلام کی بنیادی تعلیمات اور عقائد پر حملے کیے وہ ''فتنہ قادیانیت'' اور ''فتنہ پرویزیت'' ہیں۔

فتنہ قادیانیت:

فتنہ قادیانیت نے برطانوی سامراج کی کوکھ سے جنم لیا اور صیہونی آغوش میں پرورش پائی۔ اس فتنے کا سرغنہ چودھویں صدی ہجری کا مسلمہ کذاب ''مرزا غلام احمد قادیانی'' تھا۔ جس نے اسلامی تعلیمات وعقائد کو بری طرح مسخ کرنے کے ساتھ ساتھ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت پر کاری وار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ امت اسلامیہ کے عظیم المرتبت اکابرین نے اسلاف کے مجاہدانہ تسلسل کو برقرار رکھا۔ اور اس موذی فتنہ کی سرکوبی کے لئے عظیم الشان جدوجہد کی۔ امت اسلامیہ کے مختلف مکاتب فکر اور دینی جماعتوں نے اسلام کی بقا' تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کی خاطر تمام فروعی اور سیاسی اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے باہم شیروشکر ہو کر متحدہ ومتفقہ محاذ قائم کرلیا۔ اور فتنہ قادیانیت کو کچلنے کے لئے تاریخی جدوجہد کیں۔ اکابرین امت حضرت انور شاہ کشمیریؒ، حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ۔ حضرت محمد علی جالندھریؒ ، حضرت داؤد غزنویؒ ، حضرت ابوالحسنات قادریؒ ، حضرت عبدالقادر روپڑیؒ۔ حضرت محمد یوسف بنوریؒ ، حضرت تاج محمود امروٹیؒ۔ حضرت غلام اللہ خانؒ۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک' حضرت محمد مولانا عبداللہ درخواستیؒ۔ آغا شورش کاشمیریؒ۔ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ کندیاں شریف' حضرت مولانا عبدالستار نیازی مدظلہ' حضرت مفتی زین العابدین (تبلیغی جماعت) مدظلہ' حضرت شاہ احمد نورانی مدظلہ کی قیادت بابرکت میں امت اسلامیہ کے متوالوں نے وہ عظیم قربانیاں دیں کہ جسے سنہری لفظوں میں لکھا جائیگا۔ ناموس رسالت ﷺ' ختم نبوت پر

ہزاروں مسلمانوں نے اپنی قیمتی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ لاکھوں نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں ہر جبر وتشدد کا مقابلہ کیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی نصرت اور ملت اسلامیہ کے اتحاد واتفاق کی برکت سے فتنہ قادیانیت کی عملی، عوامی اور قانونی وآئینی طور پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کچل دیا۔ (فالحمد اللہ)

فتنہ قادیانیت کو اگر اس وقت کچلا نہ جاتا تو یقیناً ان کے مذموم منصوبوں کے تحت آج پاکستان ایک قادیانی مملکت میں تبدیل ہو چکا ہوتا۔ جس کے اثرات عالم اسلام پر صدیوں تک باقی رہتے۔

لمحوں نے خطا کی اور صدیوں نے سزا پائی

فتنہ پرویزیت:

فتنہ قادیانیت ہی کی طرح ''فتنہ پرویزیت'' نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر دین اسلام کو تباہ وبرباد کرنے کی بھرپور سازش کی۔ جو آج تک پوری سرگرمی کے ساتھ باقاعدہ ''تحریک'' کی شکل میں جاری ہے۔ ان کی سرگرمیاں پاکستان سے نکل کر غیر ملکوں میں پھیل چکی ہیں۔

فتنہ قادیانیت اور فتنہ پرویزیت دراصل ایک ہی تصویر کی دو رخ ہیں۔ دونوں نے اسلام کی بنیادوں کو ڈھانے کی ناپاک جسارت کی۔ اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے دونوں کا ''طریقہ واردات'' بھی تقریباً ایک ہی جیسا ہے۔ حتیٰ کہ دونوں کے سرغنوں کے نام، کام اور مزاج بھی تقریباً ایک ہی جیسے ہیں۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی، چوہدری غلام احمد پرویز ان دونوں نفس کے غلاموں نے دین اسلام کے بنیادی عقائد پر حملہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت پر حملہ کیا تو پرویز نے سنت واحادیث نبوی ﷺ اور منصب رسالت پر حملہ کیا۔ دونوں نے اسلامی عقائد وتعلیمات کو مسخ کرنے کے لئے قرآن کریم میں معنوی تحریفات وتاویلات کا کھیل کھیلا۔ دونوں نے احادیث ﷺ کو لخت لخت کیا۔ دونوں نے اسلام اور تمام مسلمانوں کی تحقیر وتضحیک

کی۔ حضور ﷺ نے چودہ سو سال قبل پیشین گوئی فرمائی۔ حدیث شریف ہے۔

''حضرت حذیفہؓ کے سوال پر آپ ﷺ نے فرمایا۔

میرے بعد ایسے رہبر ہوں گے جو میری ہدایت کو قبول نہ کریں گے۔ اور میرے طریقے کو اختیار نہ کرینگے اور عنقریب ان میں سے ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جن کے دل انسانی جسم میں ہوتے ہوئے بھی شیطان والے دل ہوں گے''۔ (مسلم شریف)

البتہ دونوں غلاموں میں ذرا سا فرق رہ گیا۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو کھلم کھلا نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر چوہدری پرویز نے جب مرزا قادیانی کا شرمناک انجام دیکھا تو اعلانیہ نبوت کے دعویٰ سے تو باز رہا مگر غیر اعلانیہ طور پر اپنے آپ کو منصب رسالت پر فائز کرانے کی کوشش ضرور کی۔ (معاذ اللہ)۔

منکرین حدیث کے اہداف و مقاصد:

دشمنان اسلام کے لئے اس کا امکان تو نہ تھا کہ قرآن کا متبادل پیش کرتے یا کم از کم قرآن کریم کی سورتوں، یا آیتوں یا کہ کسی ایک حرف میں کمی وبیشی کرتے مگر وہ برابر اس تاک میں رہے کہ کسی طرح قرآن کریم کے مضبوط حصار کو توڑ سکیں تاکہ اسلامی تعلیمات و نظام عقائد کو مسخ اور تبدیل کر کے ملت اسلامیہ میں بے دینی وتشکیک، کفر والحاد، فتنہ وانتشار پھیلا کر ان کی قوت اور مرکزیت کو ختم کر سکیں۔ ان مذموم مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے ''چور دروازے'' کا انتخاب کیا۔ وہ چور دروازہ تھا قرآن میں من پسند، خود ساختہ معنوی تحریفات وتاویلات کر کے حقیقی دین اسلام کو مسخ وتبدیل کرنا۔ (معاذ اللہ)۔

چنانچہ مختلف باطل، غیر اسلامی، خود ساختہ، گمراہ کن عقائد ونظریات پر اسلام کا لیبل لگا کر پیش کرتے اور انہیں حقیقی اسلام ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کے آیات مبارکہ کے اپنے مطلب ومقصد کا ترجمہ اور مفہوم پیش کر کے بڑی ڈھٹائی سے کہتے جاتے کہ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ قرآن کہتا ہے''۔ معاذ اللہ

ان دشمنان اسلام عناصر کے مذموم ومقاصد وعزائم کی راہ میں سب سے بڑی، پہلی اور آخری رکاوٹ (سنت اوراحادیث نبوی ﷺ) کا مقدس نظام تھا۔انہوں نے محسوس کیا کہ اسلام کے نظام حیات کو جس چیز نے تفصیلی اور عملی صورت میں قائم کیا ہے۔وہ رسول برحق ﷺ کی ''سنت واحادیث'' ہے۔اسی سنت واحادیث نے قرآن کی جو تفسیر وتوضیع بیان کر کے قرآن کے اصطلاحات اور مفہوم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے متعین کیا ہے۔اور قرآن کے اصولی احکامات و تعلیمات کی جزئیات تک کو قولاً وفعلاً متعین کردیا ہے لہٰذا سنت واحادیث نبوی ﷺ کے ہوتے ہوئے قرآن کریم کا من پسند ترجمہ، مفہوم، تفسیر وتشریح کرنا ممکن ہی نہیں۔لہٰذا یہ ضروری ہے کہ پہلے سنت واحادیث نبوی ﷺ کے نظام کو ختم کیا جائے۔چنانچہ اپنے انہی ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لئے دشمنان اسلام سنت واحادیث کے خلاف صف آراء ہوئے اوراپنے راستے کی پہلی اور آخری رکاوٹ کو ہٹانے کیلئے انھوں نے نہایت منظم انداز میں کمال منصوبہ بندی اوراعلی مہارت سے سنت واحادیث نبوی ﷺ کے بارے میں گمراہ کن شکوک وشبہات پھیلانے شروع کئے۔ ایک طرف ان مستند روایات یعنی احادیث مبارکہ کی صحت میں شک ڈالنے کی کوشش کی جس طرح سے سنت نبوی ﷺ ثابت ہوئی ہے اور دوسری طرف سنت نبیؐ کو بجائے خود صحت وسند (AUTHORITY) ہونے سے انکار کردیا۔اوراس طرح اطاعت رسالت وسنت واحادیث نبوی ﷺ کے بعد انہوں نے کھلم کھلا طور پر قرآن کریم میں معنوی تحریفات وتاویلات کا بھیانک سلسلہ شروع کیا۔اور دین کا حلیہ بگاڑنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ظاہر ہے کہ انکار سنت واحادیث نبویؐ کے بعد دین موم کی گڑیا بن گیا۔جس طرح چاہا اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا۔نامور مغربی نومسلم دانشور جناب علامہ محمد اسدؒ (Leopold Weiss) نے اپنی معرکتہ الاراء کتاب ''اسلام دوراہے پر'' (Islam At The Cross Road) میں اسلام دشمنی اور سنت دشمنی کے حقیقی اسباب ومحرکات کی بڑی اچھی تشخیص کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

''سنت نبوی ﷺ ہی وہ مضبوط آہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی

ہے۔ اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹا دیں۔تو کیا آپ کو تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے گا جس طرح کاغذ کا گھروندا"۔

فتنہ انکار حدیث یعنی فتنہ پرویزیت کا طریقہ دجل:

فتنہ پرویزیت کے سرغنہ چودھری غلام احمد پرویز نے اسلامی نظام عقائد وتعلیمات کو مسخ اور تباہ وبرباد کرنے کے لئے اور امت اسلامیہ میں فتنہ و انتشار پھیلانے کیلئے بالکل یہی "طریقہ واردات" اختیار کیا۔ پرویز نے عقیدہ پیش کیا کہ احادیث نبوی ﷺ دین کا جزو نہیں۔احادیث عجمی سازش ہے۔احادیث لغویات وخرافات ہیں۔(معاذ اللہ) دین صرف اور صرف قرآن ہے۔قرآن میں جو حلال ہے وہ حلال ہے' جو حرام ہے وہ حرام ہے۔ یہ حق واختیار نبی ﷺ کو بھی نہیں کہ کسی چیز کو حرام یا حلال کریں۔(معاذ اللہ)

حضور نبی کریم ﷺ نے ان منکرین حدیث کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی تھی۔ حدیث شریف ہے۔

"حضرت مقداد بن معدی کربؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" یاد رکھو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اسکے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (حدیث)۔یاد رکھو عنقریب ایک پیٹ بھرا شخص اپنی آرامگاہ (صوفہ سیٹ) پر بیٹھا ہوا کہے گا کہ بس تمھیں قرآن کافی ہے (حدیث نبوی ﷺ کی ضرورت نہیں) اور جو اس میں حلال پاؤ اسی کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام پاؤ اسی کو حرام سمجھو۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو حرام کیا ہے وہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ نے حرام کیا"۔(مشکوٰۃ شریف)

پرویز نے یہ باطل عقیدہ بھی پیش کیا کہ رسول کریم ﷺ کی اطاعت صرف ان کی حیات مبارکہ تک محدود تھی۔ کیونکہ اطاعت کے معنی زندہ لوگوں کی اطاعت ہوتی ہے۔لہٰذا بعد کے مسلمانوں کیلئے رسول کریم ﷺ کی اطاعت ضروری نہیں۔ پرویز نے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت ورسالت کا جو کام تئیس 23 سال تک کیا تھا وہ صرف ان تئیس

23 سال کے مسلمانوں کیلئے ہی تھا بعد کے مسلمانوں کیلئے ان پر عمل کرنا درست نہیں۔ پرویز کے عقیدے اور نظریات کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات' اسوۂ حسنہ' سنت سب منسوخ ہے اب اطاعت اپنے وقت کی حکومتوں اور اماموں کی واجب ہے جو "مرکز ملت" (central Authority) کہلاتی ہے۔ یعنی شریعت کی تشکیل حکومتوں یعنی مرکز ملت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ قرآن کریم کے اصولی احکام کی جزئیات کا تعین اپنے وقت اور حالات کے مطابق کرے۔ وقت کی حکومت "مرکز ملت" قرآن کریم کی جو تفسیر و تشریح اور مفہوم وقت اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق سمجھائے وہ قابل عمل اور واجب الاطاعت ہے۔ (معاذ اللہ)

غور فرمایئے کہ (نام نہاد) علامہ پرویز کس طرح اسلام کی بنیادیں ڈھانے میں مصروف ہے۔ وہ ظالم کس طرح مسلمانوں کے ہاتھوں سے رحمت للعالمین ﷺ کا دامن چھڑا رہا ہے۔ وہ بد بخت کس طرح منصب رسالت پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ جب اطاعت واتباع رسول ﷺ، اسوہ حسنہ و سنت نبوی ﷺ کی ضرورت ہی نہ رہے تو اسلام تو ختم ہو جاتا ہے' مٹ جاتا ہے۔ (معاذ اللہ)۔ کیونکہ اسلام تو نام ہی اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت' اتباع رسول اللہ ﷺ، سنت نبوی کا ہے۔ اگر وہ نہ رہے تو اسلام کا وجود ہی بھلا کہاں باقی رہ جاتا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است
(اقبال)

پرویز کی قرآن دشمنی:

پرویز نے اطاعت رسول اللہ ﷺ سے منہ موڑنے اور سنت نبوی ﷺ سے انکار کرنے کے بعد اپنے خود ساختہ، مغرب زدہ غیر اسلامی عقائد و نظریات کو قرآن کریم سے ثابت کرنے کے لئے معنوی تحریفات و تاویلات کا گھناؤنا سلسلہ شروع کیا۔ اس کی نظیر تاریخ میں کم ہی

ملتی ہے۔ پرویز، صحابہ کرامؓ ،تابعینؒ ، تبع تابعینؒ ،محدثین عظام، فقہاء اور آئمہ کرام اور علماء سلف و خلف سے متاثر ہونے کی بجائے مغرب کے مفکریں ، سائنسدانوں اور ان کے افکار و نظریات سے بری طرح متاثر تھا اور ان مغربی مفکرین اور سائنسدانوں کو" قرآنی علماء" کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ لہٰذا پرویز کی تحریروں میں سے ان مفکریں اور سائنسدانوں کے اقوال اور حوالے اور افکار و نظریات بکثرت ملتے ہیں۔

پرویز نے اللہ و رسول ﷺ سے بغاوت کی انتہا کر دی کہ خاتم النبین محمد رسول ﷺ کی متعین کردہ قرآنی تفسیر و تشریح، قرآن کے اصولی احکامات کی جزئیات ،اور قرآنی اصطلاحات کے مفہوم کو مسترد کر کے قران کریم کے لغات و اصطلاحات اور تعلیمات و احکامات کے خود ساختہ من پسند مفہوم بیان کر کے قرآن کریم میں معنوی تحریفات و تاویلات کی ۔ اور تقریباً تمام قرانی لغات، اصطلاحات اور تعلیمات کے مفہوم کو تبدیل کر دیا۔ خدا، عبادت، ختم نبوت، اطاعت رسولؐ ، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، حلال و حرام، نکاح و طلاق ،وصیت و وراثت ،۔ وجود حضرت آدم علیہ السلام، وجود ملائکہ، وجود جنات ،وجود شیاطین، دنیا، آخرت ،جنت و جہنم، تقدیر ،ایمان بالغیب، معراج نبویؐ ،معجزات انبیاء کرام سمیت قرانی لغات اور اصطلاحات اور آیات کے مفہوم کو کھینچ تان کر اپنے مذموم مطلب کے مطابق متعین کر دیا۔ (معاذ اللہ)

پرویز جیسے کذاب لوگوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے امت اسلامیہ کو خبردار فرمایا ہے۔ حدیث شریف ہے۔

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں بہت سے جھوٹے مکار لوگ ہوں گے جو تمہارے سامنے (اسلام کے نام سے نئے نئے نظریات اور) نئی نئی باتیں پیش کریں گے۔ جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ تم ان سے بچنا اور انہیں اپنے سے بچانا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں"۔ (مسلم شریف)

قرآن کریم میں حکم خداوندی ہے "واقیموا الصلوۃ" اور صلوٰۃ قائم کرو۔ معلم قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس حکم الٰہی کا مفہوم بیان فرمایا کہ "صلوٰۃ" سے مراد ایک خاص طریقہ عبادت یعنی نماز ہے اور اس طریقہ عبادت یعنی نماز کا طریقہ ادائیگی ارکان شرائط اور تمام دیگر تفصیل قولاً اور عملاً امت کی لئے بیان فرمائے۔ آج تک تمام امت مسلمہ کا ہر چھوٹا بڑا ہر عالم وان پڑھ ہر مرد و زن مکمل طور پر جانتے ہیں کہ صلوٰۃ یعنی نماز کے کیا معنی ہیں۔ حتیٰ کہ کفار بھی جانتے ہیں کہ صلوٰۃ (نماز) مسلمانوں کی ایک خاص عبادت کو کہتے ہیں۔ لیکن پرویز کہتا ہے کہ نہیں صاحب صلوٰۃ کے معنی صرف "نماز پڑھنا" نہیں بلکہ اس سے مفہوم ہے "قرآنی معاشرہ کا قیام"۔ پرویز نے صلوٰۃ کا جو نیا اور اہم مفہوم منکشف فرمایا ہے اس کو خود اس کے علاوہ آج تک کسی نے نہیں سمجھا ہے۔ گویا گستاخ پرویز لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کو صحیح اور پورا سمجھا ہے اور نہ سمجھایا ہے۔ (نعوذ باللہ) نہ ہی خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ نے قرآن کو صحیح اور مکمل طور پر سمجھا ہے اور سمجھایا ہے۔ بعد کی امت کی تو بات ہی کیا ہے۔ قرآن کریم کو اگر صحیح سمجھا اور سمجھایا ہے تو وہ صرف اور صرف "چودھری غلام احمد پرویز" ہے۔

مسلمانو! یہ تاریخ انسانی کا کتنا بڑا ظلم ہے۔۔۔ کتنا بڑا دھوکہ۔۔۔ کتنا بدترین جھوٹ ہے۔ یہ کفر و الحاد کی انتہا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کا ایک "مغرب زدہ عجمی کلرک" یوں کھلم کھلا تعلیمات نبوی ﷺ کو جھٹلانے کا مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ گستاخ اپنی نام نہاد قرآنی بصیرت کے نام پر اسلام کو مسخ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ وہ گستاخ و بدزبان پرویز نے ہمارے آقائے نامدار پرنور و پروقار، رحمتہ للعالمین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رہنمائے انس وجن، سرور کون ومکان، مفسر و معلم قرآن، فخر موجودات، محسن انسانیت، سید العرب والعجم، محبوب دو عالم، پیغمبر بحر و بر رسول رب الاکبر، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، یٰسین وطٰہٰ، نذیر و بشیر، مدثر و مزمل، احمد و محمد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم وبارک وسلم کی مقدس تعلیمات، اطاعت واتباع، سنت واحادیث کو ٹھکرا کر اپنے

شیطانی کفر والحاد سے بھرپور عقائد ونظریات کو اسلام کے نام پر پیش کر کے دین اسلام کو مٹانے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

پرویز نے سنت واحادیث نبوی ﷺ سے قطع نظر قرآن کریم کے ساتھ اپنی نام نہاد بصیرت کے نام پر جو خباثت سے بھرپور دشمنی کی ہے۔اس پر قرآن کریم خود سراپا احتجاج ہے۔

بزبان شاعر

الفاظ کو میرے علامہ ، پہناتے ہیں کچھ ایسے معنیٰ
جبریل امینؑ لائے نہ جسے ، مضمون وہ بنایا جاتا ہوں
ابوبکرؓ و عمرؓ سمجھے نہ جسے' عثمانؓ و علیؓ پہنچے نہ جہاں
اسرارو معارف کے ایسے ، زینہ پر چڑھایا جاتاہوں
جب کوئی مفکر مغرب کا ، دنیا سے نرالی بات کہے
تائید کرانے کو اسکی ، فوراً میں بلایا جاتاہوں
تصدیق رسول برحقؐ کی' مقصد تھا مرا غایت تھی مری
اب قول نبیؐ کو جھٹلانے کے کام میں لایا جاتاہوں

غلام احمد پرویز کے عقائد ونظریات اس کی تحریروں کی روشنی میں:

فتنہ پرویزیت کے خدوخال:

1- قرآن میں جہاں بھی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا نام آیا ہے اس سے مراد مرکز ملت ہے۔(معارف القرآن۔جلد۴۔صفحہ ۶۲۳)

2- قرآن کریم میں جہاں اللہ اور رسول ﷺ کا ذکر ہے' اس سے مراد مرکزی نظام حکومت ہے۔(معارف القرآن جلد۴۔صفحہ۶۲۴)

3- بالکل واضح ہو کہ اللہ اور رسول ﷺ سے مراد مرکز ملت ہے۔

(معارف القرآن۔ جلد۴۔ صفحہ۶۲۴)

4- رسول اللہ ﷺ کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی سے اپنی اطاعت کرائے۔

(معارف القرآن۔ جلد۴۔ صفحہ۴۱۴)۔

5- رسول اللہ ﷺ کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ وہ قانون کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے۔ (سلیم کے نام خط۔ جلد۲۔ صفحہ نمبر۳۴)

6- رسول اللہ ﷺ جب موجود تھے تو بحیثیت ''مرکز ملت'' آپ ﷺ کی اطاعت فرض تھی۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم نہیں کیونکہ اطاعت کے معنی ہی کسی زندہ کے احکام کی تابعداری ہے۔ (اسلامی نظام۔ صفحہ۱۱۴)

7- ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو اپنے معاملات کے فیصلے آپ کرنے ہوں گے۔ (سلیم کے نام ۲۱واں خط۔ جلد۲۔ صفحہ۱۲۰)

8- شریعت محمدیہ صرف آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک کے لئے تھی نہ کہ ہر زمانے کے لئے بلکہ ہر زمانے کی شریعت وہ ہے جس کو اس عہد کا ''مرکز ملت'' اور اس کی شوریٰ مرتب کرے۔

9- مرکز ملت کو اختیار ہے کہ وہ عبادات' نماز' روزہ' معاملات، اخلاق' غرض ہر چیز میں چاہے رد و بدل کر دے۔ (قرآنی فیصلے۔)

10- ''مرکز ملت'' اپنے زمانے کے تقاضے کے مطابق نماز کی کسی جزئی شکل میں رد و بدل کر سکتا ہے۔ (قرآنی فیصلے۔ صفحہ۱۴۔۱۵)

11- حضور ﷺ نے جو احکام بیان فرمائے ہیں۔ وہ صرف حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھے۔ ہر زمانہ کے لحاظ سے ان احکام میں تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے۔

12- آج جو اسلام رائج ہے وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو قرآنی دین سے اسکا

کوئی واسطہ نہیں۔ (سلیم کے نام خط۔خط نمبر۱۵۔صفحہ۲۵۱۔۲۵۲)

13- نماز ''پوجاپاٹ'' روزہ ''بھرت'' اور حج ''یاترا'' ہے اور اب یہ تمام عبادات اسلئے سرانجام دی جاتی ہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ ورنہ ان امور کو نہ افادیت سے کچھ تعلق ہے نہ عقل وبصیرت سے کچھ واسطہ۔ (قرآنی فیصلے۔صفحہ۳۰۱۔۳۰۲)

14- احادیث دین کا جزو نہیں۔ (مقام حدیث۔صفحہ۵)

15- اگر احادیث دین کا جزو ہوتیں تو اللہ تعالیٰ، حضورؐ اور خلفا راشدین اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے۔ (مقام حدیث۔صفحہ۵ سے ۱۰)

16- احادیث عجمی سازش اور جھوٹ ہے جو مسلمانوں کا مذہب ہے۔

(مقام حدیث۔طلوع اسلام۔صفحہ نمبر ۷۔اکتوبر 1952ء)

17- قرآن کو سمجھنے کیلئے حدیث کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنے دماغ سے قرآن سمجھ سکتا ہے۔

18- آپ خیال فرمایئے کہ اگر احادیث بھی دین کا جزو ہوتیں تو کیا رسول اللہ ﷺ ان کی حفاظت کا کچھ بھی انتظام نہ فرماتے۔ (مقام حدیث صفحہ۵)

19- ان تصریحات سے یہ واضح ہے کہ جمع احادیث کی یہ سب کوششیں ان حضرات (محدثین) کی انفرادی تھیں۔ جنہیں خدا اور رسول ﷺ کی سند حاصل نہیں تھی۔ اس حقیقت کے پیش نظر آپ خیال فرمائے کہ کیا دین بھی ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ یوں لوگوں کی انفرادی کوششوں کے حوالے کر دیتے۔

(مقام حدیث۔صفحہ۸۸)۔

20- عقل کی رو سے دیکھا جائے تو حدیثوں کی دینی حیثیت ثابت نہیں ہوتی۔

(مقام حدیث۔صفحہ۸۸)

21- میرا ایمان یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ یہ سمجھتے کہ حضور ﷺ کی مرتب فرمودہ

جزئیات کو قیامت تک کے لئے واجب الاتباع (غیر متبدل) رہنا ہے تو حضور ﷺ کے لئے یہ کچھ مشکل نہ تھا کہ ان ارشادات گرامی کا ایک مجموعہ مرتب فرما کر امت کو دے جاتے۔ دین کو انفرادی کوششوں کا محتاج بنا دینا دین کے دینے والے (خدا) اور دین کو پہنچانے والے (رسول ﷺ) کے خلاف (معاذ اللہ) بہت بڑا اتہام ہے۔ (مقام حدیث۔ صفحہ ۲۲۱)

-22 یہ جو عید کی تقریب پر دنیا بھر کے شہروں میں قربانیاں دی جاتی ہیں۔ ان کا حکم تو ایک طرف، کہیں ذکر تک بھی قرآن میں نہیں۔ بلکہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔

(قرآنی فیصلے صفحہ ۷۸)

-23 ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ آپ صرف ایک "بخاری شریف" ہی کو جسے اصح الکتاب بعد الکتاب کہہ کر پیش کیا جاتا ہے، تو پھر دیکھیں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی شان کے خلاف کیا کیا کچھ لکھا ہے۔ اس کے بعد آپ خود اندازہ فرمالیں کہ دیگر کتب احادیث اور تفاسیر میں کیا کیا کچھ نہیں ہوگا۔ (قرآنی فیصلے۔ صفحہ ۲۲۳)

-24 نماز مجوسیوں سے لی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ "قیام صلاۃ" یعنی صلوٰۃ کے نظام کے قیام کا حکم دیا ہے۔ جس کا مطلب معاشرہ کو ان بنیادوں پر قائم کرنا ہے جن پر ربوبیت نوع انسانی کی عمارت استوار ہوتی ہے۔

(قرآنی فیصلے۔ صفحہ ۲۶۔ ۲۷)

-25 زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی۔ (قرآنی فیصلے۔ صفحہ ۳۷)۔

-26 حج عبادت نہیں بلکہ عالم اسلام کی بین الملی کانفرنس ہے۔ (رسالہ قربانی ص ۳)

-27 جنت و جہنم مقامات نہیں بلکہ انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔

(لغات القرآن۔ جلد اول۔ صفحہ۔ ۴۴۹)۔

-28 فرشتے وملائکہ نفسیاتی محرکات ہیں یا کائیناتی قوتیں۔(ابلیس وآدم۔صفحہ ۱۹۵)

-29 تقدیر کا عقیدہ ایمانیات میں مجوسی اساورہ کا داخل کیا ہوا ہے۔(قرآنی فیصلے صفحہ ۱۹۰)

-30 معراج نبوی ﷺ سے مطلب ہجرت مدینہ اور مسجد اقصیٰ سے مراد مسجد نبوی ﷺ ہے۔

(معارف القرآن۔جلد۴۔صفحہ ۷۳۶)۔

-31 قرآن کریم سے حضور اکرم ﷺ کا کوئی حسی معجزہ ثابت نہیں۔

(سلیم کے نام خط۔جلد۳۔صفحہ ۹۱۔۹۲)

-32 تم نے غور کیا کہ قرآن نے علما کا لفظ کن لوگوں کے لئے استعمال کیا؟ انہی لوگوں کے لئے جنہیں ہم آج کی اصطلاح میں ''سائنٹسٹ اور کائناتی مفکر'' کہتے ہیں۔

(بتویب القرآن)

-33 ملائکہ سے مراد فطرت کی قوتیں ہیں۔جنہیں انسان جب چاہے مسخر کر سکتا ہے۔

(ابلیس وآدم)

-34 آدم سے مراد خود انسان ہے کوئی خاص فرد نہیں۔(بتویب القرآن۔جلد ا صفحہ ۲۱۴)

-35 لہٰذا قصہ آدم کسی ایک ''میاں بیوی'' کا واقعہ نہیں بلکہ خود انسان کی سرگزشت ہے۔(لغات القرآن۔جلد اول۔صفحہ ۲۱۲)۔

-36 ابلیس سے مراد اس کے وہ جذبات ہیں جو قوانین خداوندی سے سرکشی اختیار کر لیں۔

(ابلیس وآدم)۔

-37 ابلیس' انسان سے الگ خارج میں موجود ہستی نہیں یہ خود انسان ہی کی ایک خصلت کا نام ہے۔(ابلیس وآدم)

-38 انسان کے اپنے سرکش جذبات کا نام ''شیطان'' ہے۔(ابلیس وآدم)۔

-39 قرآن میں جہاں جہاں جن وانس کا ذکر ہوگا اس سے مراد انسانوں کی ہی دو جماعتیں ہیں۔(شہری اور بدوی)(ابلیس وآدم)

40- انسان کی پیدائش آدم وحوا سے نہیں بلکہ ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے مطابق ہوئی۔
(ابلیس وآدم صفحہ ۶۳-۶۴)

41- صرف چار چیزیں مردار جانور، بہتا خون، لحم خنزیر اور غیر اللہ کے نام کی منسوب چیزیں حرام ہیں۔ باقی حرام وحلال کی جو طویل فہرستیں ہیں وہ سب انسانوں کی خودساختہ ہیں۔ (قرآنی فیصلے بتویب القرآن، صفحہ ۶۴۲۔ طلوع اسلام مئی ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۴۹)

42- آدمؑ کی نبوت کا ذکر قرآن میں نہیں آیا۔ (لغات القرآن صفحہ ۲۷)

43- اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرے تو اس کے متعلق کہتے ہیں مرتد ہو گیا۔ اور اس کی سزا موت بتائی جاتی ہے۔ لیکن یہ چیز قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔ (بتویب القرآن)

44- مذہب تبدیل کر لینا قرآن کی رو سے کوئی جرم نہیں جس کی سزا دی جائے۔
(بتویب القرآن)

فتنہ پرویزیت کی تحریک طلوع اسلام کے نام سے وسیع سرگرمیاں:

فتنہ پرویزیت کا سرغنہ چوھدری غلام احمد پرویز بھارتی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ ''بٹالہ'' میں 9 جولائی 1903 میں پیدا ہوا۔ انڈین سول سروس میں ملازمت اختیار کر لی۔ اپنی عمر کا زیادہ حصہ ''کلرکی'' کرنے میں گزارا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں ہوم ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہوا اور 1955ء میں اپنی ملازمت سے قبل از وقت پنشن لے کر اپنے آپ کو اپنی ''کفری والحادی'' تحریک کے لئے ''وقف'' کر دیا۔

پرویز نے اپنے آپ کو ایک جدید مفکر قرآن کی حیثیت سے متعارف کروایا۔ اپنی تحریک کو ''طلوع اسلام'' کے نام سے پیش کیا۔ بظاہر تو حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کی ایک نظم سے یہ نام ماخوذ کیا گیا ہے لیکن درحقیقت اقبالؒ کی شہرت واثر سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے عوام الناس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا محض یہ ایک بہانہ تھا۔ اسی طرح ارباب اختیار اور بیوروکریسی تک

اپنا اثر ورسوخ پیدا کرنے کے لئے سیاق وسباق سے عاری پرویز کے نام قائداعظم محمد علی جناح کے ایک عمومی خط کی تشہیر کی گئی تا کہ تحریک پاکستان اور قائداعظم سے پرویز کا تعلق ثابت ہو سکے۔ اس طرح سے سیاسی رخ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔

فتنہ پرویزیت نے ''ایوبی دورحکومت'' میں سرکاری سرپرستی میں بیحد منظم شکل اختیار کرلی۔ پرویز نے تقریباً پچاس کتابیں لکھیں۔ یہ تمام کتابیں غیر اسلامی زہریلے مواد سے بھرپور ہیں۔ ان کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

لغات القرآن	تبویب القرآن	مفہوم القرآن
مطالب الفرقان	مقام حدیث	قرآنی فیصلے
قرآنی قوانین	اسلام کیا ہے؟	اسلامی معاشرہ
معراج انسانیت	جوئے نور	شعلہ مستور
برق طور	شاہکار رسالت	تصوف کی حقیقت
اسباب زوال امت	کتاب التقدیر	منزل بہ منزل
من ویزداں	نظام ربوبیت	سلیم کے نام خطوط
طاہرہ کے نام خطوط	جہان فردا	سلسبیل
فردوس گم گشتہ	ابلیس وآدم	مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں وغیرہ

پرویز 1985ء میں بیاسی سال کی عمر میں آنجہانی ہوا۔ پرویز کی موت کے بعد یہ فتنہ بظاہر کچھ عرصے تک خوابیدہ رہا۔ لیکن لگتا ہے کہ اندر ہی اندر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہا۔

آج کے دور میں جبکہ الیکٹرونک میڈیا نے دنیا کو سکیڑ کر رکھ دیا ہے اور طاغوتی قوتوں یہودوہنودونصاریٰ نے مسلمانوں کی صفوں میں موجود منافقین اوران منافقین کے ذریعے پیدا کردہ فتنوں کی کھلم کھلا سرپرستی شروع کردی ہے۔ فتنہ پرویزیت کو نئے سرے سے وسیع پیمانے پر منظّم

کر کے پہلے سے زیادہ شدومد سے فعال کر کے ابھارا گیا ہے۔نہایت تیزی سے پاکستان اور پاکستان سے باہر بیشتر ممالک میں پاکستانی مسلمان کے ایمان کو مسموم کرنے کے خطرناک منصوبے پر عمل درآمد تیزی سے جاری ہے۔پرویزیت کو وسیع پیمانے پر فروغ دینے کے لئے ملکی اور غیر ملکی سطح پر مربوط اور مظبوط نیٹ ورک قائم ہے۔ اور پرویزی لٹریچر کی ترسیل و تقسیم' دفاتر و مراکز کا وسیع پیمانے پر قیام' وسیع شعبہ نشر واشاعت' جدید الیکٹرانک میڈیا' ویڈیو، آڈیو فیکس، سیٹلائٹ ٹی وی اور انٹر نیٹ کے وسیع استعمال کا جال بچھایا گیا ہے۔

چیئرمین ادارہ طلوع اسلام ''ایاز حسین انصاری'' نے حال ہی میں ''تحریک طلوع اسلام'' کے تیز رفتار فروغ کے متعلق ماہنامہ ''طلوع اسلام'' کے جنوری 1998ء کے شمارے میں صفحہ 30 پر لکھا ہے۔

''ذرائع کی کمی کے باوجود قرآن (تحریک طلوع اسلام) (یعنی پرویزیت) کی آواز جس تیزی سے پھیلتی جارہی ہے وہ ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔اس سے بڑھ کر خوشی کا مقام یہ ہے کہ یہ آواز اب پاکستان سے نکل کر مغربی ممالک اور دوسرے ممالک میں بھی پھیلتی جارہی ہے''۔

پرویزیت کو وسیع پیمانے پر فروغ دینے کے لئے تحریک طلوع اسلام نے ''بزم طلوع اسلام'' کے نام سے اندرون ملک دور دراز چھوٹے بڑے شہروں' قصبوں حتیٰ کہ گاؤں میں بھی اعلانیہ اور غیر اعلانیہ سینکڑوں رابطہ مراکز (دفاتر) قائم کیے ہیں۔

بزم طلوع اسلام کے چند بڑے مراکز جن شہروں اور ملکوں میں قائم ہیں ان کے نام کچھ یوں ہیں۔

اسلام آباد	روالپنڈی	لاہور (مرکز)	کراچی
پشاور	کوئٹہ	حیدرآباد	لاڑکانہ
فیصل آباد	گجرات	گوجرانوالہ	ملتان

سیالکوٹ	میانوالی	بہاولپور	سرگودھا
چنیوٹ	جہلم	واہ کینٹ	بوریوالہ
عارف والا	جلالپور جٹاں	کوٹ ادو	رانی پور
ماموں کانجن	اوکاڑہ	پیرمحل	صوابی
سوات	ایبٹ آباد	کوہاٹ	پنج کسی
خانیوال	مری	رائیونڈ	میاں چنوں
خیبرایجنسی	مالاکنڈ ایجنسی	ھنگو	مانسہرہ
سکھر	شکارپور	میرپورخاص	موضع ڈنگہ
منڈی بہاوالدین	چک 215 ای بی	خان پور	ڈنمارک
ناروے	برطانیہ	امریکہ	کینڈا
عمان	سعودی عرب	کویت وغیرہ	

ان مراکز پر آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے ذریعے پرویز کا درس قرآن باقاعدگی سے عموماً ہفتہ وار ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے پرویزی مختلف حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ انہیں پرویزی لٹریچر کتابیں رسالے اور پمفلٹس مفت یا نہایت کم قیمت پر مہیا کرتے ہیں۔ بزم طلوع اسلام کے یہ مراکز' سکولوں' کالجوں' یونیورسٹیوں اور دوسرے اداروں میں مختلف مواقع کے اعتبار سے (یوم پاکستان' یوم آزادی' یوم دفاع' یوم پیدائش اقبال وغیرہ) مختلف تقریبات سیمینار' منی کنونشن' کانفرنسز' اور تقریری مقابلے منعقد کراتے ہیں۔ جن میں مسلمانوں بالخصوص طلبا اور دیگر متمول لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ سیاست دان' اعلیٰ منصب پر فائز فوجی و سول حکام' بیوروکریسی' تعلیمی اداروں اور عدالتوں سے متعلق حضرات ان کے خاص ٹارگٹ ہیں۔ سیاسی' سماجی' علمی اور سرکاری حیثیت سے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے۔ یوں ایک تیر سے دو شکار کرتے ہیں۔ انہی اجتماعات میں پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر کی جاتی ہے اور آخر میں

پرویزی لٹریچر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

ادارہ طلوع اسلام نے انہی مقاصد کے لئے تقریبا چالیس موضوعات پر مشتمل چھوٹے چھوٹے (طلوع اسلام) پمفلٹس لاکھوں کی تعدا میں شائع کر کے تقسیم اور فروخت کئے ہیں۔ پرویزیوں کے خیال میں یہ چھوٹے چھوٹے پمفلٹس طلوع اسلام کی تشہیر میں انتہائی مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ بے حد سستے ہوتے ہیں تقریباً ایک یا دو روپے میں پمفلٹس ہر جگہ با آسانی دستیاب ہوتے ہیں۔ اس لئے ادارہ طلوع اسلام نے لاکھوں کی تعداد میں تقسیم اور فروخت کئے ہیں۔ (طلوع اسلام دسمبر 1998 صفحہ 43)۔ صرف 1977ء میں ادارہ طلوع اسلام نے تقریباً ایک لاکھ تیرا ہزار (113000) پمفلٹس تقسیم کئے ہیں۔ (طلوع اسلام 1998 صفحہ 24) 1999ء کے لئے ادارہ طلوع اسلام نے صرف چھوٹے چھوٹے پمفلٹس کی اشاعت کے لئے کم از کم اڑھائی لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔ (طلوع اسلام مئی 1999 صفحہ 5)۔

طلوع اسلام نے 26 فروری 1998ء میں حیدر آباد میں منعقدہ اپنے سیمینار کے دوران تقریباً بارہ ہزار کی کتابیں اور ڈیڑھ ہزار سے زائد پمفلٹس تقسیم وفروخت کئے۔ (طلوع اسلام اپریل 1999 صفحہ 31)

طلوع اسلام نے مارچ 1999ء میں لاہور میں یوم پاکستان کے موقع پر مینار پاکستان کے سائے میں اپنا خصوصی اسٹال لگایا جس میں چار ہزار پمفلٹس تقسیم اور فروخت کئے گئے۔ (طلوع اسلام مئی 1999 صفحہ 35)۔

اسی نوعیت کے پروگرام بزم طلوع اسلام کے اکثر مراکز کے ذریعے بنائے جاتے ہیں۔ اندازہ فرمائیے کہ پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم دفاتر کی ذریعے پرویزی لٹریچر کتنی اعلیٰ منصوبہ بندی سے عوام الناس میں کثیر تعداد میں پہنچا کر اس کے ذہنوں کو مسموم کیا جاتا ہے۔

ادارہ طلوع اسلام ملک کے اندر اور ملک سے باہر پاکستانی سکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں پرویزی لٹریچر وسیع پیمانے پر بھیجا جاتا ہے تاکہ نوخیز طلباء کے ذہنوں کو مسموم کیا

جائے۔ طلباء تک رسائی کے لئے مشنری طرز پر ان کو وظائف کی پیشکش بھی کی جاتی ہے۔

پاکستان سے باہر مختلف ملکوں کے اندر طلوع اسلام کے دفاتر ''پرویزیت'' کو پاکستانی اور دوسرے مسلمانوں میں پھیلانے میں پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔ وہاں بھی مختلف نوعیت کی تقریبات منعقد کروا کر ''پرویزیت'' کی تشہیر کرتے ہیں۔ کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں بزم طلوع اسلام کے تعاون سے ٹورنٹو اور گردونواح کے اردو بولنے والوں کے لئے ریڈیو پر تقریبات سات بجے سے آٹھ بجے تک ہر ہفتہ پرویز کا درس نشر کیا جاتا ہے۔ (طلوع اسلام جنوری 1998 صفحہ 35)

طلوع اسلام کا ترجمان رسالہ ''ماہنامہ طلوع اسلام'' گذشتہ باون (52) سال سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس ماہوار رسالے میں اسلامی تعلیمات وعقائد کے خلاف مسلسل ہرزہ سرائی جاری ہے۔ مسلمانوں کے ذہنوں میں اپنے دین عقائد وعبادات کے بارے میں شک وشبہات پھیلائے جاتے ہیں۔ اس سے رسالے میں اب تو نہایت اشتعال انگیز، شر انگیز مضامین چھاپے جاتے ہیں۔ مقتدر شخصیات کے پتے حاصل کر کے ان کو ماہنامہ طلوع اسلام اور دوسرا پرویزی لٹریچر مفت ارسال کیا جاتا ہے۔

ادارہ طلوع اسلام کے زیر اہتمام ہر سال کے آخر میں لاہور میں پرویزیوں کا سالانہ کنونشن منعقد کیا جاتا ہے۔ جو بے حد اہمیت کا حامل تین روزہ اجتماع ہوتا ہے۔ اس کنونشن میں کثیر تعداد میں لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ سال بھر کی سرگرمیوں کا مجموعی جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے پرویزیت کو مزید فروغ دینے کے لئے لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے۔

فتنہ پرویزیت کی سرگرمیوں کے بارے میں یہ صرف چند جھلکیاں تھیں۔ ورنہ حقیقت میں اس فتنہ کی سرگرمیاں نہایت ہی زیادہ ہیں۔ اور ملت اسلامیہ کے لئے لمحہ فکریہ اور چیلنج ہیں۔

اسلامی تعلیم وتربیت میں خام، اپنی نفسانی خواہشات سے مغلوب، مغرب زدہ مسلمان ہی عموماً فتنہ ''پرویزیت'' کے جال میں پھنس کر کفر والحاد کے ولدل میں دھنس جاتے ہیں۔ پرویزی ان نوارد لوگوں کی خصوصی تربیت آڈیو، ویڈیو اور دیگر پرویزی لٹریچر کے ذریعے نہایت مہارت سے

کرتے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں اطاعت رسول ﷺ سے بغاوت' سنت واحادیث ﷺ' محدثین' علماء سلف وخلف' مشائخ امت اور تمام مسلمانوں اور اسلام سے نفرت کا بیج بویا جاتا ہے۔ جو بڑھتے بڑھتے بالآخر ایک تن آور درخت بن جاتا ہے۔ پھر یہی لوگ پرویزیت کے پھیلانے میں سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔ پرویزیت میں مبتلا تعلیم یافتہ جب مختلف عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں تو اپنی سرکاری' سماجی' معاشی' سیاسی حیثیتوں کو بھی' فتنہ پرویزیت'' کے فروغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ حال ہی میں جب کویت میں فتنہ پرویزیت پر کفر وارتداد کا فتویٰ صادر ہوا تو پرویزیت سے متاثر سابق نگران وزیراعظم اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے موجودہ ریکٹر معراج خالد نے اپنے منصب اور اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سرکاری لیٹر پیڈ پر پرویزیت کی حمایت میں کویتی حکومت کو خط لکھا۔

(Recter.-1(1)/98-114-558) (Date. 15-12-1998)

لکھا کہ پرویز مفکر قرآن تھا۔ اس کے خلاف کفر کے فتویٰ پر نظر ثانی کی جائے۔

دوسری مثال ممبر قومی اسمبلی اور ٹی وی پروگرام نیلام گھر کے میزبان طارق عزیز کی ہے۔ جو بقول مولانا جناب اعظم طارق صاحب' امیر سپاہ صحابہؓ کہ طارق عزیز اپنے ٹی وی پروگرام نیلام گھر میں مہمانوں میں پرویزی لٹریچر تحائف کی آڑ میں پیش کر کے پرویزیت کی تشہیر کر رہا ہے۔ جو اپنی حیثیت کا کھلم کھلا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ (روزنامہ خبریں لاہور۔ مورخہ 9 ستمبر 1999)

یہی لوگ سادہ لوح' اسلامی تعلیمات سے ناواقف عوام الناس کے ذہنوں کو اپنے باطلانہ پراپیگنڈوں سے مسموم کرتے ہیں۔ اور ان کے ذہنوں میں اپنے دین وعقائد' اطاعت رسول ﷺ، سنت واحادیث نبوی ﷺ' محدثین عظام' آئمہ اسلام' علماء سلف وخلف کے متعلق تحقیر وتشکیک کا زہر بھر دیتے ہیں۔ سادہ لوح عوام میں سے اگر کچھ پرویزیت میں پوری طرح مبتلا نہ بھی ہوں تب بھی وہ اپنے دین کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔

فتنہ پرویز سے متاثر ہونے کے اسباب ومحرکات:

فتنہ پرویزیت کے جال میں پھنسنے والوں کی نفسیات، تعلیم وتربیت، ماحول، ذہنی وعملی رجحانات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس فتنہ سے متاثر ہونے اور اس باطل فتنے کی پذیرائی کے محرکات واسباب بنیادی طور پر تین ہیں۔

1۔ اسلامی تعلیم وتربیت کا فقدان۔

2۔ مغربی افکار ونظریات اور تہذیب وتمدن کا شدید اثر ونفوذ۔

3۔ اتباع ہوائے نفس۔

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ دین اسلام مملکت پاکستان کا مقصد ہے۔ یہ ملک قرآن وسنت کے مقدس نظام کے نفاذ کے لئے حاصل کیا گیا۔ لیکن بدقسمتی سے اولین معماروں کی خواہشات کے باوجود بعد کے حکمرانوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے توجہ ہی نہیں دی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ رکاوٹ ہی بنے رہے۔ انہوں نے پاکستانی معاشرے سے دور غلامی کے مضر اثرات کو باہر نکال کر اسے خالص اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے، غیر اسلامی مغربی نظام تعلیم کو خالص اسلامی روح، اسلامی مقاصد کے لئے از سر نو ترتیب دینے، ذہنی وفکری انتشار، اخلاقی فساد کے معروف ومعلوم سرچشموں کو بند کرانے کے لئے کوئی مخلصانہ، جراتمندانہ اقدام نہیں اٹھایا۔ بلکہ افسوس یہ کہ وہ مزاحم ہی بنے۔ برطانوی سامراج سے آزادی حاصل کرنے کے باوجود مغربی افکار ونظریات وتخیلات، مغربی تہذیب وتمدن، نظام ہائے تعلیم، عدل وانصاف، حکومت وسیاست کی غلامی سے آزادی نصیب نہ ہو سکی۔ اگرچہ مغرب نواز حکمرانوں کے برعکس امت اسلامیہ کے علماء حق اپنے اسلاف کے مجاہدانہ، دلیرانہ، اصلاحی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کی بقا کی جنگ ہمیشہ لڑتے رہے۔ اگر علمائے حق کی قابل قدر جدوجہد نہ ہوتی تو یقیناً پاکستان اور پاکستانی معاشرے کی حالت زار آج ''ترکی'' جیسی ہوتی جہاں اسلام سے بیزاری اور مغرب کی غلامی کی وجہ سے ایک خاتون رکن پارلیمنٹ کو اسلامی حجاب اوڑھنے کے جرم میں نہ صرف پارلیمنٹ سے خارج کیا گیا بلکہ جلاوطن کیا گیا۔

بہر حال مغربی طاقتوں کی سازش' پاکستانی حکمرانوں کی مغرب نوازی' مغرب زدہ پاکستانی ''کالے فرنگیوں'' کی مظبوط لابی' الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے مغربی فکری وثقافتی یلغار اور مغربی نظام تعلیم کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ ہمیشہ مغربی افکار ونظریات اور تہذیب وتمدن کا نشانہ بنا رہا ہے۔ جس کی نئی نسلوں پر شدید خطرناک اثرات مرتب ہوتے رہے ہیں۔

یہ بڑی تلخ حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیم وتربیت سے بے بہرہ' اسلامی تہذیب میں خام مسلمان نوجوان جب مغربی طرز تعلیم کو حاصل کرتے ہیں تو مغربی افکار ونظریات' علوم وفنون کے نام ونہاد رعب ودبدبے' مغربی تہذیب وتمدن کی مادی ترقی' مغربی حکومتوں کی نام نہاد رہبرانہ شان وشوکت اور مغربی آزاد ورنگین طرز زندگی کی چکاچوند روشنیوں سے آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہے۔ ان کے دل ودماغ مسحور ہوجاتے ہیں۔ نتیجتاً وہ پوری شدت سے ان کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔ ان کے دل ودماغ مغرب کے غلام بن جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ مغرب کے دماغ سے سوچنے لگتے ہیں۔ وہ مغرب کی زبان بولنے' مغرب کے کانوں سے سننے' مغرب کی آنکھوں سے دیکھنے اور مغرب کے بنائے راستوں پر چلنے لگتے ہیں۔ ان کے دماغوں پر یہ مسلط ہوجاتا ہے کہ حق وہی ہے کہ جسے مغرب حق سمجھتا ہے۔ باطل وہی ہے کہ جسے مغرب باطل سمجھتا ہے۔ ہر چیز کا معیار وہ ہے کہ جسے مغرب نے مقرر کر رکھا ہے۔ ہر چیز کو وہ اسی معیار پر جانچتے ہیں حتیٰ کہ اپنے دین وایمان' افکار وتخیلات' تہذیب وتمدن سب کو اسی معیار پر جانچتے ہیں۔ جو چیز اس معیار پر پوری اترتی ہے اسے درست سمجھتے ہیں جو اس معیار پر پوری نہ اترے اسے غلط سمجھتے ہیں۔

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

(اقبالؒ)

مغربی تہذیب وتمدن' افکار ونظریات اور سنت نبوی ﷺ:

چنانچہ اسلامی تعلیم وتربیت سے بے بہرہ مغرب زدہ مسلمان کی مغربی افکار ونظریات سے مرغوبیت اور بے حیاء تہذیب' بے لگام تمدن پر فریفتگی بدقسمتی سے انہیں حق یعنی سنت نبوی ﷺ سے متنفر اور بیزار کرتی ہے۔ مغربی تہذیب وتمدن' افکار' نظریات اور سنت نبوی ﷺ میں کبھی گٹھ جوڑ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مغربی افکار ونظریات، تہذیب وتمدن کی بنیاد لادینیت والحاذ مادیت ودنیا پرستی پر قائم ہے۔ اور اسی بناء پر وہ مسلمانوں کو اپنی خواہشات، تعیش پرستی کی پوری اجازت دیتی ہے جبکہ اس کے برعکس، اسلام تہذیب وتمدن کی بنیاد توحید ورسالت پر قائم ہے۔ سنت نبوی ﷺ اور احادیث نبوی ﷺ کا مقدس نظام ایک مسلمان کی زندگی اور اس کی نفسانی خواہشات کو قوانین الٰہی کا پابند کرتا ہے۔ اور یہی پابندی دراصل مغرب زدہ مسلمانوں کو گوارا نہیں۔ ان میں اتنی جرأت بھی نہیں ہوتی کہ اسلام سے اپنی آزادی کا اعلان کردیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی درمیانی راہ نکل آئے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق مغربی طرز کی آزاد وبے لگام زندگی سے لطف اندوز بھی ہوں اور ان پر اسلام کا لیبل بھی لگا رہے۔

نامور مغربی نومسلم دانشور علامہ محمد اسدؒ (LeopoldWeiss) نے اپنی معرکۃ الاراء کتاب ''اسلام دوراہے پر'' (Islam At The Cross Road) میں مسلمانوں کی نفسیات اور ان پر ''مغربی افکار ونظریات اور طرز زندگی کے پورے غلبہ'' سے واقفیت کی روشنی میں سنت نبوی ﷺ سے دامن چھڑانے اور حدیث کے انکار کے حقیقی سبب کی نشاندہی فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

''آج جبکہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر ونفوذ بہت بڑھ چکا ہے۔ ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویہ میں جن کو ''روشن خیال'' کہا جاتا ہے' ایک سبب پاتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا

ناممکن ہے۔ موجودہ دور کے مسلمان اس کے لئے تو تیار ہے کہ مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور باہر سے آنیوالی ہر تمدن کی اس لئے پرستش کرے کہ وہ باہر سے آیا ہے اور طاقتور و چمکدار ہے۔

مادی لحاظ سے ''افرنگ پرستی'' ہی اس واقعہ کا بڑا سبب ہے کہ آج احادیث نبوی ﷺ اور سنت نبوی ﷺ کا پورا نظام رواج نہیں پا رہا۔ سنت نبوی ﷺ ان تمام افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جن کی آنکھوں کو مغربی تہذیب وتمدن خیرہ کر چکا ہو۔ وہ اس مشکل سے اپنے آپ کو اس طرح نکالتے ہیں کہ ''سنت وحدیث'' کا بالکلیہ یہ کہہ کر انکار کر دے کہ سنت نبوی ﷺ کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں۔ کیونکہ اس کی بنیاد حدیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس مختصر عدالتی فیصلے کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب وتمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے''۔

اسلامی معاشرے میں یہ ایک عجیب نفسیاتی مسئلہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے افکار و عقائد میں چاہے کتنا ہی ملحد اور اپنے اعمال میں کتنا ہی مفسد کیوں نہ ہو۔ وہ اپنے آپ سے اسلام کا لیبل اتارنا گوارا نہیں کرتا۔ نہ ہی وہ یہ گوارا کرتا ہے کہ مذہب تبدیل کر کے یہودی' عیسائی' ہندو یا سکھ ہو جائے۔ حتیٰ کہ وہ یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کے عقائد و اعمال کی وجہ سے کوئی دوسرا اسے کافر' مرتد' فاسق قرار دے۔

انہی اسلامی تعلیم وتربیت سے بے بہرہ مغرب زدہ' اپنی نفسیاتی خواہشات سے مغلوب مسلمانوں کے لئے ''فتنہ پرویزیت'' نے درمیانی راہ ہموار کی ہے۔ انہی بدقسمت مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے ''پرویزیت'' نے اسلام کے مقدس نام پر کفر والحاد سے بنا ہوا جال بچھایا ہے۔ چونکہ ان مسلمانوں میں گمراہی کے جراثیم پہلے ہی سے موجود ہوتے ہیں لہٰذا وہ ''پرویزیت'' کے مہلک مرض میں مبتلا ہو کر اپنے دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

پرویزیت انہیں باور کراتی ہے کہ اسلام دراصل ان گنے چنے اصول قوانین کا نام ہے جوانہوں نے اپنی بصیرت سے قرآن کریم سے اخذ کیے ہیں۔ اوران پابندیوں کی کوئی حیثیت وضرورت نہیں جوسنت وحدیث نبوی ﷺ عائد کرتی ہیں۔ کیونکہ سنت تو دین میں حجت ہی نہیں۔ اوراحادیث نبوی ﷺ دین کا جزونہیں۔ یہ مروجہ اسلام ملاؤوں کا بنایا ہوا مذہب ہے۔ حقیقی دین تو صرف ''قرآن'' ہے۔ لہٰذا سنت وحدیث کی ضرورت نہیں ہے۔ رہا قرآنی اصول وقوانین پر عمل درآمد کا سوال۔ توان قرآنی اصول وقوانین کی تشریح اور جزئیات کے تعین کی ذمہ داری اپنے دور کے مسلمانوں اورحکومتوں یعنی ''مرکز ملت'' پر عائد ہوتی ہے۔ اب ان قرآنی اصول وقوانین کی تشریح اور جزئیات کا تعین اوران کی عملی تشکیل جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی ان کی اب ضرورت نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی اتباع اوراطاعت مسلمانوں پرواجب نہیں کیونکہ اطاعت تو زندہ ہستیوں کی ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنے اپنے دور کے ''مرکز ملت'' اپنے اپنے وقت کے حالات اور تقاضوں کے مطابق قرآن کریم کے احکامات وقوانین کی تشریح کرنے کے مجاز ہیں۔ یہ ہے لب لباب فتنہ پرویزیت کے عقائد ونظریات کا کہ جو رسول برحق ﷺ کے منصب رسالت کی نفی کرکے ''مرکز ملت'' کومنصب رسالت پرفائز کرنے کے منصوبے پرعمل پیرا ہے۔ (معاذاللہ)۔ اوراسلام کے نام پر باطل مذہب کو پھیلانے میں مصروف ہے۔

اب کجروی میں مبتلا' خواہشات نفسانی سے مغلوب اورمغربیت سے متاثرمسلمانوں کو اپنی مرضی کے عین مطابق مغربی طرز زندگی سے لطف اندوز ہونے کی پوری پوری اجازت بھی مل جائے۔ سنت واحادیث نبوی ﷺ کی عائد کردہ پابندیوں سے چھٹکارا بھی مل جائے اوران کے دین وایمان کا کچھ نہ بگڑے۔ بلکہ انہیں حقیقی مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی ''پرویزیت'' کی طرف سے عطا ہوجائے تو اس سے بڑھ کرخوشی کی بات ان کے لئے بھلا کیا ہوسکتی ہے۔ یہی بدنصیب لوگ ''پرویزیت'' کے کفری جال میں بری طرح پھنس کراسلام کے دائرے سے نکل جاتے ہیں۔ (معاذاللہ)۔

یہ حقیقت واضح رہے کہ جن مسلمانوں کی صحیح اسلامی تعلیم وتربیت کی گئی ہو لہٰذا ان کے دل ودماغ خوف خداوندی جلالہٗ اور عشق محمدی ﷺ سے سرشار ہوتے ہیں۔ان کی روحیں دین حق کی حقانیت کے نور سے منور ہوتی ہے۔ان مسلمانوں کو مغربی تہذیب وتمدن کی چمک دمک' فتنہ قادیانیت' فتنہ پرویزیت کی تلبیس تو کیا دنیا کی کوئی شیطانی قوت گمراہ نہیں کر سکتی۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

(علامہ اقبالؒ)

فتنہ پرویزیت اور علماء امت کا عظیم الشان کردار:

اسلامی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں کبھی بھی دین حق کے خلاف کسی فتنے نے سر اٹھایا علمائے حق نے فوراً اس کی سرکوبی کیلئے اپنا گرانقدر کردار ادا کیا۔ کیونکہ علمائے کرام ہی انبیاء کرامؑ کے وارث ہیں۔ اس امت کے رہبر رہنما ہیں۔انہی حضرات کی مخلصانہ' مجاہدانہ جدوجہد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آج تک دین اسلام کو ہر فتنے سے محفوظ کیا۔

فتنہ پرویزیت کے خلاف علمائے کرام کا شاندار علمی جہاد:

جب فتنہ پرویزیت نے دین اسلام کو مٹانے کے لئے سر اٹھایا تو اسلاف کے مجاہدانہ تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے علماء حق نے قرآن وسنت کی سربلندی اور فتنہ پرویزیت کی سرکوبی کے لئے بے مثال جدوجہد کیر اور علمی محاذ پر حمایت سنت وحدیث ﷺ اور رد پرویزیت میں شاندار محققانہ کتابیں تصنیف کیں۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد سید یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ ,مفتی رشید احمد لدھیانویؒ مدظلہ، مفتی محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کے مضامین ورسائل

وکتب' مولانا مناظر احسن گیلانی' کی ''تدوین حدیث'' محدث جلیل ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن کی ''نصرۃ الحدیث''، مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مکیؒ کی ''ترجمان السنۃ'' مولانا مفتی احمد حسن ٹونکیؒ کی ''اسلام میں سنت وحدیث کا مقام''، مولانا تقی الدین ندوی کی ''محدثین عظام اوران کے علمی کارنامے''، پروفیسر غلام احمد حریریؒ کی ''علوم الحدیث اور حدیث رسول ﷺ کا تشریعی مقام''۔مولانا مودودی کی ''سنت کی آئینی حیثیت'' مولانا فہیم عثمانیؒ کی ''حدیث وحفاظت حدیث'' مفکر اسلام حضرت ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی ''منصب نبوتؐ اور'' حدیث کا بنیادی کردار، اسلام مزاج وماحول کی تشکیل وحفاظت'' ہیں۔

مولانا نجم الدین اصلاحی کی ''دلائل السنن والاثار''، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد کی ''اصول دین''، مولانا اسماعیل سلفی کی ''حجیت حدیث''، مولانا صادق سیالکوٹی کی ''ضرب حدیث'' ڈاکٹر رانا محمد اسحاق کی ''علوم حدیث'' مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ کی ''حجیت حدیث'' مولانا مفتی رفیع عثمانی کی کتاب ''حدیث عہد رسالت اور عہد صحابہ میں'' علامہ خالد محمود کی ''آثار الحدیث'' انکار حدیث' سے تائب ہونے کے بعد غلام احمد جیلانی مرحوم کی ''تاریخ حدیث''، ڈاکٹر حمید الدین کی ''خطبات'' یقیناً عالم اسلام کے لیے حمایت سنت وحدیث اور رد پرویزیت کے حوالے سے ناقابل فراموش سرمایہ ہیں۔

علماء امت کا فتنہ پرویزیت پر کفر کا متفقہ فتویٰ:

عالم اسلام کے مختلف ممالک پاکستان' ہندوستان' بنگلہ دیش اور عرب کے مختلف مکاتب فکر کے تقریباً ایک ہزار جید نامی گرامی علماء کرام ومفتیان کرام نے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں پر ان کے باطل عقائد ونظریات کی وجہ سے کفر وارتداد کا متفقہ فتویٰ صادر فرمایا۔۱۹۶۲ء کے اس متفقہ فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ یادرہے کہ فتنہ قادیانیت کے بعد فتنہ پرویزیت دوسرا فتنہ ہے کہ جس کے کفر پر تمام امت کا اجماع ہے۔ ان علماء کرام میں چند معروف اکابرین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

علماء کرام دیو بند:

مولانا احمد لاہوریؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد شفیعؒ ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ،مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ ،مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا عبدالحق حقانی اکوڑہ خٹکؒ،مولانا احتشام الحق تھانویؒ،مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مکیؒ،مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ،مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ،مولانا عبدالمالک کاندھلویؒ، مولانا عبداللہ انورؒ، مولانا سبحان محمودؒ، مولانا محمد موسیٰ بازی روحانیؒ، مولانا ایوب جان بنوریؒ،مولانا عبدالرشید نعمانیؒ، شیخ الحدیث مولانا سراج الدینؒ ' مفتی فرید اکوڑہ خٹک،مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ، مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ،مولانا مفتی تقی عثمانی، مولانا مفتی رفیع عثمانی مدظلہ،مولانا محمد اجمل خان مدظلہ، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ' مولانا سرفراز صفدر مدظلہ،مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ،مولانا منیر الدین کوئٹہ،مولانا نور محمد کوئٹہ، مولانا عبدالغفورؒ کوئٹہ' مولانا عبداللہ اجمیریؒ کوئٹہ،مولانا جان محمدؒ کوئٹہ،مولانا عبدالعزیزؒ کوئٹہ،مولانا قاری غلام نبیؒ کوئٹہ،مولانا عبدالصمد بازیؒ مستونگ، مولانا مفتی مہدی حسن اور شیخ الحدیث مولانا فخر الدین (دارالعلوم دیوبند بھارت)

اہلحدیث علماء میں:

مولانا محمد داؤد غزنویؒ،مولانا محمد عبداللہ روپڑیؒ،مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ،مولانا یونس دہلویؒ،مولانا مفتی محمد صادقؒ،مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح۔

بریلوی علماء میں:

محمد عبدالحامد قادری بدایوانیؒ،مولانا عبدالستار خان نیازیؒ،مفتی مولانا مہدی حسن۔

عرب کے ممتاز علماء:

فضیلۃ الشیخ السید یحییٰ امان الحلی مکہ مکرمہ، فضیلۃ الشیخ السید محمد بن علی الحرکان الحنبلی جدہ،فضیلۃ الشیخ السید حسن مشط المالکی، فضیلۃ الشیخ السید محمد ابراہیم الختنی مدینہ منورہ۔

چنانچہ علماء امت کی شاندار علمی اور عملی جدوجہد کی بدولت مسلمانوں کی کثیر تعداد فتنہ پرویزیت کا شکار ہونے سے بچ گئی اور یہ فتنہ کافی عرصہ کے لئے دب گیا۔

فتنہ پرویزیت کی ازسرنو وسیع پیمانے پر فعالیت:

اکابرین امت نے فتنہ پرویزیت کے سدباب کے لئے اس فتنے کی اس وقت کی حالت کے لحاظ سے بے مثال جدوجہد کیں۔ لیکن افسوس کہ اس کے بعد اس فتنے کا بھرپور تعاقب نہیں کیا گیا۔ اور اکابرین امت کے تسلسل کو برقرار نہیں رکھا گیا۔ یہ فتنہ بظاہر دبا رہا مگر امت اسلامیہ کی لاپرواہی، بے اعتنائی اور لاتعلقی کی وجہ سے شدت سے ملک گیر سطح پر شہر شہر گاؤں گاؤں پھیلایا گیا۔ اور جدید الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے پرویزیت کی ملکی اور عالمگیر سطح پر تشہیر وفروغ کے لئے پاکستان اور پاکستان سے باہر مراکز کا نہایت مربوط جال بچھایا گیا۔

کویت کا تاریخی سرکاری فتویٰ وفیصلہ:

فتنہ پرویزیت نے عالمی سطح پر جو مراکز قائم کیے ان میں کویت میں قائم مرکز کے ذریعے کویت میں پرویزیوں کی سرگرمیاں بہت بڑھ چکی تھیں اور مسلمانوں کے ذہنوں کو پرویزی لٹریچر کے ذریعے زہر آلود کیا جارہا تھا۔ حالات کی سنگینی کے پیش نظر کویت میں پاکستانی حلقوں کے معروف عالم دین اور سکالر جناب مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج الدین مرکزی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت نے اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے فتنہ پرویزیت کا تعاقب کیا اور بڑی جدوجہد سے پرویز کی گمراہ کن اسلام دشمن تحریروں کو عربی میں ترجمہ کرواکر کویت کے وزارۃ الاوقاف کی دارالافتاء سے فتویٰ طلب کیا۔ جس پر علمائے کویت کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے متفقہ طور پر پرویز اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دیا۔ اس کی بھرپور روائیداد کویت کے تمام اخبارات نے خاص ایڈیشنوں میں شائع کی۔ پاکستان میں بھی کئی اخبارات نے یہ خبر نمایاں طور پر شائع کی۔

پرویزیوں نے خوب واویلا کیا اور کویت کی "عدالت" میں فتویٰ کے خلاف کیس دائر

کیا۔ اور الزام لگایا کہ فتویٰ ذاتی دشمنی کی بناء پر حاصل کیا گیا ہے۔ چنانچہ جناب مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے ہنگامی بنیاد پر دنیا کے مختلف ممالک کے علماء کرام سے رابطہ قائم کیا۔ الحمد اللہ ہر طرف سے تائید اور خصوصی فتاویٰ حاصل کیے گئے۔ دنیا اسلام کے منبع ومرکز مکہ معظمہ کے مفتی اعظم فضیلت الشیخ عبداللہ بن بازؒ، امام کعبہ شیخ عبداللہ بن السبیل، کویت کے مفتی اعظم الشیخ مشعل مبارک عبداللہ الاحمد الصباح، جنوبی افریقہ کے مفتی اعظم سمیت پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب کے ممتاز علماء کرام کے تقریباً فی الحال ڈیڑھ سو فتاویٰ موصول ہوئے (یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے)۔ یہ فتاویٰ کویت کی عدالت میں پیش کر دیئے گئے۔ کویت کی ''عدالت'' نے پرویزیوں کا کیس خارج کر دیا اور کویتی سرکاری فتویٰ بحال رکھا۔

اس فتویٰ کی روشنی میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور الحمداللہ اس طرح سے کویت وہ پہلا اسلامی ملک قرار پایا جہاں غلام احمد پرویز کو سرکاری طور پر کافر اور مرتد قرار دیا گیا۔ اور کویت میں پرویزیت کی اسلام دشمن سرگرمیاں اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔

خس کم جہاں پاک

فتنہ پرویزیت کی اشتعال انگیزیاں اور امت اسلامیہ کو چیلنج:

گزشتہ پچاس سال کے دوران پہلی بار فتنہ پرویزیت کو اتنا شدید دھچکہ لگا جس سے پرویزی بری طرح بوکھلا گئے اور اس بوکھلاہٹ میں شرانگیزی، اشتعال انگیزی اور دروغ گوئی پر اُتر آئے۔

کویت کے سرکاری فتویٰ کے پاکستان میں ممکنہ اثرات اور سرکاری اور عوامی ردِعمل سے بچنے کے لئے فتنہ پرویزیت نے اپنی پرانی روایت کے مطابق پاکستان کے مسلمانوں اور پرویزیت میں مبتلا بدقسمت سادہ لوح انسانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے بھونڈے انداز میں دروغ گوئی شروع کر دی ہے۔

بزم طلوع اسلام کویت کے نمائندے اور ماہنامہ طلوع اسلام کے مشاورتی کونسل کے ممبر ''بشر احمد عابد'' پرویزیت کے ترجمان ماہنامہ '' طلوع اسلام'' کے جون 1999ء کے شمارے کے صفحہ 31 اور 32 پر نہایت ڈھٹائی سے حقائق کو توڑ مروڑ کر لکھا ہے۔

''علامہ (نام نہاد) پرویز کوئی عام شخصیت نہیں' انہیں ملک کے اندر اور باہر ایک دنیا جانتی ہے ان کے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد اہم مناصب پر فائز ملک وقوم کی خدمت کر رہی ہے''۔

دوسری جگہ لکھتا ہے۔

''انہوں (پرویز) نے اپنی زندگی کے پچاس قیمتی سال قرآن کے درس وتدریس میں صرف کئے۔ پچاس سے زائد کتب تصنیف کیں۔ ان کی کتب کی حفاظت اور نشر واشاعت کی ذمہ داری کا کام طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور (رجسٹرڈ) اور ادارہ طلوع اسلام (25۔ بی۔ گلبرگ لاہور) کرتا ہے۔ اس وقت یہ کتب پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں مقیم پاکستانی بھی انہیں منگواتے اور شوق سے پڑھتے ہیں۔ پاکستان کے اندر جتنے جید اور ممتاز علماء دین (دو رکعت کے امام نہیں) مفکر' دانشور اور دیگر صاحبان علم ہستیاں ہیں۔ ان کی اکثریت پرویز صاحب کے لٹریچر سے متعارف ہے اور دل وجان سے اس کا احترام کرتی ہیں۔ مزید براں جو ادارے اس لٹریچر کی نشر واشاعت کی ذمہ دار ہیں وہ کوئی خفیہ ادارے نہیں اور نہ ہی زیر زمین کام کرتے ہیں۔ ان کے دفاتر ہر شہر میں معروف جگہوں پر قائم ہیں۔ خود طلوع اسلام ٹرسٹ اور ادارہ طلوع اسلام کی عمارت لاہور کے معروف ترین علاقہ گلبرگ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں جماعت اسلامی کا ہیڈ کوارٹر منصورہ ہے۔ جنوب میں ڈاکٹر اسرار احمد کی تنظیم اسلامی' مشرق میں منہاج القرآن اور مغرب میں تبلیغی جماعت کا گڑھ رائے ونڈ ہے۔ یہ سب جماعتیں پاکستان کی منظم اور مظبوط ترین مذہبی جماعتیں تسلیم کی جاتی ہیں جن کا بنیادی مقصد اسلام کے ارکان کی حفاظت کرنا ہے۔ یہ جماعتیں ہمہ وقت ابابیل کی طرح چوکس رہتی ہے کہ کہیں سے پھر کوئی ابرہہ پیدا نہ ہو جائے''۔

بشیر احمد عابد نمائندہ کویت مزید لکھتا ہے!

''ہم اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ خرافات کہ جن کا ذکر فتوئی میں کیا گیا درست ہیں اور طلوع اسلام کے لٹریچر میں فی الواقعہ پائی جاتی ہیں تو کیا حکومت پاکستان ان کا نوٹس نہ لیتی؟ اور کیا یہ جماعتیں جو طلوع اسلام کے گرد ونواح میں جال کی طرح پھیلی ہوئی ہیں اسے برداشت کر سکتی تھیں؟ کیا یہ ثبوت کافی نہیں کہ پاکستان جیسے متشدد مذہبی ماحول میں ایک جماعت گذشتہ پچاس سال سے قائم ہے۔ کھلے بندوں میں تبلیغ دین کا فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے اور آج تک نہ کسی نے اسے پتھر مارا۔ نہ تالا توڑا اور نہ ہی آگ لگائی اور نہ ہی اس پر پابندی عائد ہوئی۔ یقیناً یہ سب حقائق اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ طلوع اسلام ایک صالح' راست گو اور امن پسند دینی ادارہ ہے''۔ (طلوع اسلام جون 1999ء صفحہ نمبر 31)

مسلمانان پاکستان:

فتنہ پرویزیت کے ''اکابرین'' نے کویت کے سرکاری تاریخی فیصلے کے پاکستان میں ممکنہ اثرات کو زائل کرنے اور حکومت وعوام کے ممکنہ ردعمل سے بچنے کے لئے پاکستان کی معزز دینی جماعتوں پر جو بہتان باندھا ہے۔ وہ کوئی نئی بات نہیں دھوکہ، فریب، جھوٹ، مکاری یہ تو دنیائے کفر کی علامات ہیں۔

اپنے کفر وارتداد کو چھپانے کے لئے انہوں نے معزز دینی جماعتوں کو بطور ڈھال استعمال کرنے کی ناکام کوشش کی ہے تاکہ وہ سادہ لوح، دین سے ناواقف لوگ جو پرویزیت کے جال میں پھنس گئے ہیں، ان کے سامنے ان کے کفر والحاد اور فریب کا پول نہ کھل جائے۔ دوم یہ کہ اپنی راست گوئی اور حقاینت کا ڈھنڈورا پیٹ کر یہاں کے مسلمانوں کے ردعمل اور ممکنہ تحریک سے بچنا چاہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جن اسلامی جماعتوں کے نام استعمال کر کے پرویزیوں نے اپنے کفر والحاد پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اسلامی تنظیمیں امت اسلامیہ کی دیگر جماعتوں اور دینی اداروں اور علماء کرام کی طرح ''فتنہ پرویزیت'' کے کفر وارتداد پر متفق ہیں۔ لہٰذا وہ سادہ لوح

لوگ جو دین سے ناواقفیت کی وجہ سے پرویزیت کے جال میں پھنس چکے ہیں۔ان پر اب یہ حقیقت واضح ہونی چاہئے کہ فتنہ پرویزیت ایک راست گو اسلامی تحریک نہیں بلکہ کفر والحاد سے بھر پور ایک غیر اسلامی جماعت ہے اور جس کے کفر پر صرف چند ''مولوی'' نہیں بلکہ دنیا بھر کے امت اسلامیہ کے تمام علماء کرام متفق ہیں۔لہٰذا حقیقت ظاہر ہونے کے بعد فتنہ پرویزیت سے تائب ہو کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور یوں ظلمت سے دوبارہ نور کی طرف آ جائیں تاکہ دنیا و آخرت کی ذلت اور ناکامی سے بچ سکیں۔

موجودہ وقت کے مختلف ممالک کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور مختلف اسلامی جماعتوں' بشمول جمعیت علماء اسلام' جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی، تحریک منہاج القرآن' تنظیم اسلامی' جماعت اہلحدیث کے جن سرکردہ علماء کرام نے تازہ ترین فتاویٰ کے ذریعے ''فتنہ پروزیت'' کے کفر وارتداد پر اجماع کیا ہے۔ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔	فضیلت الشیخ عبداللہ بن السبیل	امام کعبہ سعودی عرب
۲۔	فضیلت الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ	مفتی اعظم سعودی عرب
۳۔	شیخ مشعل عبداللہ احمد الصباح	مفتی اعظم کویت
۴۔	فضیلت الشیخ عبدالحفیظ مکی	سعودی عرب
۵۔	مولانا ابوطاہر محمد اسحاق	امارات
۶۔	مولانا عاشق الٰہی البرنی	مدینہ منورہ
۷۔	مولانا مفتی رضاء الحق	مفتی ساؤتھ افریقہ
۸۔	مولانا مفتی عبدالعلی دیوبند	مفتی اعظم افغانستان
۹۔	مولانا مفتی نور محمد ثاقب	چیف جسٹس اسلامی امارت افغانستان
۱۰۔	مولانا محمد فاروق	مظاہر العلوم سہارنپور' ہندوستان
۱۱۔	مولانا محمد مستقیم ندوی	دارالعلوم ندوۃ العلماء' لکھنؤ' ہندوستان

۱۲۔	مولانا مجاہد الاسلام	اسلامی فقہ اکیڈمی۔ ہندوستان
۱۳۔	مولانا محمد سلطان ذوق ندوی	بنگلہ دیش

پاکستان کے علماء کرام کے اسماء گرامی

۱۔	مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی	نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
۲۔	مولانا نذیر احمد تونسوی	مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
۳۔	مولانا مفتی تقی عثمانی	ممبر پاکستانی شرعی بینچ سپریم کورٹ
۴۔	مولانا مفتی رفیع عثمانی	ممبر پاکستان نظریاتی کونسل
۵۔	مولانا محمد اجمل خان	سرپرست جمیعت علماء اسلام پاکستان
۶۔	مولانا قاضی عبداللطیف	ممبر اسلامی نظریاتی کونسل (جمیعت علماء اسلام)
۷۔	شیخ الحدیث مفتی عبدالمالک	ممبر اسلامی نظریاتی کونسل- جماعت اسلامی
۸۔	ڈاکٹر اسرار احمد	امیر تنظیم اسلامی
۹۔	مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی	ادارہ منہاج القرآن
۱۰۔	مولانا عبدالستار خان نیازی	جمعیت علماء پاکستان
۱۱۔	مولانا ریاض الحسن نوری	مشیر وفاقی شرعی عدالت
۱۲۔	مولانا ڈاکٹر غلام سرور قادری	مشیر وفاقی شرعی عدالت
۱۳۔	حافظ مولانا صلاح الدین یوسف	مشیر وفاقی شرعی عدالت (جامعہ رضویہ)
۱۴۔	مولانا عبدالرحمٰن اشرفی	(چیئرمین متحدہ علماء بورڈ) جامعہ اشرفیہ
۱۵۔	مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی	(ممبر متحدہ علماء بورڈ) جامعہ نعیمیہ
۱۶۔	مولانا منظور احمد چنیوٹی	انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ (ممبر پنجاب صوبائی اسمبلی)
۱۷۔	ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی	جامعہ علوم اسلامیہ نبوری ٹاؤن کراچی

۱۸۔	ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر	رئیس جامعہ علوم اسلامیہ نبوری ٹاؤن
۱۹۔	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد	جامعہ مدینہ
۲۰۔	ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ	جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک
۲۱۔	مولانا سیف اللہ حقانی	جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک
۲۲۔	مولانا محمد یٰسین صابر	شیخ الحدیث خیر المدارس
۲۳۔	مولانا زاہد الراشدی	پاکستان شریعت کونسل
۲۴۔	مولانا پیر سیف اللہ خالد	رئیس جامعہ منظور الاسلامیہ
۲۵۔	مولانا محمود میاں	جامعہ مدنیہ
۲۶۔	مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی	جمعیت اہلحدیث
۲۷۔	مولانا صفی الرحمن	جمعیت اہلحدیث
۲۸۔	مولانا عبدالرحمن مدنی	رئیس مجلس تحقیق اسلامی
۲۹۔	مولانا محمد ادریس سلفی	جماعت غربا اہلحدیث
۳۰۔	مولانا نعیم الحق	دارالدعوۃ السلفیہ۔(مدیر الاعتصام)
۳۱۔	مولانا علاؤ الدین	مہتمم دارالعلوم نعمانیہ

فتنہ پرویزیت کے خلاف ملک گیر تحریک کی ضرورت:

ایک ایسے ملک میں کہ جسے اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا ہو۔ کہ جہاں قرآن و سنت دستور کا حصہ ہو، کہ جسے اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہو، کہ جہاں کروڑوں صحیح العقیدہ مسلمان رہتے ہوں، کہ جہاں بے شمار اسلامی جماعتیں اور تنظیمیں موجود ہوں، وہاں باطل کی یہ للکار، شرانگیز بیانات، اشتعال انگیز سرگرمیاں یقیناً تمام مسلمانوں کے لئے باعث تشویش اور لمحہ فکریہ ہیں۔

یہ کتنے دکھ اور تعجب کی بات ہے کہ ایک باطل جماعت مسلسل پچاس سال سے مسلمانوں میں کفر و ارتداد فتنہ و انتشار پھیلانے کی سازش میں مسلسل مصروف ہے اور کھلم کھلا اسلام

شریعت محمدیہ ﷺ، سنت واحادیث نبوی ﷺ کو مٹانے کے مذموم منصوبے پر عمل پیرا ہے اور مسلسل اسلامی تعلیمات، عقائد و عبادات اور تابعین، تبع تابعین، محدثین عظام، آئمہ اسلام، اولیا کرام، علماء کرام اور تمام مسلمانوں کی تحقیر و تضحیک میں مصروف عمل ہے۔ بزعم طلوع اسلام فتنہ پرویزیت کو اپنے کفری لٹریچر کے ذریعے پاکستان بھر اور بیرون ممالک میں وسیع پیمانے پر پھیلا رہی ہے۔ ان کے مراکز کی تعداد میں روز افزوں نہایت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ مگر ان کی سرکوبی کے لئے کوئی مربوط، مضبوط، منظم و متحرک اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اکابرین امت کی شاندار علمی کاوشوں اور فتاویٰ کی بدولت بیشمار مسلمان فتنہ پرویزیت سے محفوظ ہو گئے تھے۔ مگر ان اکابرین کے مجاہدانہ تسلسل کو برقرار نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ اس فتنے کو نہایت فعال تحریک کی صورت میں ملک گیر سطح پر پھیلا دیا گیا ہے۔ اس فتنے نے امت اسلامیہ کی غفلت، بے توجہی، لاتعلقی کی وجہ سے پھوڑے سے بڑھ کر سرطان کی شکل اختیار کر لی ہے۔ جسے اب جڑ سے اکھاڑ پھینکنا لازمی ہو گیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ بہت پہلے ایک منظم اور متحدہ تحریک کے ذریعے فتنہ پرویزیت کو کچلا جاتا مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا۔ یقیناً یہ بڑے دکھ اور تعجب کی بات ہے کہ "فتنہ پرویزیت" جیسے خطرناک وموذی فتنے کے خلاف کسی بھی مکاتب فکر کے علماء کرام کی طرف سے کوئی ٹھوس، جامع، ملک گیر تحریک سامنے نہیں آئی۔ کوئی منظم محاذ قائم نہیں کیا گیا۔ کوئی باقاعدہ منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ کوئی اجتماعی احتجاج نہیں کیا گیا۔ کوئی قانونی اور آئینی جدوجہد نہیں کی گئی۔ ایوان نمائندگان سینٹ و اسمبلی میں اس فتنے کے خلاف آواز بلند نہیں کی گئی۔

نتیجتاً آج فتنہ پرویزیت کی اسلام دشمن سرگرمیاں خوفناک حد تک پھیل چکی ہیں۔ یہ بڑی تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے آپس کے اختلافات، گروہ بندیوں، دین سے بے اعتنائی، دنیا پرستی کی وجہ سے ہمارے دل کمزور ہو چکے ہیں۔ اور ہمارے دشمنوں کے دل مضبوط ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ آج ہم اپنے دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ فتنہ پرویزیت ہم سے تعداد میں بہت کم ہونے کے باوجود بے خوفی سے ہمیں للکار رہا ہے۔ ہم کثرت میں ہونے کے باوجود خاموش تماشائی بنے بیٹھے

ہیں کیونکہ ہمارے ایمان بے حد کمزور ہو چکے ہیں (استغفر اللہ)۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

''قریب ہے کہ تمہارے اوپر مختلف آفاق سے مختلف اقوام دشمنی پر اسطرح متفق ہو جائیں جس طرح بھوکے لوگ دستر خوان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں''۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ یا رسول ﷺ کیا یہ ہماری تعداد کی کمی کے باعث ہو گا؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ''نہیں بلکہ تم سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں گے۔ تمہارے دل کمزور ہو چکے ہوں گے۔ اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اٹھا لیا جائے گا۔ چونکہ تم دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کرنے لگو گے''۔

(ابوداؤد شریف اور مسند احمد)

فتنوں کے بارے میں قرآن اور سنت کا حکم:

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔

''و الفتنة اشد من القتل'' ترجمہ: ''اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

''وقاتلو هم حتى لا تكون فتنه و يكون الدين كله لله''. (سورۃ الانفال)

ترجمہ: ''اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور ہو جائے حکم سب اللہ کا''۔

حضور سرور کونین ﷺ نے جہاں ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں اپنی پرنور ہدایات سے نوازا وہاں آپ ﷺ نے اپنی امت کو آنے والے فتنوں کے مواقع پر ہمارے لئے صحیح راہِ عمل تجویز فرمائی۔ چنانچہ احادیث نبوی ﷺ کی کتابوں میں ایک مستقل باب ''کتاب الفتن یا باب الفتن'' ان احادیث پر مشتمل ہوتا ہے جن میں آنحضرت ﷺ نے آنے والے فتنوں کی خبر دی ہے اور ان کے بارے میں مسلمانوں کو اپنے دین اور آخرت کی حفاظت کے سلسلے میں طرز عمل سے آگاہ فرمایا ہے۔ حدیث شریف ہے۔

''بے شک میرے بعد پے در پے برائیاں آئیں گی۔ پس جس شخص کو دیکھو کہ وہ

جماعت (بین المسلمین) یا امت محمدیہ میں تفریق ڈال رہا ہے۔ یا وہ تفریق کا ارادہ کر رہا ہے' چاہے وہ کوئی بھی شخص ہو۔ اس کو قتل کر دو۔ پس اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور شیطان جماعت سے علیحدگی کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے"۔

(مسلم شریف)

بیہقی ایک روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس امت کے آخری دور میں ایسے لوگ ہوں گے جنہیں وہیں اجر ملے گا جو ان سے پہلے لوگوں کو ملا تھا۔ وہ نیکیوں کا حکم کریں گے برائیوں سے روکیں گے اور فتنہ والوں سے لڑیں گے"۔ (بیہقی)

نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث ہے۔

"حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ ایک بڑا فتنہ کھڑا ہو گا جس کے مقابلہ کے لئے کچھ اللہ کے بندے کھڑے ہوں گے اور اس کی ناک پر ایسی ضربیں لگائیں کہ جس سے وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہو گا اس کے مقابلہ میں بھی کچھ مرد کھڑے ہوں گے اور اس کی ناک پر ضرب لگا کر ختم کر دیں گے' پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہوا اس کے مقابلے میں کچھ اللہ کے بندے کھڑے ہوں گے اور اس کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہو گا اور اس کے مقابلہ میں بھی کچھ مردان خدا کھڑے ہوں گے اور اس کا منہ توڑ دیں گے۔ پھر پانچواں فتنہ برپا ہو گا جو عالمگیر ہو گا' یہ تمام روئے زمین پر سرایت کر جائے گا۔ جس طرح پانی زمین میں سرایت کر جاتا ہے"۔

(اخرجہ ابن ابی شیبہ' در منثور ص ۵۶ ج ۶)

مسلمانوں میں فتنہ برپا کرنے والوں اور دین حق چھوڑ کر مرتد ہونے والوں کی سزا موت ہے۔ فی الوقت اس قانون پر عمل درآمد کرانا اگرچہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے مگر اسلام کی بقاء' شریعت محمدیہ ﷺ کی دفاع اور مسلمانوں کو ارتداد سے بچانا اور فتنہ برپا کرنے والوں کو روکنا تمام مسلمانوں بالخصوص علماء کرام کی اولین ذمہ داری ہے ایک مسلمان کا مرتد ہو جانا یقیناً عظیم نقصان ہے۔

امت اسلامیہ سے دردمندانہ درخواست:

فتنہ پرویزیت کی کھلم کھلا' وسیع اسلام دشمن سرگرمیوں سے مسلمانوں میں جوارتداد وانتشار پھیل رہا ہے اس بے دینی اور ارتداد کے سیلاب سے عوام الناس کو بچانے کے لئے عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔

تمام دینی جماعتوں' تنظیموں سے پرزور درخواست:

پاکستان کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام اور تمام دینی جماعتوں اور تنظیموں' تبلیغی ودعوتی جماعتوں' جہادی تنظیموں سے قرآن وسنت کے نام پر درخواست ہے کہ جہاں وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ جہاں وہ دعوت وتبلیغ کے ذریعے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ کہ جہاں وہ مفسدین وکفار کے خلاف جہاد میں مشغول ہیں وہاں اس خالصتاً دینی مسئلے کی طرف اپنی توجہ فرمائیں۔ فتنہ پرویزیت نہایت خطرناک اور متحرک فتنہ ہے۔ جو دین کی بنیادوں کو ڈھا رہا ہے۔ یہ نہایت حساس نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس کا تعلق دین کے کسی شعبے سے نہیں بلکہ دین کی بنیاد اور اساس سے ہے۔

اگر کفر والحاد کی اس یلغار کو اب بھی نہ روکا گیا تو آگے چل کر مستقبل قریب میں یہ نہایت خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ اسلام دشمن فتنہ آئندہ قرآن وسنت کے نفاذ کی راہ میں بڑی رکاوٹ کھڑی کرسکتا ہے۔ لہٰذا قرآن وسنت کے تحفظ کی خاطر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور مختلف دینی جماعتوں کے اکابرین تمام جزئی اور فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال کر تمام فتنوں بالخصوص فتنہ پرویزیت کے خلاف ایک متحدہ ومتفقہ متحرک پلیٹ فارم تشکیل دے کر فتنہ پرویزیت کو فتنہ قادیانیت کی طرح کچل دیں۔

تمام جماعتیں اور تنظیمیں اور دیگر دینی ادارے اپنے اپنے جماعتی پروگراموں کو جاری رکھتے ہوئے اس فتنے کی سرکوبی کے لئے اپنے مخصوص علماء پر مشتمل ایک مشترکہ ومتفقہ "محاذ" کی تشکیل فرمائیں۔ جو ایک طرف عوام الناس کو مختلف فتنوں بالخصوص پرویزیت کے کفر وارتداد سے

بچانے کے لئے اعلیٰ منصوبہ بندی سے علمی اقدامات طے فرمائیں اور دوسری فتنہ پرویزیت کو سرکاری سطح پر قانونی و آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کی شر انگیز غیر اسلامی سرگرمیوں اور زہر آلود کفری لٹریچر اور مراکز پر پابندی عائد کرانے کے لئے عملی اقدامات کا تعین فرمائیں اور آخر کار سینٹ اور اسمبلی کے ذریعے فتنہ پرویزیت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کچل دیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ اللہ جل جلالہ کی نصرت ہمیشہ کی طرح شامل حال ہوگی۔ کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"یا ایھالذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقامکم"

اس جدوجہد کی برکت سے اللہ تعالیٰ دوسرے جماعتی اور دینی کاموں میں بھی نصرت اور برکت عطا فرمائے گا۔ فتنہ پرویزیت کو عملی عوامی قانونی آئینی طور پر کچلنے کے بعد یہ فتنہ بھی معتزلہ کی طرح قصۂ پارینہ بن جائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

پاکستان کے ارباب اقتدار اور اختیار و تمام اراکین سینٹ واسمبلی سے درمندانہ درخواست:

پاکستان کے ارباب اقتدار و اختیار اور تمام عوامی نمائندگان، معزز اراکین سینٹ و قومی اسمبلی سے بصد احترام گذارش ہے کہ الحمدللہ اسلام ہمارا دین ہے۔ پاکستان ہمارا وطن عزیز ہے۔ پاکستان کو اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا ہے تاکہ یہاں قرآن وسنت کے مطابق مسلمان زندگی بسر کرسکیں۔ چنانچہ قرآن وسنت کو "دستور" میں شامل کیا گیا۔ اب قرآن وسنت یا کسی ایک سے انکار کرنا یا اس کی مخالفت کرنا اسلام سے اور دستور پاکستان سے کھلی بغاوت ہے۔ "فتنہ پرویزیت" تحریک طلوع اسلام کے نام سے گذشتہ پچاس سال سے قرآن وسنت کے خلاف مصروف عمل ہے۔ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت قرآن کریم کی غلط اور گمراہ کن تشریح وتوضیح کی۔ سنت نبوی ﷺ کی آئینی وقانونی حیثیت یعنی حجیت (Authorty) سے انکار کیا۔ احادیث نبوی ﷺ کو دین اسلام سے خارج کیا، رسول مقبول ﷺ کی اطاعت سے کھلم کھلا انکار کیا۔

تمام اسلامی تعلیمات کو تبدیل کیا' ارکان دین' شعار اسلام' اکابرین امت' تابعین' تبع تابعین' محدثین عظام' آئمہ کرام' اولیاء اور مشائخ عظام اور چودہ سو سال سے آج تک کے مسلمانوں کی تحقیر و تضحیک کی۔ اور آج بھی کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کر رہے ہیں۔ تحریک طلوع اسلام کے نام پر یہ فتنہ مسلمانوں میں پوری سرگرمی سے تفرقہ' فتنہ و انتشار پھیلانے میں معروف ہیں۔ یقیناً طلوع اسلام کی سرگرمیاں اسلام اور آئین پاکستان سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔

لہٰذا بشمول فتنہ پرویزیت (تحریک طلوع اسلام) کے کسی بھی شخص' گروہ' یا فرقہ کو یہ اجازت کیسے دی جا سکتی ہے کہ اسلام' رسول مقبول ﷺ' قرآن و سنت' دستور پاکستان کی جارحانہ کھلم کھلا مخالفت کرے اور کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کرے اور پاکستان میں تفرقہ اور فتنہ و انتشار پھیلانے کی مذموم سازش کرے۔

لہٰذا آپ جناب سے اسلام اور پاکستان کے نام پر مودبانہ درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے منصب کو اللہ کے دین کی حفاظت، بقاء اور سربلندی کے لئے اپنے اختیارات کو بروے کار لا کر سینٹ و قومی اسمبلی کے ذریعے فتنہ پرویزیت کو ''فتنہ قادیانیت'' کی طرح امت کے اجماع کی روشنی میں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی تمام سرگرمیوں پر پابندی عائد فرمائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دین کی بقاء و تحفظ اور سربلندی کی جنگ ہے۔ اس کے اجر کا اندازہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

ارباب عدل و انصاف سے مودبانہ درخواست:

ملت اسلامیہ کے معزز جج اور وکلاء صاحبان سے درخواست ہے کہ اپنے دینی فریضہ کو نبھاتے ہوئے عدالت کے ایوانوں میں سنت نبوی ﷺ کا بول بالا کر دیں اور دشمنان اسلام' دشمنان رسالت و سنت ﷺ' دشمنان دستور پاکستان کو قانونی و آئینی طور پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کچل دیں۔ کیونکہ یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ یہی حق کی آواز ہے۔ یہی انصاف کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)۔

ارباب صحافت، اہل دانش واہل قلم سے مودبانہ درخواست:

امت مسلمہ کے معزز اہل محافظت اور اہل قلم، مدیران اخبارات وجرائد سے اپیل ہے کہ قلم سے تلوار کا کام لیکر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو تباہ کرنیوالوں کو بے نقاب کردیں۔ اپنی دینی فرائض کو نبھاتے ہوئے سنت نبوی ﷺ، حدیث نبوی ﷺ، اور اطاعت رسول ﷺ کی حمایت وتائید میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور منکرین سنت واحادیث کے فتنے کا قلع قمع کرنے کے لئے خصوصی مضامین فیچر شائع کروائیں۔

اس دور میں ذرائع ابلاغ کی اپنی ایک نہایت بڑی اہمیت ہے۔ بلکہ یہ دور ہی ذرائع ابلاغ کا ہے۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ اسلام کے ایک دستے کے طور پر اپنے قلم کے ذریعے تمام فتنوں بالخصوص فتنہ پرویزیت کی تردید اور حمایت سنت اور اہمیت وحجیت حدیث کے سلسلے میں جہاد فرمائیں۔ اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو تباہ کرنے والی سازشوں کو بے نقاب کر دیں۔ اس سلسلے میں نامور اہل قلم علماء کرام سے مضامین اور خصوصی فیچر شائع کروائیں۔ انشاءاللہ لشکر محمدیہ ﷺ کے اس دستے کا بڑا شاندار اثر ہوگا۔ کیونکہ اخبارات ورسائل ایوان صدر سے لے کر ایک عام پاکستانی کے پاس بھی پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کی خدمت میں دنیا وآخرت کی کامیابی عطا فرمائیں۔

اساتذہ کرام سے مودبانہ التجا:

پاکستان کے تعلیمی اداروں کے عزت مآب اساتذہ کرام سے درخواست ہے کہ اپنے شاگردوں کو قرآن وسنت کی آئینی حیثیت، احادیث نبوی ﷺ کی حجیت اور مقام منصب نبوت سے پوری طرح آگاہ فرمائیں۔ دین کے خلاف سرگرم عمل فتنوں ''فتنہ قادیانیت'' اور ''فتنہ پرویزیت'' وغیرہ کو طلباء کے سامنے بے نقاب کر کے ان میں دینی جذبے کو پیدا کریں تاکہ ان اداروں سے بے دین، ملحد، منکر حدیث یا منکر ختم نبوت کی بجائے صحیح العقیدہ مسلمان جوان نکلیں۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)۔

عوام الناس سے درخواست:

امت اسلامیہ کے عوام الناس کا فرض ہے کہ تمام باطل فتنوں بالخصوص فتنہ آغا خانیت' فتنہ بہائیت' فتنہ قادیانیت اور فتنہ پرویزیت سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے دوسرے مسلمانوں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ اور دینی جذبے کے تحت ان باطل فتنوں کا مکمل معاشرتی، معاشی' سماجی بائیکاٹ کر دیں۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ان فتنوں کے خلاف علماء کرام سے ہر ممکن تعاون کریں۔ اور اپنی دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کریں۔ اللہ دنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے نوازے۔ (آمین)۔

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیشی:

مسلمانان کرام: اگر خدانخواستہ اب بھی ہم غفلت کا شکار رہے۔ اب بھی ناموس رسالت' شریعت محمدیہ ﷺ کی تحفظ کے سلسلے میں اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی اور اسلام اور حفاظت شریعت کی اس مقدس جدوجہد میں حصہ نہ لیا۔ تو جب حشر کے دن سرور کائنات رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین' خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدس میں پیشی ہوگی۔ اور اس وقت شہنشاہ دوعالم ﷺ ہم سے سوال فرمائیں گے کہ:

1۔ مجھ پر نازل ہونے والی کتاب المبین میں تحریفات وتاویلات کے طوفان اٹھتے رہے تم نے کیا کیا۔

2۔ میری ختم نبوت منصب رسالت پر ڈاکہ زنی ہوئی۔ تم نے کیا کیا؟

3۔ میری سنت کو مٹانے کی سازش ہوتی رہی۔ تم نے کیا کیا؟

4۔ میری احادیث کو دین سے خارج کرنے کے منصوبے بنتے رہے۔ تم نے کیا کیا؟

5۔ میری امت کے تابعین' تبع تابعین محدثین عظام' آئمہ کرام' اولیا کرام' علماء کرام اور تمام اسلامی تعلیمات کی کھلم کھلا توہین وتضحیک ہوتی رہی۔ تم نے کیا کیا؟

6۔ میرے امتیوں کو کفر والحاد کے شکنجے میں پھانسنے کی کوشش ہوتی رہی۔ تم نے کیا کیا؟

7۔ میری اطاعت سے انکار ہوتا رہا۔ تم نے کیا کیا؟

تو ہم فخر موجودات محمد رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دے سکیں گے۔ اللہ اس دن کی شرمندگی سے بچائیں۔ آمین

محبوب دو عالم ﷺ کی محبت' علامات اور تقاضے:

خالق و مالک کائنات نے بنی نوع انسان پر احسانات و عنایات کی انتہا فرماتے ہوئے اپنی محبوب ترین ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کو منبع رشد و ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس عظیم ہستی ﷺ نے روشنی' ہدایت' رحمت اور برکت کی بارشیں برسائیں۔ اور دین حق کو سینوں میں منور فرمایا۔

وہ دانائے سبلؐ' ختم الرسلؐ' مولائے کلؐ جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اولؐ ' وہی آخرؐ
وہی قرآنؐ وہی فرقانؐ وہی یٰسینؐ وہی طٰہٰؐ

اس مبارک ہستی ﷺ کی اطاعت و اتباع کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرض فرمایا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے محبوب دو عالم ﷺ کی محبت اور احترام کو ایمان کا حصہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے کلام پاک کے ذریعے اور پھر زبان رسالت ﷺ کے ذریعے یہ بات اہل ایمان پر واضح کر دی ہے کہ جب تک محمد رسول ﷺ کی محبت کو دنیا کی ہر شئے' پر فوقیت نہ دو گے اس وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قل ان کان ابآؤ کم و ابناؤ کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسکن ترضوانھآ احب الیکم من اللہ و رسولہ وجھاد فی سبیلہ فتر بصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ٥ واللہ لا یھدی القوم الفسقین٥" (سورۃ التوبہ۔۲۴)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ' تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی' تمہاری بیویاں' تمہاری

برادری، تمہارا مال جو تم نے کمایا۔ تمہاری تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو۔ تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں پسند ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں۔ تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورۃ توبہ)

محبوب دو عالم، سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس اہل، مال اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں''۔ (مسلم شریف)

اور بھی متعدد احادیث نبویؐ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی محبت اگر کسی مومن کو اپنے مال و دولت خاندان، اولاد، بھائی والدین حتیٰ کہ اپنی جان سے زیادہ نہ ہو تو اس کا ایمان مکمل نہیں۔

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محبوب دو عالم سے محبت کی علامات اور تقاضے:

محبت کی اپنی علامات اور تقاضے ہوتے ہیں۔ صرف زبان سے دعویٰ کرنے سے کسی کی محبت قبول نہیں کی جاتی۔ ہر لمحہ اپنے محبوب کو یاد کرنا، محبوب کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنا۔ خوش و ناراضگی کو مدنظر رکھنا۔ محبوب کی ہر خواہش، ہر فرمائش، ہر حکم کو بخوشی ماننا، محبوب کے لئے اپنی جان نچھاور کر دینا۔ یہ سب محبت کی علامات اور تقاضے ہیں۔ محبوب چاہے بیٹا ہو، بیٹی ہو، والدین ہو، بیوی ہو، جو بھی ہو۔ علماء امت نے قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے کردار و گفتار کی روشنی میں نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامتوں، کیفیتوں اور تقاضوں کو بیان فرمایا ہے۔

1۔ محبوب دو عالم ﷺ کو دل و جان سے بکثرت یاد کرنا۔

2۔ آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کرنا۔

3۔ آپ ﷺ کی ناموس' شریعت اور سنت کی تائید و دفاع کرنا اور اس بارے میں اپنی جان اپنے مال کو قربان کرنا۔

جن مسلمانوں میں یہ علامات موجود ہوں وہ یقیناً خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا دامن آنحضرت ﷺ کی محبت سے بھر دیا ہے۔ جن مسلمانوں میں یہ علامات موجود نہ ہو یا کسی بھی علامت کی کمی ہو تو انہیں جاننا چاہیئے کہ انہیں حضورؐ سے محبت نہیں (معاذ اللہ)۔ صرف زبانی دعویٰ کرنے سے کسی کی محبت کو قبول نہیں کیا جاتا۔ جن کو آنحضرت ﷺ سے محبت نہیں تو وہ مومن ہی نہیں۔ (استغفر اللہ)۔

صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ سے سچی محبت کرنے والے تھے۔ ان کی نگاہوں میں رسول ﷺ کا دیدار دنیا کے سارے مال و متاع سے زیادہ قیمتی تھا۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع میں ضرب المثل تھے۔ وہ ناموس رسالت' شریعت محمدیہ ﷺ' سنت محمدیہ ﷺ کی تائید و دفاع کے لئے اپنی قیمتی جانیں قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے تھے اور جب موقع آیا اپنی قیمتی جانیں نچھاور کر دیں۔ (رضی اللہ عنہم)۔

اسی طرح اکابرین اسلام تابعین' تبع تابعین' محدثین عظام' علماء سلف و خلف و مشائخ عظام کے دل و دماغ نبی کریم ﷺ کی محبت کے نور سے منور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ناموس' شریعت و سنت کے تائید و دفاع کے لئے ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیئے۔ (رحمت اللہ عنہم)۔

قرآن و احادیث کے ارشادات۔

صحابہ کرامؓ کے فرمودات۔

اسی طرح اکابرین اسلام کی خدمات، سلاطین کے احکامات او رعوام الناس کے

جذبات و معاملات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ دفاع شریعت و سنت محمدیہ ﷺ کے سلسلے میں اس امت بابرکت و باسعادت نے کبھی بھی کسی قسم کی مصلحت کی پرواہ نہیں کی۔ الحمدللہ امت اسلامیہ اس سلسلے میں کسی قسم کی رواداری کی قائل نہیں رہی۔ یہ حقیقت ہے کہ جن مسلمانوں کے دل و دماغ آنحضرت ﷺ کی محبت سے سرشار ہوں ان کے لئے ممکن ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکت یا آپ ﷺ کی شریعت اور سنت پر کسی کو حملہ کرتے دیکھے اور پھر بھی خاموش رہے جبکہ وہ اس کی دفاع کی قدرت بھی رکھتا ہو۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

تاریخ شاہد ہے کہ جس طرح رسالت، دفاع شریعت و سنت محمدیہ ﷺ کی خاطر اپنی جان، اپنا مال نچھاور کرنا مسلمانوں کی شان رہی ہے۔ اسی طرح روح محمد ﷺ کو تن مسلم سے جدا کرنیکی آرزو ہمیشہ سے دنیائے کفر کی پہچان رہی ہے۔ دنیائے کفر خوب جانتی ہے کہ اسلام کو ختم کرنے کیلئے لازمی ہے کہ مسلمانوں کا رشتہ و ناطہ پیغمبر اسلام ﷺ سے منقطع کرنا ہوگا۔ (معاذ اللہ)

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

(علامہ اقبالؒ)

آج دنیائے کفر پھر مختلف طریقوں سے مختلف فتنوں کے ذریعے سے محبوب کائنات محمد ﷺ کی ناموس مقدس پر حملہ کر رہے ہیں۔ آج پوری شدت سے شریعت محمدیہ ﷺ کو مٹانے

کی منظم اور جماعتی طریقوں سے سازش ہو رہی ہے۔ آج سنت واحادیث نبوی ﷺ کے مقدس نظام کو ختم کرنے کے ناپاک منصوبوں پر سرگرمی سے عمل درامد ہو رہا ہے۔

آج اطاعت رسول ﷺ سے انکار کی باقاعدہ منظم تحریک چل رہی ہے۔ آج حضور پر نور ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب المبین میں تحریفات وتاویلات کا گھناؤنا کھیل کھیلا جارہا ہے۔ یہ سب کچھ چوری چھپے بھی نہیں بلکہ کھلم کھلا اور کروڑوں مسلمانوں کی موجودگی میں ہو رہا ہے۔

آج کسی کو اپنی جان' خاندان' ناموس' دولت کا بے حد خیال تو ہے۔ آج کسی کی ذرا سی توہین اور بے عزتی ہو تو وہ مرنے مارنے پر اتر آتا ہے۔ آج اگر کسی کے ناموس کی ذرا سی بے حرمتی ہو تو نوبت قتل وغارت تک پہنچ جاتی ہے۔ آج معمولی سی رقم کے تنازعے پر گولیاں چلتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنی جان' اپنے خاندان' اپنے مال کی محبت میں مبتلا ہے۔ مگر آج ناموس رسالت' شریعت محمدیہ ﷺ' سنت اور احادیث نبوی ﷺ کے خلاف دشمنان اسلام مصروف عمل ہے مگر افسوس کسی کی رگِ حمیت نہیں پھڑکتی۔ کسی کا خون جوش نہیں مارتا۔ کسی کو طیش نہیں آتا...... کیوں؟...... اس لئے کہ مسلمان کثرت سے ہونے کے باوجود ایمانی طور پر کمزور ہو چکے ہیں۔ زبانی دعوے تو ہوتے ہیں مگر عملاً حضور ﷺ سے سچی محبت کا رشتہ بے حد کمزور بلکہ کٹ چکا ہے۔ (معاذ اللہ)

قلب میں سوز نہیں' روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تجھے پاس نہیں

(اقبالؒ)

دنیائے کفر نے ہمارے ایمان کی کمزوری اور بے اتفاقی سے ہمارا سب کچھ چھین لیا ہے۔ قوت ایمانی' جذبہ جہاد' رشتہ اخوت' شوق شہادت' تہذیب وتمدن' اتفاق واتحاد سب کچھ تو چھین لیا ہے۔ اب کیا بچا ہے؟ جو وہ چھین لینا چاہتے ہیں۔ بس اک نام محمد ﷺ ہی تو رہ گیا ہے جو سہارا اور سرمایہ جان ہے۔ کیا وہ بھی چھین لینا چاہتے ہیں؟ مگر نہیں شاید وہ ایسا نہ کرسکیں۔ کیونکہ ابھی عاشقان رسول ﷺ زندہ ہیں۔ خادمان اسلام باقی ہیں۔ شیدائیان قرآن وسنت موجود

ہیں۔جن کے ضمیر کسی بھی قسم کی سمجھوتہ کرنے پر راضی نہیں۔وہ اس کے لئے تو تیار ہیں کہ ناموس رسالت ﷺ' دفاع شریعت محمدیہ ﷺ' سنت نبویہ ﷺ کے لئے ان کے جسم تختہ دار پر جھول جائیں۔ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر انہیں یہ گوارا نہیں کہ محبوب دو عالم ﷺ کے نام اور کام پر آنچ آئے۔

یہ بات عیاں ہے دنیا پر
ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے
یا خون میں نہا کر دم لیں گے

یہ حقیقت واضح رہے کہ محبوب رب کائنات ﷺ کی ذات گرامی ہماری محبت کی محتاج نہیں ہم ناکارہ آپ ﷺ سے محبت کریں یا نہ کریں۔اس سے آپ ﷺ کی عزت' عظمت' رفعت اور بزرگی میں نہ کچھ اضافہ ہوگا نہ کمی ہوگی۔آپ ﷺ تو کائنات کے رب جل شانہ کے محبوب ہیں۔آپ کا ذکر تو اللہ نے بلند فرمایا ہے۔

"ورفعنا لک ذکرک"

آپ کے مقام ومرتبہ کا ہمیں کہاں ادراک ہوسکتا ہے آپ کا مقام ومرتبہ تو رب ذوالجلال جانیں۔البتہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی محبت میں ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

نبی ﷺ کا عرفان زندگی ہے
نبی ﷺ کا فرمان بندگی ہے

آپ ﷺ کی ناموس کی حفاظت' آپ کی شریعت وسنت کا دفاع' ہر مسلمان کا "اولین فرض" ہے۔اس فرض کی ادائیگی میں ذرا سی کوتاہی' لاپرواہی' بے توجہی' سلب ایمان' دنیا میں ذلت وناکامی اور آخرت میں شفاعت محمدی ﷺ سے محرومی کا باعث بن سکتی ہے۔اور بلاشبہ یہ بدترین خسارہ ہوگا۔اللہ جل جلالہ تمام مسلمانوں کو بچائیں۔(آمین)

حق کی للکار:

فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی دامت برکاتھم فتنہ پرویزیت کو للکار کر ان کے خلاف اعلان جنگ کر کے امت اسلامیہ کو دلگداز پیغام دے کر فرماتے ہیں۔

''یہ باتیں اس مملکت میں نہیں چل سکتیں جو کتاب وسنت کے نام پر وجود میں آئی ہو۔ مسلمان اس متاع بے بہا (سنت نبوی ﷺ) کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمارے انداز تحریر سے کسی صاحب کو درشتی کا گلہ نہ ہو۔ کیونکہ یہ منکرین حدیث حقیقت میں منکرین اسلام ہیں۔ یہ کفر اور ایمان کا سوال ہے۔ ہم ان پر ذرا برابر بھی نرمی کرنا روا نہیں سمجھتے۔ ہماری ان سے جنگ ہے۔ اور اس کی ابتداء ہم نے نہیں کی ہے' انہوں نے کی ہے۔ انہوں نے پہلے فتنہ کی آگ کو بھڑکایا ہے۔ پس ہم بھی اس فتنہ کو کچلنے کے لئے اپنی تمام تر قوتیں صرف کر دیں گے۔ حضور ﷺ کا اسوۂ حیات ہماری جان اور ایمان ہے۔ حضور ﷺ کے نام اور کام کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کر دینا ہم انتہائی سعادت سمجھتے ہیں''۔

ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں کہ چودھویں صدی ہجری کا ابولہب رسول ﷺ دشمنی کے منصوبے کو جماعتی تنظیم کے ساتھ چلانا چاہتا ہے۔ لہٰذا شمع رسالت کے پروانو' محبوب دو عالم ﷺ کی محبت اور عشق کے دعویدارو' شفیع المذنبین کی شفاعت کے طلبگارو' اٹھو! دشمنان رسول ﷺ کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

☆ بے غیرت ہے وہ شخص جو حضور ﷺ کے خلاف آواز سنے اور اس کی حمیت بے چین نہ ہو۔

☆ بے ایمان ہے وہ سیاہ بخت جو حضور ﷺ کی توہین کرنے کے منصوبے آنکھوں سے دیکھ رہا ہو اور اس کے دل پر چوٹ نہ لگے۔

☆ ملعون ہے وہ مسلمان کہلوانے والا جس کے روبرو حضور ﷺ کے نام اور اسوۂ حیات کو مٹایا جا رہا ہو مگر اسکی رگوں میں خون نہ گرمائے اور جسم کے رونگٹے کھڑے نہ ہوں۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس شجر خبیث کی بیخ کنی کے لئے مستعد اور کمر بستہ ہو جائے۔ اس فتنہ کو نرمی اور ملائمت سے رام نہیں کیا جا سکتا۔ اسے دبانے کے لئے پوری قوت اور شدت سے کام لینا پڑے گا۔

وہ اہل ایمان جو حضور ﷺ کے اتباع کو عین ایمان جانتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ تقریروں، تحریروں، عام محفلوں اور نجی صحبتوں میں اس فتنہ کی ملامت کریں اور ناواقف مسلمانوں کو اس بے دینی کے سیلاب سے بچائیں۔

یہ اختلاف مسلمانوں کے مختلف مسالک کے درمیان فروعی اختلافات جیسا نہیں۔ یہ ایمان اور کفر کا اختلاف ہے۔ لہٰذا تمام تر جزئی اختلافات کو چھوڑ کر متحدہ محاذ قائم کرنا اور مسلمانوں کی جمیع جماعتوں کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اس فتنہ کا مقابلہ کرنا فرض ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار لے چکا ہے تو امتحاں ہمارا

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

سالار کارواں ہے میر حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

اقبال کا ترانہ بانگ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

(علامہ محمد اقبالؒ)

وما علینا الا البلاغ

﴿ نظم ﴾

سنت نبوی ﷺ زندہ باد　　سنت نبوی ﷺ زندہ باد
رب کا کلام تو ہے قرآن　　اور حدیث بھی ہے ایمان
یہ اسلام کی ہے بنیاد　　سنت نبویؐ زندہ باد
اس سے کرے گا جو انکار　　وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہوا اس کا برباد　　سنت نبوی ﷺ زندہ باد
جوسنت کا غلام ہے　　اس کو میرا سلام ہے
وہ ہر غم سے ہو آزاد　　سنت نبویؐ زندہ باد
جو منکر حدیث ہے　　سب سے بڑا خبیث ہے
دونوں جہاں میں ہے برباد　　سنت نبوی ﷺ زندہ باد
صدیقؓ عمرؓ اور عثمانؓ　　حیدرؓ بوذرؓ اور سلمانؓ
عشق نبیؐ میں تھے سب شاد　　سنت نبوی ﷺ زندہ باد
عشق محمدؐ میری جان　　ان کے لئے سب کچھ قربان
دولت تن من اور اولاد　　سنت نبویؐ زندہ باد
مرزا غلام ہو یا پرویز　　بغض نبیؐ سے تھا لبریز
دونوں بدبخت نامراد　　سنت نبوی ﷺ زندہ باد
کفر وضلالت سے منہ موڑ　　پرویزیت کو جلدی چھوڑ
موت کو ظالم کرے یاد　　سنت نبویؐ زندہ باد
مرد مسلمان جاگ ذرا　　باطل کو مٹی میں ملا
پرویزیت سے کرلے جہاد　　سنت نبوی ﷺ زندہ باد
ابراہیمؒ کی مان لیں　　دشمن کو پہچان لیں
سن لیں دل کی فریاد　　سنت نبویؐ زندہ باد

پرویزیوں کے غیر مسلم ہونے پر

اجماع امت

از

عبدالخالق بھٹی

ناظم نشر واشاعت

تحریک ردِ پرویزیت

کویت

پرویزیوں کو اجماع امت غیر مسلم قرار دے چکا ہے

روزنامہ ''اوصاف'' کی 19 ستمبر 1999ء کی اشاعت میں جناب اقبال ادریس کا ایک مضمون شائع ہوا ہے' جس کا عنوان ہے ''پرویزیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا''۔ یہ مضمون انہوں نے ''اوصاف'' میں 28 اگست 1999ء کو ''تحریک رد پرویزیت'' کی طرف سے شائع ہونے والے ایک اشتہار کے جواب میں لکھا ہے۔ جس میں حکومت پاکستان سے اجماع امت کے فیصلے کی روشنی میں پرویزیوں کو قادیانیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

بزم طلوع اسلام کی پوری لابی کو معلوم ہے کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کے کفرو ارتداد پر مہر ثبت ہو چکی ہے اور عرب و عجم کے علماء اور ثقہ دینی اداروں کا اس پر متفقہ اجماع قائم ہوا ہے۔ جناب اقبال ادریس کا یہ تجاہل عارفانہ نا قابل فہم ہے کہ ''پرویزیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا''۔ قادیانی بھی ایسی ہی خوش فہمی میں مبتلا تھے' جب ان کے کفر پر اجماع قائم ہوا تھا۔ ان کو بھی انہی معزز علماء کرام نے کافر قرار دیا تھا اور وہ اپنے پورے وسائل اور خارجی سرپرستی کے باوجود اس فیصلے کو بدلنے پر قدرت حاصل نہ کر سکے تھے۔ قادیانیوں کے حشر اور انجام کے آئینے میں پرویزیوں کو اپنے بارے میں نوشتۂ دیوار پڑھ لینا چاہیئے کہ آئندہ کسی مناسب وقت پر حکومت پاکستان اجماع امت کی روشنی میں پرویزیت کے کفر و ارتداد کا سرکاری اعلان کرے گی۔ اور انشاء اللہ ملکی قانون کی روشنی میں پرویزیت کو کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے گا۔

جناب اقبال ادریس نے پرویزیت کے دفاع میں اپنے مضمون میں جو روائتی راگ الاپا ہے اس کے جھوٹ اور دجل سے پاکستانی مسلمان اب آگاہ ہو چکے ہیں۔ کیونکہ پرویزی لابی بزم طلوع اسلام کے پلیٹ فارم سے یہی راگ شروع سے الاپتی چلی آ رہی ہے جس کے تکرار در تکرار پر وہ حد درجہ بے زار ہیں اور اب وہ دھوکہ میں آنے والے نہیں۔

جناب اقبال ادریس نے پرویزیت کے ایک الگ فرقہ ہونے پر حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ پرویزیت ہی اصل اسلام ہے۔ لہٰذا اسے کیونکر ایک الگ

فرقہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی ان کا تجاہل عارفانہ ہے۔ کیا وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ تحریک طلوع اسلام صرف آنجہانی غلام احمد پرویز کے خود ساختہ باطل و ملحدانہ افکار و نظریات کی علمبردار ہے؟ اور تمام بزم ہائے طلوع اسلام انہی نظریات کی ترویج و اشاعت میں شب و روز لگی ہوئی ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ان پرویزی نظریات نے قرونِ اولیٰ کے اسلام کو کہ جس پر پوری امت صدیوں سے بسلسلہ تواتر عمل پیرا چلی آ رہی ہے کبھی مروجہ اسلام' کبھی روائتی اسلام' کبھی ملاں کا اسلام اور کبھی عجمی اسلام کہہ کر مسترد کرتے ہوئے اپنا الگ اسلام پیش کیا ہے؟ جسے کبھی وہ نظام ربوبیت کا نام دیتے ہیں اور کبھی جدید اسلام کا۔ اپنے الگ فرقہ ہونے کا تشخص تو خود غلام احمد پرویز نے قائم کیا۔ کیونکہ اس نے سواد اعظم اور قرآنی تعلیمات کے خلاف سبیل المومنین سے ہٹ کر الگ راہ اختیار کی اور دین و شریعت محمدی ﷺ کے مقابلے میں اپنے زعم باطل سے بلا سند و جواز' دین کا بالکل نیا نقشہ پیش کیا جس کا اس حقیقی اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے امت کے لئے پسند فرمایا اور جس کی تکمیل جناب رسول مقبول ﷺ کے مبارک ذریعہ سے کروائی گئی اور جس پر جمہور مسلمین آج تک قائم ہیں۔ غلام احمد پرویز کے اس نام نہاد دین جدید یا اس کی مغل بادشاہ جلال الدین اکبر سے ذہنی مناسبت کی بنا پر دین الٰہی کا نام ہے۔ ''پرویزیت'' اور اس فکر پرویزی کے پیروکار نورتنوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ پرویزی فرقہ۔

جناب اقبال ادریس کو جاننا چاہیئے کہ پرویز نے اپنی من گھڑت تاویلات و تحریفات دین کا اسناد کے حوالے سے کوئی علمی جواز پیش نہیں کیا بلکہ اپنے منہ میاں مٹھو کے مصداق' اپنی فکر باطل کو محض اپنی ''قرآنی بصیرت'' کا نام دے کر جواز کے طور پر پیش کیا ہے۔ لیکن حیرت ہے ایسی نام نہاد ''بصیرت'' امت میں پرویز سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوئی اور گویا اللہ تعالیٰ نے امت کو فہم قرآن و اسلام سے ایک طویل عرصہ تک محروم رکھا (معاذ اللہ)۔ لہٰذا پرویزی منطق کی رو سے پوری امت گمراہی پر چلی آ رہی ہے اور کروڑوں مسلمانوں میں صرف چند سو ہی صحیح مسلمان ہیں جو پرویزی ہیں اور باقی سب خارج از اسلام ہیں۔ یہ درجہ بندی یا فرقہ بندی تو خود بانی طلوع

اسلام' غلام احمد پرویز نے پیدا کی ہے اور بزم طلوع اسلام "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کے مصداق بظاہر فرقہ بندی کی مذمت کرتے نہیں تھکتی۔ یہ ہے اس جماعت کا اصل دجل جس سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

ہر دجال کی پہچان اس کی دجالیت ہوتی ہے جیسے فرعون کی فرعونیت' قارون کی قارونیت' ہامان کی ہامانیت' قادیانی کی قادیانیت۔ اسی طرح پرویز کی دجالیت کی پہچان ہے اس کی پرویزیت۔

جناب اقبال ادریس نے کمال کید و دجل پرویزی کا روائتی مظاہرہ کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ پرویز نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جنت و دوزخ کا انکاری نہیں تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں "اگر ملک میں واقعی کوئی "پرویزی فرقہ" ہے اور ان کے عقائد سے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جنت و دوزخ کا انکار ثابت ہوتا ہے تو وہ واقعی دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے"۔ اس جملے میں کمال دجل پنہاں ہے۔ کھل کر یہ نہیں لکھا کہ "وہ واقعی کافر و مرتد ہیں" اور اصل بات مفروضے پر چھوڑ دی ہے کہ "اگر انکار ثابت ہے"۔ اس ابلیسی چابکدستی کا مقصد قارئین کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔ حقیقت ہے کہ آنجہانی پرویز نے ان ضروریات اور فرائض دین کے بارے انکار سے بھی آگے کا راستہ اختیار کیا ہے اور عبادات آلہیہ اور بندگی رب کے قرآن و حدیث پر مبنی تصورات کی دھجیاں اڑادی ہیں اور اللہ کے دین کو اپنے من گھڑت تصورات باطلہ سے یکسر بدل دینے کی ابلیسی جسارت کی ہے۔ اسلام کے ان اساسی امور ضروریہ کے بارے صحیح تصور نبی کریم ﷺ نے اپنے اقوال اور ان پر عمل پیرا ہونے کے صحیح طریقے' اپنے افعال مبارکہ سے امت پر پیش کیا اور امت آج تک ان پر قائم چلی آ رہی ہے۔ کیونکہ وہ طریقے اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی سے امت کو بتائے اور سکھائے۔ لیکن دشمن اللہ و رسول آنجہانی پرویز نے ان طریقوں پر بے جا نکتہ چینی کرتے ہوئے اپنا الگ تصور پیش کیا اور اللہ و رسولؐ اور سبیل المومنین کو اپنے زعم باطل سے قطع کر کے ایک نیا راستہ اپنایا' جسے کفر کا شیطانی راستہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے امور

مذکورہ کے بارے احادیث نبوی ﷺ کا انکار کیا اور پھر قرآن پاک کے اپنی مرضی سے آزادانہ معانی متعین کئے۔ جن کی روشنی میں غلط قرآنی حوالے دیتے ہوئے ان امور دین میں شیطانی تحریف کر دی۔ ہم یہاں بزم طلوع اسلام کی منافقت اور عوام الناس کے ساتھ اس کے دھوکہ و فریب اور اسلام کے ساتھ ان کی صیہونی سازش پر سے پردہ اٹھانے کے لئے آنجہانی پرویز کے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جنت و دوزخ کے بارے تحریفی اور کفریہ نظریات کا اجمالی نقشہ مختصراً پیش کرتے ہیں تاکہ قلب سلیم رکھنے والے مسلمان خود فیصلہ کر سکیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا؟ ابلیسی پرویزیت کیا ہے اور دین محمدی ﷺ کیا۔

پرویز کی کفریات اور توہین دین ملاحظہ ہو:

> ''عجم میں مجوسیوں (پارسیوں) کے ہاں پرستش کی رسم کو نماز کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہا۔ قیام صلوٰۃ یعنی نماز کے قیام کا حکم دیا ہے۔
> ۔۔۔اب حالت یہ ہو چکی ہے کہ ''اقیمو الصلوۃ'' سے ذہن نماز پڑھنے کے علاوہ کسی اور طرف منتقل ہی نہیں ہوتا۔ ان کی (مسلمانوں) نماز ایک وقت معینہ کیلئے، ایک عمارت (مسجد) کی چاردیواری کے اندر ایک عارضی عمل بن کر رہ جاتی ہے''۔

(معارف القرآن ج ۴ ص ۳۲۸، قرآنی فیصلے ص ۲۶ تا ۲۷ از پرویز)

قارئین کرام اس عبارت سے اندازہ لگا لیں کہ پرویز اس صلوٰۃ یعنی نماز کا قائل ہی نہیں جس کے بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز اس طرح پڑھو (ادا کرو) جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو اور جس پر کہ امت آج تک قائم چلی آ رہی ہے۔ اس طریق نبوی ﷺ کے بارے آنجہانی پرویز جن تمسخرانہ انداز میں تنقید کرتے ہوئے نفی کر رہا ہے، کیا اس کے بعد بھی پرویز کے دجال ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ اور وہ اس نماز کو مسلمانوں کی نماز کہہ کر طعنہ دے رہا ہے اور پرویزی نماز کی تشریح وہ اس طرح بیان کرتا ہے

> ''اقام الصلوٰۃ یعنی معاشرے کو ان بنیادوں پر قائم کرنا جن پر ربوبیت نوع انسانی (رب العالمینی) کی عمارت استوار ہوتی جائے۔ (نظام ربوبیت۔ ص ۸۷)

نفی صلوٰۃ کی یہ خوب تاویل گھڑی ہے جس کی مثال شاید ہی کہیں ملے۔ پرویز نے نماز کو مسلمانوں کی نماز کہہ کر خود ہی مسلمانوں اور پرویزیوں کے درمیان حد شناخت کھینچ دی ہے۔ کیا جناب اقبال ادریس اب بھی قارئین کرام کو دھوکہ دے سکتے ہیں کہ "پرویزی" کوئی فرقہ نہیں جبکہ ان کے گرو نے واضح تفریق کر دی ہے۔

ارکان اسلام کے بارے میں مسلمانان پاکستان ذرا پرویزی تمسخر ملاحظہ کر لیں اور اپنے دلوں کو تھام لیں کہ ان کی عبادات و ایمانیات پر کس طرح حملہ کیا جا رہا ہے۔

> "ہماری صلوٰۃ وہی ہے جو مذہب میں پوجا پاٹ یا ایشور بھگتی کہلاتی ہے۔ ہمارے روزے وہی ہیں جنہیں مذہب میں برت، ہماری زکوٰۃ وہی شے ہے جیسے خیرات، ہمارا حج مذہب کی یاترا ہے۔ ہمارے ہاں یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے ثواب ہوتا ہے۔۔۔۔ اب یہ تمام عبادات اس لئے سرانجام دی جاتی ہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ ان امور کو نہ افادیت سے کچھ تعلق ہے نہ عقل و بصیرت سے کچھ واسطہ۔ آج ہم بھی اسی مقام پر ہیں جہاں اسلام سے پہلے دنیا تھی"۔ (قرآنی فیصلے ص ۳۰۱ تا ۳۰۲)

یعنی رسول کریم ﷺ امت کو اسی جہالت کے گڑھے میں چھوڑ گئے ہیں جہاں وہ پہلے تھی۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین)۔ یعنی تمام اعمال رسول ﷺ کو جنہیں آج بھی امت اتباع سنت میں ادا کر رہی ہے، ہندووانہ طور طریقوں کے مشابہ کر دیا ہے اور آخری جملہ میں پوری امت کو اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے۔ یہ ہے صریحاً توہین سنت اور تضحیک امت رسول مقبول ﷺ۔

قارئین کرام اندازہ لگا لیں کہ پرویزیت بلاشبہ کسی خارجی مشن کی تکمیل کے لئے برپا کی گئی ہے اور بزم ہائے طلوع اسلام اس دجالی مشن کی تکمیل کے لئے دن رات کام کر رہی ہیں اور پوری مشنری اس کے لئے متحرک ہے۔ آپ اس مشن کے خلاف ایک آواز حق اٹھائیں۔ دس دجالی پرویزی مختلف ناموں سے اس کی مدافعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ لیکن ان شاء اللہ حق ان سب کو خس و خاشاک کی طرح بہا دے گا۔ غلبۂ حق بوجۂ نصرت الٰہی مقدر ہو چکا ہوا ہے اور مسلمانوں کا اس پر ایمان کامل ہے۔

پرویز پانچ نمازوں کا بھی قائل نہیں اور اپنی من گھڑت تاویل سے صرف دو نمازیں ثابت کرتا ہے۔

''رسول اللہ کے زمانے میں اجتماعات صلوٰۃ کیلئے (کم ازکم) یہ دو اوقات متعین تھے جبھی تو قرآن کریم نے ان کا ذکر نام لے کر کیا ہے''۔
(لغات القرآن ج ۳ ص ۱۰۴۴۔۱۰۴۳)

پرویز نے سورۃ نور کی آیت ۵۸ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ چونکہ اس آیت میں صلوٰۃ الفجر اور صلوٰۃ عشاء کا ذکر ہے' لہٰذا یہ دو نمازیں ثابت ہوئیں۔ ہماری تشریح طویل ہو جائے گی قارئین کرام خود اس آیت کی تفسیر دیکھ کر فیصلہ کریں کہ پرویز کی دجالیت کی کوئی حد بھی ہے یا نہیں۔

رمضان المبارک میں صدقہ فطر کے بارے نظریہ پرویز ملاحظہ ہو:

''صدقہ فطر حکومت اسلامیہ کی طرف سے ہنگامی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے عائد کئے جانے والے ٹیکسوں میں سے ایک ٹیکس ہے''۔ (قرآنی فیصلے ص ۵۰)

اب اس بارے پرویزی تضحیک سنت بھی ملاحظہ ہو:

''اب سنت رسول اللہ کا صرف اتنا حصہ پیش کیا جاتا ہے کہ نماز سے پہلے صدقہ فطر نکال کر اپنے اپنے طور پر غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے' اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو روزے معلق رہ جائیں گے۔ گویا صدقہ فطر ملت کے اجتماعی مصالح کے لئے نہیں بلکہ ڈاک کے ٹکٹ ہیں جنہیں روزوں پر چسپاں کر کے لیٹر بکس میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ روزے مکتوب الیہ (اللہ تعالیٰ) تک پہنچ جائیں''۔ (قرآنی فیصلے ص ۵۱'۵۲)

اب حج کے بارے پرویزی ہرزہ سرائی ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں مسلمانوں پر طنز کیا گیا ہے:

''نماز ان کی پوجا پاٹ' حج ان کی یاترا' رسوم باقی خود فنا۔۔۔۔ حج کرنے جاتے ہیں تاکہ اپنے سابقہ تمام گناہ بخشوا کر ایسے واپس آئیں جس طرح بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے''۔ (قرآنی فیصلے ص ۶۴)

اس جملے میں پرویز علیہ لعنت نے نبی کریم ﷺ کی ایک معروف اور واضح حدیث پر طعن وطنز کیا ہے۔

''حج عالم اسلامی کی بین الملی کانفرنس کا نام ہے''۔(رسالہ قربانی ص۳)

لیجئے! حج کے تصور عبادت کو ہی بدل کر رکھ دیا' یہ ہے قرآن پاک کی معنوی تحریف۔ قرآنی الفاظ تو نہیں بدل سکے معانی بدل دیئے۔ یہ پرویز کا صریح کفر والحاد اور زندقہ ہے۔

اب قربانی کے بارے تصور پرویز ملاحظہ کیجئے:

''قربانی کے لئے مقام حج کے علاوہ اور کہیں حکم نہیں اور حج میں بھی اس کی حیثیت شرکائے کانفرنس کے لئے راشن مہیا کرنے سے زیادہ نہیں تھی''۔

''مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ (یعنی اپنے اپنے شہروں میں) قربانی کے لئے کوئی حکم نہیں۔۔۔۔ اس لئے یہ ساری دنیا میں اپنے اپنے طور پر قربانیاں ایک رسم ہے۔ ذرا حساب لگایئے اس رسم کو پورا کرنے میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع ہو جاتا ہے''۔(قرآنی فیصلے ص۶۴)

''مذہبی رسومات کی ان دیمک خوردہ لکڑیوں کو قائم رکھنے کیلئے طرح طرح کے سہارے دیئے جاتے ہیں۔ کہیں قربانی کو سنت ابراہیمؑ قرار دیا جاتا ہے' کہیں اسے صاحب نصاب پر واجب ٹھہرایا جاتا ہے' کہیں اسے قربِ الٰہی کا ذریعہ بتایا جاتا ہے اور کہیں اسے دوزخ سے محفوظ گزر جانے کی سواری بتا کر دکھایا جاتا ہے''۔

(قرآنی فیصلے۔ص۶۴)

قربانی کے بارے میں تمام احادیث نبویؐ کی تضحیک کی جا رہی ہے۔

اب زکوٰۃ کے بارے پرویزی انکار ملاحظہ فرمائیں:

''زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ کچھ نہیں جو اسلامی حکومت' مسلمانوں پر عائد کرے' اس ٹیکس کی کوئی شرح مقرر نہیں کی گئی''۔(قرآنی فیصلے ص۳۵)

''آج کل زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حکومت ٹیکس وصول کر رہی ہے۔ اگر یہ حکومت اسلامی ہوگئی تو ٹیکس زکوٰۃ ہو جائے گا۔ ایک طرف ٹیکس اور اسکے ساتھ ہی دوسری طرف زکوٰۃ قیصر اور خدا کی غیر اسلامی تفریق ہے''۔(قرآنی فیصلے ص۔۳۷)

ادائیگی زکوٰۃ کی حکمت اور اس کے مصرف کے بارے قرآن و حدیث میں واضح صراحت موجود ہے' لیکن پرویزی الحاد نے اسے حکومتی ٹیکس سے موسوم کر دیا ہے۔ معلوم نہیں کون سے پرویزی قرآن سے یہ ثابت ہے۔

اب جنت و دوزخ کے بارے پرویزی عقیدہ پیش خدمت ہے:

''جنت و دوزخ مقامات نہیں انسانی ذات کی کیفیات ہیں''۔

(لغات القرآن۔ ج۱ص۴۴۹)

''آخرت سے مراد مستقبل ہے' ہمیشہ مستقبل پر نگاہ رکھنے کا نام ایمان بالآخرت ہے''۔

(سلیم کے نام خط نمبر۲۱ ج۲ص۱۲۴)

یہ ہیں ضروریات دین کے بارے پرویزی عقائد و نظریات' اس کی اپنی تحریروں کی روشنی میں۔ پرویز نے ان امور کا انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر انہیں یکسر بدل کر پیش کیا ہے۔ یعنی اللہ و رسولؐ کے قائم کیے ہوئے طریقوں کو بدل کر نیا رنگ دے دیا ہے۔ یہی نہیں پرویز کا عقیدہ ہے کہ قوانین اسلام اور عبادات میں ردو بدل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ پرویزی ابلیسیت ملاحظہ ہو:

''شریعت محمدیہ صرف آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک کے لئے تھی نہ کہ ہر زمانے کے لئے۔ بلکہ ہر زمانے کی شریعت وہ ہے جس کو اس عہد کا مرکز ملت (یعنی حکومت) اور اس کی مجلس شوریٰ مرتب و مدون کرے''۔

(مفہوم عبادت۔ مقام حدیث ج۱ص۳۹۱)

''مرکز ملت کو اختیار ہے کہ وہ عبادات' نماز' روزہ' معاملات' اخلاق غرض جس چیز میں چاہے ردو بدل کر دے''۔ (مفہوم قرآنی فیصلے ص۴۲۴)

''مرکز ملت اپنے زمانے کے کسی تقاضے کے ماتحت نماز کی کسی جزوی شکل میں ردو بدل کر سکتا ہے''۔ (مفہوم قرآنی فیصلے ص۱۴۔۱۵)

پرویز کے دینی ردو بدل اور تحریف قرآن کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ احادیث نبوی ﷺ تھیں۔ لہٰذا اس نے اس رکاوٹ کو یہ کہہ کر خود ہی دور کر دیا اور دین محمدیہ ﷺ

پر اپنی ابلیسی تلوار چلا کر سب نقشہ بدل کر رکھ دیا۔

''حدیث عجمی سازش ہے اور جھوٹ' جو مسلمانوں کا مذہب ہے''۔

(مقام حدیث ج ۲ ص ۱۲۲)

قارئین کرام مندرجہ بالا پرویزی تحریروں کے اقتباسات ذہن میں رکھتے ہوئے' جناب اقبال ادریس کے اس سفید جھوٹ اور دجل پر غور کریں جس کا اظہار انہوں نے اپنے مضمون میں یوں کیا ہے۔ ''یہ حضرات علامہ پرویز کی کتابوں سے اقتباسات' سیاق وسباق سے الگ کر کے سادہ لوح عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔۔۔۔ایسے ایسے جھوٹ بولے جاتے ہیں کہ شیطان بھی پناہ مانگے''۔

قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ کیا پرویز کے ایک ایک جملے کا مطلب واضح نہیں ہے؟ کیا ایسا لگتا ہے کہ ان جملوں کو سیاق وسباق سے الگ کر کے پیش کیا گیا ہے؟ ہر جملہ اپنا کامل اور حتمی مطلب رکھتا ہے اور وہ پرویزی عقائد وافکار کا نچوڑ اور نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے پرویز کی پوری بحث جو فضولیات ولغویات پر مشتمل ہے' پیش کرنا ممکن نہیں۔

جناب اقبال ادریس کے مضمون کا اقتباس درج ذیل ہے۔ قارئین کرام اس کے مندرجات اور ہماری بیان کردہ تصریحات کا موازنہ کر کے حق وباطل اور سچ وجھوٹ کے بارے خود فیصلہ کر لیں۔

> ''کسی پر بہتان تراشی اور جھوٹ باندھنے سے انسان کو جو چیز روک سکتی ہے' وہ ہے ''یوم آخرت'' پر ایمان۔ روز محشر کسی کے سامنے جوابدہ ہونے اور اللہ کے ہاں باز پرس کا احساس۔ مذکورہ اشتہار کے مطابق بانی تحریک طلوع اسلام علامہ غلام احمد پرویز نے نماز' زکوٰۃ' حج' جنت ودوزخ سے متعلق آیات قرآنی اور حضور ﷺ کی احادیث سے انکار کیا ہے۔ اس جھوٹ وافتراء کی کسی عام مسلمان سے توقع نہیں کی جا سکتی کجا کہ مذہب کے علمبردار دھڑلے سے اسے دہراتے چلے جائیں''۔

ہم نے تو حقیقت حال ثبوت کے ساتھ اوپر کھول دی ہے۔ بزم طلوع اسلام کے ابلیسی پلیٹ فارم سے جناب اقبال ادریس نے جس ابلیسیانہ بے باکی اور دھڑلے سے آنجہانی

پرویز کی دجالیت اور ابلیسیت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اس سے تو ابلیس بھی شرما گیا ہوگا۔

پرویزی مدافعت کے لئے بزم طلوع اسلام کی ابلیسی مجلس شوریٰ نے ایک اور عجب حیلہ اختیار کیا ہوا ہے جس کو وہ اپنے ہر مضمون میں انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اپنے صریح کذب وجھوٹ پر ذرا بھی نہیں شرماتے۔ اس سلسلے میں جناب اقبال ادریس کے مضمون کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

> ''تحریک طلوع اسلام سے علامہ غلام احمد پرویز سے ان لوگوں کی دشمنی آج کی نہیں بلکہ اس وقت سے ہے جب تحریک پاکستان لڑائی میں مذہب کے اجارہ دار ایک طرف اور قائداعظمؒ کی مدبرانہ قیادت میں طلوع اسلام اور علامہ غلام احمد پرویز دوسری طرف تھے۔ یہ لوگ یہ چوٹ آج تک نہیں بھولے کہ دین کے محاذ پر ''نظریہ پاکستان'' کے تحفظ کا تاج طلوع اسلام اور علامہ پرویز کے سر پر سجا تھا اور ان تمام دشمنان نظریہ پاکستان کو شکست فاش ہوئی تھی''۔

بزم طلوع اسلام کے پرویزین یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آنجہانی پرویز کی دجالانہ تحریریں' اس قدر قابل نفرت اور ابلیسیت سے بھرپور ہیں کہ صاحب عقل مسلمان کبھی بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوں گے۔ بلکہ حقارت سے ان پر لعنت بھیجیں گے۔ لہٰذا انہوں نے ایک یہ وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے کہ پرویز کا کسی نہ کسی طرح اقبالؒ ' قائداعظمؒ اور تحریک پاکستان سے تعلق ظاہر کر کے' عوام الناس کی پرویز کے بارے نفرت کا رُخ موڑ دیا جائے اور وہ سیاسی رُخ سے ان حضرات کے ساتھ عقیدت کے حوالے سے پرویز کی طرف متوجہ ہوں۔ ارباب اختیار تک رسائی قائم رکھنے کے لئے یہ ایک سیاسی چال بھی ہے' جس سے وہ مخصوص پرویزی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک الگ موضوع ہے جس پر انشاءاللہ علیحدہ روشنی ڈالی جائے گی۔ چنانچہ اپنے مقاصد باطلہ کی تکمیل کے لئے وہ عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ پرویز فکر اقبال کا وارث ہے۔ اس نے فہم قرآن اقبال سے سیکھا اور کبھی کہتے ہیں کہ پرویز نے قائداعظمؒ کے دست راست ہونے کی حیثیت سے ان کی دینی اور سیاسی رہنمائی بھی کی۔ جس کی بدولت تحریک پاکستان

کامیابی سے ہم کنار ہوئی (وگرنہ معلوم نہیں کیا ہو جاتا)۔کبھی کہتے ہیں کہ پرویز نے قائداعظمؒ کے ساتھ قرب اور نظریہ پاکستان کے لئے' پرویز کی نام نہاد جدوجہد پر بوجہ حسد' علماء پرویز کے دشمن بن گئے اور یہ دشمنی آج تک چلی آ رہی ہے۔

احقر کے خیال میں اس صدی کا یہ آخری اور عظیم ترین شیطانی جھوٹ ہے' جو بزم طلوع اسلام نے انتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی سے گھڑا ہے جس کا سچائی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

اقبالؒ کے ساتھ پرویزی تعلق کے حوالے سے صرف اتنا کہیں گے کہ اگر اپنے طور پر کوئی بھی یہ یک طرفہ دعویٰ کر دے کہ وہ فکر اقبالؒ کا وارث ہے تو اس کو کیونکر تسلیم کیا جائے۔ کیا اقبالؒ کی طرف سے طلوع اسلام کے پاس اسکی کوئی سند ہے؟ اقبالؒ کے فرزند جسٹس (ر) جاوید اقبال حیات ہیں وہ ہی اس کی گواہی دے دیں۔ آنجہانی پرویز نے قرآنی فکر کی جو باطل و ابلیسانہ تاویلات اپنی کتابوں میں پیش کی ہیں اگر وہ اقبال کی زندگی میں ان کی نظر سے گزرتیں تو وہ پرویز پر لعنت بھیجنے والوں میں پیش پیش ہوتے۔ بزم طلوع اسلام کو اقبالؒ کے ساتھ اس طرح کا شیطانی مذاق بند کر دینا چاہیئے اور ان کے نام کا سہارا لے کر اپنی دکان نہیں چمکانی چاہیئے۔ یہ بدترین قسم کی مجرمانہ خیانت ہے۔

تاریخ اس ناقابل تردید حقیقت کی امین ہے کہ تحریک پاکستان کو شروع کرنے والے اور کامیابی سے ہم کنار کرنے والے علمائے حق تھے' جنہوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں' جیلیں کاٹیں' ملک بدر ہوئے' تختہ دار پر لٹکے اور جب مسلم لیگ قائم ہوئی تو اس میں شامل ہو کر تحریک کا نقشہ بدل دیا۔گلی گلی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعروں کو بلند کر کے فرنگی و ہنود کے ایوانوں کو ہلا دیا۔قائداعظمؒ نے ان علماء پر اعتماد کیا اور ان کی جدو جہد کو انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا تو اس کی تاسیسی پرچم کشائی کراچی میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں سے کروائی۔ پاکستان قائم ہونے پر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور مولانا مفتی محمد شفیعؒ، قائداعظمؒ کو

مبارکباد دینے کے لئے ان کے ہاں گئے تو قائداعظمؒ نے اپنی نشست گاہ سے اٹھ کر ان کا خیر مقدم کیا اور استقبال کیا۔ معانقہ ومصافحہ کے بعد ان حضرات کو اپنے پاس بٹھایا۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے حصولِ پاکستان پر قائداعظمؒ کو مبارکباد پیش کی تو قائداعظمؒ نے فرمایا ''مولانا مبارکباد تو آپ کو ہے کہ آپ کی کوششوں سے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے''۔

سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے قائداعظمؒ نے آبدیدہ ہو کر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ ان دونوں حضرات نے جانفشاں محنت سے ان دونوں جگہوں پر جا کر رائے عامہ ہموار کی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کامیابی حاصل ہوئی اور پھر پاکستان کے آئین کے لئے بھی قائداعظمؒ نے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی طرف ہی رجوع کیا۔ جنہوں نے قرارداد مقاصد مرتب کر کے پیش کی۔ اپنی وفات کے بعد جنازہ پڑھانے کیلئے بھی قائداعظمؒ نے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بارے وصیت کی۔ ان واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قائداعظمؒ کے دل میں علمائے کرام کا کس قدر احترام تھا اور وہ حصول پاکستان کے لئے ان کی خدمات کو کس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس سارے سیناریو میں آنجہانی پرویز کا دور دور تک کوئی ذکر و تعلق کسی بھی تاریخی حوالے سے نہیں ملتا اور نہ ہی یہ ذکر ملتا ہے کہ کسی پرویزی نے تحریک پاکستان کے لئے جان کی قربانی دی یا جیل کاٹی۔ معلوم نہیں آنجہانی پرویز کی وہ کونسی زیرزمین خدمات تھیں جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا باعث بنیں اور تاریخ جن کے بارے میں بالکل خاموش ہے۔ بزم طلوع اسلام کا یہ اکتا دینے والا پروپیگنڈا کہ پرویز نے نظریہ پاکستان کے حق میں نظیر نیازی کے مجلّہ طلوع اسلام میں مضامین لکھ کر یہ میدان مارا' انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ یہ کوئی کاغذی میدان نہیں تھا کہ آسانی سے مار لیا۔ علمائے کرام کی عظیم عملی خدمات اور قربانیوں کے سامنے پرویز کی حیثیت ہی کیا تھی؟ جسے کوئی جانتا تک نہیں تھا۔ اس کاغذی شیر نے اگر طلوع اسلام' مجلّہ میں کوئی مضامین لکھے بھی تھے تو وہ انگریز سرکار کا نمک خوار نوکر ہونے کی وجہ سے اپنا نام تک ظاہر کرنے کی ہمت و جرأت نہیں رکھتا تھا تاکہ اس کی

نوکری نہ چھن جائے تو ایسا بزدل، کم ظرف اور منافق شخص، تحریک پاکستان کی کیا جنگ لڑ سکتا تھا۔ کس قدر شرم اور ڈھٹائی کی بات ہے کہ بزم طلوع اسلام پھر بھی ایسے شخص کے سر پر تحریک پاکستان کی فتح کا خیالی تاج پہنا رہی ہے جسے کوئی تاریخ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہاں اسلامیان پاکستان نے احادیث نبوی ﷺ کی تکفیر و توہین، قرآن پاک کی معنوی تحریف اور من گھڑت اور بے سند تاویلات وتشریحات اور دیگر کفریات پرویز کی وجہ سے آنجہانی پرویز کو لعنت کا تاج ضرور پہنایا ہے۔ جو انشاءاللہ قیامت کے بعد بھی سر پرویز پر سجا رہے گا۔

اس کے بعد جناب اقبال ادریس نے کچھ آیات قرآنی کا حوالہ دیا ہے جو فرقہ بندی سے متعلق ہیں۔ وہ آیات حرف بحرف خود پرویزیت پر صادق آتی ہیں۔ اس لئے کہ تمام امت مسلمہ ایک طرف اور اکیلا پرویز ایک طرف۔

امام کعبہ، مفتی اعظم سعودی عرب اور دیگر سعودی علماء۔ علمائے کویت اور پاک و ہند کے ہر مکتبہ فکر کے اہل علم اور دینی ادارے پرویز کے کفر ارتداد پر اصولاً اور شرعاً متفق ہیں۔ جناب اقبال ادریس اپنے زندہ ضمیر کی روشنی میں بتائیں کہ ان صلحائے امت کے پرویز کے خلاف کیا مفادات ہو سکتے ہیں یا ان کی کونسی دکانداری کو خطرات درپیش ہو سکتے ہیں؟ پرویز کی ان کے سامنے کیا حیثیت ہے؟ ان کی اکثریت تو پرویز کو جانتی بھی نہیں۔ جناب اقبالؒ ادریس کی آخری ہرزہ سرائی یہ کہ ''تحریک طلوع اسلام'' اور علامہ غلام احمد پرویز سے ان کی دشمنی کی اہم وجہ قرآنی تعلیم کی وسعت آشنائی ہے''۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ یعنی پورے عالم اسلام میں پرویز کے مقابلے میں کوئی بھی قرآنی وسعت آشنائی نہیں رکھتا۔ پدرم سلطان بود کی اس شیطانی بڑک کو کون قبول کرے گا۔ ہاں ہم یہ ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ قرآنی حقائق کو مسخ کر کے پیش کرنے کی جو کاریگری اور وسعت آشنائی آنجہانی پرویز کو حاصل تھی ابلیس بھی اس پر حسرت زدہ ہوتا ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد)

طلوع اسلام

اور

غلام احمد پرویز

از

مولانا زاہد الراشدی ابوعمار
روزنامہ اوصاف اسلام آباد

طلوع اسلام اور چوہدری غلام احمد پرویز

گذشتہ دنوں کویت سے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری اطلاعات عبدالخالق بھٹی صاحب کا ایک مراسلہ اوصاف میں شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے منکرین حدیث بالخصوص چودھری غلام احمد پرویز صاحب کے افکار و نظریات پر تنقید کی ہے کہ وہ حدیث و سنت کی حجیت کے منکر ہیں اور امت مسلمہ کا اجتماعی مؤقف ہے کہ جو شخص یا گروہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث و سنت کو شرعی حجت تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس کے جواب میں پرویز صاحب کے حلقہ سے کسی صاحب نے ایک مضمون میں لکھا کہ انہیں حدیث و سنت کا منکر قرار دینا درست نہیں ہے۔ چنانچہ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی پرانی تصنیف (انکارِ حدیث کے نتائج) کا وہ حصہ جو پرویز صاحب کے بارے میں ہے ''اوصاف'' کو اشاعت کے لئے بھیج دیا گیا' جو دو قسطوں میں شائع ہوا اور جس میں انہوں نے پرویز صاحب کے آرگن ''طلوع اسلام'' کے حوالوں سے یہ بات واضح کی ہے کہ پرویز صاحب نے دین کی تعبیر اور قرآن کریم کی تشریح کا جو راستہ اختیار کیا ہے' اس کی بنیاد سنت رسول ﷺ اور امت کے اجماعی تعامل پر نہیں ہے بلکہ وہ امت کے جمہور اہل علم کی تشریحات' صحابہ کرامؓ کے اجماعی تعامل اور جناب نبی اکرم ﷺ کے ارشادات' سب کو کراس کر کے قرآن کریم کی براہِ راست نئی تشریح کرنے کے درپے ہیں۔ یہ بلاشبہ گمراہی کا راستہ ہے۔ اس کے جواب میں جناب محمد لطیف چودھری صاحب کا ایک تفصیلی مضمون اوصاف میں شائع ہوا ہے جس سے بحث کچھ اور آگے بڑھی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں قارئین کی خدمت میں کچھ اصولی گذارشات پیش کی جائیں۔

مگر اس سے قبل کویت کے عبدالخالق بھٹی صاحب کے مراسلہ کا کچھ پس منظر بیان کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ کویت میں ہمارے عزیز دوست مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کافی عرصہ سے قیام پذیر ہیں اور ایک مسجد میں خطابت کے علاوہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے امیر کی

حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ فعال اور بیدار مغز دینی کارکن ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان کی معروف دینی درسگاہ' دارالعلوم نعمانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سراج الدینؒ صاحب کے فرزند ہیں اور ہمارے عزیز دوست اور ساتھی ہیں۔ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے کویت میں ''طلوع اسلام'' کے حلقہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں دیکھ کر وہاں کی وزارت اوقاف کو اس بات سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا کہ یہ وہ حلقہ ہے جسے پاکستان کے علماء کرام نے حدیث وسنت کی حجیت سے انکار کی بنیاد پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے رکھا ہے۔ انہوں نے وزارت اوقاف' کویت کو باقاعدہ درخواست دی جس کے ساتھ علماء پاکستان کے فتاویٰ منسلک کئے اور وزارت اوقاف نے ان کا مؤقف تسلیم کرتے ہوئے ''طلوع اسلام'' کی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی۔ اس کے جواب میں ''طلوع اسلام'' کے حلقہ نے وزارت اوقاف اور کویت کی شرعی عدالت سے رجوع کیا اور درخواست دائر کی کہ جس میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا کہ ''طلوع اسلام'' کے خلاف مولانا احمد علی سراج کا مؤقف تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کا متفقہ مؤقف نہیں ہے۔ بلکہ ان کا ذاتی خیال ہے جو عناد اور تعصب کی وجہ سے درخواست کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے ''طلوع اسلام'' پر پابندی کا حکم واپس لیا جائے۔ مولانا احمد علی سراج نے اس سلسلہ میں راقم الحروف سے رابطہ کیا اور راقم الحروف نے لاہور کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام سے گذارش کی کہ اس سلسلے میں ایک فتاویٰ از سرنو مرتب کیا جائے۔ چنانچہ جمعیت اتحاد علماء پاکستان کے صدر مولانا عبدالمالک خان کی خصوصی محنت کے ساتھ چودھری غلام احمد پرویز اور ''طلوع اسلام'' کی عبارات کا از سرنو جائزہ لے کر ایک متفقہ فتویٰ مرتب کیا گیا' جس میں اس کی صراحت کی گئی ہے کہ پرویز صاحب اور طلوع اسلام کے حلقہ جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث وسنت کو شرعی حجت تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس فتویٰ پر جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ، جامعہ نعیمیہ' جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن' جامعہ اہلحدیث اور دیگر علمی اداروں کی طرف سے مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا شیر محمد علوی، مولانا عبدالمالک خان' مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی' مولانا مفتی غلام سرور قادری'

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، مولانا حافظ صلاح الدین یوسف، مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور دیگر سرکردہ علماء کرام نے دستخط کیے اور یہ متفقہ فتویٰ کویت کی وزارت اوقاف اور عدالت کو بھجوا دیا گیا۔ جبکہ اس کے ساتھ دارالعلوم کراچی سے مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور بھارت کی امارت شرعیہ، بہار سے مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمی کے فتاویٰ کے علاوہ سعودی عرب کے مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن باز کے فتاویٰ بھی عدالت میں پیش کیے گئے۔ ان کی بنیاد پر کویت کی شرعی عدالت نے "طلوع اسلام" کے حلقہ کی اپیل خارج کرتے ہوئے اس کی سرگرمیوں پر پابندی کے بارے میں وزارت اوقاف کے حکم کی توثیق کر دی ہے۔

اس پس منظر میں مولانا احمد علی سراج کے رفیق کار اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے سیکرٹری جنرل عبدالخالق بھٹی کا وہ مراسلہ "اوصاف" میں شائع ہوا جس سے اس بحث کا آغاز ہوا ہے اور اسی سلسلہ میں جناب محمد لطیف چودھری کا تفصیلی مضمون، اس وقت ہمارے سامنے ہے جو حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے مضمون کے جواب میں ہے۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے اپنے مضمون میں اصولی مؤقف اختیار کیا ہے کہ پرویز صاحب نے دین کی تعبیر و تشریح میں سنت رسول ﷺ اور اسوہ صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کے چودہ سو سال سے چلے آنے والے اجماعی تعامل سے ہٹ کر، ان سب سے الگ راستہ اختیار کیا ہے، جو امت کے جمہور اہل علم کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مثال کے طور پر قطع ید، قربانی، تقدیر اور دیگر بعض امور کے بارے میں "طلوع اسلام" کی بعض عبارات واضح کرنے کے لئے پیش کی ہیں کہ پرویز صاحب کا نکتہ نظر، جمہور امت سے الگ ہے۔ جس کے جواب میں محمد لطیف چودھری نے اس اصولی مؤقف کو رد کیے بغیر ان مسائل پر پرویز صاحب کے مؤقف کے حق میں دلائل دینا شروع کر دیے ہیں۔ حالانکہ زیر بحث مسئلہ یہ نہیں ہے کہ مؤقف کس کا درست ہے اور کس کے پاس دلائل ہیں؟ بلکہ غور طلب بات صرف اتنی ہے کہ ان مسائل پر پرویز صاحب کا مؤقف جمہور امت کے مؤقف سے الگ ہے یا نہیں؟ اس لئے محمد

لطیف چودھری نے اس اصولی بحث کی طرف آئے بغیر پرویز صاحب کی عبارات کے حق میں دلائل دینا شروع کر دیئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پرویز صاحب اور طلوع اسلام کے مؤقف کو امت کے جمہور اہل علم کے مؤقف سے الگ قرار دینے سے اتفاق کر رہے ہیں۔ اور اسی لئے انہیں اس کے حق میں دلائل دینے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔ مثلاً انہوں نے سب سے زیادہ زور ''قربانی'' کے بارے میں اپنے مؤقف کی وضاحت میں صرف کیا ہے اور بلاوجہ حوالوں اور عبارات کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ مسئلہ صرف اتنا سا ہے کہ ''طلوع اسلام'' کے نزدیک قربانی کا تعلق صرف حج کے دنوں میں منیٰ میں ذبح ہونے والے جانوروں سے ہے اور اس کے علاوہ دنیا بھر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں وہ ان کے نزدیک ''قربانی'' کے شرعی حکم میں شامل نہیں ہیں۔ جبکہ جمہور اہل علم چودہ سو سال سے دنیا بھر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کئے جانے والے جانوروں کو ''شرعی قربانی'' تصور کرتے ہیں اور اسی نیت کے ساتھ دنیا بھر کے مسلمان ہر سال قربانی دیتے ہیں۔ اس پر محمد لطیف چودھری نے دو باتوں پر خواہ مخواہ اپنا اور قارئین کا وقت ضائع کیا۔ ایک اس پر کہ قربانی کو احناف واجب کہتے ہیں مگر دوسرے فقہی مکاتب فکر اسے واجب نہیں کہتے اور دوسرا اس پر کہ لغت میں قربانی کے فلاں فلاں معنیٰ بھی آئے ہیں۔ حالانکہ اصل بات صرف اتنی ہے کہ قربانی احناف کے نزدیک واجب ہے اور دوسرے فقہاء کے نزدیک سنت ہے۔ مگر قربانی کے شرعی حکم سے مراد تو سب کی ایک ہے کہ قربانی صرف حج اور منیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دنیا بھر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کئے جانے والے جانور' شرعی قربانی کے زمرہ میں شامل ہیں۔ اس میں اگر فقہاء کے ہاں واجب اور سنت کی درجہ بندی کا فرق ہے تو اس سے یہ بات کہاں سے ثابت ہوئی کہ ''قربانی'' کی بارے میں پرویز صاحب کا مؤقف درست ہے۔ دنیا بھر میں آج بھی مشاہدہ کر لیجئے کہ کیا صرف حنفی مسلمان قربانی کرتے ہیں؟ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک' اہل اسلام کے مسلمہ فقہی مذاہب میں سے کس مذہب کے پیروکار یہ قربانی نہیں کرتے؟ بلکہ ہمارے ہاں پاکستان میں تو حنفی صرف تین دن قربانی

کرتے ہیں مگر غیر حنفی حضرات کو چوتھے دن بھی یہ قربانی کرنے پر اصرار ہوتا ہے۔ اس لئے واجب اور سنت کی درجہ بندی کو بہانہ بنا کر "طلوع اسلام" کے گمراہ کن موقف کی تائید آخر کس طرح ممکن ہے؟

لغت کے مسئلہ پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے، کسی لفظ کے لغت میں دس معنی ہیں مگر جس شخصیت نے اپنی گفتگو میں وہ لفظ بولا ہے اس نے خود اس کا معنی متعین کر دیا ہے کہ اس لفظ سے میری مراد یہ ہے تو اس کے بعد لغت کے بیان کردہ باقی نو معنوں کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی اور اگر اس کے بعد بھی کوئی صاحب لغت کی کتابیں سامنے رکھ کر بیٹھ جائیں کہ چونکہ اس لفظ کے بہت سے معنی ہیں۔ میں اس گفتگو کا مخاطب ہوں، مجھے عقل سلیم حاصل ہے اور لغت پر عبور رکھتا ہوں، اس لئے اس گفتگو میں اس لفظ کے معنی اور مراد بھی میں خود متعین کروں گا تو ان صاحب کی "عقل سلیم" کے لئے دعائے صحت کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے؟

اس سلسلہ میں صرف "طلوع اسلام" نہیں بلکہ بعض دیگر حلقے بھی غلط فہمی کا شکار ہیں کہ قرآن کریم کے کسی بھی لفظ یا اصطلاح کا معنی متعین کرنے کے لئے عربی لغت اور محاوروں کے دفتروں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ حالانکہ لغت اور محاوروں میں استعمال ہونے والے کسی لفظ کی خود وضاحت نہ کی ہو اور اس کے کسی عمل سے بھی اس کی وضاحت نہ ہوتی ہو لیکن متکلم نے اگر اپنی مراد کو واضح کر دیا ہے تو اس کے بعد اس کے خلاف کسی اور معنی اور مراد کو خواہ مخواہ اس کے ذمہ لگانے کے لئے لغت اور محاوروں کی صحرا نوردی کرنا متکلم کی مراد کو رد کرنے اور اس پر عدم اعتماد کے اظہار کے مترادف ہوتا ہے۔ نماز ہی کو لے لیجئے قرآن کریم نے اس کے لئے "صلوٰۃ" کا لفظ بولا ہے جس کے معنی لغت میں متعدد ہیں۔ مگر ان مختلف معنوں میں سے ایک معنی اور کیفیت خود صاحب قرآن کی وضاحت اور عمل سے متعین ہو گئی ہے تو اب لغت میں بیان کئے گئے دیگر معنوں کی آڑ لے کر صاحب قرآن ﷺ کی وضاحت و تشریح کے بارے میں شکوک شبہات کی فضا پیدا کرنا صاحب قرآن پر بے اعتمادی کا اظہار ہے اور ہمیں "طلوع اسلام" اور اسکے دیگر

ہمنواؤں سے یہی شکایت ہے۔اب اس نکتہ کی طرف آ جایئے کہ قرآن کریم کے حوالہ سے ''متکلم'' کون ہے اور قرآنی الفاظ وعبادت کی تشریح وتوضیح میں اصل ''اتھارٹی'' کون ہے؟ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔مگر ہمارے سامنے قرآن کریم کے ''متکلم'' جناب نبی اکرم ﷺ ہیں۔ہمیں اللہ رب العزت نے قرآن کریم براہِ راست عطا نہیں فرمایا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے دیا ہے اور نبی اکرم ﷺ بھی قرآن کریم (نعوذ باللہ) ایک پوسٹ مین کی طرح امت کے حوالہ کر کے فارغ نہیں ہو گئے کہ بس میرا کام اتنا ہی تھا۔اب تم جانو اور یہ قرآن جانے۔بلکہ رسول اللہ ﷺ مسلسل ۲۳ سال تک اس قرآن کریم کی تعلیم دیتے رہے' اس کے معانی بیان کرتے رہے' اس کی تشریح کرتے رہے ہیں اور اس کی روشنی میں احکام نافذ کرتے رہے ہیں۔ خود قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کا منصب بیان کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ وہ صرف قرآن کریم کے الفاظ پہنچانے والے نہیں بلکہ اس کی تعلیم دینے والے اور اس کا بیان کرنے والے ہیں۔سوال یہ ہے کہ ''تعلیم'' اور ''بیان'' کا سلسلہ جو ۲۳ سال کے عرصہ پر محیط ہے' اس کی حیثیت کیا ہے؟ اور قرآن کریم کے الفاظ واحکام کی تشریح وتعبیر میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات واعمال اور وضاحت وتشریح کو کیا مقام حاصل ہے؟ مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے تو صرف اتنی بات واضح کی ہے کہ قرآن کریم کے متن والفاظ کے علاوہ اسکی تعبیر وتشریح میں رسول اللہ ﷺ کے جو ارشادات وتوضیحات ہیں وہ پرویز صاحب اور طلوع اسلام کے نزدیک شرعی دلیل نہیں ہیں۔مگر محمد لطیف چودھری صاحب اسے الزام قرار دیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اعتراف بھی کر رہے ہیں کہ علم کے صرف دو ذرائع ہیں قرآن کریم اور عقل وبصیرت اور وحی' صرف وہی ہے جو قرآن کریم میں ہے' اس کے باہر کہیں نہیں ہے۔حالانکہ یہی بات مولانا محمد سرفراز خان صفدر سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ طلوع اسلام کے نزدیک' حدیث وسنت اور جناب نبی کریم ﷺ کے اپنے ارشادات وتعلیمات کو جو قرآن کریم میں مذکور نہیں ہیں' وحی اور علم کے مآخذ کا درجہ حاصل نہیں ہے۔جب یہ بات تسلیم ہے تو سوال یہ ہے کہ چودھری صاحب موصوف مولانا سرفراز خان

کی کون سی بات کورد کر رہے ہیں؟

ہم نے سطور بالا میں عرض کیا ہے کہ قرآن کریم کلام تو اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن ہمارے سامنے اس کے ''متکلم'' جناب نبی اکرم ﷺ ہیں۔ کیونکہ اسے پیش کرنے والے وہی ہیں۔ اس لئے انہی کے بیان کردہ معنی اور مراد کو متکلم کی اپنی وضاحت کا درجہ حاصل ہے۔ اگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے کسی اور ذریعہ سے بھیجا ہوتا اور نبی اکرم ﷺ الگ کھڑے اس کی تشریح و توضیح کر رہے ہوتے تو کسی درجہ میں سوچنے کی گنجائش ہو سکتی تھی کہ اس تشریح و تعبیر کی حیثیت کیا ہے؟ مگر یہاں صورتحال یہ ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ میں بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ بیان کر رہے ہیں اور ان کی تشریح و توضیح بھی فرما رہے ہیں۔ یعنی وہ یہ فرما رہے ہیں ''یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور یہ اس کا مطلب ہے''۔ اب ہمارے پاس تو کوئی کسوٹی نہیں ہے کہ ان دو باتوں میں سے ایک کو قبول کرنا ضروری سمجھیں اور دوسری بات کے بارے میں یہ اختیار حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ جناب آپ کی دوسری بات پہلی بات کے مطابق سمجھ آئی تو مانیں گے اور اگر ہم یہ سمجھے کہ آپ کی دوسری بات پہلی سے مطابقت نہیں رکھتی یا لغت و محاورہ اور دنیا کے عرف میں ہمیں آپ کی پہلی بات کا کوئی اور معنی اور مفہوم نظر آ گیا تو پھر ہم آپ کی دوسری بات کو قبول کرنے کے پابند نہیں ہوں گے۔

''طلوع اسلام'' کے دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس بات پر غور کریں کہ قرآن کریم اور قرآن کریم سے باہر حدیث و سنت دونوں کا ''متکلم'' ایک ہے۔ مخاطب طبقہ بھی ایک ہے۔ اور ان دونوں کو امت تک پہنچانے والے ذرائع بھی ایک ہی ہیں اس لئے یہ کہنا کہ ایک ہی ''متکلم'' کی ایک بات کو ہم مانیں گے اور دوسری بات کو ماننے کی ہم پابند نہیں ہوں گے'' تو خود ''متکلم'' کے خلاف بے اعتمادی کا اظہار ہے اور اسے الفاظ کی مینا کاری کے جتنے پردوں میں بھی چھپانے کی کوشش کی جائے وہ اہل بصیرت کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکتی۔

''طلوع اسلام'' کے دوستوں کو حدیث و سنت کے وحی ہونے سے انکار ہے اور وہ قرآن کریم سے باہر کسی وحی کا وجود تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے ان سے قرآن کریم ہی کی زبان

میں بات کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کے بعض اجتہادی فیصلوں پر اللہ تعالیٰ نے نکیر فرمائی ہے۔ ہوا یوں کہ نبی اکرم ﷺ نے کئی مواقع پر وحی الٰہی نازل ہونے کی صورت میں اپنے اجتہاد سے فیصلے فرمائے جن میں سے بعض کے بارے میں قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کو یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مثلاً

۱) بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا۔

۲) مسجد ضرار میں نماز کا وعدہ کرنا۔

۳) عبداللہ بن ابی کا جنازہ پڑھانا۔

۴) شہد استعمال نہ کرنے کی قسم کھانا وغیرہ۔ ذلک

ذرا اب سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیے کہ وحی تو رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری لمحات تک جاری تھی اور قرآن کریم کی آخری آیات آنحضرت ﷺ کی وفات سے چند روز پہلے نازل ہوئیں اور پورے قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کے زندگی بھر کے تمام تر اعمال و افعال، ارشاد و اقوال اور فیصلوں میں سے صرف چار پانچ باتوں پر گرفت کی گئی ہے جو ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکمت کا تقاضا تھا۔ تاکہ ان چار پانچ باتوں پر گرفت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے باقی تمام ارشادات، اعمال اور فیصلوں کی توثیق ہو جائے۔ چنانچہ قرآن کریم کے آخر وقت تک نازل ہوتے رہنے اور چار پانچ باتوں کے علاوہ باقی تمام امور پر خاموش رہنے سے ان سب کی توثیق ہوگئی ہے اور محمد لطیف چودھری صاحب سے گزارش ہے کہ حدیث و سنت کو جو ''وحی حکمی'' کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے اور اس طرح قرآن کریم کے ساتھ ساتھ جناب نبی اکرم ﷺ کے وہ تمام ارشادات و افعال بھی وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن کریم نے خاموشی اختیار کی ہے۔ اس لئے علم کا مآخذ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ دونوں ہیں اور صرف وہی دونوں ہیں عقل کو علم کا مآخذ قرار دینا۔ ''عقل'' کی ماہیت وحقیقت سے ناواقفیت کا اظہار ہے۔ کیونکہ عقل صرف ایک استعداد کا نام ہے، جس کے ذریعہ کوئی شخص علم کے سرچشموں

تک رسائی حاصل کر سکتا ہے' "عقل" علم کا ذریعہ ہے' خود علم نہیں ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص علم حاصل نہیں کر پاتا لیکن یہ کہنا کہ عقل علم کا مآخذ ہے' درست ثابت نہیں ہے۔ "مآخذ" اور ذریعہ میں فرق ہوتا ہے اور اگر "طلوع اسلام" کے ارباب فہم و دانش اس فرق کو نہیں سمجھ پائے تو اس میں غریب "مولوی" کا کوئی قصور نہیں۔ کسی "غریب ملا" کی صحبت میں چند دن بیٹھیں تو یہ فرق بھی سمجھ میں آ جائے گا۔

دنیا بھر میں "عقل" کا کوئی ایک معیار نہیں اور عقل کو علم کا مآخذ قرار دے کر قرآن کریم کی تعبیر و تشریح کو اس کے حوالہ کر دیا جائے تو اسلام کی چار یا پانچ الگ الگ فقہی تعبیرات کا رونا رونے والے "اصحاب عقل" اسلامی احکام کی تعبیرات و تشریحات کا جو "لنڈا بازار" سجائیں گے اس کے تصور سے بھی غریب اسلام کی روح کانپ اٹھتی ہے۔

عقل کی مثال ایک کمپیوٹر کی ہے جس کی کوالٹی جتنی اچھی ہو گی اتنا ہی وہ استعمال میں زیادہ کارآمد ہو گا۔ مگر اس سے نکلے گا وہی جو کچھ اس میں فیڈ کیا جائے گا۔ "یہی وجہ ہے کہ عقل کا یہ کمپیوٹر جس سوسائٹی اور ماحول سے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے اور اس کی ساخت' معیار اور انداز اسی کے مطابق ڈھل جاتا ہے اور ہر سوسائٹی کا معیار عقل دوسری سوسائٹی سے مختلف ہوتا ہے۔ اس لئے عقل مآخذ نہیں بلکہ ذریعہ ہے جسے خود اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کسی ماخذ کی تلاش رہتی ہے اور اسے کسی ماخذ سے منسلک کئے بغیر استعمال میں لانا ایسا ہی ہے' جیسے کوئی عقلمند کمپیوٹر میں خالی "ہارڈ ڈسک" ڈال کر سکرین کے آگے بیٹھ جائے اور لغت اور محاوروں کی تلاش میں انگلیاں مارنا شروع کر دے"۔

ان گزارشات کے ساتھ "طلوع اسلام" کے دوستوں سے عرض ہے کہ جب وہ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کی تعبیر و تشریح میں ان کا اسلوب پوری امت سے جداگانہ ہے' جس کی بنیاد سیرت و احادیث اور چودہ سو سال سے چلی آنے والے دین کی اجتماعی تعبیر و تشریح پر نہیں ہے تو پھر انہیں اپنے بارے میں دینی حلقوں کے کسی متفقہ موقف پر شکوہ بھی نہیں ہونا

چاہیئے۔ اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ دین کی تعبیر و تشریح کے حوالہ سے ایک طرف خود رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوں، ان کے ساتھ صحابہؓ ہوں، امت کے تمام فقہاء و محدثین ہوں اور امت کا چودہ سو سالہ اجتماعی تعامل ہو اور دوسری طرف چودھری غلام احمد پرویز صاحب طلوع اسلام کے چند دوستوں کے ہمراہ لغت اور محاوروں کی کتابیں ہاتھوں میں تھامے امت کو اپنی طرف بلا رہے ہوں اور اس کے ساتھ ان کا تقاضا یہ بھی ہو کہ دوسری طرف کھڑی پوری امت کے علمی نمائندے ان کے بارے میں کسی رائے کا اظہار بھی نہ کریں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

بشکریہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد

www.KitaboSunnat.com

پرویزیوں

اور دیگر کفریہ لابیوں کی

سازش کے خلاف

متحدہ علماء بورڈ کے نام

کھلا خط

از

ڈاکٹر احمد علی سراج

متحدہ علماء بورڈ کے نام کھلا خط

ایک حالیہ اخباری رپورٹ کے مطابق متحدہ علماء بورڈ کے ایک اجلاس میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے کہ وہ کفر کا فتویٰ لگانے والوں کو 14 سال قید کی سزا دینے کے لئے قانون سازی کرے۔ اس اقدام کا مقصد بظاہر مسلمانوں کے درمیان بڑھتی ہوئی منافرت کو روکنا بتایا گیا ہے لیکن یہ سفارش اس قدر مبہم ہے کہ اس سے گوناگوں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہمارے ملک میں ایک مستقل قانون کی ضرورت ہے جس کی موجودگی میں سیاسی اور ذاتی مفاد کے حصول کی لئے مذہبی فرقہ واریت پھیلانے والوں کی کڑی گرفت ہونی چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دین کو بازیچۂ اطفال بنانے والے باطل والحادی قوتوں کے آلہ کار لوگوں کے لئے بھی قرار واقعی سزا کا قانون ہونا چاہئے جو ملک کی دینی اور نظریاتی حدود کو پامال کرنے اور اس کا اسلامی تشخص مسخ کرنے کی مذموم سازشوں میں ملوث رہتے ہیں۔ وگرنہ پاکستان میں شرعی نظام کا مجوزہ نفاذ بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور مذہبی منافرت کا یہ خطرناک باب کھلا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ مفاد پرست علماء جو فروعی اختلافات کی بناء پر آئے دن ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں یقیناً سخت سزا کے مستحق ہیں لیکن وہ افراد اور ادارے جو باقاعدہ الحادی سازش کے تحت اپنی من گھڑت تاویلات اور باطل نظریات سے دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی جسارت کے مرتکب ہوں اور جو قرآن پاک کی معنوی تحریف کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کی حجیت اور ناموس رسالت ﷺ کو نشانہ بنائیں یا دیگر اساسی ضروریات دین کا انکار کریں وہ کسی صورت میں بھی کفر وارتداد کے فتویٰ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیئے جاسکتے اور نہ ہی ایسے حضرات جن کے خارج از اسلام ہونے پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔ متحدہ علماء بورڈ کی مراد ہونے چاہئیں۔

غلام احمد قادیانی۔ غلام احمد پرویز۔ سلمان رشدی۔ تسلیمہ نسرین وغیرہ کے کفر وارتداد پر تمام مکاتب فکر کے علمائے امت کا متفقہ اجماع ہے۔ جس کی روشنی میں ان حضرات کو کافر ومرتد نہ سمجھنا اور ان کے کفر وارتداد کے بارے میں شک میں پڑنا بذات خود کفر ہے۔ کیونکہ اس میں

قرآن وسنت کے احکام وضوابط کی نفی لازم آتی ہے۔ دنیا بھر میں قادیانیوں کو اور سعودی عرب' کویت' امارات' پاکستان' بنگلہ دیش' انڈیا' جنوبی افریقہ وغیرہ سے بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کو تقریباً ایک ہزار جید علمائے کرام کسی فروعی اختلافات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان حضرات کے باطل وملحدانہ افکار ونظریات اور دین کے مسلمہ کلیات کے انکار کی بناء پر تحریری طور پر کافر قرار دے چکے ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں اجماع امت کی طرف سے کفر کے فیصلے کا انکار بذاتِ خود ارتکاب کفر کا باعث ہوگا جس کی وضاحت بہرحال متحدہ علماء بورڈ کو کرنی چاہیے۔

مزید یہ کہ بورڈ کے مطالبہ میں ابہام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے لندن اور پرویزیوں نے پاکستان' کویت اور کینیڈا میں کفر کا فتویٰ دینے والوں کو سزا دینے کی تجویز کا فوری خیر مقدم کیا ہے اور اس سے یہ مطلب لیا ہے کہ اب ان کے مسلمہ کفریات کا طوق ان کے گلوں سے اُترنے والا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ متحدہ علماء بورڈ کے اراکین اپنی سفارشات مرتب کرتے وقت پاکستان میں ان دو بڑے گروہوں کی متعین شدہ مذہبی حیثیت کا بلطور خاص ذکر کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی کرتے کہ منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمان رسالت ﷺ کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو پابند قانون کیا جائے تاکہ مذہبی منافرت کے یہ چور راستے بھی بند ہوں اور پاکستان مسلمانوں میں ان دونوں گروہوں کے بارے میں جو بے چینی اور جذباتی گھٹن پائی جاتی ہے' وہ ختم ہو۔ لیکن معلوم نہیں متحدہ علماء بورڈ نے ملک کے اندر مذہبی منافرت کو کلی طور پر ختم کرنے کے لئے ان مجموعی اسباب کو کیوں سامنے نہیں رکھا۔ سنی' شیعہ علماء تو باہمی یک جہتی کی فضا کا راستہ ہموار کرنے کے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کے لئے تیار نظر آتے ہیں لیکن قادیانی اور پرویزی تو بابانگ دہل منہج نبوت کے انکار پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور اپنے نام نہاد قرآنی فکر کو ہی حرف آخر سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنے مادی وسائل کے ساتھ اسلامیان پاکستان کو کفر وارتداد کا شکار کرنے اور نظریہ پاکستان کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جن کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ کفر واسلام کی تلبیس سے ملک کا اسلامی تشخص آہستہ آہستہ مٹا کر اسے منہج نبوت کے اس مقصد عظیم سے ہٹا دیا

جائے۔ جو اس کی قوت کا نقطۂ ماسکہ ہے اور پاکستان عالم اسلام کو متحد کرنے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے قوت سے بھر پور قیادت فراہم کرنے کی جس جہادی راہ پر گامزن ہے' یہود ہنود اور نصاریٰ کے ایجنڈا پر کام کرنے والے قادیانی اور پرویزی اسے مختلف داخلی وخارجی مسائل میں اُلجھا کر اس کی روحانی و مادی قوت کو تحلیل کرنے کے درپے ہیں تا کہ پاکستان وہ راہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ لہٰذا اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی کرنے والوں کی نشاندہی اور ان کی غیر اسلامی حیثیت کا اصول تعین نہ کرنا پاکستان دشمنی ہے نہ کہ پاکستان دوستی۔

متحدہ علماء بورڈ کے اراکین کی یہ مذہبی اور قومی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کی مذہبی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت سے ہرگز صرف نظر نہ کریں اور قادیانیوں اور پرویزیوں کی مسحور کن تاویلات اور ان کے دجل کے دھوکہ میں نہ آئیں اور علمائے کلمۃ الحق کا حق کماحقہٗ ادا کرتے ہوئے باطل کو ببانگ دہل باطل کہیں۔ اسلام و کفر کی تقسیم کسی کی ذاتی رائے یا صوابدید یا شخصی اصول وضوابط یا حکومتی قانون سازی کی پابند نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے منہج نبوت کو اس تقسیم و تفریق کی کسوٹی قرار دیتے ہوئے انسانوں کو دو واضح گروپوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی ملت اسلامیہ اور ملک کفر اور دونوں میں تعلقات کار کے لئے دوٹوک قوانین وضوابط بھی مرتب فرمائے ہیں۔ جن کی لازمی پابندی ہی سے اپنا اسلامی تشخص قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس اصولی تقسیم کو اپنی مصلحتوں کے تابع کرتے ہوئے کسی طرح کی قانون سازی درحقیقت قوانین الٰہیہ سے محاذ آرائی ہوگی اور ملت اسلامیہ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گی۔

منہج نبوت کے بدترین مخالف منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمانِ رسالت ﷺ جو قادیانیوں اور پرویزیوں پر مشتمل ہیں۔ اور جن کے کفر وارتداد پر قرآن وحدیث کی روشنی میں اجماع امت قائم ہو چکا ہے کے بارے میں متحدہ علماء بورڈ کو اپنا موقف واضح کرنا چاہئے تا کہ وہ ابہام دور ہو جائے جس کا فائدہ اٹھانے کے لئے یہ دونوں گروہ اپنی سرگرمیوں کو ازسرنو مرتب کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں متحدہ علماء بورڈ کو مندرجہ ذیل گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

۱:- فروعی اختلافات کی بنا پر کفر کے فتویٰ پر پابندی لگائی جائے اور مرتکب افراد کو سزا دینے کے لئے مؤثر قانون بنایا جائے۔

۲:- کفر کے فتاویٰ جات جن کا صدور ضروریات دین کے انکار اور اسلام کے اساسی احکامات کی مخالفت، تحریفات اور باطل وملحدانہ تاویلات کے باعث لازم ہو۔ ان کا راستہ روکنے کی بجائے ان کے بارے میں واضح ثبوت اختیار کیا جائے اور دین کو بازیچۂ اطفال بنانے والوں اور اپنی آزادانہ رائے اور مرضی سے اس کا حلیہ بگاڑنے والوں سے دین کی حفاظت کا انتظام کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دینے کا بندوبست کیا جائے۔ قانون سازی کرتے وقت اصول وفروع کا اختلاف ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

۳:- اجماع امت کے فیصلوں کو شرعی تحفظ دیا جائے اور اس کے مخالفین کو قانونی سزا دی جائے۔ بصورت دیگر آپ کی مجوزہ سفارشات کی روشنی میں قادیانیوں اور پرویزیوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ اور دونوں گروہوں کی طرف سے مسلمانوں کو ارتداد کے گھڑے میں دھکیلنے کے راستے کھل جائیں گے۔

۴:- مجوزہ قانون کی روشنی میں مسلمانوں میں گمراہی کا پھیلانا آسان ہو جائے گا۔ جب کہ یہ حقیقت عیاں ہے کہ اس دور پرفتن میں آئے دن نت نئے فتنے اٹھتے رہتے ہیں جن سے ملک میں بے چینی اور ٹکراؤ کی فضا پیدا ہوتی رہتی ہے۔

۵:- دشمنان اسلام اپنے آلہ کاروں کے ذریعے شعائر اسلام کی بے حرمتی اور دین کا استہزاء کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس قانون کے ذریعے ایسے منافقین کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے فری ہینڈ حاصل ہو جائے گا۔

۶:- اس قانون کی روشنی میں شان رسالت ﷺ میں گستاخی کا باب کھل جائے گا اور کئی

سلمان رشدی، غلام احمد قادیانی، غلام پرویز پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے جس سے حالات کے مزید بگاڑ کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

۷:- اس مجوزہ قانون کا لازمی نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ ایک کافر کو کافر نہ کہا جائے۔ ورنہ ۱۴ سال کی قید لازم ہو جائے گی۔ یہ نظریہ ہی سراسر طاغوتی ہے اور سیکولرازم کے جراثیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ حالانکہ کفر و اسلام میں تفریق کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی گئی ہے اور اس کسوٹی پر خود باری تعالیٰ عزوجل نے دنیا بھر کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی ملت اسلامیہ اور ملت کفر اور ہر ایک کے احکامات جدا ہیں۔ اس سے نکاح، وراثت، مساجد حرام میں داخلہ، باہمی تعلقات کی حدود وغیرہ متاثر ہوں گے، جس سے کفر در کفر کی حالت پیدا ہو جائے گی۔

۸:- مسلمانوں کی جہادی سپرٹ متاثر ہوگی اور ان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی جس سے ملک میں آہستہ آہستہ اسلامی تشخص ختم ہوتا چلا جائے گا۔

۹:- اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دین اور ملت کی حفاظت اور اسلامی تشخص اور نسبت کو قائم رکھنے کے لئے کافروں کو دوست نہ بنانے اور ان کو اپنے بھید نہ دینے کا حکم دیا ہے۔ اور ایسا قانون جو اسلام دکفر کے قرآنی احکامات سے تجاوز کرتا ہو، بذات خود قابل مواخذہ ہوگا۔

۱۰:- اللہ تعالیٰ تو کافروں پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجے اور ایمان اور اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے اور ہمارا مجوزہ قانون کافر کے کفر کو تحفظ مہیا کرے اور مسلمان کو کافر کے کفر سے بیزاری پر ۱۴ سال قید و جرمانہ کی سزا سنائے۔ یہ قوانین خداوندی کا استہزاء نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۱:- مجوزہ قانون کے آئندہ امکانی اثرات کے تحت کافر و ملحد اور مرتد ہونے والے مسلمانوں کے قبرستانوں میں بدستور مدفون ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کے علیحدہ

قبرستانوں کا تصور ختم ہو کر رہ جائے گا۔

۱۲:- کفار سے مراد یہود و ہنود' سکھ' عیسائی وغیرہ ہی نہیں بلکہ اگر کوئی مسلمانوں میں سے بھی ضروریات دین کا انکار کرے' دین اسلام کی بے سند تشریح کرے اور من گھڑت تحریف کرے' قرآن کے کسی حکم کا انکار کرے' فرمان رسالت ﷺ اور شعائر اسلام کا استہزاء کرے۔ سنت کی حجیت کا انکار کرے۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت کو تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو کر زمرہ کفار یعنی ملت کفریہ میں شامل ہو جائے گا اور اسلامی قانون کی روح سے مرتد کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ اس کے لئے وہی احکامات ہوں گے جو دیگر کفار کے لئے مقرر ہیں اور جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ یہ کیسا قانون بنایا جا رہا ہے کہ جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اپنا دشمن قرار دیتے ہوئے تو کافر قرار دیں۔ لیکن اسے کافر کہنے پر ۱۴سال کی سزا دی جائے۔ ایسا اقدام تو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہو گا اور پاکستانی مسلمان اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ لہٰذا یہ بہتر ہو گا کہ اس قانون کی شرعی تشریح کر کے علماء اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے۔ مزید یہ کہ اس قانون کے سائے مین پاکستان میں وسیع پیمانے پر بلا روک ٹوک دجل پھیلے گا اور ارتداد کا راستہ کھل جائے گا اور پاکستان مزید فتنوں کا شکار ہو جائے گا۔

تجاویز:-

۱۔ حکومت قانون سازی کرے۔ اس میں قادیانیوں اور پرویزیوں کی کفریہ حیثیت واضح طور پر متعین کرے۔ کیونکہ ان دونوں کے کفر پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔

۲۔ فرقہ واریت پر قابو پانے کے اقدامات کے ساتھ ساتھ ارتداد کے پھیلانے والے مرتدین کی شرعی حد سزائے موت مقرر کی جائے تاکہ آئندہ کسی شخص کو شعائر اسلام کی بے حرمتی' ضروریات دین اور فرمان نبوی ﷺ کی حجیت کا انکار یا قرآنی آیات کو

جھٹلانے اور اجماع امت کے فیصلے کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ رہے اور غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کی شکل میں کوئی اور مرتد پیدا نہ ہو سکے۔

۳۔ قادیانی اور پرویزی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہیں۔ اگرچہ یہ ملحد جماعتیں ارتداد پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ یہ اپنا نام بدل کر کسی اور روپ میں اپنے دجل کو جاری رکھ سکتی ہیں۔ لہٰذا حکومت پاکستان اپنی شرعی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے قانون سازی کرتے وقت تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھیں تاکہ مذہبی منافرت کے قلع قمع کے ساتھ ساتھ ارتداد کا بھی خاتمہ ہو۔ یہ آپ کا تاریخ ساز فیصلہ ہوگا اور سب کو قبول ہوگا۔

۴۔ قانون سازی کے لئے شیعہ اور سنی مؤقف میں توازن و مساوات لازی ہے۔ جس طرح ''اہل بیت نبوی ﷺ سے بغض وعناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام ہے''۔ اسی طرح ''حضور ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بالخصوص خلفائے راشدین' امہات المومنین سے بھی بغض وعناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام تسلیم کیا جائے''۔ وگرنہ قانون غیر متوازن اور ناقص رہے گا اور مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔

۵۔ حکومت فوری طور پر سرکاری دارالافتاء کا قیام عمل میں لائے جو ایک آزاد اور خود مختار ادارے کی حیثیت سے کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلے کرے۔ جس میں ہر مسلک اور مکتب فکر کے علماء کی نمائندگی ضروری ہو اور وہ پیشہ ور سیاسی علماء پر مشتمل نہ ہو جبکہ علمی' تدریسی' فنی اور غیر سیاسی مقتدر علمائے کرام جن کو فتویٰ میں دسترس حاصل ہو' ان پر مشتمل ہو۔ یہ دارالافتاء فروعی اختلاف سے ہٹ کر اصول پر مبنی' جن کا تعلق نصوص قطعیہ سے ہو' فتاویٰ صادر کرے۔

۶۔ دارالافتاء کے قیام کے بعد کوئی شخص کفر کا فتویٰ صادر کرنے کا مجاز نہ ہو۔ مدارس عربیہ

اسلامیہ میں جو دارالافتاء قائم ہیں ان کو بھی قانونی حیثیت دی جائے اور وہ سرکاری دارالافتاء کے تابع ہوں۔ جہاں سے ان کے فتاویٰ کی تصدیق ہو۔ اس طرح سے ان فتاویٰ کی حیثیت بھی مستند اور سرکاری ہو جائے اور وہ قانونی طور پر نافذ العمل ہوں گے۔

اگر یہ تجاویز قبول کر لی جائیں تو دارالافتاء کے نظام کی تفصیل مہیا کی جا سکتی ہے۔

بشکریہ ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

کے خط کی روشنی میں

مولانا محمد اکرم کاشمیری

مدیر ماہنامہ "الحسن" لاہور

اور

مولانا عبدالرحمٰن اشرفی

چیئرمین متحدہ علماء بورڈ

کا اخباری بیان اور تبصرہ

بشکریہ

روزنامہ پاکستان 25 جون 1999ء

منکرین حدیث نبوی ﷺ اور کویت حکومت

مولانا محمد اکرم کاشمیری مدیر ماہنامہ "الحسن" لاہور

ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشیدگی اور قتل وقتال نے وطن عزیز کے باشندوں کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ الحمدللہ علماء کرام اور حکمرانوں کے باہمی تعاون سے اس جن کو بوتل میں بند کرنے اور فرقہ واریت کے بے لگام گھوڑے کو لگام ڈالنے کی ابتدائی کوشش کر لی گئی ہے۔ اس میں متحدہ علماء بورڈ کے چیئر مین مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے بہت اہم کردار ادا کیا' سنی وشیعہ دونوں فرقوں کے علماء کو ایک میز پر بٹھا کر کسی ایک نقطہ پر جمع کرنا یہ بڑا مشکل کام تھا جسے با آسانی کرلیا گیا۔

علماء بورڈ نے جو سفارشات پیش کیں ان میں حضرات صحابہ کرامؓ ' خلفاء راشدینؓ اہل بیتؓ اور امہات المومنینؓ کی توہین وگستاخی کرنے والے کو ۱۴ سال قید کی سزا اور کسی مسلمان فرقہ کو کافر کہنے والے کو بھی ۱۴ سال قید کی سزا کی سفارش شامل ہے۔ پہلے گستاخ صحابہؓ کے لئے 3 سال قید کی سزا کا برائے نام قانون تو موجود ہے۔ لیکن سپاہ صحابہؓ کا عرصہ سے یہ اسرار تھا کہ گستاخ صحابہؓ کے لئے سزائے موت کا قانون بنایا جائے۔ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب کی کاوش سے سپاہ صحابہؓ اپنے سخت موقف سے دستبردار ہو کر 14 سال قید کے حق میں ہو گئی۔ ادھر شیعہ مسلک کے علماء نے بھی اس کی تائید کر دی' اگرچہ بعد میں تحریک جعفریہ کے سربراہ نے پریس کانفرنس میں ان سفارشات سے لاتعلقی کا اعلان کیا' جس کو پنجاب حکومت کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

علماء بورڈ کی سفارشات کو سامنے رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد کے پیروکار قادیانیوں اور مسٹر غلام احمد پرویز کے پیروکار منکرین حدیث نے یہ واویلہ شروع کر رکھا ہے کہ اب ہمیں جو کافر کہے گا اسے بھی ۱۴ سال قید کی سزا دلوائی جائے گی۔ حالانکہ منکرین ختم نبوت کو پاکستان کے دستور

میں غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ بھارت میں انہیں غیر مسلم قرار دینے کی کوششیں جاری ہیں' اسی طرح کویت حکومت نے منکرین حدیث کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ متحدہ علماء بورڈ کے چیئرمین کے نام کویت انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے ایک کھلا خط لکھا' جس کے جواب میں مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نے کہا کہ ہم اصول وضابطے کی بات کرتے ہیں' جو آدمی حدیث رسول ﷺ کا منکر ہے وہ علماء بورڈ کی سفارشات کے تحت داخل نہیں ہے' منکر ختم نبوت اور منکر حدیث کافر ہیں' ان کو دنیا کی کوئی طاقت مسلمان ثابت نہیں کر سکتی۔ اس لئے ہم اس مضمون میں کویتی حکومت اور ختم نبوت موومنٹ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے منکرین حدیث کی سازشوں سے بچنے کی درخواست کریں گے۔

روزنامہ پاکستان لاہور جمعۃ المبارک ۲۵ جون ۱۹۹۹ء

پرویزی حقائق وعبر
کی حقیقت

از

عبدالخالق بھٹی

کویت

پرویزی مجلّہ ''طلوعِ اسلام'' کی ماہِ اگست 1999ء کے

اداریہ بعنوان ''حقائق وعبر'' کا جواب

پرویزی حقائق وعبر کی حقیقت

پرویزیت کے علمبردار مجلّہ ''طلوع اسلام'' کی ماہِ اگست 1999ء کی اشاعت میں ''حقائق وعبر'' کے عنوان سے ایک اداریہ لکھا گیا ہے جس میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں چھپنے والے ایک خط کے مندرجات پر تنقید کی گئی ہے جو کویت سے مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے باطل و ملحدانہ نظریات کے حامل افراد و اداروں کے خلاف فتاویٰ کفر کے بارے میں متحدہ علماء بورڈ کو لکھا تھا۔ پورے ملک سے ہر مکتبہ فکر کے علمائے حق نے مولانا کے موقف کی بھرپور تائید کی اور بذریعہ خطوط اور ٹیلیفون اپنی یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ خود متحدہ علماء بورڈ کے چیئرمین مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نے ایک ملاقات میں یہ واضح کیا کہ بورڈ نے فتاویٰ کفر کے بارے قانون سازی کے لئے جو سفارشات وزیراعلیٰ پنجاب کو پیش کی تھیں وہ شرعی فتاویٰ کے بارے نہیں بلکہ محض ذاتی دشمنی اور تعصب کی آڑ میں صادر کئے جانے والے ممکنہ فتاویٰ کفر کے بارے تھیں۔ غلام احمد پرویز اور غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے خلاف اجماع امت کے فتاویٰ کفر کا ان سفارشات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اور متحدہ بورڈ کے دوسرے رہنما اور ماہنامہ ''الحسن'' لاہور کے مدیر مولانا محمد اکرم کاشیری کے اس کے بارے واضح بیانات روزنامہ ''پاکستان'' کی اشاعت مورخہ 23 اور 25 جون 1999ء میں باقاعدہ شائع بھی ہوئے تھے جو ان الفاظ میں تھے ''ہم اصول وضابطے کی بات کرتے ہیں جو آدمی حدیث رسول ﷺ کا منکر ہے وہ علماء بورڈ کی سفارشات کے تحت داخل نہیں ہے۔ منکر ختم نبوت اور منکر حدیث کافر ہیں ان کو دنیا کی کوئی طاقت مسلمان ثابت نہیں کر سکتی۔ حکومت پاکستان نے منکرین ختم نبوت اور حکومت کویت نے منکرین حدیث کو غیر مسلم قرار دیا ہوا ہے''۔ حقائق وعبر سے صرف نظر کرنے والوں کی نظر کوتاہ بین دانستہ یا نادانستہ ان بیانات کی طرف نہیں گئی۔

مولانا احمد علی سراج نے اپنے خط میں جو نقاط بیان کئے ہیں وہ دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لئے روشن اور واضح ہیں۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ پرویزی جن کے بابائے زیغ وضلال مسٹر

غلام احمد پرویز نے اپنی ساری زندگی فرمانِ رسالت کی حجیت کا انکار کرتے ہوئے قرونِ اولیٰ کے اسلام کی دھجیاں اڑانے میں گزار دی اور اپنے علاوہ پوری امت کو اسلام سے گمراہ قرار دیا۔ ان براہین کو قبول کر لیں گے جو ان کی ضلالت پر تبرا ہیں۔ صاحب حقائق وعبر کی معصومیت یا بوکھلاہٹ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں 'ہفت روزہ الاعتصام کے شمارہ 25 میں کسی مولانا احمد علی سراج کا متحدہ علماء بورڈ کے نام کھلا خط شائع ہوا ہے' یعنی جیسے وہ مولانا احمد علی سراج کو جانتے ہی نہیں۔ اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں ''مولانا موصوف انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے امیر ہیں''۔ کیا خوب ادائے تجاہل عارفانہ ہے۔ جس ادارہ کے اداریہ دان ایسے بوکھلاہٹ زدہ ہوں کہ وہ حقائق کی شناخت کا برملا اظہار کرنے کے بجائے دوغلا پن کا سہارا لیتے ہوں وہ اپنے نام نہاد دعاویٰ کے مطابق ''حقائق قرآن'' کو کس منہ سے پیش کرنے کے اہل ہوں گے ان کے ہاں سوائے دجل و دھوکہ کے اور کیا ہوگا۔ مولانا احمد علی سراج کا تعارف یہ ہے کہ وہ اب تحریک ردِ پرویزیت کے عالمی امیر بھی ہیں اور دنیا بھر کے پرویزی ہی انہیں سب سے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ اس مجاہد اسلام نے ان کی نیندیں حرام کر دی ہیں اور ان کے ایوانوں کو لرزا کر رکھ دیا ہے اور ان کو مستقبل کی وہ تصویر دکھا دی ہے جس میں وہ اپنے آپ کو قادیانیوں کی کشتی میں سوار دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کا یہ سپاہی ہر باطل قوت سے ٹکرانے کا عزم لے کر تمنائے شہادت کے ساتھ میدان عمل میں برسرپیکار ہے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے گا جب تک اللہ اور اس کے رسول کی یہ دشمن قوتیں اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچ جاتی۔ انشاء اللہ۔

مولانا سراج کا یہ مطالبہ حق کہ ''حکومت جو قانون سازی کرے اس میں قادیانیوں اور پرویزیوں کی کفریہ حیثیت واضح طور پر متعین کرے''۔ بے شک کفر کی لابیوں کے خلاف ان کے فطری غم وغصہ کی کیفیت کا اظہار تو ہے لیکن اسے بھول چوک سمجھنا یا ان کے دامن معلومات کی کم وسعتی قرار دینا خود صاحب اداریہ کا اقرار کج فہمی ہے کہ ان کا فہم نارسا ایک سیدھی سادی بات کا ادراک نہیں کر سکا۔ مولانا کے خط کے مندرجات کا لب لباب یہ ہے کہ قادیانی انکار ختم نبوت اور

پرویزی انکار حجیت فرمان رسالت کی وجہ سے ایک ہی سکے کے دورخ ہیں۔ جن کو عالم اسلام کے تمام ثقہ دینی وعلمی اداروں اور شخصیات نے کافر ومرتد قرار دیا ہے جبکہ اول الذکر کے بارے میں حکومت نے علمائے کرام کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے اسے ملکی قانون کی حیثیت بھی دے دی ہوئی ہے جبکہ آخرالذکر کے بارے میں یہ فیصلہ ابھی معلق ہے۔ لہٰذا دونوں کفریہ لابیوں کی شرعی حیثیت چونکہ متفقہ طور پر مسلم ہے اس لئے حکومت جب محض تعصب اور دشمنی کی وجہ سے کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے والوں کو سزا دینے کے بارے میں کوئی قانون سازی کرے تو اس قانون میں قادیانیوں اور پرویزیوں کی پہلے سے طے شدہ کفریہ حیثیت کے تعین کا خیال رکھتے ہوئے انہیں اس قانون سے واضح طور پر مستثنیٰ قرار دے تاکہ ان کا یہ واہمہ دور ہو جائے کہ انہیں بھی کافر ومرتد قرار دینے والوں کو سزا دی جائے گی۔ یہ امر طے شدہ ہے کہ ان دونوں گروہوں کو اجماع امت نے کافر ومرتد قرار دیا ہے۔ اور اسے شامل قانون کرنا ایک شرعی ضرورت ہے۔

اس کے بعد اداریہ نگار رقمطراز ہیں کہ ''قادیانیوں کو عرصہ ہوا پاکستان میں قانوناً اقلیت قرار دیا جا چکا ہے''۔ اس عبارت میں پرویزی دجل قابل غور ہے کہ بات کو کاٹ کر پیش کیا جا رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کو صرف اقلیت نہیں بلکہ انہیں کفر وارتداد کے فیصلے کی روشنی میں خارج از اسلام قرار دیتے ہوئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ شاید صاحب اداریہ کو قادیانیوں کو برملا کافر ومرتد لکھتے ہوئے شرمساری محسوس ہو رہی ہے کیونکہ اس آئینے میں انہیں اپنا چہرہ بھی نظر آ رہا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ ''یہ پرویزی کون ہیں؟ کیا یہ کسی فرقہ کا نام ہے؟'' ہم جناب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ پہلے یہ بتائیں کہ ''قادیانی کون ہیں؟ کیا یہ کسی فرقہ کا نام ہے؟ قادیانیوں کو قادیانی کیوں کہا جاتا ہے؟'' اگر ان سوالوں کا جناب کے ہاں کوئی جواب ہے تو اس میں پرویزیوں کو شناخت کرنے کی کوشش کریں انشاء اللہ شافی جواب مل جائے گا وگرنہ ہم تو تشفی کر ہی دیں گے۔

اب ان صاحب کے کھوکھلے استدلال پر غور کیجئے اور اندازہ لگایئے کہ علماء کے بارے میں جن کو پرویز نے سائنسدان اور اللہ تعالیٰ نے راسخون فی العلم کا نام دیا ہے اور ہادی عالم جناب رسالت مآب ﷺ نے وارثین انبیاء قرار دیا کیونکہ یہ حق اور باطل کے امتیاز کو واضح کرتے ہیں یہ صاحب کس درجہ بوکھلاہٹ کا شکار ہیں اور بے دلیل بات کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں ''بدقسمتی سے یہ حضرات اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جو شخص علوم شریعت کی کچھ واقفیت حاصل کرلے اسے دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں خصوصی حقوق واختیارات حاصل ہو جاتے ہیں جو شخص ان کے ان (خود فرض کردہ) حقوق واختیارات کو تسلیم کرے وہ ان کے نزدیک پکا اور سچا مسلمان ہوتا ہے جو انہیں تسلیم نہ کرے وہ دین کا سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے''۔ کیا اس من گھڑت منطق کی کوئی بنیاد ہے یا صرف ہوا میں تیر چھوڑنے کی کوشش کی گئی ہے کوئی ایسی مثال دی جائے جو اس دعوے کی دلیل ہو۔ دین کی معمولی واقفیت رکھنے والے شخص کو کسی بھی دینی ادارے یا شخصیت کی طرف سے نہ کبھی عالم تسلیم کیا گیا ہے نہ کیا جاتا ہے۔ مسند افتاء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے علم کے مطابق عالم ہونے کی سند اس وقت تک نہیں ملتی جب تک علوم شریعت میں پوری دسترس حاصل نہ ہو جائے۔ مفتی کامل ہونے کے لئے علوم واسع کی ضرورت ہے صرف مستند مفتی ہی مسائل کی شرعی حیثیت پر فیصلہ اور فتویٰ دیتے ہیں۔ وہ تقویٰ اور خشیت الٰہی کے ساتھ اپنی دینی اور شرعی ذمہ داری پوری کرتے ہیں۔ انہیں کسی طرف سے حقوق واختیارات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی پرویزی یا قادیانی ان کی اس علمی، فقہی اور شرعی حیثیت کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں۔ ان کا علم وتقویٰ اور دیانت وصداقت ہی ان کے اختیارات کی اساس ہوتے ہیں۔ علم وبصیرت کی اہلیت اللہ تعالیٰ نے علمائے حق ہی کو دی ہے جن کی بنا پر وہ حق کو واضح کرتے ہیں اور باطل کی پکڑ کرتے ہیں اور وہی ان مناصب کے اہل ہیں۔ اگر ان صاحب علم وبصیرت حضرات قدسیہ کا وجود ہر زمانے اور دور میں نہ ہوتا تو نہ معلوم کتنے پرویز اور قادیانی دین کو مسخ کرنے میں کامیاب ہو چکے ہوتے اور وہ اصلی حالت میں کبھی ہم تک نہ پہنچ

سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ ﷺ پر یہ احسان عظیم ہے کہ علمائے کرام کے ذریعے اس دین متین کی حفاظت کی گئی اور راستے کے سارے دجال اپنی اپنی بولیاں بول کر پیوند خاک ہو گئے۔ آج پرویز کے پیروکار بزم طلوع اسلام کے پلیٹ فارم سے پرویزی بولی بول کر دجل پرویز کو پھیلانے کی سرتوڑ کوشش میں مصروف ہیں اور پرویز کو کبھی علامہ، کبھی مفکر قرآن، کبھی وارث اقبال کہہ کر نئی پود میں متعارف کرواتے ہیں لیکن علمائے کرام نے اپنے علم وفراست کی روشنی میں ہر جگہ ومقام پر پرویزی دجل کی گرفت کی ہے۔ وہ کون سا پرویزی چیستان ہے جس کے تارپول کھول کر ان علماء کرام نے حق وباطل کو واضح نہیں کر دیا؟

پرویزیوں کو یہی تو رونا ہے کہ علماء نے ان کی نام نہاد جدت علمی اور روشن خیالی کے دعوؤں کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ ان کو جان لینا چاہئے کہ صرف اقبال کے اشعار کے سہارے کوئی مفکر قرآن اور علامہ نہیں بن جاتا یہ ڈھونگ اب چھوڑ دینا چاہئے اس لیے کہ پرویزیت کی قلعی کھول دی گئی ہے۔

اس وقت پورے عالم اسلام نے متفقہ طور مسٹر غلام احمد پرویز کو اس کی کفریات وتحریفات دین کے حوالے سے کافر ومرتد قرار دیا ہے جس میں امام کعبہ ومسجد نبوی الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، کویت کے سرکاری دارالافتاء کے مفتیان کرام، سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ، جمیعۃ اتحاد العلماء پاکستان کے فاضل علماء کرام، علمائے اہل حدیث، اسلامک کونسل امارات کے صدر، دارالعلوم کراچی اور دارالعلوم بنوری ٹاؤن کے ثقہ علماء اور مفتیان، علماء بریلوی، دارالعلوم دیوبند ومظاہر العلوم ندوۃ العلماء اور کئی دوسرے ثقہ دینی اداروں کی علمی شخصیات اور عرب وعجم کے دیگر سینکڑوں علماء شامل ہیں۔ کیا نام نہاد علامہ اور یا ہر جرب اقبالیات پرویز کے مقابلے میں یہ عظیم شخصیات علوم شریعت کی صرف معمولی واقفیت رکھنے والی ہستیاں ہیں؟ کیا یہ اپنے خودساختہ حقوق واختیارات سے بڑے بڑے شرعی فیصلے کرتی ہیں؟ کیا پرویزی علم ان اکابر ہستیوں کے علم وتقویٰ سے زیادہ ہے؟ اور کیا اکیلا ایک پرویز ہی راہ حق پر ہے اور باقی سارے

معاذ اللہ گمراہ ہیں؟ ارے کوئی تو ایک ہستی لاؤ جس کا علم وتقویٰ مسلم ہو اور وہ کہہ سکے کہ پرویز راہ حق پر ہے۔ مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کا پرویزیوں کے لئے یہ کھلا چیلنج ہے۔ ہم یہاں اداریہ نگار کی کج فہمی کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں کہ اسلامی افتاء پردازی کی صلاحیت کسی سرکاری منصب کی تابع نہیں بلکہ یہ صاحب فتویٰ کی علمی قابلیت واستعداد کی مرہون منت ہے۔ کسی شخص کے امتناع فتویٰ سے اس کی فتویٰ دینے کی صلاحیت واستعداد ختم نہیں ہو جاتی۔ منصب کا مقصد انتظام ونفاذ کے لیے ہے۔ اجراء فتویٰ کی اہلیت وصلاحیت سے نہیں۔ اگر آج مستند مفتیان کرام کسی سرکاری منصب پر فائز نہیں تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ شرعی امور کے بارے فتویٰ دینے کی اہلیت نہیں رکھتے یا ان کے فتویٰ کو قبول نہیں کیا جا سکتا آخر پہلے قاضی ومفتیان اپنے علمی اسناد کی وجہ سے ہی ان مناصب پر مقرر کئے جاتے تھے۔

اداریہ نگار آگے چل کر لکھتے ہیں ’’قرآن کی رو سے امت کو قوانین خداوندی کے مطابق چلانے کے اختیارات صرف اسلامی حکومت کو حاصل ہوتے ہیں۔ وہی مسلم اور غیر مسلم کے حدود وامتیاز مقرر کرتی ہے۔ وہ اپنے اختیارات میں سے کچھ اپنے افسران ماتحت کو تفویض کر دیتی ہے‘‘۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اسلامی حکومت کو قوانین خداوندی کے مطابق چلانے والے کون لوگ ہونگے اور پھر ان کے ماتحت افسران کا تعلق کس طبقے سے ہوگا؟ کیا یہ آج کے سیاست دان ہوں گے یا بیوروکریٹس یا علوم شریعت کی کچھ واقفیت رکھنے والے؟ صاحب حقائق وعبر ذرا اس کی بھی وضاحت کرنے کی زحمت گوارا کر لیتے تا کہ ان کے ذہن کی خود ساختہ اسلامی حکومت کے قابل عمل ہونے کا نقشہ تو سامنے آ جاتا۔ ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ اسلامی حکومت کی غیر موجودگی میں مسلم وغیر مسلم کے حدود وامتیاز مقرر کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ کیا دین کو بازیچہ اطفال بنانے والوں کو کھلی چھٹی دے دی جائے گی کہ وہ جس طرح چاہیں اس کا حلیہ بگاڑیں؟ شعائر اسلام کا مذاق اڑائیں، سنت نبوی ﷺ کا استہزا کریں، قرآن پاک کی معنوی تحریف اور من گھڑت تشریح کر کے امت کو گمراہ کریں۔ کیا ایسا طالع آزماؤں کو لگام دینے اور ان سے دین کی

حفاظت کرنے کا کوئی اہتمام وانتظام نہیں ہونا چاہئے؟ کیا اللہ ورسول کے دین کو ملحدین وزندیقین کے رحم وکرم پر چھوڑ کر آرام سے بیٹھ کر اسلامی حکومت کے قائم ہونے کا انتظار کرتے رہنا چاہئے؟ تاکہ نئے نئے قادیانی اور پرویز پیدا ہوتے رہیں اور مسلمانوں کے دین کو بلا روک ٹوک برباد کرتے رہیں اگر ان فتنوں کو روکنے اور ان کا قلع قمع کرنے کے لئے علمائے حق اپنی دینی ذمہ داریاں نہ سنبھالیں (کیونکہ بقول اداریہ نگار کہ وہ مناصب دار نہیں ہیں نہ انہیں کسی نے کوئی اختیارات تفویض کئے ہیں، نہ اقتدارات) تو پھر اس کرہ ارض پر اسلام کا نام ونشان مٹ جائے جو ان کفریہ لابیوں کا مدعا ومقصود ہے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ علمائے حق تو بلا منصب دین پر کفریہ حملوں کو روکنے کا اختیار نہ رکھیں لیکن کفر کے حملہ آور دین کو کفر آلودہ کرنے کی خود اختیاری اتھارٹی کا بلا روک ٹوک استعمال کرتے رہیں۔ علمائے حق کو اپنی قلم اور طاقت سے دین پر کفریہ یلغار کو روکنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اختیار دیا ہے اور وہ اس بارے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں اور نہ ہی اس وجہ سے ساری امت کسی مصیبت میں گرفتار ہے بلکہ اگر مصیبت نظر آتی ہے تو ان پرویزیوں کو کیونکہ علمائے حق ان کے کفریات کا راستہ روکے کھڑے ہیں اور ان کے خارجی مشن کی تکمیل کے خواب کو چکنا چور کر رہے ہیں۔ پرویزیوں کو علمائے کرام کی اس مزاحمت میں مذہبی پیشوائیت نظر آتی ہے کیونکہ وہ ان کی عظمت وقوت اور قیادت سے لرزاں ہیں۔ اللہ کے دین کو غالب کرنے کا عزم اور مشن رکھنے والے علمائے حق کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ غالب ومنصور ہی رکھا ہے اور دینی قزاق ہمیشہ حاسد، ناامید اور نامراد ہی رہے ہیں۔ اللہ کے نام کو بلند کرنے والوں کو اللہ امام وپیشوا ہی بناتے ہیں یہ سعادت کسی پرویزی کو میسر نہیں آسکتی۔

اداریہ نگار کو امام تحریک رد پرویزیت مولانا احمد علی سراج کی اس تجویز سے سخت اذیت پہنچی ہے کہ ''حکومت فوری طور پر سرکاری دارالافتاء کا قیام عمل میں لائے جو ایک آزاد اور خود مختار ادارے کی حیثیت سے کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلے کرے جس میں ہر مسلک اور مکتب فکر کے علماء کی نمائندگی ضروری ہو''۔ ''آزاد اور خود مختار دارالافتاء'' شاید پرویزیوں کے لئے باعث تکلیف

ہے کیونکہ ایسے دارالافتاء میں فیصلے کتاب وسنت کی روشنی میں اصول وضوابط کے مطابق علمائے کرام ہی کریں گے جو کسی قسم کے سیاسی دباؤ یا مداخلت سے مطلقاً آزاد ہوں گے ظاہر ہے ایسی صورت حال پرویزیوں کے لئے کیسے خوش آئیند ہوسکتی ہے جس میں علماء کرام کی تلوار مسلسل ان کے سروں پر لٹکتی رہے۔ وہ تو کوئی ایسا نظام چاہتے ہیں جس میں ملک معراج خالد جیسا شخص دارالافتاء کے سرکاری منصب پر بٹھا دیا جائے اور وہ اپنی سوشلسٹ بصیرت سے مسٹر غلام احمد پرویز کے افکار ونظریات کی عینک لگا کر معاملات کو دیکھے اور فیصلے کرے اور مسلمان کو کافر اور کافر کو مسلمان قرار دے۔ ملک معراج خالد کی مثال اس لئے واقعہ کے مطابق ہے کہ اس شخص کا پورا سیاسی کیریئر قوم پر واضح ہے قوم اسے ایک سوشلسٹ سیاستدان کی حیثیت سے جانتی ہے اس کا نہ کوئی دینی کیریئر ہے نہ ہی دینی علوم کی تحصیل کی سند رکھتا ہے لیکن پاکستان کی سرکاری دینی درسگاہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد جس میں علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے زیادہ تر بیرون ملک سے طالب علم آتے ہیں، کا سربراہ ہے۔ ایسا شخص ان امور کے بارے کیا شرعی رائے یا فتویٰ دے گا جن کا تعلق اسلام وکفر کے فرق وامتیاز سے ہو اور باہر سے آنے والے اسلامی وفود اس کی دینی وعلمی استعداد وسعت کے بارے کیا تاثر لیتے ہوں گے۔ یہ ہے وہ مذاق جو حکومتی سطح پر اسلامی اداروں کے مناصب کے ساتھ ہوگا۔ پرویزی اس لئے زور دیتے ہیں کہ افتاء کی ذمہ داری علماء سے لے کر حکومت کے منصب داروں کو دے دی جائے تاکہ حکومتی تقرر کے نتیجے میں یہ مناصب بہت سارے معراج خالدوں کے قبضے میں آجائیں اور پھر من مانے فیصلے ہوں جن کا دین سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ یہ ہے راز آزاد اور خود مختار دارالافتاء کے قیام کی پرویزی مخالفت کا۔

ادار یہ نگار کی آخری ہرزہ سرائی ملاحظہ ہو

> ''دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان مختلف مکاتب فکر کے علماء جو ایک دوسرے کو پہلے ہی کافر قرار دے چکے ہیں کس طرح ممکن ہوگا کہ ان سے متفقہ فتویٰ حاصل کرلیا جائے''۔ اگر مولانا موصوف کی تجویز مان بھی لی جائے تو اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ ''نہ نو من تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچے گی۔

اس سلسلے میں صرف اتنا عرض ہے کہ ان مختلف مکاتب فکر کے فاضل علماء آج سے 37 سال قبل بھی پرویز کے کفر وارتداد پر متفقہ فتویٰ دے چکے ہیں اور اب پھر نئے سرے سے دوبارہ فتاویٰ دے رہے ہیں جن کا تازہ اور ضخیم مجموعہ مرتب ہو چکا ہے۔ جن کی روشنی میں انشاءاللہ پرویزیوں کو بھی قادیانیوں کی طرح سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے متفقہ اقدامات ہوں گے۔ اب تو نو من تیل تیار ہے اور پرویزی رادھا خوب ناچے گی۔

غلام احمد قادیانی

اور

غلام احمد پرویز

ایک موازنہ

از

عبدالخالق بھٹی

کویت

غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز' ایک موازنہ

یہ تاریخی حقیقت ہرگز نظر انداز نہیں کرنی چاہئے کہ پاکستان میں دین اسلام کی ہیئت وشکل قرون اولیٰ کے اسلام پر ہے۔ جس کی بنیاد قرآن وسنت ہے اور وہ سلسلہ در سلسلہ نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک رائج چلا آرہا ہے۔ عالم اسلام انہی مسلمات دین اور اصولیات پر کار بند ہے' جو وحی الٰہی کی روشنی میں جناب رسالتمآب ﷺ نے مرتب فرمائے۔ دین میں مرکزیت کامل اور اتھارٹی انہی کی ذات اقدس کی ہے جو مامور من اللہ ہے۔ عالم اسلام کے اتحاد کی بنیاد بھی یہی مرکزیت ہے جو مسلمانوں کے ایمان ویقین کی اساس ہے۔ قادیانیت کی طرح پرویزیت نے مامور من اللہ' حیثیت نبوی ﷺ کا نہ صرف انکار کیا ہے بلکہ اپنے آپ کو مرکز ملت قرار دے کر نبی کریم ﷺ کے مدمقابل کھڑا کرلیا ہے اور احادیث وسنن کو رد کر کے ایک نیا دین گھڑ لیا ہے، جس کا دین مصطفویٰ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔ غلام احمد قادیانی نے منصب نبوت سنبھال کر اسلام کی دھجیاں اڑائیں اور پرویزیت کے بانی غلام احمد پرویز نے منصب رسالت پر اپنے آپ کو بٹھا کر دین مصطفویٰ ﷺ کو مسخ کر دیا۔ مسلمان پاکستان اس سازش پر کیسے خاموش رہ سکتے ہیں جس کا نشانہ ان کا ایمان ویقین اور ان کے دین کی مرکز ومحور ذات مصطفویٰ ﷺ ہے۔

پرویزیت اور قادیانیت

ایک ہی سکے کے دو رخ

ایک ہی فتنے کے دو روپ

تحقیقی جائزہ

از

عبدالخالق بھٹی

کویت

پرویزیت اور قادیانیت کا تحقیقی جائزہ

اسلام دشمن استعماری قوتیں اسلام کی بیخ کنی کے لئے ایک وقت میں کئی محاذوں پر اپنے زرخرید غلاموں کو برسرِ پیکار رکھتی ہیں تا کہ ان کے مذموم مشن کی تکمیل کے تسلسل میں کوئی فرق نہ آئے۔ یہ غلامانِ ننگِ دین اگرچہ مختلف ناموں اور پیرایوں سے اپنی بزم ہائے دجالیت کو روشناس کراتے ہیں۔ لیکن ان کے مقاصد کی یکسانیت ان کے منافقانہ چہروں کو بے نقاب کردیتی ہے۔

برصغیر کے ایک ہی علاقے نے یکے بعد دیگرے دو غلاموں کو جنم دیا۔ ایک غلام احمد قادیانی اور دوسرا غلام احمد پرویز۔ دونوں نے انگریز سرکار کی غلامی اختیار کی۔ ایک نے بزم قادیان سجائی، دوسرے نے بزم گلبرگ۔ ایک نے تحریک احمدیت سے اپنی دجالیت کی ابتداء کی دوسرے نے تحریک طلوعِ اسلام سے۔ ایک نے اپنے آپ کو نبوت ظلی کی آڑ میں تختِ نبوت پر بٹھادیا اور دوسرے نے مرکزِ ملت کی آڑ میں تختِ رسالت پر۔ ایک نے ارضِ قادیان کو حرمِ امت قرار دیا، دوسرے نے 25/B گلبرگ کو حرمِ ملت۔ ایک نے شیطانی الہامات کو وحی کا درجہ دیا، دوسرے نے اپنی ابلیسی ''بصیرت'' کو وحی کا قائم مقام ٹھہرایا۔ ایک نے ختمِ نبوت کا انکار کیا، دوسرے نے ''فرمانِ نبوت'' کا۔ ایک نے اپنی خودساختہ نبوت کے منکرین کو کافر قرار دیا، دوسرے نے اپنی رسالت پرویزیت کے مخالفین کو خارج از اسلام ٹھہرایا۔ ایک نے اپنے اعلانِ نبوت سے شریعتِ محمدی ﷺ پر قلم چلادی، دوسرے نے ابدیتِ رسالت کی نفی کرکے دینِ محمدی ﷺ پر تلوار چلادی۔ ایک نے خودساختہ نبی بن کر احکاماتِ قرآن بدل دیئے، دوسرے نے اپنے آپ کو خودساختہ مرکزِ ملت پر بیٹھا کر مطالبِ قرآن میں تحریف کردی۔۔۔۔ دنوں کا نشانہ ایک ہی تھا۔ دینِ اسلام کی مرکز محور ذاتِ مصطفویٰ (ﷺ) کی شخصیت اور مقام کی نفی تا کہ مرکزیتِ اسلام ختم ہوجائے اور اس کا شیرازہ بکھر جائے۔ اس قدرِ اشتراک نے ایک ہی سرکار کے دو غلاموں کی تحریکوں کو ایک ہی مشن کی تکمیل کے تسلسل میں باہم یکجا کردیا۔ چنانچہ جب

پاکستان میں قادیانیت کی کمر توڑ دی گئی اوراس کی مرکزیت کا شیرازہ بکھرا، تو اس خلاء کو پر کرنے کے لئے استعمار نے پہلے ہی سے اپنے دوسرے غلام کا انتظام کر رکھا تھا۔ جس نے اسلام کے خلاف ایک دوسری متوازی تحریک کی داغ بیل ڈال دی ہوئی تھی اور وہ غلام تھا۔۔۔۔ غلام احمد پرویز جس کے والدین نے اس کا نام غلام احمد رکھا تھا لیکن اس نے بغض رسول ﷺ میں معروف ایرانی دشمن اور گستاخ رسول ﷺ ''پرویز'' کا نام اختیار کیا اوراس طرح سے ماضی کا گستاخ رسول خسرو پرویز آج کا علامہ پرویز بنا دیا گیا۔ جس کو ایک نئے روپ میں طلوع اسلام نام کے دوسرے محاذ سے غروب اسلام کے اس مشن پر لگا دیا گیا جس پر قادیانی پہلے سے کام کر رہے تھے۔ ایک عرصہ تک مسلمانان پاکستان اس سازش سے بے خبر رہے اور پرویز کے اصل روپ کو پہچان نہ سکے۔ ۱۹۶۲ء میں علماء کرام نے دال میں کچھ کالا محسوس کیا۔ اور پرویزی افکار ونظریات کا تجزیہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ شخص کافر ومرتد ہے اور امت کو گمراہ کر رہا ہے۔ انہوں نے خطرے کی گھنٹی بجائی لیکن اس وقت اس فتنہ کی محدودیت کے پیش نظر اس کے خلاف کسی تحریک کا آغاز نہیں کیا اور اپنی تمام تر توجہ قادیانیت کی سرکوبی کی طرف رکھی۔ غلام فرنگی پرویز نے اس عرصہ غنیمت کو اپنے پاؤں جمانے کے لئے خوب استعمال کیا اور غلامانہ ذہنیت کے فرنگی زدہ لوگوں کی کچھ تعداد اپنے گرد اکٹھی کر لی۔ اس طرح سے بزم طلوع اسلام کی دوکان پرویزیت آہستہ آہستہ چمکنا شروع ہوگئی اور اب قادیانیت کا شیرازہ بکھرا تو اس وقت تک پرویزیت اپنی بلوغت کو پہنچ چکی تھی اور اندر ہی اندر اس نے تاج قادیانیت اپنے سر پر سجا لیا ہوا تھا اور دجالین کی ایک فعال جماعت وجود میں آ کر پیرہن پرویزیت میں محاذ قادیانیت سنبھال چکی تھی۔ مرگ پرویز کے بعد اس جماعت نے ایک نئی حکمت عملی کے تحت اپنی تنظیم نو کی اور طلوع اسلام کے پلیٹ فارم سے اپنے طے شدہ پرویزی ایجنڈے پر کام شروع کر دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اندرون ملک جگہ جگہ اپنے مراکز کا جال پھیلا دیا اور ساتھ ہی بیرون ملک بھی اہم جگہوں پر دفاتر کھول لیے اور جدید الیکٹرانک میڈیا کو استعمال میں لاتے ہوئے طلوع اسلام کے نام سے دامن اسلام کو چاک کرنا

شروع کر دیا۔کویت میں ایسی سرگرمیاں جب حد سے بڑھیں تو پاکستان کے ممتاز عالم دین اور سکالراور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے ان کی تحقیق کی اور بزم طلوع اسلام کے قادیانی طرز کے مشن سے آگاہ ہوکر اسے قادیانی انجام تک پہنچانے کا تہیہ کرلیا۔مرزا ثانی غلام احمد پرویز کی کتابوں سے اس کی کفریات کو یکجا کر کے حکومت کویت کی وزارۃ الاوقاف کو پیش کر کے فتویٰ طلب کیا۔جس پر وزارۃ نے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں پر کفر وارتداد کی سرکاری مہر ثبت کردی۔مولانا سراج نے پاکستان بھر میں علمائے کرام، دینی اداروں اور حکومتی ایوانوں کو اس فیصلے سے آگاہ کیا اور ان سے فتویٰ کویت کی توثیق کروائی اور مطالبہ کیا کہ پرویزی چونکہ قادیانیوں کا دوسرا روپ ہیں۔لہٰذا انہیں بھی سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور اس سلسلے میں پاکستان میں ''تحریک رد پرویزیت'' کا آغاز کر دیا۔ اس کے ردعمل میں بزم طلوع اسلام نے یہ واویلہ شروع کر دیا کہ قادیانیت اور ان کی تحریک یعنی پرویزیت اپنے مقاصد اہداف اور طریق کار کے اعتبار سے مختلف تحریکیں ہیں۔لہٰذا ان کے مشن کو ایک قرار دینا بددیانتی ہے۔انہوں نے اپنے دفاع میں مغالطہ آمیز استدلال پیش کرنا شروع کیے جن کا مقصد فقط عوام کو دھوکہ دے کر اصل حقائق سے بے خبر رکھنا تھا۔

بزم طلوع اسلام جس دھوکہ، دجل اور مکر وفریب سے مسلمانان پاکستان کو اپنی اصلیت کے بارے مغالطہ دیتی آرہی ہے وہ اہل نظر سے اب مخفی نہیں رہا۔آنجہانی پرویز کی تحریروں میں مذکور اس کے افکار ونظریات اس کے خارجی مشن کی اصلیت کے ناقابل تردید ثبوت ہیں۔ہم انہی کی روشنی میں پیرہن قادیانیت میں لپٹی پرویزیت کا پردہ چاک کریں گے تاکہ حقیقت حال واضح ہوجائے اور استعماری سکے کے دونوں رخ کھل کر سامنے آجائیں۔

بزم طلوع اسلام نے پرویزیت اور قادیانیت کو دو الگ الگ تحریکیں قرار دیا ہے۔لیکن تاریخی حقائق کا ادراک رکھنے والے جانتے ہیں کہ کوئی بھی تحریک خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی اپنے اعلان کردہ مقاصد سے نہیں بلکہ حاصل ہونے والے نتائج سے پہچانی جاتی ہے۔مقاصد تو بسا

اوقات محض پروپیگنڈا کے لئے بھی بیان کیے جاتے ہیں اور انہیں خوب پرکشش بنا کر پیش کیا جاتا ہے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔ ہاں ان مخلص تحریکوں سے انکار نہیں جن کے مقاصد نتائج کو سامنے رکھ کر مرتب کیا جاتا ہے اور ان دونوں میں ہم آہنگی بھی ہوتی ہے لیکن غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کے بارے یہ حقیقت واضح ہے کہ دونوں انگریز سرکار کے ملازم اور نمک خوار تھے اور انگریز سرکار نے مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے ان دونوں غلاموں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا اور دونوں نے اپنی اپنی تحاریک کی بنیاد امت محمدیہ ﷺ کے مسلّم اور بنیادی عقائد کی مخالفت پر رکھی۔ ایک غلام نے عقیدہ ''ختم نبوت'' کا اور دوسرے نے ''فرمان نبوت'' کی حجیت کا انکار کیا۔ یہ دونوں انکار نتیجہ کے اعتبار سے یکساں ہیں۔ کیونکہ ان کی وجہ سے دین میں نبی کریم ﷺ کی مرکزی اور شرعی حیثیت کی نفی ہوتی ہے اور امت میں نفاق کا ایک مستقل باب کھل جاتا ہے اور دین و شریعت کی بنیاد اور اس کا ڈھانچہ بالکل مسخ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں تحریکوں کے جو نتائج برآمد ہوئے وہ ایک دوسرے سے ہرگز مختلف نہیں اور اسلام دشمن خارجی قوتوں کے مشن کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

غلام احمد قادیانی کے انکار ختم نبوت کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ اور شریعت محمدی ﷺ کو منسوخ کر کے امت محمدیہ ﷺ کے تشخص کو مٹانے کے لئے محاذ قادیانیت قائم کیا گیا۔ چنانچہ تاریخ قادیانیت کو سامنے رکھ کر باآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں نے کس طرح منظم طریقے سے اس مشن پر کام کیا۔

فرمان نبوت کے انکار کے ذریعے وہی کام دوسرے غلام استعمار غلام احمد پرویز سے لیا گیا۔ جس نے نبوت و رسالت محمد ﷺ کی گرفت سے آزاد ہو کر شریعت محمدی ﷺ کو مٹانے کے لئے اسے ساقط العمل اور قابل تبدیل قرار دے دیا اور صاف اعلان کر دیا کہ

> ''شریعت محمدیہ ﷺ صرف آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک کے لئے تھی نہ کہ ہر زمانے کے لئے۔ بلکہ ہر زمانے کی شریعت وہ ہے جس کو اس عہد کا مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ مرتب و مدون کرے''۔ (مفہوم عبادت مقام حدیث ج ا ص ۳۹۱)

چنانچہ مرکز ملت کا غیر قرآنی تصور گھڑا گیا اور اپنے آپ کو اس خود ساختہ مسند پر بٹھا کر غلام احمد قادیانی کی طرح پرویز نے شریعت محمدی ﷺ کی دھجیاں اڑا دیں اور اس کے بالمقابل اپنی من گھڑت شریعت پرویزی مرتب و مدون کر دی، جس کو پھیلانے کے لئے بزم طلوع اسلام کے پلیٹ فارم کو اس استعماری مشن پر لگا دیا۔

یہ ہے غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کے مشنوں کی واضح یکسانیت۔ جن پر قادیانی اور پرویزی وسیع اور منظم پروگراموں کے ساتھ مشنری طرز سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں قادیانیت اور پرویزیت جیسے افکار و نظریات اور تحریکی طرز عمل اس سے قبل کہیں نہیں ملتے اور ایک مخصوص علاقے میں ان دونوں تحاریک کا یکے بعد دیگرے شروع ہونا محض اتفاق نہیں بلکہ اسلام دشمن استعماری قوتوں کی خوب سوچی سمجھی سازش ہے۔ جو ان کے مشترکہ مشن کی تکمیل کے لئے برپا کی گئی ہے اور وہ مشترکہ مشن ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا عالم اسلام کو نبی کریم ﷺ کی حیثیت نبوی کے بارے شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے نفاق کا شکار کرنا تا کہ اس کی مرکزیت ختم ہو اور اس کی قوت منتشر ہو جائے۔ اس قدر اشتراک سے یہ دونوں مشن بلاشبہ ایک ہی ہیں۔

غلام احمد قادیانی نے بانگ دہل اقرار کیا ہے کہ اس نے انگریز سرکار کی بے پناہ خدمت کی ہے۔ ظاہر ہے ایسی خدمت کسی عوضانہ کے بغیر ہرگز ممکن نہیں ہو سکتی اور نہ ہی قادیانی تحریک بغیر بیرونی امداد اور سرپرستی کے اسقدر وسیع پیمانے پر چلائی جا سکتی تھی۔ غلام احمد پرویز نے اگرچہ ایسا اقرار نہیں کیا۔ لیکن بزم طلوع اسلام کی پرویزی تحریک بھی بغیر بیرونی مالی امداد کے کبھی چل ہی نہیں سکتی تھی۔ اور بیرونی امداد دینے والے اپنے مقاصد کی تکمیل کروائے بغیر کبھی امداد دے نہیں سکتے۔ بھلا ہو جناب بشیر حسین ناظم کا جو کسی زمانے میں پرویز کے بہت قریب اور بے تکلف رہے ہیں۔ اور ان حلقوں میں بھی ان کو بیٹھنے کا موقع ملا ہے جن کا پرویز کے ساتھ ابتذال کی حد تک مذاق تھا جنہوں نے روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد کی اشاعت مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۹۹ء میں اپنے ایک مضمون ''ملک معراج خالد کے نام کھلا خط'' میں چونکا دینے والا انکشاف کیا ہے کہ فیلڈ مارشل

ایوب خان کے ذریعے پرویز کو بھاری امداد ملتی تھی اور ایک ایسی ہی امداد کا انہوں نے ذکر بھی کیا ہے۔ جس کے متعلق ان کا پرویز کے ساتھ بے تکلف مذاق بھی ہوا اور اس وقت اس امداد کی رقم 25 لاکھ تھی۔ نا معلوم کتنے لاکھوں کی مزید امداد پرویز اسلام کو مسخ کرنے کے صلے میں ہڑپ کر گئے ہوں گے اور ایسی امداد ان کو کس کس خارجی ذریعے سے ملتی ہوگی۔ جس کا بندوبست وہ اپنے مرنے کے بعد تک کے لئے کر گئے ہیں۔ بیرونی امداد لے کر تحاریک کو چلانے والے بانی اور ان کے متبع ادارے اپنے آقاؤں کے ایجنڈے پر کام کرتے ہیں۔ جب آقا بھی ایک ہوں اور ان کے ایجنڈے کا ہدف بھی ایک ہی ہو اور وہ تحاریک ایک ہی علاقے میں یکے بعد دیگرے برپا کی گئی ہوں اور ان کا تسلسل بھی ثابت ہوتا ہو، تو ان کے ایک ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی پیدائش کو جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے تسلیم نہیں کیا بلکہ انہیں یوسف نجار کا بیٹا قرار دیا ہے۔ جناب بشیر حسین ناظم کے ''اوصاف'' میں شائع شدہ، مذکورہ مضمون کا مزید انکشاف ملاحظہ ہو۔

''پرویز صاحب عیسیٰؑ کو یوسف نجار کا بیٹا سمجھتے تھے اور عیسیٰؑ کی پیدائش کو آیت اللہ سمجھنے میں ان کو عقل اجازت نہیں دیتی تھی''۔ کیا اب بھی غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کے مشن کو ایک تسلیم کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

بزم طلوع اسلام، پرویزی مشن کو قادیانی مشن سے الگ ثابت کرنے کے لئے مشہور مقدمہ مرزائیہ، بہاولپور کا بار بار حوالہ دیتا ہے۔ تا کہ اس تکرار سے ان کا جھوٹ سچ ثابت ہو جائے۔ ماہ جولائی کے شمارہ ''طلوع اسلام'' میں کسی پرویزی نے اس کا ذکر یوں کیا ہے۔

> ''یہ چیز تاریخی ریکارڈ کا حصہ ہے کہ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۵ء کے مشہور ومعروف مقدمہ مرزائیہ بہاولپور میں فاضل جج نے علامہ پرویز کے مضمون سے رہنمائی لیتے ہوئے قادیانیوں کو مرتد قرار دیا۔ جبکہ وقت کے علماء اپنی جامد تعلیمات سے فاضل جج کے لئے کسی بھی طرح سے مددگار ثابت نہ ہوئے''۔

بزم طلوع اسلام نے زبردستی اس مقدمہ کو نام نہاد پرویزی تاریخ کا حصہ بنا لیا ہوا

ہے۔ تا کہ حسب عادت حقائق کو مسخ کر کے عوام الناس کو دھوکہ دے سکے۔ ہم اس بزم سے پوچھتے ہیں کیا پرویز نے وہ مذکورہ مضمون بطور خاص قادیانیت کے خلاف لکھا تھا؟ جو جج کے لئے معاون ثابت ہوا اور کیا فاضل جج کو اپنا فیصلہ دینے کے لئے ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۵ء تک کوئی جواز ہی مہیا نہ ہوسکا۔ عدالتی فیصلے مضمونوں سے نہیں حقائق سے ہوتے ہیں اور جج صاحبان مقدمات کی اجتماعی صورت حال کی روشنی میں تمام پہلوؤں کا احاطہ کر کے فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ مذکورہ مقدمہ کا فیصلہ بھی محض پرویزی مضمون کی بنیاد پر نہیں بلکہ قادیانیت کی پوری تحریک اور اس کے مقاصد و عزائم اور دینی رو سے عائلی تعلقات پر پڑنے والے منطقی اثرات کو سامنے رکھ کر کیا گیا تھا (یہ مقدمہ ایک مسلم خاتون نے اپنے قادیانی ہونے والے مرتد خاوند سے طلاق حاصل کرنے کے لئے دائر کیا تھا) جو کہ عدالتی کاروائی کا تقاضہ تھا۔ لہٰذا مقدمہ کا فیصلہ عدالتی تقاضوں کے مطابق ہوا، نہ کہ فقط پرویز کے مضمون کی بنیاد پر اور یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ اس مقدمہ میں اس وقت کے مایہ ناز اہل علم و فضل علماء، جن میں محدث وقت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ بھی شامل تھے، کی قابل قدر آراء کو شامل ریکارڈ کیا گیا تھا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہوسکتا کہ ان ثقہ آراء سے اغماض برتا گیا ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ اہل حق حضرات تھے۔ ہر کام رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کرتے تھے۔ یہ پروپیگنڈا نام کی ہیرا پھیری سے کوسوں دور تھے۔ جبکہ بزم طلوع اسلام اپنے بانی کی دینی ہیرا پھیری پر مبنی تعلیمات کی روشنی میں ہر قسم کے جھوٹے اور جعلی پروپیگنڈے کے ذریعے عوام الناس میں اپنا اعتماد پیدا کرنے کے لئے جھوٹ اور مبالغہ آرائی میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے اور مقدمہ بہاولپور کو اس بزم نے مستقل پروپیگنڈہ، اسٹنٹ (Stunt) بنایا ہوا ہے، جو مبالغہ آرائی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ الفاظ فاضل جج نے ــــــ ’’قادیانیوں کو مرتد قرار دیا‘‘ دجل پرویزیت کی بدترین مثال ہیں کہ کس طرح پرویزی اپنی مطلب براری کے لئے اپنے ایمان و عقیدے کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ نام نہاد علامہ پرویز اسلام میں ارتداد کو تسلیم ہی نہیں کرتا اور قرآنی آیت ’’لاکراہ فی الدین‘‘ کو (معنوی تحریف اور باطل تاویل سے) اپنے موقف کے حق میں بطور

اسلام کی دجالانہ لاف زنی ملاحظہ ہو۔ ''علامہ پرویز نے ختم نبوت کے موضوع پر ''ختم نبوت'' اور ''تحریک احمدیت'' نامی کتاب تصنیف کر کے قادیانیوں کے غلط عقائد کی جڑ کو بنیاد سے اکھاڑ دیا اور۔۔۔۔۔۔۔۔ناموس رسالت ﷺ کی پاسبانی کا فریضہ حقیقی معنوں میں ادا کر دیا''۔

یعنی ایک کتاب لکھ کر یہ سب کام ہو گیا اور جو علمائے حق نے ہزاروں کتابیں اس موضوع پر تصنیف کیں اور آج تک کر رہے ہیں اور عملی طور پر قادیانیت کے خلاف تحریکوں میں حصہ لیا اور لے رہے ہیں اور پاکستان سے باہر ملک ملک جا کر قادیانیت کا تعاقب کر کے اسلام کی حفاظت کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں پاکستان کی قومی اسمبلی سے، جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ سے اور گیمبیا کی حکومت سے قادیانیوں کو قانوناً کافر قرار دلوا کر علمائے حق نے جو عملی کارنامے سرانجام دیئے ہیں کیا وہ ناموس رسالت ﷺ کے حقیقی معنوں میں پاسبانی کے عملی اور حقیقی مظاہر نہیں ہیں؟ یا ان کے مقابلے میں پرویز کا محض ایک کتابچہ۔ بزم طلوع اسلام کے وارثین پرویزی اپنے ضمیر کو ٹٹول کر دیانتداری سے فیصلہ کریں کہ کس نے کیا حق ادا کیا اور اپنی مجرمانہ خیانت سے باز آئیں۔ اس لئے کہ ان کے اصلی چہرے اب بے نقاب ہو چکے ہیں۔ بزم طلوع اسلام کی بدترین بددیانتی اور دجالیت ملاحظہ ہو کہ پرویز کی کتاب ''ختم نبوت'' اور ''تحریک احمدیت'' علمائے کرام کے قادیانیوں کو پاکستانیوں کی قومی اسمبلی سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے بعد شائع ہوئی تا کہ قادیانیوں کے عقائد سے بظاہر اختلاف کر کے عامۃ المسلمین کو دھوکہ دیا جا سکے۔ تا کہ وہ پرویزیوں کو قادیانیوں کو دوسری شاخ سمجھ کر ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اور پھر اطمینان سے قادیانیت کا تاج اپنے سر پر سجا کر قادیانیت کے مشن کے تسلسل کو اپنے آقاؤں کی رہنمائی میں جاری رکھا جا سکے۔ علمائے کرام نے قادیانیت کا تعاقب اس وقت سے شروع کر دیا تھا جب پرویز کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ سال ہا سال اس موضوع پر پرویز کی پراسرار خاموشی کس حقیقت پر دلالت کرتی ہے؟ اگر پرویز کا قادیانیت سے واقعی کوئی اختلاف تھا یا اس کا عقیدہ تھا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو کافر قرار دے کر بالکل صحیح اور جائز کارنامہ سرانجام دیا ہے تو

اسے علمائے حق کی جدوجہد کی تائید کرنا چاہیے تھی۔ اوران کے اس کردار کی تعریف کرنا چاہیے تھی۔ کیا پرویز اوراس کے بعد طلوع اسلام نے آج تک ایسا کیا؟ پرویز کی نام نہاد کتاب ''ختم نبوت'' اور ''تحریک احمدیت'' جس کا اس قدر ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے دفاع میں پیش کیا جاتا ہے، کیا اس میں کہیں بھی پرویز نے قادیانیوں کو کافر ومرتد لکھا ہے؟ ان سوالات کے نفی جوابات سے پرویزیت کی قادیانی حیثیت واضح ہوجاتی ہے اور طلوع اسلام کے اس سلسلہ میں مغالطے خود ان کا منہ چڑھاتے نظر آتے ہیں۔ اور غلام احمد قادیانی کی پیروی میں علماء کی تعلیمات قرآن وسنت کو جامد کہنے والے استعماری ایجنٹوں کے مکروہ چہرے بے نقاب ہوجاتے ہیں۔

قادیانیت اور پرویزیت میں ایک اور نہایت ہی اہم قدر مشترک ہے جو قابل غور ہے۔ آنجہانی غلام احمد پرویز نے اپنی مذکورہ کتاب ''ختم نبوت اور تحریک احمدیت'' میں قادیانیت کی تحریک کو سیاسی قرار دیا ہے۔ جس کا مقصد برصغیر میں انگریز کے سیاسی تسلط کو دوام بخشنا تھا۔ ہم ولی راولی شناسد کی اس پرویزی نکتہ شناسی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ تحریک پرویزیت کے مقاصد بھی سیاسی ہی ہیں اور ان کی تکمیل کے لئے سیاسی طریق کار ہی اپنایا گیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بزم طلوع اسلام، بظاہر فکر قرآن اور اسلام کی تشریح جدید کی علمبرداری کا دم بھرتی ہے۔ اور اس مشن کو اپنا دینی مقصد قرار دیتی ہے۔ لیکن عملی میدان میں اپنے تعارف کے لئے سیاسی طریق کار کو اپناتے ہوئے تحریک پاکستان، قائد اعظمؒ اور اقبالؒ سے خواہ مخواہ کا زبردستی رشتہ جوڑتی ہے اور سیاسی نوعیت کے اجتماعات منعقد کرتی ہے۔ جو پاکستان ڈے، قائد اعظمؒ ڈے، اقبالؒ ڈے اور دیگر قومی وسیاسی تہواروں کو منانے سے متعلق ہوتے ہیں اور ان میں ایسے شرکاء کو مدعو کرتی ہے جو ملک کے انتظامی، سیاسی، تعلیمی، دفاعی اور ابلاغی شعبوں سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں یا ان شعبوں میں اپنا گہرا اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے ''طلوع اسلام'' مجلّہ کے ذریعے دینی مضامین کی آڑ میں قومی سیاست کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ جس کا مقصد قومی سطح پر اپنا سیاسی تشخص قائم کرنا ہے۔ چنانچہ ایک محاذ پر وہ دین اسلام کو مسخ کرنے کے طے شدہ ایجنڈا پر سرگرم عمل ہے تاکہ

مسلمانان پاکستان کی سیاسی قوت جو ان کی استقامت فی الدین کی مرہون منت ہے، کو تحلیل کر کے انہیں مغلوب کرے اور دوسرے محاذ پر وہ سیاسی استقامت کے حصول کے لئے اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہے تا کہ اسلام دشمن استعماری قوتوں کا پاکستان پر سیاسی تسلط حاصل کرنے کا جو مشن طلوع اسلام کے سپرد ہے اس کی تکمیل ہو۔ جس کے نتیجے میں پاکستان میں اسلامی انقلاب کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا راستہ روکا جا سکے۔ یہ مشن پہلے غلام احمد قادیانی کے سپرد کیا گیا اور بعد میں اسے جاری رکھنے کے لئے غلام احمد پرویز کے ذریعے بزم طلوع اسلام کو دے دیا گیا۔ اس طرح سے قادیانیت اور پرویزیت استعماری قوتوں کے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے مشترکہ مشن پر کام کر رہے ہیں۔

اپنے آپ کو ختم نبوت کے علمبردار کہہ کر دھوکہ دینے والے دجال غلام احمد پرویز اور بزم طلوع اسلام کے ماکرین کا عقیدہ ختم نبوت ذرا ملاحظہ ہو۔ ''ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ تصورات کے ذریعے رونما ہوا کرے گا اور انسانی معاشرہ کی باگ دوڑ اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھوں میں ہوا کریگی''۔

(سلیم کے نام خط۔ خط ۱۵ اص ۲۵۰)۔

ختم نبوت کے معانی ''اب انسانوں کو اپنے معاملات کے فیصلے خود کرنے ہونگے''۔

(سلیم کے نام خط ۲۱ ص ۱۲۰ ج ۲)۔

اس فلسفیانہ عقیدہ کے جاننے کے بعد قارئین کرام پر حقیقت پرویزیت واضح ہوگئی ہوگی۔

ہم آخر میں غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کی مماثلت کا اجمالی نقشہ پیش کر کے، اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

۱۔ دونوں کے نام ایک۔

۲۔ دونوں ایک ہی علاقہ میں پیدا ہوئے۔

۳۔ دونوں سرکار انگریز کے ملازم وغلام رہے

۴۔ دونوں نے اپنی تحاریک یکے بعد دیگرے انگریز دور میں شروع کیں۔

۵۔ دونوں نے سواد اعظم سے ہٹ کر دین اسلام کو مسخ کرتے ہوئے اس کا ایک نیا اور منفرد نقشہ پیش کیا۔

۶۔ دونوں نے دین کے مسلمہ حقائق کا یکسر انکار کیا۔

۷۔ دونوں نے قرآن کی معنوی تحریف کی اور اپنی اپنی تحاریک کے موافق قرآن کو نئے معنی پہنائے۔

۸۔ دونوں نے احادیث نبوی ﷺ کا استہزاء کیا۔

۹۔ دونوں نے اپنے سوا پوری امت کو اسلام سے گمراہ قرار دیا۔

۱۰۔ دونوں نے حضرت عیسیٰؑ کو یوسف نجار کو بیٹا قرار دیا۔

۱۱۔ دونوں نے اپنی تنقید کا ہدف ذات اور رسالتمآب ﷺ کو بنایا۔

ایک نے ختم نبوت ﷺ کے انکار سے اور دوسرے نے فرمان نبوت ﷺ کی حجیت کے انکار سے۔

۱۲۔ دونوں نے امت کو نفاق کا شکار کرنے کے مشن کو اپنایا۔

۱۳۔ دونوں نے اپنی دینی وقومی حمیت کا سودا کر کے استعمار کے سیاسی مفادات کے لئے کام کیا۔

۱۴۔ دونوں نے خارجی امداد سے اپنی اپنی تحاریک کو چلایا۔

غلام احمد پرویز

اور ملک معراج خالد (سابقہ وزیر اعظم پاکستان)

کی بزم طلوع اسلام سے وفاداریاں

اور

تحریک ردِ پرویزیت کے خلاف

ان کا کردار

ایک داستان۔ایک تاریخ

از

ڈاکٹر احمد علی سراج

(i)

پرویز کے خلاف حکومت کویت کا تکفیری فتویٰ

اور ملک معراج خالد کا دفاع

حکومت کویت نے جب راقم کے استفتاء پر بانی طلوع اسلام غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کو پرویزی عقائد ونظریات کے حوالے سے کافر و مرتد قرار دیا تو بزم ہائے طلوع اسلام کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا اور انہوں نے اس فتویٰ کی واپسی کے لئے اپنے ہر طرح کے وسائل و ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے حکومت کویت پر اثر انداز ہونے کی بھرپور کوشش کی۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنے ہمدرد و ہم خیال سابق نگران وزیراعظم اور ریکٹر انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے حکومت کویت اور دیگر مقتدر کویتی شخصیات کو رسمی خطوط لکھوا کر بھجوائے جن میں ملک معراج خالد نے یہ موقف اختیار کیا کہ پرویز اسلام کا حقیقی ترجمان ہے اور اس نے قرآنی طرزِ فکر علامہ اقبال سے حاصل کیا تھا اور یہ کہ محض اس فکر کو پسند نہ کرنے والوں نے کویت میں کچھ ایسے حالات پیدا کر کے پرویز کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کرلیا ہے جس سے انہیں پریشانی ہوئی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ''طلوعِ اسلام'' کا مشن ملیامیٹ ہو کر رہ جائے گا۔ لہٰذا اس پریشانی کے مداوا کے لئے اس فتویٰ کو واپس لیا جائے۔ یہ خط انگریزی میں تھا جسے روزنامہ اوصاف اسلام آباد نے 17 ستمبر 1999ء کو سپیشل ایڈیشن میں شائع کیا۔ (یہ خط آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)۔

ملک معراج خالد کا یہ اقدام ہمارے لئے انتہائی حیرت انگیز اور باعث تشویش تھا۔ کیونکہ ان کی فتویٰ کی واپسی کے بارے سفارش کے انداز سے اس مقدمہ میں ان کے فریق ہونے کا تاثر نمایاں ہوا۔ انہوں نے اپنے خط میں پرویزی عقائد ونظریات اور طلوع اسلام کے مشن کی نہ صرف تائید کی بلکہ اس کا بھرپور دفاع کیا اور پاکستان کی انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر ہونے کی سرکاری پوزیشن سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے سرکاری پیڈ کے ذریعے خالصتاً اپنی ذات

سے وابستہ ایک پرائیویٹ مسئلے کے بارے حکومت کویت اور دیگر بااثر سرکاری اور غیر سرکاری کویتی شخصیات کو براہِ راست مخاطب کیا۔ جو سراسر غیر مہذب اور سفارتی آداب (پروٹوکول) کے خلاف غیر ذمہ دارانہ فعل تھا جسے کویت میں ناپسند کیا گیا اور کوئی اخلاقی یا سفارتی استحقاق نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا۔

پرویز کے خلاف ہماری جدوجہد کسی ذاتی دشمنی، ذاتی مفاد یا فرقہ پرستی کی وجہ سے نہیں شروع ہوئی تھی بلکہ اس کا ایک شرعی جواز تھا اور دینی علمی حلقوں میں پرویزی شطحیات کے بارے پہلے سے پائی جانے والی تشویش اور اندیشے اور دین کے صدیوں سے مروجہ کلیات واصولیات کے خلاف بزم طلوع اسلام کی جارحانہ محاذ آرائی اس کے منطقی اسباب تھے۔

پرویز کی اسی سوادِ اعظم کی مخالفت کی وجہ سے نہ صرف کویت بلکہ سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک کے دینی اداروں اور شخصیات نے اس کے کفر وارتداد پر اجماع کیا۔ جس پر ملک معراج خالد اور بزم طلوع اسلام کو اعتراض کا کوئی حق نہ تھا اور ملک معراج خالد نے بزمِ طلوع اسلام میں اپنے دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اجماع امت کے فیصلوں کی مخالفت کر کے ازخود اپنے آپ کو پرویزیوں کی صف میں کھڑا کر لیا گویا انہوں نے اللہ اور رسول کی خوشنودی کو منکرین حدیث کی خوشیوں پر قربان کر دیا۔ لہٰذا ملک معراج خالد کے اس طرزِ عمل کی مخالفت ایک فطری اور منطقی ردِ عمل تھی۔ جس کے نتیجے میں ملک بھر میں ان کی بھرپور مذمت کی گئی۔ 7 ستمبر 1999ء کو چناب نگر میں بارہویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس اور 26 ستمبر 1999ء کو ملتان میں سپاہ صحابہؓ کانفرنس کے موقع پر لاکھوں کے مجمع میں ان پر تنقید کی گئی اور انہیں اپنے عہدے کے ناجائز استعمال اور ایک اسلامی یونیورسٹی کے غیر اسلامی پرویزی افکار ونظریات کے حامی ہونے کی وجہ سے ریکٹر کے عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔

کچھ عرصہ تک اخبارات میں ملک معراج خالد کے خلاف ملک گیر مہم کا سلسلہ جاری رہا لیکن انہوں نے پرویزیت سے تائب ہونے کا کوئی عندیہ نہیں دیا۔ راقم نے یہ خیال کرتے ہوئے

کہ شاید وہ پرویزی لٹریچر اور اس کے اصل اہداف و مقاصد اور پرویزی افکار و نظریات کے نتیجے میں مسلمات دین پر پڑنے والے تحریفی اثرات سے آگاہ نہیں ہیں اپنے دورہ پاکستان کے دوران ان سے ملاقات کر کے حقائق سے آگاہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ان سے ملاقات کے پس پردہ محض دینی جذبہ کارفرما تھا اور کوئی دنیاوی غرض و غایت ہرگز شامل نہیں تھی۔

چنانچہ میں نے فون پر ان سے رابطہ کیا۔ ظاہر ہے وہ غائبانہ طور پر مجھ سے اچھی طرح آشنا تھے اس لئے فی الفور ملاقات طے ہوگئی۔ 28 مارچ 2000ء کو میری ان سے پہلی ملاقات ان کے دفتر میں ہوئی اور وہ خندہ پیشانی سے ملے۔ پرویزیت کے موضوع پر ان سے تفصیلاً بات چیت ہوئی۔ غلام احمد پرویز کے انکارِ حدیث کے مضمرات سے ان کو آگاہ کیا۔ پرویزی نظریات و عقائد پر حکومت کویت، مفتی اعظم سعودی عرب، امام حرمین شریفین اور دیگر اسلامی ملکوں کے فتاویٰ جات ان کو دکھائے گئے۔ ہر اشکال پر ان کی قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں تشفی کی۔ حدیث رسول ﷺ کی اہمیت و حجیت اور پرویز کے خود ساختہ موقف کے باطل ہونے کو عقلی و نظری طور پر ثابت کیا اور وہ مکمل طور پر مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے میرے مؤقف کو جو جمہور امت کے مسلک پر مبنی تھا بے چون و چرا قبول کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی زندگی کے دنیاوی معاملات بظاہر شفاف رہے ہیں اور اب آپ زندگی کی آخری منزل پر ہیں۔ آپ کے ایمانی معاملات بھی شفاف ہو جائیں تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ انہوں نے پرویزیت کے بارے اپنے عقیدے کی اصلاح کا یقین دلایا۔ میں نے اُن سے کہا کہ اجماع امت کے خلاف جس طرح آپ نے تحریری طور پر کویت گورنمنٹ کے فتویٰ کی مخالفت میں خط لکھا تھا اسی طرح آپ غلام احمد پرویز کے خلاف عالم اسلام کے تمام فتاویٰ جات کی تائید تحریری طور پر دیں تاکہ عوام الناس کی رائے آپ کے بارے میں تبدیل ہو اور آپ کے پرویزی ہونے کا تاثر ختم ہو۔ انہوں نے میری اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ آپ عبارت تحریر کر دیں میں اس پر دستخط کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھ کر ان کو پیش کی۔

(ii)

28مارچ1999ء

مولانا احمد علی سراج کی ملک معراج خالد سے ملاقات اور رجوع کا وعدہ

﴿ اقرار نامہ ﴾

میں زیر دستخطی مسمی ملک معراج خالد ریکٹر انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سابق نگران وزیراعظم اور سابق سپیکر قومی اسمبلی پاکستان تہہ دل سے اقرار کرتا ہوں کہ مجھے غلام احمد پرویز کے قرآن، حدیث، انبیاء اور دیگر دینی امور کے بارے باطل وملحدانہ افکار ونظریات کے خلاف مفتی اعظم سعودی عرب، امام حرمین شریفین اور حکومت کویت کے سرکاری فیصلوں اور دیگر مختلف مکاتیب فکر کے دینی اداروں اور دینی سکالرز کے فتاوی جات سے جو مجھے علامہ ڈاکٹر احمد علی سراج نے دکھائے ہیں۔ مکمل اتفاق ہے اور میں ان کو مبنی برحقیقت قرار دیتا ہوں۔ میں اس فتنہ عظیم سے آگاہ ہوتے ہوئے نئی نسل کو ارتداد سے بچانے پر علامہ صاحب کی کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ہر فتنہ سے بچائے اور دین اسلام پر استقامت عطا فرما کر رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے باطل قوتوں کی خلافِ اسلام ریشہ دوانیوں سے اسلام کی حفاظت اور اس کی ترقی وکامرانی کے لئے کام کرنے کی سعادت بخشے۔ آمین۔

ملک معراج خالد

ریکٹر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی

اسلام آباد

(iii)

ملک معراج خالد کی وعدہ خلافی

ملک معراج خالد کو اقرار نامہ کی مندرجہ بالا تحریر پیش کی گئی جسے پڑھ کر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس کو اپنے لیٹر پیڈ پر ٹائپ کروا کر اپنے دستخطوں اور مہر کے ساتھ تصدیق کر کے جلد مجھے پوسٹ کر دیں گے۔ انہوں نے اشارتاً کہا کہ اگر ضروری ہوا تو شاید وہ عبارت میں معمولی ترمیم کر دیں جس کی میں نے انہیں اجازت دے دی۔

میں دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہا کہ میری تھوڑی سی کوشش سے کسی کے عقیدے کی اصلاح ہو گئی۔ میری یہ محنت خالص اللہ کے لئے تھی۔

میں نے کویت واپس آ کر اپنے معمول کے خطبہ جمعہ میں ملک معراج خالد سے ملاقات اور ان کے پرویزیت سے رجوع کی تفصیل بیان کی جس پر حاضرین خوش ہوئے۔ میرے بیان میں تشہیر نہیں بلکہ ترغیب تھی کہ حق کی طرف پلٹ آنے اور حق کو قبول کر لینے میں شکست نہیں ہوتی بلکہ یہ اعلیٰ درجہ کی صفت ہے جس سے اخلاق وظرف کے معیار کا پتہ چلتا ہے اور ملک صاحب نے واقعی اپنے طرزِ عمل سے اس کا مظاہرہ کیا۔ میرا مقصود عوام میں ان کی پرویزیت کے بارے مجروح پوزیشن کو صاف کرنا بھی تھا۔ ہماری تحریک کی مجلس عاملہ میں بھی ملک صاحب کے رجوع کو سراہا گیا اور ان کے حق میں دعائے خیر کی گئی۔

میں نے ملک صاحب کا شکریہ ادا کرنے' اپنے اراکین اور عوام کی طرف سے انہیں مبارکباد دینے اور ان کی طرف سے وعدہ کئے گئے تحریری اقرار نامے کے بارے یاددہانی کے لئے اپنے عزیز ساتھی اور تحریک کے ناظم نشر واشاعت محترم عبدالخالق بھٹی صاحب کو ملک صاحب کے نام خط لکھنے کی ہدایت کی جس کی پیروی میں مندرجہ ذیل خط انہیں ارسال کیا گیا۔

IKNM- International Khatme Nubuwwat Movement - Kuwait
Press & Publication Section

Tel : 4747426
Fax : 4747426
E-mail : akbhatti@qualitynet.net

P.O.Box: 1093
Khaitan 83001, Kuwait

Ref:...............

10th April, 2000
Date:.....................

محترم ومکرم جناب ملک معراج خالد۔ ریکٹر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی۔ اسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے آپ بفضل تعالیٰ بخیریت ہونگے

ہمارے امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج مورخہ ، اپریل ۲۰۰۰ء کو اسلام آباد سے بخیریت واپس کویت پہنچ گئے۔ انہوں نے موومنٹ کی مجلس عاملہ اور اپنے خطبہ جمعہ میں آپ سے ملاقاتوں کا بطور خاص ذکر کیا اور ان ملاقاتوں کے پس منظر۔ موضوع بحث پر گفتگو اور تبادلہ خیالات کے نتیجے میں باہمی تفاہم کے پیش منظر سے بھی آگاہ کیا۔ یہ لمحات سب کیلئے روحانی مسرت سے لبریز۔ آپ کیلئے انتہائی عزت واحترام سے بھرپور اور آپکی دنیاو آخرت میں سرخروئی واستقامت کی اجتماعی دعاؤں کا یادگار نمونہ تھے۔

مولانا احمد علی سراج نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ محترم ملک معراج خالد کا ماضی انتہائی شفاف اور بے داغ ہے وہ شریف النفس، حلیم الطبع، صاحب علم ومطالعہ اور عملی شخصیت کے حامل ہیں اور ان کے یہ اوصاف پہلے سے معروف ہیں اور میں ملک صاحب کی شخصیت کے ان روشن پہلوؤں کا جب انکے غلام احمد پرویز کے افکار و نظریات کے ساتھ اتفاق وہم خیالی کا موازانہ کرتا تھا تو میرا دل بوجھل ہو جاتا تھا اور یہ تصور غالب آجاتا تھا کہ ملک صاحب حقیقت حال سے آگاہ نہیں ہیں اور غالباً تصویر کا ایک ہی رخ ان کے سامنے ہے جسکی وجہ سے وہ پرویز سے متاثر ہیں اور دل میں یہ داعیہ پیدا ہوتا تھا کہ ان سے ملاقات کرکے انہیں حقیقت حال سے آگاہ کردوں تاکہ عقیدہ کی صفائی سے ملک صاحب کی دنیا کی طرح آخرت بھی شفاف ہو جائے یہی جذبہ ملک صاحب سے ملاقات کا محرک تھا۔

مولانا احمد علی سراج نے آپکی وسعت قلبی اور قبول حقیقت کے عظیم جذبے کی تعریف کرتے ہوئے آپکو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ آپ نے باری تعالیٰ عزوجل کے فضل خاص اور اسی ذات پاک کی عطا کردہ فراست سے فہم حقائق کے بعد انہیں تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا اور نہ ہی انائے شخصی کو آڑے آنے دیا ایسا سلیم الطبع مزاج یقیناً انعام آلہی ہے جو آپ کیلئے باعث صد شکر وسجود ہے۔

مولانا نے یہ واضح کیا کہ ملک صاحب سے ملاقات کے نتیجے میں تفاہم کا حصول کسی کی کسی پر سبقت یا فتح نہیں بلکہ یہ حقانیت اسلام کی وہ عالمگیر اور عظیم حقیقت ہے جو تاریکیوں کو اجالوں سے بدل دیتی ہے اور ابن خطاب کو فاروق اعظم بنا دیتی ہے۔

مولانا نے حقیقت پرویزیت پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان انکی غیر مشروط اطاعت واتباع کے ساتھ مشروط ہے جسکے نتیجے میں قرآن واسلام پر ایمان لازم آتا ہے۔ قرآن منشاء خداوندی کا آئین کامل ہے اس پر عمل وہی معتبر ہوگا جو صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے مترشح اور نقل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

IKNM- International Khatme Nubuwwat Movement - Kuwait
Press & Publication Section

Tel : 4747426
Fax : 4747426
E-mail : akhbarii@qualitynet.net

P.O.Box: 1093
Khaitan 83001, Kuwait.

10th April, 2000
Ref:............... Date:.......................

(2)

قول وفعل (حدیث وسنت) جو ہم تک بطریقہ تواتر و تسلسل پہنچا ہے وہ کوئی عام طرح کا تاریخی عمل نہیں جسے بقول غلام احمد پرویز شک کی بنیاد پر ترک یا رد کر دیا جائے بلکہ وہ قرآن کے متن و بیان (تفسیر) کی حفاظت کے وعدہ الٰہی کا تسلسل ہے اور بروئے قرآن سبیل المومنین کا متعین راستہ ہے جو امت کیلئے واجب اتباع رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا یہ بقول پرویز صرف دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود نہیں بلکہ اسکی مشروعیت قرآن کی ابدیت اور ہمہ گیریت کی وجہ سے تاقیامت نافذ العمل ہے۔ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا عبوری دور قرار دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ابدیت اور الیوم اکملت لکم دینکم کا واضح انکار ہے جو موجب کفر و ارتداد ہے۔ رسول کی حیثیت محض اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس پیغام کی حقیقت اور اس کا منشاء نبوت و رسالت کے تعلق خاص سے اللہ تعالیٰ سے سمجھ کر اسکو عملی شکل میں لوگوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کرنا ہے اس آفاقی و ابدی پیغام کا تحمل و فہم صرف اور صرف حامل منصب نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور خاص ودیعت کیا گیا تھا اور اسکے ابلاغ کا ذمہ بھی آپ ہی کو سونپا گیا تھا اسے کسی کی شخصی صوابدید پر نہیں چھوڑا گیا کہ جو کوئی چاہے اپنی مرضی کا مطلب نکال لے۔ قرآن پاک کی حقانیت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی حجیت پر ایمان و تصدیق کی آئینہ دار ہے جسے صرف دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود کرنا اس حجیت ابدی پر ایمان و تصدیق کا انکار ہے جو تعلیمات قرآنی کی کھلی خلاف ورزی ہے جسکا غلام احمد پرویز مرتکب ہوا ہے اور جس پر اب بزم طلوع اسلام اصرار کرتی ہے۔

مولانا احمد علی سراج صاحب نے مزید کہا کہ علامہ اقبالؒ اور غلام احمد پرویز کے افکار و نظریات میں بعد المشرقین ہے جو پرویز کی کئی تحریروں میں واضح طور پر ملتا ہے پرویز کو اسکی بزم طلوع اسلام خصوصی پروپیگنڈا کے ذریعے مفکر قرآن قرار دیتی ہے اور خود پرویز قرآن پاک کی تفسیر و تشریح میں سبیل المومنین کے مقابلے میں محض اپنی خود ساختہ " بصیرت " کو حجت کا درجہ دیتے ہوئے اسے قابل تقلید قرار دیتا ہے جبکہ علامہ اقبال کا فکر یہ نہیں ہے۔ اقبال نے قرآن پاک کی نہ کوئی شرح کہی یا لکھی اور نہ ہی اپنے آپکو مفکر قرآن کا درجہ دیکر قابل تقلید ٹھہرایا بلکہ انہوں نے صرف قرآن پاک کی حقانیت، نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حجیت کی بنیاد پر تاریخی تناظر میں ایک مصلح کی حیثیت سے مسلمانوں کو انکی عظمت رفتہ کے بارے یاد دہانی کراتے ہوئے جھنجھوڑا کہ وہ اپنا بھولا ہوا سبق یاد کر کے پھر عالمی قیادت کے منصب کو سنبھال کر اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور اس کیلئے انہوں نے وفائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی اطاعت و اتباع رسول) کو نصرت خداوندی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا جو کہ قرآنی پیغام کا خلاصہ تھا اور یہی جمہور امت کا عقیدہ تھا اسکے مقابلے میں پرویز نے وفائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اقبال اور جمہور امت کے مسلمہ قرآنی عقیدے کے خلاف اپنی نام نہاد " بصیرت " کی رو سے بلا سند و جواز اپنے اپنے زمانے کے مرکز ملت کی اطاعت و اتباع سے تعبیر کیا اور قرار دیا کہ یہ مرکز ملت اپنی سہولت اور ضرورت کے مطابق قرآنی احکامات و عبادات تک کو بدلنے کا مجاز ہو گا یہی پرویز کا کفر و دجل تھا جس پر اجماع امت نے اسے کافر و

IKNM- International Khatme Nubuwwat Movement - Kuwait
Press & Publication Section

Tel : 4747426
Fax : 4747426
E-mail : akbhatti@qualitynet.net

P.O.Box 1993
Khaitan 83001 Kuwait

Ref.........

10th April, 2000
Date.........

(3)

مرید کہا۔ پرویز نے اقبال کی نہیں اپنے ضمیر باطن کی ترجمانی کی ہے دونوں کے خیالات میں کوئی مماثلت اور ہم آہنگی نہیں ہے۔ اقبال اسلاف کے علمی اور عملی کارناموں کو امت کا عظیم سرمایہ قرار دیتا ہے اور پرویز انہیں عجمی سازش کہہ کر رد کرتا ہے۔ کہاں اقبالؒ اور کہاں پرویز۔ پرویز کو وارث اقبال قرار دینا صرف بزم طلوع اسلام کا پروپیگنڈا ہے جو محض مفاد پرستی پر مبنی ہے اور اسی موقف کو یہ بزم بعض حکومتوں پر اثر انداز ہو کر کیش کراتی رہی ہے۔ اقبال پرستی کی پرویزی حقیقت بس اتنی ہی ہے بزم طلوع اسلام کے اس دھوکہ سے خبردار رہنا انتہائی ضروری ہے۔

مولانا احمد علی سراج نے آخر میں پھر دہرایا کہ ملک صاحب نے یقیناً حقیقت پسندی اور بڑے پن کا مظاہرہ کیا ہے جو انکے سلیم الطبع اور عالی ظرف ہونے کا ثبوت ہے جس سے ہم سب کے دلوں میں انکی قدر و عزت بڑھ گئی ہے۔

مولانا احمد علی سراج نے ان دونوں موقعوں پر آپ کیلئے دنیا و آخرت میں سرفرازی، بلندی درجات اور استقامت کی اجتماعی دعا کی اور آپ کیلئے نیک تمناوں کا اظہار کیا اور امید کی کہ آپ انشاء اللہ اپنے یقین و عقیدہ کی روشنی میں اپنے حلقہ اثر میں پرویزیت کے مہلک اثرات کے ازالہ کی کوشش کریں گے تاکہ لاعلمی اور نافہمی کا شکار لوگ حقیقت حال جان کر اپنی اصلاح کر سکیں اور اقبال کے وفائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان و یقین کو اپنے عقیدہ کی بنیاد بناتے ہوئے پیغام رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کو رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔

مولانا کی ہدایت کے مطابق انکے دو عدد مضامین

۱۔ مفتی اعظم سعودی عرب، غلام احمد پرویز اور بزم طلوع اسلام

۲۔ فتنہ انکار حدیث

اور مفتی اعظم سعودی عرب کے غلام احمد پرویز اور بزم طلوع اسلام کے خلاف سرکاری فتویٰ کی کاپی اور اسکا اردو ترجمہ ارسال خدمت ہیں تاکہ بطور Reference آپ کے ریکارڈ میں رہیں۔

آخر میں عرض گزار ہوں کہ مولانا نے آپکو سلام و دعاؤں کے ساتھ آپکی طرف سے پرویزیت کے بارے اجماع امت کی توثیق تحریر کے بارے یاد دہانی کرائی ہے جسکا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔ مولانا اس تحریر کے منتظر ہیں۔ امید ہے آپ اپنی پہلی فرصت میں وہ موعدہ تحریر انکو ارسال فرمائیں گے۔

فقط والسلام

احقر

عبدالخالق بھٹی

ناظم نشر و اشاعت

افسوس ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود ملک صاحب نے ایفائے وعدہ نہیں کیا۔ ہم نے اپنے حسن ظن کو ان کے بارے میں قائم رکھا تا آنکہ محترم عبدالخالق بھٹی صاحب نے میری ہدایت پر ماہِ اکتوبر 2000ء میں ان سے لاہور میں ان کی رہائش گاہ پر بالمشافہ ملاقات کی اور انہیں تحریر موعود کے بارے یاددہانی کرائی۔ ملک صاحب نے محض کندھے ہلا کر بات آئی گئی کر دی اور اس موضوع کے بارے اخلاقاً ایک لفظ بھی نہ کہا اور یوں انہوں نے وعدہ شکنی کا خاموش اعلان کر دیا۔

ہم ان کے طرزِ عمل کے اس تضاد کے بارے صرف اتنا کہنا چاہیں گے کہ انہوں نے دنیاوی مصلحتوں کو آخرت کی جواب دہی پر ترجیح دی۔ وعدہ شکنی اور حق کے اظہار سے پہلوتہی پر وہ زندگی بھر اپنے ضمیر کی خلش محسوس کرتے رہیں گے۔ لیکن ہم اپنے ظرف کے مطابق اس اقرارنامے کو کھلا رکھیں گے کہ شاید ضمیر کی چبھن کبھی ان کے نفس کی گمراہی پر غالب آ جائے اور وہ رجوع کر لیں اور یہ یاددہانی کرائیں گے کہ ان کا معاملہ تحریری اقرارنامے کے بغیر کبھی صاف نہیں ہوگا اور یہ کہ وہ اب عمر کی آخری سیڑھی پر سوار ہیں وہ اپنا محاسبہ اس طرح کریں کہ ان پر آگے کا فکر غالب ہے یا پیچھے کا؟

ملک صاحب اپنے ضمیر سے ہمیشہ یہ سوالات پوچھتے رہیں۔

1. کیا میں نے آپ کے ساتھ تین ملاقاتوں میں دین کے علاوہ کسی دنیاوی موضوع پر بات کی؟
2. کیا میں نے آپ سے کسی قسم کا ذاتی مفاد کا سوال کیا یا اشارہ دیا؟
3. کیا میری گفتگو میں آپ کے لئے خیر کے علاوہ اور کوئی مقصود تھا؟
4. کیا میری ملاقات میں خالص رضائے الٰہی کے حصول کے علاوہ کسی اور غرض کا شائبہ تھا؟

ملک صاحب ہم نے اتمام حجت کر دیا اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ہر نفس اپنا

بوجھ خود اٹھائے گا۔ صراطِ مستقیم وہی ہے جسے سبیل المومنین کہتے ہیں۔ کسی ایک فرد کے مقابلے میں سبیل المومنین کو قطع کرنا جہنم کا راستہ ہے۔

سورۃ النساء (آیت 115) کی اس آیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

ترجمہ: ''اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے جبکہ اس پر ہدایت یعنی سیدھی راہ واضح ہو چکی ہو اور وہ مومنین کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو اسی کے اختیار کردہ (راستے) کے حوالے کر دیں گے اور ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُری جگہ پہنچے گا''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس و شیطان کی گمراہی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(iv)

ملک معراج خالد کا حکومت کویت کے نام خط

غلام احمد پرویز کے خلاف فتویٰ واپس لینے کی استدعا

سیاسی ایڈیشن روز نامہ اوصاف اسلام آباد 17 ستمبر 1999ء

جناب عالی! السلام علیکم

یہ میرے لئے باعث عزت ہے کہ آپ کو ایک مسئلہ کی نشاندہی کرانا چاہتا ہوں جو کہ ہمیں کویت میں درپیش ہے۔ پاکستان میں ہمارا ایک انتہائی اچھی شہرت کا حامل ادارہ طلوع اسلام ہے جس کی تاسیس علامہ غلام احمد پرویز نے 1936ء میں کی۔ یہ وہ وقت تھا جب علامہ اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کو آزاد پاکستان کے حصول کی خاطر جہاد کے لئے اُبھارا۔ ان کی تعلیمات نے لوگوں کی فکر اور کارکنان کی سوچ کو ملک بھر میں صحیح راستہ دکھایا۔ علامہ غلام احمد پرویز نے ان کی رہنمائی میں تحریک کا آغاز کیا۔ جس کے اثرات نے ملک بھر کے مسلمانوں کو منزل مقصود تک پہنچایا۔ درحقیقت وہ اس اسلام کے حقیقی ترجمان تھے جس کی روشنی علامہ محمد اقبال نے دکھائی۔ جہاں تک علامہ غلام احمد پرویز کا تعلق ہے تو انہوں نے قرآن حکیم کا سچا ترین فلسفہ لوگوں کو سکھایا جس کی بنیاد پر وہ اسلام کے حقیقی اور دائمی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے متحرک ہوئے اور ہر قسم کی بدعت سے نجات پائی حتیٰ کہ ان کی 1985ء میں رحلت کے بعد ان کے ادارے "طلوع اسلام" نے اس مشن کو پورے زور وشور سے جاری رکھا۔

حضور والا! اچھی طرح آگاہ ہیں کہ موجودہ دور میں پاکستان کے لوگ فرقہ وارانہ اختلافات اور یلغار کا شکار ہیں۔ مختلف مسالک کے لوگ نہ صرف ایک دوسرے کو

برداشت نہیں کرتے بلکہ گردنیں اڑانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان میں سے کچھ واقعات کو تو آنجناب نے پاکستان کے حالیہ دورہ میں بچشم خود دیکھا۔ جب آپ میں بورڈ آف ٹرسٹی کے اجلاس میں آئے تھے۔ انہوں نے اس طرح کے بدترین حالات اس لئے پیدا کیے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو برداشت ہی نہیں کرتے جو ان جیسی سوچ نہیں رکھتے یا پھر وہ ان کی پسند کے مطابق نہیں ہیں۔

اسی طرح کے حالات پاکستان کے لوگوں نے کویت میں بھی پیدا کر دیئے ہیں اور ''طلوع اسلام'' کے کارکنان کے خلاف کفر کے فتوے دے دیئے ہیں۔ طلوع اسلام اپنے حقیقی مشن یعنی دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے عمل پیرا ہے۔ ان قوتوں کے خلاف کہ جنھوں نے دین کو یرغمال بنا رکھا ہے وہ فرقہ واریت کے گڑھے میں نہیں گرے اور صرف علامہ محمد اقبالؒ کے بتائے ہوئے قرآن مجید کے ترجمہ کے مطابق تبلیغ کرتے ہیں۔ یہاں کویت میں ''طلوع اسلام'' کے خلاف فتویٰ جاری کیا گیا ہے جو کہ ''طلوع اسلام'' کے مشن کو ملیا میٹ کر کے رکھ دے گا۔ میں نے اس ضمن میں خالد الزید انڈر سیکرٹری ''وزارت اوقاف اور مذہبی معاملات'' کویت کو بھی خط لکھا ہے کہ وہ ایسا کرنے سے باز رہیں۔ اس خط کی نقل ساتھ منسلک ہے۔ میں نے آپ تک رسائی اس غرض سے کی ہے کہ آپ نیک نیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس فتویٰ کو واپس لیں اور ہماری پریشانی کا مداوا کریں۔ میرے ذہن کے مطابق یہ اسلام اور امت مسلمہ کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ خدا آپ کا حامی وناصر ہو۔

آپ کا مخلص

(معراج خالد)

ریکٹر انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

RECTOR
MERAJ KHALID

راعي الجامعة
معراج خالد

Rector-1(1)/98-IIU- 558 Dated: 15-12-1998

Your Excellency

Assalam-o-Alaikum!

I have the honour to write to you about one important problem that we are facing in Kuwait.

We have a highly reputed institution in Pakistan by the name of Tolu-e-Islam which was established by Allama Ghulam Ahmed Parwez as far back as 1936. It was the time when Allama Muhammad Iqbal had inspired Muslims of the sub-continent to wage jihad in the name of Islam for carving out an independent Pakistan. His teaching had inspired right thinking people and workers throughout the country. Allama Ghulam Ahmed Parwez under his guidance had started the movement, which was destined to influence the Muslim masses throughout the country. In fact he became one of the best interpreters of Islam as envisioned by Allama Muhammad Iqbal. As such, Allama Ghulam Ahmed Parwez taught the truest philosophy of Quran to the people, on the basis of which, they were motivated to practice the absolute and eternal principles of Islam devoid of every kind of Bida. Even after his passing away in 1985, the institution of Tolu-e-Islam continued the mission with the same vigour and zeal.

Your Excellency is fully aware that people of Pakistan at present are suffering from sectarian conflicts and tensions. The followers of different sects do not tolerate each other and spare no effort to malign each other. Some of such like manifestations you personally witnessed during your visit recently in Pakistan when you were kind enough to attend the meeting of the Board of Trustees. What kind of ugly situation they created only because they would not tolerate any other person who would not think like them, or who is not according to their liking. The same sort of people from Pakistan have succeeded to create a situation in Kuwait also, and have been able to get the workers of Tolu-e-Islam dubbed as Kafirs. Tolu-e-Islam is carrying on its original mission of unifying the Muslims of the world in the name of Islam against the forces hostile to our Deen. They do not indulge in sectarianism, and preach only the teaching of Quran as interpreted by Allama Muhammad Iqbal.

P.O. Box. 1243, Telegram: ALJAMIA, Telex: 54068 IIU PK Tele: ~~855108~~ 254701, 253479 Fax: 92 - (51) 254879
صندوق البريد: ۱۲۴۳ برقي: الجامعة - تلكس: IIU PK ۵۴۰۶۸ - هاتف: ۸۵۵۱۹۸، ۲۵۳۴۷۹ فيكس رقم: ۲۵۴۸۷۹ -۰۵۱- ۹۲

RECTOR
MERAJ KHALID

INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD

راعی الجامعة
معراج خالد

A Fatwa against Tolu-e-Islam has been issued here in Kuwait which would mitigate every thing that Tolu-e-Islam stands for. I have written a letter to Mr. Khalid Al-Zeer, Undersecretary, Ministry of Awqaf & Religious Affairs, Kuwait, for undoing the same. A copy of the letter is attached.

I approach you to kindly exercise you goodwill for rectifying the same, and redress our grievances. To my mind it would be a great service to Islam and Ummah. May Allah Almighty bless you and all brothers who would support this cause.

Kindly permit Mr. Ubedur Rahman Arain to see you in this connection. I have also asked him to do the same.

With best wishes.

Yours sincerely,

(Meraj Khalid)

854707
P.O. Box. 1243, Telegram: ALJAMIA, Telex: 54068 IIU PK Tele: ~~855198~~, 253479 Fax: 92 - [51] 254879
صندوق البريد: ١٢٤٣ - برقيا: الجامعة - تلكس: IIU PK ٥٤٠٦٨ - هاتف: ٨٥٥١٩٨، ٢٥٣٤٧٩ فاكس رقم: ٢٥٤٨٧٩ - ٥١ - ٩٢

(۷)

ملک معراج خالد کے خط پر علماء کا ردِ عمل

ملک معراج خالد کے اس خط کی عبارت سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وہ بزم طلوع اسلام کے پرویزیوں سے زیادہ حکومت کویت کے تکفیری فتویٰ پر پریشان ہیں اور اس معاملہ میں اپنے آپ کو ایک متاثرہ فریق کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ ان کے خط میں درج یہ الفاظ

''آپ نیک نیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس فتویٰ کو واپس لیں اور ہماری پریشانی کا مداوا کریں''۔ اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کا آخری جملہ

''میرے ذہن کے مطابق یہ اسلام اور امت مسلمہ کی بہت بڑی خدمت ہو گی''۔

پرویزی اسلام کے بارے میں ان کے عقائد و نظریات کا عکاس ہے۔ ان کے نزدیک اسلام اور امت مسلمہ کی بہت بڑی خدمت یہی ہے کہ اسلام کے دشمن۔ قرآنی مطالب و مقاصد کے منحرف۔ احادیث نبوی ﷺ کے منکر۔ اجماع امت اور سواد اعظم کے مخالف کافر و مرتد پرویز کو مسلمان تسلیم کر لیا جائے۔ ان کا ایسا بلا جواز مطالبہ باطل و الحادی قوتوں اور اسلام دشمن لابیوں کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے تو بہت بڑی خدمت ہو سکتا ہے۔ لیکن عالم اسلام سے وفا کا مظہر ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پرویز نے اسلام کے مسلمہ نظریات اور عقائد و اعمال جن پر سواد اعظم صدیوں سے بسلسلہ تواتر عمل پیرا چلا آ رہا ہے کی نفی کرتے ہوئے محض اپنے ظن باطل سے جسے ملک معراج خالد ''پرویزی تعقل'' اور دیگر پرویزین ''بصیرت'' کا نام دیتے ہیں' بالکل ایک الگ راہ اختیار کی ہے اور اسلام کا ایسا مسخ شدہ نقشہ پیش کیا ہے جس کا ''ان الدین عند اللہ الاسلام'' اور ''الیوم اکملت لکم دینکم'' سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ وہی جسارت ہے جس کا ارتکاب اس سے قبل مشرک و ملحد مغل بادشاہ اکبر اعظم نے ''دین الٰہی'' پیش کر کے کیا۔ جس کا محرک محض اہوائے نفس کی پیروی تھا۔ لیکن پرویزی اسلام کے پیش کرنے کا محرک اہوائے نفس کے علاوہ باطل و ملحد اور اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ پرویز کا عہد وفا (Commitment) تھا جسے

اس نے ضمیر کی خلش محسوس کئے بغیر پایہ تکمیل تک پہنچایا اور جسے اب پرویز کے نورتن بزمِ طلوع اسلام کے ایجنڈے کے طور پر ایک انتہائی منظم پروگرام اور گہری سازش کے تحت غروب اسلام کے لئے آگے بڑھانے میں شب و روز مصروف ہیں۔ ہمیں افسوس ہے ملک معراج خالد نے پرویزی ''تعقل اور بصیرت'' کا شکار ہو کر بزمِ طلوع اسلام کے لئے نورتنی کردار ادا کرنے کا راستہ اختیار کیا اور اپنے عقل وفہم سے یہ ادراک نہ کیا کہ چودہ سو سال میں اسلام کی تشریح وتعبیر کے لئے بس پرویز ہی کو ''تعقل وبصیرت'' عطا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ دراز میں پوری امت کو فہم دین سے محروم رکھا کیا ملک صاحب کو عالم اسلام کے اہل علم وفضل اکابرین کے دین پر عظیم علمی اور تحقیقی سرمائے میں ''تعقل وبصیرت'' کی کوئی رمق نظر نہ آئی؟ جسے پرویز نے نہایت بے شرمی اور احسان فراموشی سے رد کیا اور سوادِ اعظم۔ اجماع امت اور قرآنی الفاظ میں ''سبیل المومنین'' کو قطع کرتے ہوئے بلاسند و جواز صدیوں سے متفقہ دین کی تحریف کر کے جمہور امت سے الگ راہ اختیار کی۔ کیا یہ ایک نئے مکتبہ فکر کے نام سے دین میں نیا فرقہ وجود میں لانے کی شعوری جسارت نہیں تھی؟ جب دین کے ہر شعبے میں پرویز نے پوری امت سے من مانا اختلاف کر لیا تو پھر فرقہ بندی کا مرتکب کون ہوا؟

اس حقیقت کی روشنی میں ملک معراج خالد کے مذکورہ خط میں پرویز کے خلاف حکومت کویت کے تکفیری فتویٰ کو فرقہ واریت کا شاخسانہ قرار دینا دیانت ومتانت کے خلاف ہے اور تمام تر حقائق سے بالمشافہ آگاہ ہونے کے بعد ان کا رجوع الی الحق نہ کرنا "ختم اللہ علی قلوبهم" کی عملی تفسیر ہے۔

ملک صاحب کی پرویزی تحریفات وکفریات کی تائید اور بزمِ طلوع اسلام کے اسلام دشمن این جی او مشن کے دفاع کی حقیقت جب بذریعہ اخبارات منظرِ عام پر آئی تو ان کے خلاف ہر طرف سے مذمت کی آوازیں اٹھیں اور کھلے عام نفرت کا اظہار کیا گیا اور انہیں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر کے عہدہ سے ہٹانے کا بھرپور مطالبہ کیا گیا۔ پریس میں چھپنے والی یہ تفصیل نذر قارئین ہے:-

ڈاکٹر احمد علی سراج

غلام احمد پرویز کا اصلی روپ
اور بزمِ طلوعِ اسلام کی بازی گری
ملک معراج خالد کے نام
بشیر حسین ناظم کا کھلا خط

غلام احمد پرویز، طلوع اسلام اور ملک معراج خالد کا تعلق جب اخبارات کے ذریعے طشت از بام ہوا تو ایک صاحب دل جناب بشیر حسین ناظم نے بطور شاہد چند اندرونی حقائق کا افشاء کیا اور نام نہاد مفکر قرآن پرویز کے اصلی چہرے کو بے نقاب کرتے ہوئے بزم طلوع اسلام کے تار پول کھولے۔ اس سے قبل یہ حقائق منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ جناب بشیر حسین ناظم نے ان حقائق کو ملک معراج خالد کے نام ایک کھلے خط میں قلمبند کیا اور روزنامہ اوصاف اسلام آباد نے اسے اپنی 23, 24 اگست کی اشاعتوں میں چھاپا۔ اب ذرا دل تھام کر ان حقائق کو پڑھیے اور اندازہ فرمائیے کہ

ہیں کواکب کچھ اور نظر آتے ہیں کچھ اور
دیتے ہیں یہ بازی گر دھوکہ کھلا

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 22 اگست 1999ء

ملک معراج خالد کے نام کھلا خط

(بشیر حسین ناظم)

محترم ملک صاحب ہمیں ایک مدت سے معلوم ہے کہ آپ چوہدری غلام احمد پرویز کے ارادت مند اور پکے عقیدت مند ہیں اور پرویز صاحب کی معتزلانہ مکیدات وحیلہ گریاں آپ کے دل میں گھر کر چکی ہیں۔ آپ ان کی وفات کے بعد ان کی برسی کے موقع پر ان کی قبر پر پھول چڑھانے کے لئے آتے جاتے ہیں۔ پچھلے سال جو جشن پرویزیت منعقد ہوا اس میں آپ باقاعدہ ایک مرید خاص کی شان سے شریک ہوئے۔ (طلوع اسلام میں چھپنے والی تصاویر شاہد ہیں) آپ کے ساتھ نام نہاد مفتی دوراں طارق عزیز صاحب بھی تھے۔

چوہدری غلام احمد پرویز صاحب کا شجرہ علم وادب اور سلسلہ اسلامیات اور دینیات بلکہ تلمذ خاص مولانا اسلم جیراج پوری، سرسید احمد خان، مرزا حیرت دہلوی اور بانی فرقہ معتزلہ واصل بن عطاء سے ملتا ہے۔ واصل بن عطاء خواجہ حسن بصری کے تلامذ میں سے تھا اور عفریت عقل وخرد کے پنجے میں جکڑا رہنے میں سکون واطمینان محسوس کرتا تھا۔ واصل بن عطاء کے اعتقادات نے بڑے بڑے دانشوروں کو فلسفیانہ دلائل ومباحث میں الجھایا۔ حکومت وقت کے ارباب بست وکشاد کو اعتقادی طور پر ہلا کر رکھ دیا۔ آئمہ حق کے لئے نہ صرف مشکلات پیدا کیں بلکہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو مسئلہ خلق قرآن تسلیم نہ کرنے کے جرم میں المناک سزائیں دلوائیں۔ انسان کے مختار مطلق اور مجبور محض ہونے کے عنوان پر بحثیں شروع کرائیں۔ قرآن خلق ہے یا غیر مخلوق؟ اگر مخلوق ہے تو اس کا درجہ مخلوق میں کیا ہے؟ خدا عادل ہے تو سزائیں کیسی؟ اگر عادل نہیں تو خدائی صفات میں اس صفت کا اضافہ کیوں؟ اس قسم کے سوالات اس دور کے مسلمانوں میں ابھرے۔ اسی عہد میں مسلمانوں نے فلسفہ یونان کو اسلام کی آنچ دے کر اس کا تزکیہ تو کر دیا لیکن اس نے

اسلام کی سادہ تعلیمات کو قائم نہ رہنے دیا۔ معتزلہ کے کئی گروہ تھے جنہوں نے اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بصرہ' بغداد' مراکش اور ایران میں بڑی بڑی درسگاہیں قائم کر رکھی تھیں۔ لیکن ان مدارس کے درمیان ایسے اختلافات پیدا ہوئے کہ ان میں نت نئے فرقے فروغ پاتے رہے۔

فرقہ معتزلہ کے بانی واصل بن عطاء ایرانی الاصل تھے۔ انہوں نے قرآن کی ابدیت کی دلیل کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس بات پر اڑے رہے کہ چونکہ خدا کی صفت میں ایک صفت حکمت بھی ہے' مگر یہ حکمت خدا نے پیدا نہیں کی بلکہ خدا کے ساتھ مشروط ہے۔ مگر یہ حکمت خدا بھی نہیں کہلا سکتی۔ واصل بن عطاء اور خواجہ حسن بصریؒ کے درمیان عقلیات کے موضوع پر مباحث بھی ہوتے رہتے تھے۔ خواجہ صاحب واصل کو فلسفیانہ موشگافیوں سے گریزاں رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے مگر اس نے آپ کی تلقین کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ خواجہ حسن بصریؒ نے اسے اپنے حلقہ درس سے نکال دیا اور فرمایا کہ واصل بن عطاء اعتزال کا شکار ہو گیا ہے یعنی صحیح معیار سے الگ ہو کر عقل کو دین کے معاملے میں معیار مقرر کرتا ہے جو دین کے منافی ہے۔ اس وقت سے واصل بن عطاء کے ساتھ معتزلہ کا لفظ اس کے عمل کی وجہ سے التصاق کر گیا اور ایک نیا فرقہ وجود میں آیا۔ شروع شروع میں فرقہ معتزلہ جس کا آخری قالب پرویزیت ہے کے بانی واصل بن عطاء نے جن عقائد کی تبلیغ کی وہ کچھ اس طرح کے تھے۔

۱۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں مومن ہے۔

(یہ عقیدہ پرویز صاحب کو طبعاً اور عقلاً قبول تھا)

۲۔ جو شخص زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرے اس کا ایمان بغیر عمل کے مکمل ہے۔

(یہ عقیدہ بھی پرویزیت کی اساس ہے)

انسان اپنے اعمال و افعال کے لئے آخرت میں جواب دہ نہیں کیونکہ انسان اپنے افعال پر مختار مطلق نہیں' جو مختار ہو صرف اس کی جوابدہی ہو سکتی ہے۔

واضح رہے کہ واصل بن عطاء پہلے قدری تھے مگر جب جبریہ کے خلاف زبردست مہم

شروع ہوئی تو ان کی طرف سے دفاع کرتے رہے۔ یہاں ایک نقطہ خاص بتاتا چلوں کہ چوہدری پرویز صاحب نے ہمیشہ احناف شوافع امالکہ اور حنابلہ کو فرقے سمجھ کر خوب ہدف تنقید ٹھہرایا اور بعد میں عبدالوحید خان، جو ایوب خانی دور میں مرکزی وزیر تھے، نے بھی ان مذاہب اربعہ پر خوب تنقید کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا۔ اب دیکھئے معتزلہ جس کا آخری ظہور چوہدری احمد پرویز تھے نے کتنے فرقے پیدا کیے۔ جو بعد میں مستقل فرقوں کی حیثیت اختیار کر گئے۔ ان کے فرقوں کے نام یہ ہیں۔

قدریہ' ہذیعہ' عشیہ' عقاتلیہ' واسمیہ' جبائیہ' کعبیہ' نظامیہ' معمریہ' معتمریہ' ثمامیہ' حاشیہ' سلاجیہ' ثمیہ' حلولیہ' الخاطیہ' کرامیہ' تجاریہ' کلابیہ' خراریہ' جبرولیہ' مزداریہ' حائطیہ' اسکائیہ' سواریہ' جعفریہ' حماریہ وغیرہم

چوہدری غلام احمد پرویز کو فرقہ معتزلیہ کے ان فرقوں کا علم ہوتا تو سر پیٹ کے رہ جاتے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ جو امت محمدیہ ﷺ کے شموس واحتماز ہیں' پر تنقید نہ کرتے۔

چوہدری غلام احمد پرویز میرے بزرگ دوستوں میں سے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ 1960ء میں ان کے حلقہ ارادت میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان' لیفٹیننٹ جنرل مجیب الرحمان' ریٹائرڈ سیکریٹری اطلاعات ونشریات اور محترم حاجی حبیب الرحمٰن سابق انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے علاوہ گلبرگ لاہور کے بہت سے نو دولتیئے شامل تھے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان' چوہدری پرویز صاحب کی مالی مدد کرتے تھے اور مجیب الرحمان صاحب جو بعد میں جرنیل ہوئے ان کا لٹریچر تقسیم کرتے تھے۔ پاکستان نیشنل سنٹر کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر ملک رؤف بھی اس کام پر مامور تھے۔ چوہدری صاحب کی باتیں بڑی پیچ دار اور گنجلک ہوتیں۔ جس کیادی اور شیادی سے وہ لوگوں کو مسحور کرتے وہ اپنی مثال آپ تھی۔ ان کے دام فریب میں اکثر وہ لوگ آتے جو شروع سے دین کے بنیادی اصولوں سے بے بہرہ ہوتے۔ پرویز صاحب موسیقی کے بڑے رسیا تھے۔ گیٹار اور

ستار بہت اچھا بجاتے تھے۔ اپنا شوق پورا کرنے کے لئے اتوار کے علاوہ کسی بھی دن محفل موسیقی کا اہتمام 25 بی گلبرک میں (وہاں کبھی کبھی میں بھی جایا کرتا تھا) منعقد ہو جاتا۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ کیا میری باتیں اتنی ہی غیر مؤثر ہیں جو آج تک تم پر اثر کار نہیں ہو سکیں؟ میں نے جواباً کہا ''چوہدری صاحب آپ کے مریدوں میں بڑے بڑے فیلڈ مارشل لاء جرنیل، پولیس افسر اور ڈاکٹر (صلاح الدین اکبر) شامل ہیں۔ ان کی موجودگی میں اپنے آپ کو آپ کے حلقہ مریدین میں شامل کرنا آپ کی توہین سمجھتا ہوں''۔ اس پر پرویز صاحب نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا تمہیں حضرت سید ابوالبرکاتؒ کے پاس بیٹھنے کا ایک فائدہ تو ہوا' میں نے کہا ''الحمدللہ''۔

محفل ختم ہوئی تو مجھے کہنے لگے کل اتوار ہے اور ہمارے ہاں مجلس مذاکرہ ہے جہاں مذہبی و دینی اور ثقافتی مسائل زیر بحث آئیں گے۔ آپ ضرور آئیں۔ میں نے اپنی شرکت یہ کہہ کر مشروط کر دی کہ میں مذاکرے میں ایک سامع اور ناظر کی حیثیت سے بیٹھوں گا۔ چنانچہ میں اپنے ایک دوست ملک سعید کو، جن کا پرویز صاحب سے ابتذال کی حد تک مذاق تھا' لے کر 20 بی گلبرگ پہنچ گیا۔ مذاکرے کے آغاز میں ابھی کچھ وقت تھا۔ میں نے پرویز صاحب سے باتمکین لہجے میں کہا' جناب عالی! پچیس لاکھ کی جو گرانٹ فیلڈ مارشل سے ملی ہے اس سے ہمیں بھی چائے کی پیالی پلا دیجئے۔ پرویز صاحب نے جھلا کر اپنے نوکر سے کہا کہ لاؤ یار اس زہر میں سے ان کے آگے بھی کچھ رکھو۔ ملک سعید اور میں چائے پیتے رہے لوگ آ کر کرسیوں پر بیٹھتے گئے۔ ساڑھے دس بجے صبح مذاکرہ شروع ہوا تو لوگوں نے کچھ فقہی مسائل اٹھائے' ہم جوابات سنتے رہے اور لطف اٹھانے کے ساتھ ساتھ پرویز صاحب کی فقہی میدان میں نافہمی بھی ہمارے دلوں پر ثبت ہوتی گئی۔ آخر میں ایک نہایت ہی خوش گل خوبصورت اور مہوش محترمہ نے پرویز صاحب سے درخواست کی۔ وہ ان سے تخلیہ میں کوئی بات پوچھنا چاہتی ہیں۔ پرویز صاحب نے فرمایا محترمہ ایسے مذاکرات ہمارے ہاں اس لئے منعقد ہوتے ہیں کہ ان مسائل پر بحث و تمحیص کے بعد ہر کوئی فائدہ اٹھائے۔ محترمہ نے بہت اصرار کیا لیکن پرویز صاحب سب کے سامنے ان کے سوال کا

جواب دینے پر بضد رہے۔ آخر وہ کرماں ماری بول اٹھی کہ میرے میاں مجھ سے خوابگاہ میں لطف اٹھانے کے رسیا ہیں۔ مجھے غسل کرنا ہوتا ہے اور میرے بال خراب ہو جاتے ہیں اور حجام ان کی اصلاح کے لئے اچھے خاصے پیسے لیتے ہیں۔ اس کا کوئی مداوا کیجئے۔ اب ملک معراج خالد صاحب اپنے نام نہاد مفسر قرآن کا فتویٰ سنیں۔ پرویز صاحب نے بغیر کسی تکلف کے فرمایا ''محترمہ آپ گردن سے نیچے نیچے پانی بہالیا کریں''۔

یہ وہ رخصتیں تھیں جن سے پرویز صاحب نے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آئمہ ربانی کے احکام کا استہزاء و مذاق اڑایا اور اسلام اور تاریخ اسلام کے مسلمات سے انکار کیا۔

ملک معراج خالد صاحب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ پرویز صاحب علماء سے کتابیں لکھوا کر اپنے نام سے بھی چھپواتے تھے۔ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ پرویز صاحب کو یہ شوق پیدا ہوا کہ لوگوں پر اپنی عربی دانی کی دھاک بٹھانا چاہیئے۔ چونکہ وہ خود تو واجبی سی عربی جانتے تھے اس لئے انہوں نے ہمارے بزرگ دوست حضرت علامہ عبدالرحمان طاہر سورتیؒ سے جو اس دور کے علوم عربیہ کے نابغہ تھے رابطہ کیا کہ وہ انہیں لغات القرآن لکھ دیں۔ علامہ عبدالرحمان طاہر سورتیؒ صاحب ان دنوں بے کار تھے۔ ان کا پرویز سے تین سو پینسٹھ روپے ماہوار پر لغات القرآن لکھنے کا معاہدہ ہوا۔ لغات القرآن تقریباً ساڑھے آٹھ ماہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ ابن مریم حضرت عیسیٰ کی پیدائش پر پرویز صاحب اور مؤلف لغات القرآن حضرت عبدالرحمان طاہر سورتیؒ میں نزاع پیدا ہو گیا۔

پرویز صاحب عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا سمجھتے تھے اور عیسیٰ کی پیدائش کو آیت اللہ سمجھنے میں ان کو عقل اجازت نہیں دیتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ابن مریم کے باب کو لغات القرآن سے جیسا کہ سورتی صاحب نے لکھ کے دیا تھا نکال کر اپنے نام سے چھپوالیا اور اس پر لکھوایا ''چودھری غلام احمد پرویز کی عمر بھر کی عربی دانی کا نچوڑ'' عبدالرحمان طاہر سورتیؒ مرحوم نے ابن مریم کے نام سے علیحدہ ایک پمفلٹ چھپوا دیا جس میں مسلمانوں کا عقیدہ اجاگر کیا گیا تھا۔

علاوہ ازیں حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے کلام بلاغت نظام کی غلط تعبیریں کرنا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔

تاریخی مسلمات سے اعراض پر وہ خوشی محسوس کرتے تھے اور اس اعراض کا مقصد ایک گونہ اپنی مشہوری ہوتی تھی۔ ظاہر ہے جب تک کوئی شخص کوئی فتنہ زائی نہ کرے نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں میں عزت نہیں پا سکتا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سے پرویز صاحب کو بڑی عقیدت و محبت تھی اور وہ انہیں شاہکار رسالت کے نام سے موسوم کرتے۔ لیکن ان کی حیاتِ طیبہ کے معروف گوشے کے تمام تاریخی شواہد اور حقائق کا انکار کرتے۔ یعنی ان کے ایمان لانے کے معروف حقائق کی تکذیب کرتے رہے۔ پنجابی میں مشہور ضرب المثل ہے ''عقلاں باہجوں کھوہ خالی''۔

اس سے اندازہ کر لیجئے کہ پرویز صاحب نے اس حقیقت کے انکار سے قاریوں کے کتنے معصوم ذہن مسموم کیے ہوں گے۔

جہاں تک ان کے مفسر قرآن ہونے کا تعلق ہے (ملک صاحب انہیں مفسر قرآن تسلیم کرتے ہیں)۔ وہ بھی سب پر ظاہر و باہر ہے۔ ان کی عقلی تفسیر انہیں اس موڑ پر لے جاتی ہے جہاں وہ احکم الحاکمین کی بے مثال تکوینی و خلاقی و ابداعی طاقت کا انکار کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کا دعویٰ ہے کہ لشکر ابرہہ ابابیلوں کی چونچوں سے گری ہوئی کنکریوں سے تباہ و برباد نہیں ہوا تھا۔ بلکہ وہاں ایک قسم کی وباء پھیل گئی تھی۔ اب اہل اسلام ان کی بودی عقلی دلیل کو مانیں کہ اللہ تعالیٰ کے قادر و قوت کل ہونے کے ارشاد کا انکار کر دیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو پروردگار عالم جل جلالہ نے آگ کو حکم دیا ''اے آگ ابراہیمؑ پر اس طرح ٹھنڈی ہو جا کہ اس ٹھنڈک میں سلامتی بھی ہو''۔ یہاں ملک صاحب کے مفسر قرآن نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے جو اس کا ہر حکم ماننے کے لئے ہے اور اس کے حکم سے سر مو سرتابی نہیں کر سکتی۔ مفسر قرآن پر عقل مسلط ہو گئی اور اس کی تفسیر یہ کی کہ آگ کا خاصہ ہی

جلاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ دہکتی آگ کے اثر سے کوئی چیز محفوظ رہ سکے؟ یہ آگ نہیں تھی بلکہ آگ سے مراد وہ فتنے تھے جو حضرت ابراہیمؑ اور دین حنیف کے خلاف اٹھے۔ پرویز صاحب کی کم سوادی دیکھئے۔

جب خداوند قدوس ہر چیز کا مالک ہے اور تمام مخلوق کا خالق ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے خلاف تمام شورشوں اور فتنوں کو ختم کر سکتا ہے تو آگ کی ماہیت و خاصیت بدلنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اسلام کے دشمنوں نے اہل اسلام میں باہمی کشیدگی، افتراق اور تشتت پیدا کرنا اپنا فخر سمجھا ہے اور یہ فریضہ فرقہ معتزلہ نے پوری آب و تاب سے سرانجام دیا ہے۔ واصل بن عطاء کے معتزلانہ خیالات فاسدہ نے ہندوستان میں فرقہ اہل قرآن میں حلول کیا۔ جس نے حدیث رسول کا سرے سے انکار کر دیا اس فرقے کا بانی ضلع میانوالی کے ایک گاؤں چکڑالہ کا باشندہ عبداللہ چکڑالوی تھا۔ عبداللہ چکڑالوی نے دہلی میں علم و حدیث کی تکمیل کی۔ دہلی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی لاہور میں قیام پذیر ہو گیا۔ اس زمانے میں لاہور اعتقادی کشمکش کا مرکز بنا ہوا تھا۔ انگریز کے پھیلائے ہوئے فکری اور نظریاتی فرقے آزادی سے اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف عمل تھے۔ عبداللہ چکڑالوی نے بھی اس شہر کی فضا کو اپنے مشن کے موافق پا کر عوام الناس کی معمولی کوتاہیوں پر انہیں کافر قرار دینا شروع کیا۔ وہ لاہور میں مسجد چینیاں والی کے خطیب مقرر ہوئے تو احادیث و قرآن میں موازنہ شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اعلان کر دیا کہ جب قرآن ایک مکمل کتاب ہدایت ہے تو حدیث کی کیا ضرورت ہے؟ مسجد چینیاں والی کے نمازیوں نے اس کی اس فتنہ پرور جرأت پر اسے مسجد سے نکال دیا۔ مسجد سے اخراج کے بعد عبداللہ چکڑالوی کا ایک معتقد و مقتدی محمد بخش عرف چٹو بٹو ہلی' اسے سریانوالے بازار' اپنے ہاں لے گیا۔ کچھ عرصہ بعد چٹو بٹو ہلی بھی عبداللہ چکڑالوی کا ساتھ چھوڑ گیا۔ بعد ازاں اسے کسی نے پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔

عبداللہ چکڑالوی کے پیروکاروں نے گوجرانوالہ' گجرات میں اپنے مراکز قائم کیے۔

عبداللہ چکڑالوی کے معتقد اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے اور ان کا ایک فرقہ ''دتے شاہی'' صرف تین نمازیں ادا کرتا اور دو نمازوں کو حدیثی نمازیں کہہ کر چھوڑ دیتا۔ موجودہ دور میں غلام احمد پرویز اس مکتب فکر کے ترجمان ہیں۔ (اسلامی انسائیکلو پیڈیا' سید قاسم محمود)

ان حقائق کو جانتے ہوئے اگر آپ چودھری غلام احمد پرویز کو مفسر قرآن بلکہ مسلمان مانتے ہیں' آپ کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ریکٹر ہونے کا کوئی حق نہیں۔ کویت میں جو لٹریچر پکڑا گیا ہے اس کا حکومت کویت کے صاحبان علم و معارف نے گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اس کے حیل و مقائد کو اچھی طرح سمجھا ہے۔ چونکہ پرویز صاحب نے ملت اسلامیہ کے پیروکاروں میں کشیدگی و افتراق کی کوشش کر کے اپنے عقائد فاسدہ کی ترویج و اشاعت کی تعمیل کی کوشش ہے۔ اس لئے حکومت کویت نے پرویز صاحب کے مراکز تبلیغ کو بند کر دیا ہے۔

(روزنامہ اوصاف 22 اگست 1999ء)

علامہ اقبال، غلام احمد پرویز اور معراج خالد

مولانا زاہد الراشدی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر ملک معراج خالد نے کویت کے حکمران کو خط لکھا ہے جس میں جناب غلام احمد پرویز اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں کویت کی وزارت اوقاف اور عدالت کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا گیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث وسنت کو حجت تسلیم نہ کرنے کی بنا پر یہ گروہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اسے کویت میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ملک معراج خالد نے جناب پرویز اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے متفقہ فتویٰ کو فرقہ وارانہ اختلافات کا شاخسانہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت کویت کو اس میں ملوث نہیں ہونا چاہیئے اور اپنا یہ اقدام واپس لے لینا چاہیئے۔

ملک معراج خالد پاکستان کے معروف سیاستدان اور دانشور ہیں اور ان کا شمار ان گنے چنے لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنی شرافت، دیانت اور اصول پرستی کے حوالہ سے قوم وملک کے لئے آج کے مجموعی ماحول کے تناظر میں بلاشبہ قابل فخر ہیں۔ انہوں نے طویل عرصہ پیپلز پارٹی میں گزارا مگر پی پی پی کا جماعتی کلچر انہیں اپنے رنگ میں نہ رنگ سکا۔ وہ اقتدار پر فائز رہے اور ملک کے نگران وزیراعظم کے علاوہ پنجاب کی وزارت اعلیٰ کی مسند پر بھی متمکن ہوئے مگر اقتدار کے مروجہ لوازمات ونتائج ان کے دامن کو آلودہ نہ کر سکے اور وہ ان خاردار جھاڑیوں کے درمیان سے اس طرح گزر گئے کہ ان کا کردار آج بھی " جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے" کا ورد کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ وہ ایک لبرل دانشور ہیں اور خود کو علامہ اقبال کا فکری پیروکار قرار دیتے ہیں اور انہی وجوہ کی بنا پر میرے جیسے نظریاتی کارکنوں کے دلوں میں ان کے لئے احترام کا جذبہ موجود ہے۔ مگر

کویت کے حکمران کے نام ان کے خط کا اردو ترجمہ پڑھ کر حیرت ہوئی اور ذہن کی سکرین پر تردّد کے سائے جھلملانے لگے، ان کے ہاں غلام احمد پرویز' علامہ اقبال کے پیروکار ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ درست نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں یہ استدلال غیر منطقی ہے۔ اس لئے کہ علامہ اقبال ملت اسلامیہ کے مفکر تھے، محسن تھے اور ان کے فلسفیانہ کلام نے مسلمانوں کو اسلام کی فکری تعلیمات کے ساتھ وابستہ رکھنے اور مغربی نظام کے طلسم سے ان کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مگر انہوں نے کبھی اسلام کے شارح اور اسلامی عقائد و احکام کے ترجمان کا منصب نہیں سنبھالا اور نہ ہی کبھی انہوں نے لوگوں کو یہ دعوت دی ہے کہ وہ عقائد اور احکام کی تشریح میں انہیں امام تسلیم کر کے ان کی پیروی کریں۔ علامہ اقبالؒ نے علم کلام کی تجدید اور فقہی احکام کی نئی ترتیب و تدوین کے لئے کچھ تجاویز ضرور پیش کی ہیں لیکن ان کی یہ تجاویز علماء کے لئے ہیں۔ اور وہ جید اور مجتہد درجہ کے علماء سے تقاضا کرتے رہے ہیں کہ وہ اس اہم ملی فریضہ کو سرانجام دیں۔ مگر خود اپنے لئے انہوں نے اس منصب کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی ان کی زندگی میں ان کے گرد اس مقصد کے لئے ارباب دانش کا کبھی اکٹھ ہوا کہ اقبال کو قرآن و سنت کا شارح مان کر انہیں ایک مستقل دینی مکتب فکر کا امام قرار دیا جائے۔ یہ سب کچھ علامہ اقبالؒ کی وفات کے بعد ہوا اور کچھ لوگوں نے ملت اسلامیہ میں عقائد و احکام کے روائتی نظام اور اجتماعی ڈھانچے کو مسترد کرنے کے لئے اقبال کو "آڑ بنا کر ان کی فکر کے نام پر عقائد و احکام کی خود ساختہ تشریح کو مسلمانوں میں عام کرنے کی مہم شروع کی" انہیں میں سے ایک دانشور غلام احمد پرویز بھی ہیں جن کی فکر و فلسفہ کی بنیاد جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث و سنت کے حجت ہونے سے انکار پر ہے اور اس کے لئے جس طرح انہوں نے قرآن کریم کو اپنی ڈھال بنالیا اسی طرح علامہ اقبالؒ کی شخصیت اور فکر و فلسفہ کی آڑ لینے میں بھی عافیت سمجھی۔ ورنہ جہاں تک اقبالؒ اور پرویز میں فکری ہم آہنگی کا تعلق ہے پرویز صاحب کی تحریرات میں اس کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ملتا۔ اپنے کلام اور افکار کی تائید میں اقبالؒ کے اشعار پیش کر دینا اور بات ہے اور اقبالؒ کے فکر و فلسفہ کی بنیاد پر انکار کا ڈھانچہ کھڑا کرنا

اس سے قطعی مختلف چیز ہے۔ اقبال کے اشعار کو کس طبقے نے اپنے مقاصد کیلئے استعمال نہیں کیا؟ اگر چند اشعار کو غلام احمد پرویز نے ان کے سیاق وسباق اور پس منظر سے ہٹ کر اپنے خطابات و تحریرات میں سمو دیا ہے تو اس سے پرویز کے افکار کو علامہ اقبال کے افکار کی حیثیت حاصل نہیں ہو جاتی اور ہمارے اس موقف کی تائید محترم ملک معراج خالد نے بھی ''اوصاف'' کو انٹرویو دیتے ہوئے ان الفاظ میں کر دی ہے کہ

''غلام احمد پرویز تعقل پسند تھے ان کی فکر علامہ اقبالؒ کے فلسفہ اور فکر کا سہارا لئے ہوئے ہے۔ وہ اقبال کی فکر سے ہٹ کر کسی چیز کو دلیل نہیں بناتے لیکن انہوں نے حدیث رسول ﷺ کو اس طرح قبول نہیں کیا جس طرح کرنا ضروری ہے''۔

ان الفاظ پر ایک بار پھر غور کر لیجئے کہ خود ملک صاحب موصوف کے نزدیک غلام احمد پرویز حدیث رسول ﷺ کو اس طرح نہیں مانتے تھے جس طرح ماننا ضروری ہے۔ البتہ اپنے اس موقف کے لئے اقبال کے فکر و فلسفہ کا انہوں نے سہارا لے رکھا تھا۔ جبکہ حدیث رسول ﷺ اور سنت نبوی ﷺ کے بارے میں علامہ اقبال کا موقف کیا تھا؟ اس کے بارے میں ملک معراج خالد اسی انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے عقیدے اور فکر و عمل کی بنیاد ہے۔ ہم نے یہ چیز فکر اقبالؒ سے اخذ کی ہے۔ میں اسلام کی اسی تشریح اور تعبیر کا پیروکار ہوں جو حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے افکار کی روشنی میں ہم تک پہنچی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے عقیدے اور فکر و عمل کی بنیاد نہ ہوتا تو ہمارا اقدام اسلام نہیں بلکہ بولہبی ہے۔ میرے خیال میں سواد اعظم کی غالب اکثریت اسی عقیدہ کی علمبردار ہے جو بالکل صحیح ہے''۔

امیر کویت کے نام ملک معراج خالد کے مذکورہ خط پر ہمارے تعجب اور حیرت کی وجہ یہی ہے ملک صاحب ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو عقیدہ اور فکر و عمل کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ امت کے سواد اعظم کا عقیدہ یہی ہے جو بالکل صحیح ہے اور اسے علامہ اقبالؒ

کا فکر بھی سمجھتے ہیں جبکہ دوسری طرف وہ تسلیم کرتے ہیں کہ غلام احمد پرویز جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث وسنت کو اس طرح نہیں مانتے تھے جس طرح ماننا ضروری ہے۔ مگر اس تضاد کے باوجود ان کا یہ اصرار ہے کہ غلام احمد پرویز کو علامہ اقبالؒ کے فکر و فلسفہ کا شارح تسلیم کیا جائے اور ان کے خلاف کفر کا فتویٰ واپس لے کر انہیں اسلام کا خدمت گزار قرار دیا جائے۔

ملک معراج خالد ہمارے محترم بزرگ ہیں۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر کی حیثیت سے ان کا منصب و مقام بہت نازک ہے اور اس مسند پر بیٹھ کر ایک مسلم ملک کے سربراہ کے ساتھ حدیث نبوی ﷺ کے منکرین کے دفاع میں ان کی خط وکتابت بہت سے سوالات کو جنم دے رہی ہے۔ اس لئے ہم ان سے گزارش کریں گے۔ اپنے مؤقف سے اس تضاد کی وضاحت وہ خود ہی کر دیں گے کیونکہ

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

بشکریہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد 24 ستمبر 1999ء

غلام احمد پرویز مفکر قرآن اور فلاسفر تھے' اقبال کی طرح قرآن پیش کیا' حکومت کویت کو ملک معراج کا خط

نوائے وقت کی خبر

کویت سٹی (نمائندہ خصوصی) سابق نگران وزیر اعظم اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر معراج خالد نے کویت کی حکومت سے استدعا کی ہے کہ غلام احمد پرویز اور اس کے افکار کے ماننے والوں کے خلاف حکومت کویت کی فتویٰ کمیٹی نے کافر ہونے کا جو فتویٰ جاری کیا ہے اس پر نظر ثانی کی جائے۔ ملک معراج خالد اسلامی یونیورسٹی کے سرکاری لیٹر پیڈ پر کویت کی وزارت اوقاف و مذہبی امور کے انڈر سیکرٹری خالد الترید کو ایک خط میں لکھا ہے کہ غلام احمد پرویز مفکر قرآن اور بہت بڑے فلاسفر تھے۔ انہوں نے 1936ء میں بزم طلوع اسلام کی بنیاد رکھی تھی جو اسلام کے لئے کام کر رہی ہے۔ پاکستان کے کچھ افراد کویت میں غلام احمد پرویز کے خلاف مہم جوئی کر رہے ہیں حالانکہ غلام احمد پرویز نے شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی طرح قرآن کو پیش کیا۔ حکومت کویت نے چند لوگوں کی وجہ سے علامہ غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کو کافر قرار دیا ہے۔ یاد رہے کویت میں انٹرنیشنل ختم نبوت کے امیر مولانا احمد علی سراج نے حکومت کویت کی فتویٰ کمیٹی کو غلام احمد پرویز کے باطل نظریات کی کتابوں کے حوالے سے اب مختلف ممالک کے ۵۰۰ کے قریب علمائے کرام کے فتوے پیش کئے جس میں ہر مکتبہ فکر کے علماء نے متفقہ طور پر غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کو مرتد اور کافر قرار دیا تھا۔ حکومت کویت کے فتویٰ بورڈ کے سربراہ شیخ مشعل مبارک عبداللہ الاحمد الصباح نے غور و خوض کے بعد ان تمام علماء کے فتوؤں کی روشنی اور تحقیق کے نتیجہ میں غلام احمد پرویز اور اس کے ماننے والوں کو کافر مرتد قرار دے دیا۔ سعودی عرب کے مفتی اعظم بن بازؒ مرحوم نے بھی غلام احمد پرویز کو کافر قرار دیا تھا۔ حال ہی میں تازہ ترین فتویٰ

امام خانہ کعبہ اور نگران حرمین شریفین شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے نہ صرف پرویزیوں کو کافر قرار دیا ہے بلکہ تمام مسلم ممالک کی حکومتوں سے استدعا کی ہے کہ وہ گمراہ جماعت کا تعاقب کریں۔ ملک معراج خالد کے خط پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا احمد علی سراج نے کہا کہ معراج خالد نے یہ رائے اپنی ذاتی حیثیت میں نہیں دی بلکہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے سرکاری لیٹر پیڈ پر منصب سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے غلام احمد پرویز کو مسلمان مفکر قرآن علامہ اور فلاسفر قرار دے کر درحقیقت اجتماع امت کے متفقہ فیصلے کو رد کر دیا ہے۔ مولانا احمد علی سراج نے صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ اور وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک معراج خالد کو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر کے عہدے سے فوراً برطرف کیا جائے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور 16 اگست 1999ء

(ix)

معراج خالد کی طرف سے غلام احمد پرویز کو مبلغ اسلام قرار دینے پر ڈیرہ کی مذہبی جماعتیں سراپا احتجاج بن گئیں

روزنامہ اوصاف کی خبر

ڈیرہ اسماعیل خان (محمد فضل الرحمان) بزم طلوع اسلام بانی غلام احمد پرویز اور اس کے متعلقین کو حکومت کویت کی جانب سے کافر اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر اور سابق وزیراعظم پاکستان معراج خالد کی جانب سے حکومت کویت کو لکھے گئے خط میں غلام احمد پرویز کو مبلغ اسلام قرار دینے پر مذہبی جماعتیں سراپا احتجاج بن گئیں۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر مولانا عبدالحفیظ مکی' نائب امیر مولانا احمد علی سراج' عبدالخالق بھٹی' صوبائی سرپرست اعلیٰ قاضی عبداللطیف' صوبائی صدر ڈاکٹر نجم الدین' جنرل سیکریٹری طارق اعوان' صوبائی سیکریٹری اطلاعات محمد فضل الرحمان نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک معراج خالد نے ایک کافر کو مبلغ اسلام قرار دے کر اسلام کا مذاق اڑایا ہے اور ایسے شخص کا اسلامک یونیورسٹی کا سربراہ ہونا ناقابل برداشت ہے۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 19 ستمبر 1999ء

(X)

مولانا عبدالحفیظ مکی کے دورہ ڈیرہ کی جھلکیاں

مولانا عبدالحفیظ مکی جب ''اوصاف'' کے بیورو آفس کے افتتاح کے لئے بازار توپانوالہ میں آئے تو معززین شہر کی کثیر تعداد نے ان کا استقبال کیا۔

☆ شیخ مکی جب سراج اسلامک اکیڈمی اور جامعہ سراج العلوم میں داخل ہوئے تو ادارہ کے طالبعلموں اور عوام کی کثیر تعداد نے ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔

☆ مولانا مکی نے ڈیرہ کی عوام کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ پرویزیت کے کفر کو لگام ڈالنے کی تحریک کی قیادت بھی ڈیرہ کے ایک نامور سپوت مولانا احمد علی سراج کو سونپی گئی جو ڈیرہ والوں کے لئے باعث فخر ہے۔

☆ ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا علاؤالدین نے اپنے خطاب میں کافر اعظم غلام احمد کی حمایت کرنے پر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر معراج خالد کو بھی بدترین انسان قرار دیا۔

☆ جامعہ سراج العلوم میں تمام معززین نے ملک معراج خالد کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ کیا۔

☆ اوصاف بیورو آفس کی افتتاحی تقریب میں ڈیرہ کے صحافیوں سیاسی' مذہبی' سماجی اور تاجر تنظیموں کے عہدیداروں کارکنوں اور معززین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 20 ستمبر 1999ء

ڈیرہ اسماعیل خان کے علماء معراج خالد کے خلاف صف آراء ہو گئے۔

پرویزی عقائد کو فکر اقبال قرار دے کر ملک معراج خالد نے نہ صرف شاعر مشرق کی توہین کی ہے بلکہ اجماع امت کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ ملک معراج خالد کا بیان اسلام کے دعویدار حکمرانوں کے منہ پر طمانچہ ہے اسے فوراً عہدے سے ہٹا دیا جائے۔

(مولانا علاؤالدین)

ڈیرہ اسماعیل خان (محمد فضل الرحمان) سابق وزیر اعظم پاکستان اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر ملک معراج خالد کی جانب سے غلام احمد پرویز کو علامہ اقبال ؒ کے افکار کا امین اور عالم اسلام کا مبلغ قرار دینے پر ڈیرہ کی مساجد میں علماء سراپا احتجاج بن گئے۔

معراج خالد کو اسلامی یونیورسٹی کے کلیدی عہدے سے فوراً ہٹانے کی قراردادیں بھاری اکثریت سے منظور ہو گئیں۔ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا علاؤالدین' قاری خلیل احمد سراج' جامع مسجد جمعہ شاہ کے خطیب مولانا غلام رسول' مولانا اشرف علی' مولانا مسعود الرؤف' مولانا محمود الحسن اور دیگر علماء نے کہا کہ ملک معراج خالد نے غلام احمد پرویز کے کفریہ عقائد کو اقبال کی فکر قرار دے کر جہاں شاعر مشرق کی توہین کی ہے وہاں انہوں نے علماء امت کی جانب سے غلام احمد پرویز کو کافر قرار دیئے جانے کے فتویٰ کی بھی توہین کی ہے اور اجماع امت کا مذاق اڑایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک معراج خالد نے غلام احمد پرویز کے حق میں بیان بازی کر کے پوری پاکستانی قوم کی اسلام دوستی کا مذاق اڑایا ہے اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی جہاں دنیا بھر کے طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ایسے ادارے کے کلیدی عہدیدار کی جانب سے ایک کافر کو اقبال کے نظریات کا امین اور اسلام کا مبلغ قرار دیا جانا' اسلامی نظام کے نفاذ کا دعویٰ کرنے والی حکومت کے منہ پر طمانچہ ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک معراج خالد کو ان کے کلیدی عہدے سے ہٹایا جائے۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 19 ستمبر 1999ء

کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہونے والے اس ملک میں سازش کے تحت فتنہ پرویزیت کو فروغ دیا جا رہا ہے

ڈیرہ اسماعیل خان (بیورو رپورٹ) ممتاز عالم دین انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر اور مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی نے کہا ہے کہ صحافت ایک مقدس پیشہ ہے جو دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد کے ڈیرہ اسماعیل خان بیورو کے افتتاح کے موقع پر خطاب کے دوران کیا۔ تقریب میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مولانا ڈاکٹر نجم الدین' قادری خلیل احمد سراج' محکمہ اطلاعات کے قاضی جمیل' سید امیر حسین شاہ' پاکستان مسلم لیگ کے ملک اقبال' بلند اقبال بلوچ' ڈاکٹر عبداللہ ظفری' ظفر عباس' چوہدری ریاض ایڈووکیٹ' پاکستان پیپلز پارٹی کے چوہدری جمعہ دین' چوہدری محمد رفیق' خدمت کمیٹی کے ڈاکٹر محمود حسین بخاری' اخبار ہاکرز یونین کے صدر امجد کریم' جنرل سیکریٹری مجیب الرحمان' خاکسار تحریک کے شیخ محمد شریف کروڑی' جمعیت علمائے اسلام کے حامد علی رحمانی' مرکزی انجمن تاجران کے محمد سہیل اعظمی' محمد شعیب گنگوہی' ڈیرہ پریس کلب کے عبدالشکور استرانہ' مجتبیٰ اعوان' محمد اسلم قریشی' ممتاز صحافی محمد سلیم قریشی' کرم عابد' اعجاز اللہ بخش سہیل بزرگ صحافی' انجمن تاجران کمشنری بازار کے راجہ شوکت علی' سپاہ صحابہؓ کے حاجی نور محمد' سیف الرحمان بنگش' عبدالرزاق' انعام الٰہی قریشی کے علاوہ معززین شہریوں' ڈاکٹروں' تاجروں اور مذہبی شخصیات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مولانا عبدالحفیظ مکی نے کہا ہے کہ آج مسلمانوں نے خدا اور رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے ہم پوری دنیا میں معتوب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالم کفر اور مغربی میڈیا مسلمانوں کے تشخص اور اقدار کو مٹانے کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ ان حالت میں مسلم ممالک کے ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عالم کفر کا مقابلہ کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ بعد ازاں

جامعہ سراج میں مولانا سراج الدین کی یاد میں منعقد جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور عالم کفر اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوفزدہ ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے۔ خصوصاً افغانستان میں کمیونزم کی تباہی اور طالبان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نے عالم کفر کے اوسان خطا کر دیئے ہیں۔ مولانا شیخ عبدالحفیظ مکی نے کہا کہ دنیائے کفر اور طاغوتی طاقتیں اسلام کو مٹانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہونے والے اس ملک میں اسلام کی آڑ میں ایک سازش کے تحت فتنہ پرویزیت کو فروغ دیا جا رہا ہے اور پاکستان کی اہم حکومتی شخصیات اور سرکاری اداروں کے سربراہ اس کفر کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انٹرنیشنل ختم نبوت کے ایک وفد نے اس سلسلے میں صدر مملکت اور وفاقی وزیر برائے مذہبی امور کو اپنی تشویش سے آگاہ کر دیا ہے اور اگر ملک معراج خالد کو اس کے عہدے سے نہ ہٹایا گیا تو ہم بھرپور تحریک چلائیں گے۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 20 ستمبر 1999ء

(xi)

پرویزی عالم اسلام کے لئے خطرہ ہیں‘ حکومت کافر قرار دے۔ علماء کا مطالبہ

ڈیرہ اسماعیل خان (بیورو رپورٹ) ممتاز عالم دین انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی صدر اور مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث مولانا شیخ عبدالحفیظ مکی نے کہا ہے قادیانیوں اور آغا خانیوں کی طرح پرویزی بھی عالم اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں اور دنیا پر ان کا کفر عیاں کرنا بہت ضروری ہے۔ حکومت پاکستان کو بھی چاہیئے کہ وہ اسلامی نظام کے بلند بانگ کھوکھلے دعوے کرنے کی بجائے حقیقی معنوں میں اسلامی نظام نافذ کرے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے صوبائی سیکریٹریٹ سراج اسلامک اکیڈمی میں منعقدہ تقریب سے خطاب کے دوران کیا۔ تقریب سے ممتاز نامور عالم دین شیخ الحدیث مولانا علاؤالدین‘ مولانا قاری خلیل احمد سراج اور مولانا قاری محمد یوسف نے بھی خطاب کیا۔ مولانا عبدالحفیظ مکی نے کہا کہ پاکستان میں اہم حکومتی اور سرکاری عہدوں پر فائز پرویزی‘ پرویزیت کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر ملک معراج خالد نے حکومت کویت کی جانب سے غلام احمد پرویز کے کفر کے فتویٰ کے بعد کویت حکومت کے نام لکھے گئے خط میں پرویز کو مبلغ اسلام قرار دے کر اپنے کفر کو پوری دنیا پر آشکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک کافر کو مبلغ اسلام قرار دے کر ملک معراج خالد نے پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے ملک معراج خالد کو اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر کے عہدے سے نہ ہٹایا تو انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ راست قدم اٹھائے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ پرویزیوں کو ان کے کفریہ عقائد پر کافر اقلیت قرار دے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی جانب سے پرویزیوں کو کافر اقلیت قرار دینے تک ان کی تحریک جاری رہے گی۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 21 ستمبر 1999ء

(xii)

مولانا احمد علی سراج کی
پریس ریلیز

معراج خالد کا بھی احتساب کیا جائے انہوں نے پرویزیت کے دفاع میں حکومت کویت کو خط لکھ کر پروٹوکول کی خلاف ورزی کی اور اجماع امت اور ناموس رسالت کا مذاق اڑایا۔ وہ کھلم کھلا قادیانیت کی دوسری شاخ پرویزیت کی سرپرستی کر کے مذہبی منافرت پھیلا رہے ہیں۔ وہ ہر حکومت کو بلیک میل کرتے ہیں تاکہ ان کی نوکری پکی رہے۔ وہ سوشلسٹ سیاستدان ہیں اور سرکاری دینی ادارے کی سربراہی کے اہل نہیں ہیں۔

(مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج)

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر اور تحریک ردّ پرویزیت کے بانی مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے نئی حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ ملک معراج خالد کو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر کے عہدہ سے برطرف کر کے ان کا بھی احتساب کرے کیونکہ وہ اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیت کی دوسری شاخ پرویزیت کی سرپرستی اور پرچار میں مشغول ہیں۔ جس کی وجہ سے ملک کے دینی حلقوں میں ان کے بارے سخت بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔ وہ سوشلسٹ نظریات کے حامی سیاستدان ہیں اور اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر کے عہدہ کے اہل نہیں۔ انہوں نے یونیورسٹی میں باقاعدہ منصوبہ بندی سے پرویزیت کا لٹریچر رکھا ہوا ہے۔ جس کو عام کرنے کے لئے وہ اپنی حیثیت اور یونیورسٹی کے فارم کو ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔ مولانا سراج نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ پرویزی لٹریچر احادیث رسول ﷺ کے انکار پر مبنی ہے اور دین میں رسول ﷺ کی تشریعی حیثیت کی نفی کرتا

ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت کویت' امام کعبہ' مفتی اعظم سعودی عرب اور عالم اسلام کے ہزاروں علماء اور دینی ادارے پرویزیت کے موسس اور بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اسکے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دے چکے ہیں۔ ایسی صورت حال میں پرویزیت کے پرچار پر ملک معراج خالد کا اصرار' مسلمانان پاکستان کے دینی جذبات کو مجروح کر کے اشتعال پیدا کرنے کا باعث ہے۔ جس سے مذہبی منافرت پھیل رہی ہے۔ مولانا سراج نے کہا کہ ملک معراج خالد نے بغیر کسی استحقاق کے اپنے سرکاری لیٹر پیڈ پر حکومت کویت کو براہِ راست خط لکھ کر سفارتی آداب کی خلاف ورزی کی ہے۔ جس میں انہوں نے غلام احمد پرویز کے خلاف فتویٰ واپس لینے کے لئے دباؤ ڈالا اور پرویزیت کے دفاع میں دیگر کویتی شخصیات کو بھی پے در پے خط لکھے اور اپنی سرکاری حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ مولانا سراج نے کہا کہ ملک معراج خالد کے خلاف تحقیقات ہونی چاہیئے کہ وہ پرویزیت کے پرچار کیلئے کہاں سے ہدایات لیتے ہیں اور وہ ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف کس قوت کے اشارے پر کام کر رہے ہیں۔

مولانا نے مزید کہا کہ ملک معراج خالد' ہر حکومت کو بلیک میل کرتے ہیں تاکہ انکی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر کی پوزیشن بحال رہے اور بے خوف وفکر پرویزیت کا پرچار کرتے رہیں۔ مولانا نے کہا کہ انہوں نے اپنی مرضی سے پرویزی پروفیسر رکھے ہوئے ہیں جو بڑے منظم طریقے سے طلبہ کو گمراہ کر کے دین سے ہٹا رہے ہیں۔ مولانا نے اپیل کی کہ ملک معراج خالد کی سرگرمیوں کا نوٹس لینا چاہیئے اور انہیں ریکٹر کے عہدہ سے فارغ کر کے کسی دینی 'علمی شخصیت کو مقرر کرنا چاہیئے۔ مولانا نے حکومت کو خبردار کیا کہ اب ملک معراج خالد نے ملک کے نئے مجوزہ سیٹ اپ میں شمولیت کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کئے ہیں جس سے احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ عوام کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے گی اور وہ مایوسی کا شکار ہوں گے۔

عبدالخالق بھٹی

شعبہ نشر و اشاعت

ملک معراج خالد تردید کریں

ایڈیٹر کے نام ڈاک

مکرمی! آپ کے اخبار کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ ملک معراج خالد ریکٹر اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پرویزیت سے متاثر ہیں۔ بلکہ اسلامی یونیورسٹی کے پیڈ پر کویت حکومت سے سفارش کی ہے کہ آپ غلام احمد پرویز (منکر حدیث) کے بارے میں نرم گوشہ اختیار کریں اور ان باتوں میں کوئی حقیقت نہیں جو مولوی کہتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ہم ملک معراج خالد کی مذمت کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا قول، فعل، عمل، سر آنکھوں پر۔ قرآن کی روشنی میں حدیث کا منکر، قرآن کا منکر ہے۔ مجھے افسوس اس لیے ہوا کہ دنیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر نے یہ بات لکھی اور ''اسلامیان'' (طلباء اسلامی یونیورسٹی) کے لیے تکلیف اور عار کا سبب بنی۔ ناموس رسالت ﷺ کے مسئلہ پر ہم کسی بھی شخصیت کا لحاظ نہیں رکھتے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارے ریکٹر صاحب اپنے بیان کی تردید کریں گے اور وہ موقف اختیار کریں گے جو جامعہ کے اساتذہ، طالب علموں اور امت مسلمہ کے علماء و عام مسلمانوں کا ہے۔

(ابوحمزہ، اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)

ملک معراج خالد کا ایک حالیہ انٹرویو

ملک معراج خالد کی شخصیت پرویزیت کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے پہلے ہی دینی حلقوں میں متنازعہ ہے اور اب روزنامہ جنگ کے سنڈے میگزین مورخہ 28 جولائی 2002ء میں ان کے انٹرویو میں بیان کردہ جو خیالات سامنے آئے ہیں ان سے ان کے بارے میں تشویش میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس انٹرویو میں انہوں نے اسلام کے مقابلے میں سیکولرازم (لادینیت) کی بھرپور وکالت کی ہے اور اسے عین انسانیت قرار دیا ہے۔ موجودہ تناظر میں جبکہ بین الاقوامی سطح پر اسلام اور اہل اسلام کو ہدف بنایا جارہا ہے ملک معراج خالد کی کفریہ لابیوں کے ساتھ ہم نوائی معنی خیز بھی ہے اور اسلام کے خلاف ان لابیوں کے ساتھ تعاون کے مترادف بھی۔ اس سے قبل بھی جب پورے عالم اسلام نے پرویزیت کے کفر پر مہر ثبت کی تو ملک معراج خالد نے اس تاریخی اجماع امت کی مخالفت کی اور پرویز دوستی اور اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ان کی توجہ اس رویے کی طرف دلائی گئی انہوں نے اپنی لغزش قبول کرتے ہوئے رجوع کا وعدہ بھی کیا جو ابھی تک پورا نہیں کیا گیا۔ اور اب اپنے حالیہ انٹرویو میں بھی انہوں نے اسی روش کا اعادہ کیا ہے اس پیرانہ سالی میں اسلام مخالف نظریات پر ان کا اصرار انتہائی قابل افسوس ہے۔

قارئین کرام کے لئے اس انٹرویو میں بیان کردہ ملک معراج خالد کے خیالات تبصرہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

ملک معراج خالد کے لادینی نظریات

ڈاکٹر احمد علی سراج

28 جولائی 2002ء کو روز نامہ جنگ کے سنڈے میگزین میں جناب ملک معراج خالد کا انٹرویو شائع ہوا جس میں انہوں نے مختلف سیاسی موضوعات کے علاوہ دین و مذہب کو بھی موضوع گفتگو بنایا ہے ہمیں ان کے سیاسی نظریات سے کچھ بحث نہیں لیکن اسلام کے بارے میں ان کے خیالات سے جو ابہام پیدا ہوا ہے اس کا تجزیہ ناگزیر ہے تاکہ ذہنی الجھاؤ دور کیا جا سکے یہاں یہ واضح کرنا اہم ہے کہ ملک صاحب اپنے پرویزی مکتبہ فکر کی پیروی میں دین کو مغربیت کی عینک سے دیکھتے ہیں اور اسی کسوٹی کو اپنے فہم اسلام کی بنیاد بناتے ہیں آج کل روشن خیالی کے زعم میں مبتلا بعض نام نہاد دانشوروں کی یہ روش عام ہو چکی ہے جو نہ صرف افسوس ناک ہے' بلکہ فکری محاذ پر انتہائی خطرناک بھی۔ ذیل میں ہم ملک صاحب کے ایسے ہی خیالات کا تجزیہ پیش کرتے ہیں تاکہ ان کی فکری لغزش کی نشان دہی ہو سکے۔ انہوں نے اپنے انٹرویو میں مندرجہ ذیل نظریات کا اظہار کیا ہے۔

1۔ ''سیکولرازم لادینیت نہیں بلکہ اصل انسانیت ہے''۔

یہ کوئی پوشیدہ حقیقت نہیں کہ سیکولرازم دین کے مقابلے میں لادینیت ہی کا نام ہے۔ وہ دین و مذہب کو محض نجی معاملہ قرار دیتا ہے۔ اور اجتماعی امور میں دینی رہنمائی کی نفی کرتا ہے اس میں انسانیت سے متعلق مسائل کے معاملات میں صرف خواہشات نفسانی کی تکمیل مقصود ہے جبکہ دینیت کی روح اجتماعیت ہے اس کی رہنمائی خالق کائنات کی فراہم کردہ ہے اور اس کا مقصود انسانیت کی تکمیل ہے۔ یہی قرآن کا آفاقی پیغام ہے اور یہی بعثت انبیاء کا مقصود رہا ہے نبی کریم ﷺ نے مکارم اخلاق کی تکمیل کو ہی اپنی بعثت کا مقصد قرار دیا ہے۔ مکارم اخلاق یعنی تزکیہ کی تکمیل سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے یہی اصل اور اعلیٰ انسانیت ہے۔ حیرت ہے ملک صاحب کو اغیار کے نظریہ سیکولرازم میں تو اصل انسانیت نظر آ گئی لیکن خالق کائنات کے انسانیت کے لئے

پسندیدہ دین میں جو ہمیں محسن انسانیت ﷺ کے ذریعے دیا گیا شاید انسانیت کا کوئی پہلو نظر نہیں آیا۔ حقیقت ہے انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے اور جو نظریہ اس کے قلب ونظر میں قربت رکھتا ہے وہ اسی کی تعریف ووکالت کرتا ہے۔ سیکولرازم کا نظریہ اگرچہ اہل مغرب کے مادر پدر آزاد ذہن کی پیداوار ہے لیکن آج کے تناظر میں اسے اسلام کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جس کا مقصد مسلم ممالک میں مفاد پرست عناصر اور اپنے وظیفہ خوار ایجنٹوں کے بھرپور تعاون سے مسلسل پروپیگنڈا کے ذریعہ اسلام کی آفاقی تعلیمات کو مشکوک بنانا اور ان کی طرف رجوع اور استفادے کے تمام راستوں اور رجحانات کو ذہنوں سے محو کر کے مسلمانوں کو اپنے دین سے برگشتہ کرنا ہے۔ اور یہ راسخ کرنا ہے کہ اسلام عصر جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے اور معیار انسانیت سے اہم آہنگ مسائل کے حل کی اہلیت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ یہ پروپیگنڈا اس شدت اور ہمہ گیر منصوبہ بندی کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ ہمارے تجدد پسند اور دینی قیود سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے کے دلدادہ سیاست دان حکومتی اہل کار اور دانشور ہر چمکنے والی شے کو سونا سمجھنے کے مصداق سیکولرازم کے اس حد تک قائل ہیں کہ اس کے پس پردہ منفی اور تخریبی مقاصد سے صرف نظر کرتے ہوئے دن رات اس کی وکالت کرتے نہیں تھکتے۔ ان کو سیکولرازم میں تو انسانیت نظر آتی ہے لیکن نظام اسلام میں شرف انسانیت۔ احترام آدمیت۔ نوع انسانی کے لئے پیغام امن وتحفظ اور احکامات عدل ومساوات کی قرآنی تعلیم لائق توجہ نہیں ٹھہرتی جس میں اصل اور حقیقی عظمت انسانیت کی ضمانت دی گئی ہے۔ ملک صاحب کا تاریخی مطالعہ تو ہوگا۔ انسانیت کی اعلیٰ اور بے مثال اقدار کے عملی اور لازوال نظائر سے اسلامی تاریخ منزین نظر آئے گی لیکن سیکولرازم کی تاریخ حال وماضی میں عظمت وتقدس انسانی کی سربلندی کی کوئی بھی نظیر پیش نہیں کرسکتی جو ملک صاحب کے نظریے کو ثابت کر سکے۔

سیکولرازم کے پاس کوئی آزمودہ یونیورسل اخلاقی ضابطہ نہیں ہے جسے تہذیب نفس اور اصلاح معاشرہ کے لئے رہنما قرار دیا جا سکے اور جو انسان کی روحانی اور مادی ضروریات اور

تقاضوں کی تکمیل کا کوئی واضح اور مکمل نظام اپنے اندر رکھتا ہو یہ کسی اخلاقی گرفت کے بغیر محض تکمیل خواہشات کے حصول کے لئے مرتب کردہ خود ساختہ نظام ہے جس کا کوئی روحانی پہلو نہیں ہے اور جو دین ومذہب کے کسی روحانی ضابطہ حیات کو تکمیل انسانیت کی بنیاد تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن اس کے مقابلے میں دین اسلام اعلیٰ اقدار سے بھر پور ایسے نظام اخلاق کا نقشہ پیش کرتا ہے جو معاشرت۔ معیشت اور سیاست کی تمام تر اجتماعی اور انفرادی ضروریات کی تکمیل کے لئے مکمل آفاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے اور جس میں تمام طبقات انسانی میں جذبہ تعاون وہمدردی کے فروغ کے ساتھ باہمی حقوق کے توازن کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہی اصل انسانیت ہے۔

لہٰذا سیکولرازم دین اسلام کے مقابلہ میں کیونکر لادینیت نہ ہوا۔

اعلیٰ اخلاقی اقدار جو تکمیل انسانیت کی بنیاد اور عظمت انسانیت کا معیار ہوتے ہیں دین ہی کے مرہون منت ہوتے ہیں اور دین ان کے تحفظ اور بقاء کے لئے جدوجہد اور مزاحمت کا ضابطہ بھی پیش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کے اس مزاحمتی ضابطے سے خائف اسلام دشمن قوتیں یکجا ہو کر سیکولرازم کے ہتھیار کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہیں اور ہمیں روح اسلام سے محروم کر کے ہماری بنیاد کو ختم کرنے کے ایجنڈا پر عمل پیرا ہیں اس سلسلے میں کولن پاول کا حالیہ بیان بہت اہم اور فکر انگیز ہے جس میں انہوں نے اس ایجنڈے کا برملا اظہار یوں کیا ہے کہ وہ پاکستان کے سیکولرازم کی طرف گامزن ہونے پر مطمئن ہیں اور اس کے لئے حکومت کو ہر طرح کی امداد فراہم کر رہے ہیں۔

سیکولرازم پاکستان اور مسلم امہ کو اسلامی ورثہ سے محروم کرنے کی کافرانہ سازش ہے جو ہمارے بنیادی وجودی نظریہ اور ایمان وعقیدہ کی سراسر نفی ہے۔ اس کی کامیابی سے اسلام دشمن قوتوں کو تو فائدہ ہوگا۔ اور اگر ہم نے اس نظریہ کی خطرناکی کا پیش بینی کے ساتھ ادراک نہ کیا تو نہ صرف ہمارا اسلامی تشخص ختم ہو جائے گا بلکہ وجود بھی خطرہ میں پڑ جائے گا۔ ملک معراج خالد جیسے دانشور اور لادینی قوتوں کے حکومتی مددگار تو کل موجود نہ ہونگے لیکن قوم کو صدیوں تک اس کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔

اسی عنوان میں ملک صاحب کے ایک ذاتی حال کی وضاحت بھی اہم معلوم ہوتی ہے۔
ایک سوال کے جواب میں کہ انہیں کسی بات پر رونا آتا ہے؟ کہا کہ میں جب حضرت امام حسینؓ کا آخری وقت یاد کرتا ہوں اوران کی شہادت کا ذکر سنتا ہوں تو روئے بغیر نہیں رہ سکتا"۔

کاش ملک صاحب حضرت حسینؓ کے اس کاز کی طرف بھی متوجہ ہوتے جسکی پاداش میں انہیں کسمپرسی کی حالت میں شہید کیا گیا۔ ان کا کاز لادینیت کے خلاف سینہ سپر ہو جانا تھا اگرچہ سیکوالرزم کی موجودہ اصطلاح کا اسوقت کوئی وجود نہیں تھا لیکن عوامل سب وہی تھے جو لادینیت کا خاصا ہیں حضرت حسینؓ نے انسانیت کے اس اجتماعی نصب العین اور ایجنڈے کی حفاظت کیلئے کوچ کیا جسے عظیم محسن انسانیت ﷺ اور انکے نانا نے امت کے حوالے کیا تھا اور جسے مٹھی بھر مفاد پرست ٹولے نے اپنی ذاتی اغراض وخواہشات کی تکمیل کے لئے یرغمال بنالیا تھا۔ کیا اس ٹولے نے حضرت حسینؓ کی اپنے نانا جن کی بعثت کو خالق کائنات نے مومنین کیلئے دائمی احسان اور تمام عالم کیلئے سراپا رحمت قرار دیا تھا کے ساتھ نسبت کا ذرا بھی خیال رکھا یہ تو وہ گھرانہ تھا جسکے ذریعے سسکتی ہوئی انسانیت کو عزت وآبرو کے ساتھ جینے کا قرینہ سکھایا گیا اور حقوق کا ایسا چارٹر عطا کیا گیا جس میں قیامت تک کمی بیشی نہیں ہوسکتی کیا وہ اس سلوک کے مستحق تھے جوان کے ساتھ کیا گیا یہی تو لادینیت تھی اگر اس وقت لادینیت کی حکومت نہ ہوتی تو حضرت حسینؓ کو سروں پر اٹھایا جاتا اور آنکھوں میں بسایا جاتا کیونکہ وہ اپنے نانا اور ان کے لائے ہوئے دین کے وارث تھے وہ لادینی عناصر ہی ہوسکتے تھے۔ جنہوں نے آپ کی اس قدر انسانیت سوز ناقدری کی۔ معرکہ کربلا لادینیت کے خلاف جہادِ حسینؓ کی چشم کشا مزاحمت کا روشن باب اور یزیدیت لادینیت کی ایسی تاریک علامت بن گئے ہیں کہ حسینیت اور یزیدیت آج بھی نبرد آزما ہیں اور نہ معلوم اسلام کو زندہ اور دینیت کو قائم رکھنے کے لئے کتنی اور کربلائیں برپا ہونگی۔ آج کے یزید اور ان کے ہم نوا ایسی ہی حسینی مزاحمت کو دہشت گردی کا نام دے رہے ہیں اور ہم ضمیر کی کشمکش سے بے نیاز بالکل بے حس ہو چکے ہیں۔ ملک معراج خالد شہادت حسینؓ کے فلسفہ کو بھی سمجھنے کی کوشش

کریں پھر اس تناظر میں ان کی بے مثال قربانی کی سمجھنا زیادہ معنی خیز اور حقیقت آشنا ہوگا اور لادینیت کی حقیقت بھی کھل جائیگی کہ وہ اصل میں یزیدیت ہی ہے اور اس کا پرچار درحقیقت یزیدیت کا پرچار ہے۔

2۔ ''اقوام متحدہ کا چارٹر اسلام کے عین مطابق ہے اور اسلام کی ازلی اور ابدی قدروں کی عکاسی کرتا ہے تو اس لیئے اس کے مطابق جینے کا پروگرام بنانا سیکولرازم یا لادینیت نہیں ہے بلکہ انسانیت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ انسانیت کی معراج ہے۔۔۔۔۔۔اقوام متحدہ کے یونیورسل ڈیکلریشن میں کوئی مولوی کسی بھی چیز کا اضافہ کر کے نہیں دکھا سکتے''۔

مندرجہ بالا خیالات ایک خالصتاً سیاسی ذہن کی عکاسی کرتے ہیں جن کا فہم اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں انکی حیثیت زیادہ سے زیادہ ایک سیاسی بیان کی ہے جو اقوام متحدہ کے یوم تاسیس پر روائتی انداز میں محض تکلفاً دیا جاتا ہے۔ یونیورسل ڈیکلریشن کو عین اسلام قرار دینا ایک دھوکہ اور نفاق کی علامت ہے اور مولوی پر طعن کرنا کہ وہ اس میں کسی چیز کا اضافہ کر کے نہیں دکھا سکتے۔ بے موقع اور لایعنی بات ہے جو اسلام اور شعائرِ اسلام کی توہین ہے اور یہی لادینی ذہنیت ہے۔

اگر ملک صاحب کے نزدیک اقوام متحدہ کا چارٹر عین اسلام ہے اور اسلام کی ازلی اور ابدی قدروں کا عکس کامل ہے تو پھر اس میں مولوی کے اضافے کے کیا معنی؟ مولوی کا تو ایمان ہے کہ اسلام دینِ کامل ہے یقیناً وہ اس میں کسی اضافے کی جسارت کا تصور نہیں کر سکتا اور یہ بھی اسکا ایمان ہے کہ اسلام کے بالمقابل کوئی دوسرا ضابطہ یا چارٹر عین اسلام نہیں ہوسکتا لہٰذا اس کے کیلئے اسلام ہی کافی ہے اور براہِ راست اسی کی طرف راہنمائی حاصل کرنے کیلئے رجوع کرنا اسکے عقیدے کی بنیاد ہے اس کے قلب وروح کی کشش اسلام کی طرف ہے یونیورسل ڈیکلریشن اس کیلئے لائق توجہ نہیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ ملک صاحب اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کی دفعات کو جنہیں وہ عین اسلامی قرار دے رہے ہیں نہ کبھی زبانی سنا سکتے ہیں نہ گنا سکتے ہیں لیکن ان

کے مقابلے میں ہمارا مولوی تمام جملہ حقوق کے اسلامی چارٹر کی قرآنی آیات صحیح متن کے ساتھ فرفر زبانی سنا دیگا یہی اس کی صداقت وامانت ودیانت کا ثبوت ہے۔

مناسب ہوتا ملک صاحب دلائل سے ثابت کرتے کہ کس طرح اقوام متحدہ کا یونیورسل ڈیکلریشن عین اسلامی۔ اسلامی اقدار کا عکاس اور انسانیت کی معراج ہے حالانکہ اٹل حقیقت یہ ہے کہ اس چارٹر نے تیسری دنیا کے غریب وکمزور انسانوں کے مصائب میں اضافہ اور ان کے حقوق کی پامالی میں نہایت ہی قابل مذمت کردار ادا کیا ہے کیا یہ چارٹر ویت نام' فلسطین' کشمیر' افغانستان' عراق میں امریکہ کے انسانیت سوز طرز عمل کو روکنے میں کامیاب ہوسکا؟ کیا انسانیت کو سامراجیت کے شرمناک مظالم سے نجات مل گئی؟ کیا وہ تمام یونیورسل مقاصد حاصل ہو گئے جن کے حصول کے یہ چارٹر بنایا گیا تھا؟ معلوم نہیں ملک معراج خالد کی دیدہ ور آنکھوں نے انسانیت کی کونسی معراج کو اس چارٹر کے نتیجے میں عمل بر پا ہوتے دیکھ لیا ہے اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ملک صاحب کس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرر ہے ہیں۔

کسی بھی ضابطہ عقد وحل کی کامیابی کی پیائش اس کے ٹھوس عملی نتائج سے کی جاتی ہے ہماری تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے ضوابط حقوق انسانی نے انسانیت کی معراج کے کس قدر روشن نقوش مرتب کیئے جن سے رنگ ونسل۔ غلام وآقا اور حاکم ومحکوم کے صدیوں پرانے بت پاش پاش ہو گئے اور قلب ونظر میں ایسے انقلابات برپا ہوئے کہ غیروں کی نظریں بھی جھک گئیں۔ لیکن اس کے برعکس اقوام متحدہ نے آج تک انسانیت کی معراج کا کوئی بھی ایسا مقصد حاصل نہیں کیا جس پر انسانیت فخر کر سکے۔ ہاں ہمیں چاروں اطراف مظلوم انسانیت اقوام متحدہ کا ماتم کرتی ضرور نظر آتی ہے جو ملک معراج خالد کو نہیں آتی۔ اسلام تو نام ہی حقوق کی پاسداری کا ہے اس کی اقوام متحدہ کے ڈیکلریشن سے کیا نسبت۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ملک صاحب مغربیت سے اس قدر مرعوب ہیں کہ نوع انسانی کے تقدس احترام کے تحفظ کے ضامن اللہ تعالیٰ کے مرتب کردہ حقوق کا کھل کر براہ راست اظہار کرنے کی ہمت نہیں رکھتے؟ بلکہ انہیں اقوام متحدہ کے یورنیورسل ڈیکلریشن

کے تابع کرنے کا تاثر دیتے نظر آتے ہیں۔ اسلامی حقوق انسانی خالق کائنات کی تخلیق ہیں ان میں سے شرف آدمیت‘ احترام انسانیت‘ عدل و مساوات اور احتساب کے پہلوؤں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور ان کی عملداری کی بنیاد خوف و اطاعت الٰہی پر رکھی گئی ہے کوئی ان کو ویٹو نہیں کر سکتا۔ لیکن اقوام متحدہ کے حقوق انسانی استحصالی قوتوں نے اپنے مفادات کے تحفظ‘ بلیک میلنگ اور اجارہ داری کے لئے مرتب کئے ہیں جن کے ذریعے وہ سامراجی مقاصد حاصل کرتی ہیں۔ اگر یہ حقوق یونیورسل ہیں اور ان پر سب کا حق برابر ہے تو پھر چند قوتوں کو ویٹو پاور دینے کے کیا معنی؟ کیا یہ استحصالی حربہ نہیں ہے۔ یونیورسل ڈیکلریشن قوموں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرتا ہے اور آزادی کی جدوجہد کو جائز قرار دیتا ہے۔ کشمیر کے بارے میں اس حق کو قراردادوں کے ذریعے قانوناً قبول کیا گیا ہے لیکن اب یہی اقوام متحدہ اپنے ہی ڈیکلریشن کے مطابق پاس کی ہوئی قراردوں کو پرانی کہہ کر مسترد کر رہی ہے اور آزادی کی جدوجہد کو دہشت گردی قرار دے رہی ہے۔ کیا یہ طرز عمل اسلامی ہے اور اسلام کی ازلی اور ابدی قدروں کی عکاسی کرتا ہے؟ کیا ملک معراج خالد کے نزدیک یہی معراج انسانیت ہے؟ کیا اسلامی حقوق کے بارے کوئی ادنیٰ سی مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی ایک حق کو محض پرانا قرار دیکر مسترد کر دیا گیا ہو یا اسے توڑا مروڑا گیا ہو؟ اسلامی اقدار تو مستقل ہیں اور کسی کو حق نہیں کہ ان میں کسی قسم کا معمولی ردوبدل بھی سکے۔ علاوہ ازیں یونیورسل ڈیکلریشن کے ذیل میں مغربی معاشرہ میں جو انسانی حقوق مرتب ہوئے ہیں انہوں نے انسانی معاشرت کی وہ دھجیاں اڑائی ہیں کہ شرف انسانی پارہ پارہ ہو کر رہ گیا ہے کیونکہ اسلام کی طرح یہاں احتساب کا کوئی تصور نہیں اور ان کی بنیاد خوف و اطاعت الٰہی پر نہیں بلکہ خواہشات کے نفسانی جذبوں کی زیادہ سے زیادہ تکمیل پر رکھی گئی ہے کیا اس فرق کے ساتھ بھی ملک معراج خالد کا یہ اصرار ہے کہ اقوام متحدہ کا یونیورسل ڈیکلریشن عین اسلامی ہے اور اس کے مطابق جینے کا پروگرام بنانا سیکولرازم یا لادینیت نہیں بلکہ انسانیت ہے۔

ہم یہاں اسلامی حقوق انسانیت کی صرف ایک مختصر کلاز پیش کرتے ہے اور چیلنج کرتے

ہیں کہ ملک صاحب پورے یونیورسل ڈیکلریشن کا اس سے موازنہ کرلیں اور دیکھ لیں کہ کس کا پلڑہ بھاری ہے۔

''کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے کی جان' مال اور عزت وآبرو محفوظ نہ ہو''۔

ہماری آخری عرض ہے کہ ایمان وایقان کے تقاضے کے مطابق ملک صاحب اسلام کو اسلام ہی میں تلاش کریں وہ انہیں سیکولرازم یا اقوام متحدہ کے یونیورسل ڈیکلریشن میں نہیں ملے گا کیونکہ اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔

3) ''مدرسوں میں اصلی اسلام نہیں پڑھایا جاتا''

اگر ملک معراج خالد کے بقول مدرسوں میں اصلی اسلام نہیں پڑھایا جاتا تو کیا اصلی اسلام آکسفورڈ یا ہارورڈ یونیورسٹی میں پڑھایا جاتا ہے؟

ملک صاحب کی اصلی اسلام سے کیا مراد ہے؟ ان کا فہم اسلام کیا ہے؟ کیا وہ کسی سند سے اسلام کی تشریح کی کوئی اتھارٹی رکھتے ہیں اگر نہیں رکھتے اور یقیناً نہیں رکھتے تو پھر ان کو ایسی معاندانہ اور متعصّبانہ رائے زنی کا کوئی حق نہیں وہ حقائق کو شعوری طور پر جان بوجھ کر توڑ مروڑ رہے ہیں۔ بے سند بات انسانی شرف ووقار کے منافی ہوتی ہے۔

مدارس اسلامیہ صدیوں سے دینی تعلیم کے فریضے کو اخلاص اور بے لوثگی سے پورا کررہے ہیں اور ان مدارس سے اب تک لاکھوں طلباء علمی اسناد حاصل کرچکے ہیں۔ یہ مدارس علوم نبوت کی اشاعت وترویج کے مراکز ہیں ان کے وجود سے دین محفوظ چلا آرہا ہے۔ گورنمنٹ کے بجٹ کے بغیر ملکی خواندگی کی 40 فیصد ضروریات انہی مدارس سے پوری ہورہی ہیں۔ یہ مدارس نہ صرف دینی تعلیم بلکہ اخلاقی تربیت کے بھی مراکز ہیں۔ یہ قوم کے محسن ہیں ان پر اللہ تعالی کی رحمت ہے۔ ملک صاحب نے ان مقدس مراکز۔ اساتذہ کرام اور دینی طلباء کی توہین کی ہے۔

4۔ ''صوفی کا دین مولوی کے دین کے برعکس ہے۔ ہم مولویوں کی ہاتھوں میں یرغمال ہیں''۔

یہاں بھی ملک صاحب نے مولوی کے ساتھ بغض کی وجہ سے ٹھوکر کھائی ہے۔ اصلی صوفی وہ ہے جو قرآن سنت کا پابند ہے اور طریقت کو شریعت کے برعکس تناظر میں نہیں دیکھتا اس صورت میں صوفی کا دین مولوی کے دین کے برعکس ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ویسے بھی سند مولوی ہی کے دین کی ہے اکثر صوفیاء قرآن وسنت کے تعلیم یافتہ اور پابند ہونے کی وجہ سے مولوی ہی تھے۔ لہٰذا وہ کسی قسم کے تضاد سے مبرا تھے۔ باقی بعض صوفیاء کے احوال سے جو اختلاف کا شبہ ہوتا ہے وہ مبادی دین میں نہیں بلکہ وہ انکے بعض ذاتی مشاہدات ومحسوسات تک محدود ہے۔ نہ وہ مولوی کیلئے حجت ہیں نہ کسی عامی مسلمان کیلئے۔ اصل حجت قرآن وسنت ہی ہے۔

ملک صاحب کا یہ اعتراض کہ ہم مولویوں کے ہاتھوں یرغمال ہیں تعجب خیز ہے۔ وہ بھول رہے ہیں کہ وہ تو گھر میں گندگی صاف کرنیوالی بھنگن کے ہاتھوں میں بھی یرغمال ہیں آخر مولویوں ہی سے کیوں شکوہ۔ ہر آدمی ایک وقت میں بھنگی۔ بڑھئی۔ لوہار۔ درزی۔ حجام۔ سیاستدان اور مولوی نہیں ہوسکتا۔ اگر مولویوں سے نجات حاصل کرنی ہے تو ضروریاتِ دین سیکھنے میں خود کفیل ہو جایئے وہ تو سیکھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔

5۔ ''غیر مسلموں کے حق میں نہیں دعا نہیں کی جاتی''

ملک صاحب کا یہ اعتراض بھی ان کی لاعلمی کی وجہ سے ہے۔ غیر مسلموں کے حق میں عمومی دعا تو کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے اور ایمان اختیار کرنے کی توفیق دے۔ اس سے عظیم دعا اور کیا ہوسکتی ہے؟ لیکن اگر وہ اپنے کفر اور شرک پر اڑے رہیں تو پھر ملک صاحب ان کیلئے کونسی خصوصی دعا تجویز کرنا چاہتے ہیں اس کی وضاحت کر دیتے تو اچھا ہوتا۔ ملک صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام علیکم بھی ایک دعا ہے اور یہ صرف اور صرف اہلِ ایمان کیلئے مخصوص ہے غیر مسلموں کو اسلام علیکم کہنا جائز نہیں۔ اگر غیر مسلموں پر ناحق ظلم ہو رہا ہو تو انسانیت کے ناطے ان سے اظہارِ ہمدردی اور ظلم کے تدارک کیلئے کوشش اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے اس سے کون انکار کرتا ہے۔ لیکن ملک صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام کی رو سے مسلموں اور غیر مسلموں کے کچھ امتیازی حقوق بھی ہیں جیسا کہ اللہ کی رحمت کی دعا صرف مسلمان کیلئے کی جاسکتی

ہے غیر مسلم کیلئے نہیں۔ان کو گڈمڈ نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مواقع پر واضح فرمایا ہے کہ اندھا اور دیکھنے والا یعنی صاحبِ ایمان اور کافر کبھی برابر نہیں ہو سکتے اسلام نے ان کے معاشرتی حقوق کو تسلیم کیا ہے وہ ان کا حق ہے۔جس کے وہ حقدار نہیں ملک صاحب اس کا تقاضا نہ کریں اپنے سیاسی فکر کو دین پر مت تھوپیں۔

6۔ ''کشمیر میں آزادی کی جدوجہد ہو رہی ہے اسے جہاد کا رنگ نہ دیا جائے''

اہلِ کشمیر کی جدوجہد ابتداء میں آزادی کیلئے ہی تھی لیکن بھارتی فوج کی تعیناتی کے بعد اس کی وسیع پیمانے پر وحشت و بربریت۔قتل و غارت۔عصمت دری اور غیر انسانی مظالم کی انتہا کے نتیجے میں اب یہ جدوجہد بقاو تحفظ کی صورت اختیار کر گئی ہے بھارتی مظالم صرف اس وجہ سے ہیں کہ کشمیری مسلمان ہیں لہٰذا اس مسلم کش جارحانہ رویے کے خلاف مجاہدین کشمیر کی دفاعی جدوجہد عین جہاد ہے۔

ملک صاحب کے مندرجہ بالا خیالات ان کے سیکولر ذہن کی عکاسی کرتے ہیں جو ہماری اسلامی اقدار اور دینی روح کے سراسر منافی ہیں۔یہ دنیا نظریاتی دنیا ہے ہر قوم کسی نہ کسی نظریہ سے وابستہ ہے اور اسی کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالی ہوئی ہے کیا وجہ ہے ملک صاحب نے اپنے مذکورہ انٹرویو میں کفریہ لابیوں کے ایجنڈے کی کھلم کھلا وکالت کر کے ان کے پروپیگنڈے کو تقویت دی ہے اور مسلم امہ اور پاکستان کے وجود و بقا کی بنیاد جس نظریہ سے وابستگی پر منحصر ہے اس کے حق میں ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ ہی انہوں نے دینی اقدار و روایات کے منافی رویوں پر اظہار افسوس کیا ہے۔حضرت حسینؓ اپنے نظریے کی پاسداری کیلئے وقت کی سیکولر قوتوں سے نبرد آزما ہوئے اس وقت بھی اسلامی اقدار (دینیت) کو اپنوں سے خطرہ تھا اور آج بھی اس سے کہیں زیادہ اپنوں ہی سے خطرہ ہے جو کفر کے ہر نظریے کی تعریف اور اسلام کیلئے معذرت خواہی پر کمر باندھے ہوئے ہیں۔کسی قوم کی اس سے زیادہ اور کیا پستی ہوگی کہ وہ اپنے نظریے کی حفاظت میں کوتاہی پر اتر آئے۔

7 ستمبر 1999ء

تحریک ردپرویزیت کا

آغاز

امیر تحریک مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

کا

فرزندانِ توحید کے نام پیغام

یہ پیغام ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء کو چنیوٹ میں منعقدہ عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' کے موقع پر دیا گیا اور اکابرین علماء کی تائید سے تحریک ردپرویزیت کا آغاز ہوا۔

اس پیغام کا کچھ حصہ روزنامہ نوائے وقت کی اشاعت مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔

تحریک رد پرویزیت کا آغاز

۷ ستمبر پاکستان کی اسلامی تاریخ کا وہ روشن دن ہے جس دن صدیقیت کا علم بلند کرتے ہوئے فدایان ختم نبوت نے استعمار قادیانیت کی کمر توڑ دی اور ربوہ میں اس کی مرکزیت کا شیرازہ بکھیر دیا۔

میں سلام کرتا ہوں ان اکابرین کو جن کی طویل جدوجہد نے اس تاریخی دن کو زندہ جاوید کر دیا۔ میں سلام کرتا ہوں کہ امیر شریعت کی ندائے جہاد کو جس نے ایوانان قادیانیت کو لرزہ براندام کر دیا۔ میں سلام کرتا ہوں ان شہیدوں کو جنہوں نے تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کو اپنے خون سے رنگین کر دیا۔ میں سلام کرتا ہوں ان غازیوں کو جنہوں نے فضائے کائنات کو دعویٰ رسول ﷺ "لا نبی بعدی" کی صداؤں سے معمور کر دیا۔ میں سلام کرتا ہوں ان مجاہدین کو جنہوں نے "انا خاتم النبین" کی ضربات سے قادیانیت کو محصور کر دیا۔ میں سلام کرتا ہوں آپ کو جنہوں نے قادیانی گڑھ کو آج گڑھا کر دیا اور میں سلام کرتا ہوں اپنی قیادت کو جس نے ۷ ستمبر کو آج یہاں برپا کر دیا۔ اور میں پھر سلام کرتا ہوں اپنی قیادت کو جس نے ربوہ کو چناب نگر کر دیا۔

لیکن دجالیت اور کذابیت کے خلاف جہاد صدیقی ابھی ختم نہیں ہوا۔ ترکش میں بے شمار تیر، اب بھی باقی ہیں۔ جن سے سینہ ناموس رسالت ﷺ کو چھلنی کیا جا رہا ہے۔ قرآن کو ہاتھوں میں لے کر عظمت رسول ﷺ کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ فرامین نبوت ﷺ کا کھلے عام استہزاء کیا جا رہا ہے۔ شریعت محمدی ﷺ کو بدلنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اطاعت رسول ﷺ کو رسول کی نہیں بلکہ مرکز ملت یعنی گورنمنٹ کی اطاعت کا نام دیا جا رہا ہے۔ اللہ سے مراد اللہ نہیں بلکہ قوانین خداوندی یا قوانین فطرت مراد لیے جا رہے ہیں۔ نمازوں کی تعداد تین بتائی جا رہی ہے۔ رکعات اور اوقات نماز اور نصاب زکوۃ کو قابل تبدیل قرار دیا جا رہا ہے۔ عمل تواتر و تسلسل سے ثابت شدہ عبادات کی دینی حجیت سے انکار کیا جا رہا ہے۔ احادیث رسول ﷺ

کو عجمی سازش قرار دیا جارہا ہے۔ معجزات رسول ﷺ کی تکفیر کی جارہی ہے۔ قرآنی حقائق کو عقل ناقص کی کسوٹی پر جھٹلایا جارہا ہے۔ قربانی کو قومی زیاں کا نام دیا جارہا ہے۔ حج کو عبادت نہیں بلکہ کنونیشن سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ جنت و دوزخ کے وجود کا انکار کر کے انہیں صرف اعمال کے نتائج قرار دیا جارہا ہے۔ فرشتوں کو فطرت کی قوتیں قرار دے کر ان کے وجود ملائکیت سے انکار کیا جارہا ہے۔ جنات کو ایک الگ مخلوق نہیں بلکہ دیہاتوں میں بسنے والے انسانوں کی ایک قسم قرار دیا جارہا ہے۔ تخلیق آدم کی نفی کر کے قصہ آدم کو حقیقی نہیں بلکہ تمثیلی ثابت کیا جارہا ہے۔ آدم کو ایک فرد نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی ملت سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ انسان کی تخلیق کو قدرت آلٰہیہ کا نہیں بلکہ مادے کے خود ارتقائی عمل کا نتیجہ قرار دیا جارہا ہے۔ اسلام کے معاشی نظام کو اشتراکیت کا معاشی نظام ثابت کیا جارہا ہے۔ علماء کو ملاں اور سائنسدانوں کو علماء کا نام دیا جارہا ہے۔ جو ان تحریفات وتاویلات کا انکار کرے اسے اسلام سے گمراہ قرار دیا جارہا ہے۔ پوری امت مسلمہ ان افکار ونظریات کی روشنی میں اسلام سے خارج قرار دے دی گئی ہے۔۔۔۔۔

یہ ہے دین حق کے خلاف استعمار کی دوسری سازش۔ قادیانیت کا دوسرا روپ پرویزیت۔ غلام احمد قادیانی کے بعد دوسرا غلام استعمار۔ برٹش انڈین سول سروس کا ملازم اور سرکار انگریز کا نمک خوار غلام احمد پرویز۔ تاریخ اپنے آپ کو پھر دہرارہی ہے۔ رسالت سرور کائنات ﷺ ایک دفعہ پھر باطل والحاد کی یلغار سے دوچار ہے۔ غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کا انکار کیا اور غلام احمد پرویز نے فرمان نبوت کی حجیت کا۔ ان دونوں غلاموں کے افکار کا محور ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے جناب رسالت مآب ﷺ کا مقام اور ان کی نبوت ورسالت کی تشریعی حیثیت اور ان کا لازمی نتیجہ بھی ایک ہے کہ امت مسلمہ کی مرکزیت ختم ہو جائے اور دین محمد ﷺ کا شیرازہ بکھر جائے۔

گلبرگ لاہور کا بزم طلوع اسلام جو غلام احمد پرویز کی دجالیت کا علمبردار ہے، پاکستان کے کونے کونے اور پاکستان سے باہر بڑے ملکوں کے بڑے شہروں میں اپنے سینکڑوں مراکز قائم

کر چکا ہے۔ جن میں جدید ترین ابلاغ عامہ کی سہولیات کو استعمال میں لا کر دین سے ناواقف عامۃ المسلمین کو اسلام کے نام پر اسلام سے گمراہ کیا جا رہا ہے۔ تعلیمی اداروں کے پروفیسر حضرات' دانشور، صحافی، وکلاء، عدلیہ کی شخصیات، سیاستدان، بیورکریٹس، عسکری عہدیدار اور بیشتر ارباب اختیار پرویزیت کا شکار ہو چکے ہیں اور بزم طلوع اسلام کے آلہ کار بن کر پرویزیت کی اشاعت وترویج کے ذریعے کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ ''لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' کی اساس پر قائم ہونے والے اس ملک پاکستان کے ساتھ اندر ہی اندر کیا کیا جا رہا ہے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد قادیانیت نے اہم اداروں پر قبضہ کر لیا تھا اور اب پرویزیت نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ اوپر کی سطح پر دجالیت کو وسیع پیمانے پر پھیلایا جا رہا ہے۔ احادیث وسنن رسول ﷺ جو قرآن پاک کی علمی وعملی تشریح وتفسیر ہیں اور دین کا جزو لاینفک ہیں، کو تنقید اور استہزاء کا نشانہ بنا کر اور ان کی اہمیت وحیثیت سے انکار کر کے مقام مصطفیٰ ﷺ اور عظمت رسول ﷺ کے خلاف ایک محاذ بنا دیا گیا ہے۔ جس کی سرپرستی کفر والحاد کی بیرونی لابیاں اور ان کے پاکستانی ایجنٹ جو نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار ہیں۔ اور این جی اوز (غیر سرکاری ادارے) کے بطور ملک میں سرگرم عمل ہیں، کر رہے ہیں اور پرویزیت کی علمبردار بزم طلوع اسلام ان میں سرفہرست ہے۔

آج ہم پھر ایک دوراہے پر کھڑے ہیں اور حیران ہیں کہ کفر کی لابیاں کیا کیا بھیس بدل کر ہمارے دینی واسلامی تشخص کو ختم کرنے کی درپے ہیں اور ارباب اختیار ان کے سامنے غلامانہ ہاتھ باندھے بےبس وبےاختیار ہیں اور ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ قادیانیت اپنے انجام کو پہنچ چکی۔ میں سلام کرتا ہوں اپنے اکابرین اور اسلاف واخلاف کو جنہوں نے منزل تک پہنچنے کے لئے اپنے خون وپسینہ کی قربانیاں دیں۔ ۷ ستمبر کی اس فضا میں، میں آج بھی ان کی خوشبو کو پاتا ہوں۔ جس میں پیغام ہے دجالیت کے خلاف کھلے جہاد کا اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے سر پر کفن باندھ کر میدان عمل میں آنے کا۔ ناموس رسالت ﷺ آج پھر کسی امیر شریعت کی للکار کی منتظر ہے کہ وہ اٹھے اور پرویزی دجالیت کے خلاف اعلان جہاد کر دے۔ اسے پھر کسی

۷ستمبر کا انتظار ہے کہ قادیانیت کی طرح دشمن رسالت پرویزیت کو بھی کیفر کردار تک پہنچا کر اس کی بساط لپیٹ دی جائے۔ ہر کامیابی، قربانی کا تقاضا کرتی ہے۔ ہر دعویٰ محبت رسول ﷺ جھوٹا ہے، اگر وہ جذبہ قربانی سے خالی ہے۔

میں دعوت دیتا ہوں انٹرنیشنل ختم نبوت کی قیادت کو، معزز علمائے کرام کو، محبت رسول ﷺ سے سرشار عوام کو کہ بزم طلوع اسلام جو غلام احمد پرویز کے باطل وملحدانہ افکار ونظریات کے وسیع پیمانے پر پرچار کے ذریعے عالمگیر سطح پر مسلمانوں کو گمراہ کر رہی ہے اور دین واسلام کا مسخ شدہ نقشہ پیش کر رہی ہے، جس کی بنیاد قرآن پاک کی معنوی تحریف اور حدیث وسنت رسول ﷺ کے انکار پر رکھی گئی ہے، کے خلاف عملی جہاد کا اعلان کریں اور مسلمانوں کو الحاد وزندقہ اور پرویزی کفریات سے بچائیں تاکہ اسلام کو کمزور کرنے کی خارجی سازشیں اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ ہم نے کویت گورنمنٹ، امام حرمین شریفین الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، سابق مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن بازؒ اور پاک وہند، بنگلہ دیش، امارات سے غلام احمد پرویز کے خلاف کفر وارتداد کے فتاویٰ حاصل کیے ہیں جو ہماری جدوجہد کی شرعی سند ہیں۔ اس فتنہ کو عملی طور پر ختم کرنے کے لئے جہادی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس سے دین اور ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت ہوسکتی ہے۔

۱) موجودہ مفتی اعظم سعودی عرب عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ نے بھی پرویز کے خلاف تحریری فتویٰ دے دیا ہے۔

۲) یہ پیغام ۷ستمبر ۱۹۹۹ء کو چنیوٹ میں منعقدہ عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' کے موقع پر دیا گیا اور اکابرین علماء کی تائید سے تحریک ردِ پرویزیت کا آغاز ہوا۔

۳) اس پیغام کا کچھ حصہ روزنامہ نوائے وقت کی اشاعت مورخہ ۸ستمبر ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔

آیئے ۷ستمبر کے اس تاریخ ساز دن سے قادیانیت کی دوسری شاخ پرویزیت کے

خاتمہ کے لئے تحریک رد پرویزیت کا آغاز کریں اور اپنے اللہ کے حضور سرخرو ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

داعی

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

مرکزی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ۔کویت

ونائب عالمی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ۔

امیر تحریک رد پرویزیت

فتنہ پرویزیت

کے خلاف

اشتہار

منجانب:

تحریک رد پرویزیت

روزنامہ نوائے وقت لاہور

14 اگست 1999ء

روزنامہ اوصاف اسلام آباد

28 اگست 1999ء

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی
تحریک رد پرویزیت کا مطالبہ

پرویزیوں کو قادیانیوں کی طرح سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کے نظریہ پر قائم ہونے والے پاکستان میں آج پرویزی اور قادیانی لابیاں استعماری ایجنٹوں
کے اشاروں پر نظریہ پاکستان کی سرحدات پر حملہ آور ہیں۔ عظمت رسول ﷺ اور مقام مصطفی ﷺ کو عوام کے
دلوں سے ختم کرنے کے لئے منکرین فرمان نبوت (پرویزی) اور منکرین ختم نبوت (قادیانی) اپنے باطل ملحدانہ نظریات سے اسلام
کو مسخ کر کے پیش کر رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ اکی اسلام اور پاکستان کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ یہ سب اصل دین اسلام
اور شریعت محمدی جس پر امت چودہ سو برس سے متفق چلی آ رہی ہے خائف ہیں۔ لہذا
مسلمانان پاکستان اس سازش سے ہوشیار رہیں

مفتیان عالم اسلام علماء کرام اسلامی سکالرز دینی اداروں اور ہر مکتبہ فکر کے اہل الرائے یہ متفقہ فتوی دے چکے ہیں کہ

"پرویزی اور قادیانی کافر و مرتد ہیں"

اور اب پھر پاکستان میں ان دو کافر ٹولوں کے خطرے کو دوبارہ محسوس کرتے ہوئے پورے عالم اسلام نے ان کے کفر و ارتداد پر اجماع قائم کیا ہے تا کہ اسلامیان پاکستان اپنے ایمان کی حفاظت اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کا اہتمام کر سکیں۔

کویت اور سعودی عرب کا سرکاری فیصلہ

حکومت کویت کے سرکاری اور سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز کے فتاوی کے بعد امام کعبہ فضیلت الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل جو کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف کے نگران اعلی بھی ہیں نے بھی غلام احمد پرویز اور اس کی متبعین کو کافر قرار دے دیا ہے۔

امام حرم کعبہ مسجد حرام مکہ مکرمہ کے فتوی کا اردو متن ان کے اپنے تصدیق شدہ دستخطوں کے ساتھ درج ذیل ہے۔ "طلوع اسلام نامی تنظیم جو "طلوع اسلام" کے نام سے ایک رسالہ بھی نکال رہی ہے اپنی گمراہ پیشوا غلام احمد پرویز کی طرف منسوب ہے یہ شخص حجیت حدیث، معجزات، عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کا جو نماز، زکوۃ، حج، جنت اور دوزخ سے متعلق ہیں انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین جو کہ مذکورہ بالا عقائد پر ہیں کافر ہیں اس حکم میں یہ لوگ قادیانیت کی طرح ملت اسلامیہ سے خارج ہیں ہمیں اس بات کا دلی رنج اور دکھ ہے کہ یہ دونوں فرقے پرویزی اور قادیانی اپنے کفریہ نظریات پھیلانے کیلئے مصروف عمل ہیں۔

نگران اعلی و امام و خطیب مسجد حرام و مسجد نبوی شریف محمد بن عبداللہ السبیل

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل دینی اور حسی اسلامی اداروں اور تنظیموں نے بھی طلوع اسلام کے غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کے کفر و ارتداد کو پر اجماع کیا ہے اور فردا فردا فتاوی صادر کئے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، تحریک رد پرویزیت، مجلس احترام اسلام، وفاق المدارس عربیہ (بشمول جامعات، دار العلوم و مدارس) تنظیم مدارت اہل سنت (بشمول جامعات، دار العلوم و مدارس) دار الدعوۃ السلفیہ، جمعیت العلماء اسلام (فضل الرحمان و سمیع الحق گروپ) جمعیت اتحاد العلماء پاکستان، جماعت اسلامی، مجمع علماء پاکستان (نورانی و نیازی گروپ) ادارہ منہاج القرآن، جمعیت اہلحدیث، انجمن خدام الدین، تنظیم اسلامی، سپاہ صحابہ، جہاد الاسلامی، جمعیت اہلسنت والجماعت (امارات)، دعوۃ والارشاد (امارات)، ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد پاکستان، مجلس التشریع الاسلامی، ملی یکجہتی کونسل، سراج اسلامک اکیڈمیز، تحریک نفاذ شریعت، مجلس تحقیق الاسلامی، مجمع فقہ الاسلامی، متحدہ محاذ، یوتھ لیگ آف اسلامک نظریہ، تنظیم الاخوان، تنظیم اہلسنت والجماعت، دار الہدی (واشنگٹن)، متحدہ علماء کونسل، حقوق اہلسنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث، خدام اہلسنت، سپاہ اہلسنت، المسلمین، دار العلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، مظاہر العلوم انڈیا، جامعہ بنوریہ، جمعیت ہند۔

حکومت پاکستان سے مطالبہ

اجماع امت کے اس فیصلے کی روشنی میں حکومت پاکستان سرکاری طور پر قادیانیوں کی طرح پرویزیوں کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی غیر اسلامی سرگرمیوں اور گمراہ کن لٹریچر پر پابندی لگا کر امت مسلمہ کو ارتداد و کفر سے بچانے کا دینی فریضہ ادا کرے۔ علماء کرام اور داعیان اسلام سے بھی درخواست ہے کہ رد پرویزیت کی اس تحریک میں حصہ لیکر منکرین فرمان نبوت (منکرین حدیث) پرویزیوں کا عالمی سطح پر بھرپور تعاقب کریں تا کہ امت مسلمہ کو فتنہ پرویزیت سے بچایا جا سکے اور ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔

منجانب

فضیلتہ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی، عالمی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ مکہ مکرمہ

(مولانا) ڈاکٹر احمد علی سراج نائب امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت

(مولانا) منظور احمد چنیوٹی ایم پی اے عالمی سیکرٹری جنرل انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ و امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

استاد الحدیث مولانا ڈاکٹر سعید عنایت اللہ مدرس حرم کعبہ عالمی ناظم نشر و اشاعت انٹرنیشنل نبوت موومنٹ

سرغنہ فتنہ پرویزیت کے بارے

امیر تنظیم اسلامی

جناب ڈاکٹر اسرار احمد

کی رائے

سرغنہ فتنہ پرویزیت کے بارے

امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد کی رائے

چوہدری غلام احمد پرویز اور ان کے سے خیالات وعقائد کے حامل لوگوں کے دائرہ اسلام میں شامل ودا خل رہنے یا خارج قرار پانے کا فیصلہ تو ظاہر ہے کہ یا تو مستند مفتی حضرات کر سکتے ہیں یا کوئی با اختیار عدالت یا کوئی دوسرا با اختیار حکومتی ادارہ کر سکتا ہے' تاہم میرے نزدیک اس امر میں ہرگز کوئی شک یا شبہ نہیں ہے کہ ان کے افکار وخیالات نہایت گمراہ کن اور قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کے منافی ہیں ـــــ پرویز صاحب سنت رسول اللہ ﷺ کو شریعت اسلامی کا مستقل اور دائمی ماخذ تسلیم نہیں کرتے بلکہ قرآن حکیم میں جہاں جہاں اطاعت رسول ﷺ کا حکم آیا ہے اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ یہ اطاعت آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ کے دوران آپ ﷺ کے "مرکز ملت" یعنی حاکم وقت ہونے کی حیثیت سے تھی' شریعت اسلامی کے مستقل ماخذ ہونے کی حیثیت سے نہیں! ـــــ پھر خود قرآن حکیم کی تفسیر وتاویل میں انہوں نے جس طرح مغربی تہذیب کے رجحانات کو داخل کرنے کی کوشش کی ہے وہ یقیناً معنوی تحریف کے دائرے میں' آتی ہے ـــــ غلام احمد پرویز تو دنیا سے جا چکے اور اپنے رب کے حضور پہنچ گئے' اللہ سے دعا ہے کہ جو لوگ ان کے گمراہ کن خیالات سے متاثر اور مسموم ہوئے ہیں انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پرویزیت

پر

مزید آراء

(i)

فتنہ پرویزیت

عبدالخالق بھٹی کویت

بزم طلوع اسلام کا بانی غلام احمد پرویز منکر حدیث کی حیثیت سے مذہبی حلقوں میں معروف ہے۔اس کی تحریک جو دور ایوب میں زوروں پر تھی اس وقت کے علمائے کرام کی جدوجہد سے مغلوب ہوگئی تھی اور ایک عرصہ تک خوابیدہ رہنے کے بعد اب دوبارہ منظم ہو کر ابھری ہے۔اس نے اپنا جال وسیع پیمانے پر اندرون اور بیرون ملک پھیلا دیا ہے اور جگہ جگہ اپنے مراکز قائم کر کے مسلمانوں میں گمراہی والحاد پھیلانے کے طے شدہ پروگرام پر سرگرم عمل ہے۔

غلام احمد پرویز کا لٹریچر' ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں وسیع پیمانے پر مسلمانوں میں تقسیم کی جارہی ہیں اور اپنے مراکز میں لوگوں کو اکٹھا کر کے پرویزی افکار و نظریات کی تبلیغ کا اہتمام منظم طور پر سرانجام دیا جارہا ہے۔

علاوہ ازیں قومی وثقافتی تہواروں کی آڑ میں اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں۔جن میں نوجوان طلباء اور دیگر متمول لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور مقتدر شخصیات کو مہمانان خصوصی کی حیثیت سے بلوا کر' ان کی سماجی' سیاسی اور سرکاری حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے۔ان اجتماعات میں پرویزی لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے اور پرویزی افکار اور پرویزی تحریک کا تعارف کروایا جاتا ہے۔انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعے پرویزی عزائم کو مزید وسعت حاصل ہوگئی ہے جس سے نئی نسل وسیع پیمانے پر پرویزی الحاد کا شکار ہورہی ہے۔پرویزیوں کی اس خطرناک یلغار اور سرگرمیوں کے پیش نظر کویت میں پاکستانی حلقوں کے معروف عالم دین اور اسکالر اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی صدر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے اسلام دشمن عزائم کو بے نقاب کرنے کے لئے بروقت قدم اٹھایا۔غلام احمد پرویز کی تحریوں کے

گمراہ کن اقتباسات اکٹھے کر کے ان کا عربی میں ترجمہ کروا کر وزارۃ الاوقاف شئون اسلامیہ کے دارالافتاء کو پیش کیا تا کہ وہ پرویز کے افکار ونظریات پر فتویٰ دے سکیں۔ چنانچہ وزارۃ اوقاف کویت نے علمائے کرام کی ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جس نے پرویزی تحریروں کا مکمل جائزہ لینے کے بعد غلام احمد پرویز کو کافر ومرتد قرار دیا اور اس کے پیروکاروں اور اس جیسے عقائد ونظریات رکھنے والوں کو بھی اس زمرہ میں شامل ہونے کا فتویٰ دیا۔ اس فتویٰ کی کویت کے عربی اخباروں میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی اور اداریے لکھے گئے۔ جس کے نتیجہ میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور ان کی تمام سرگرمیاں ختم ہوگئیں اور گورنمنٹ کویت کی طرف سے آئندہ ان کے لٹریچر پر پابندی لگا دی گئی۔ روزنامہ نوائے وقت' خبریں لاہور میں فتویٰ کویت کی خبریں مسلسل چھپتی رہیں۔

اس وقت امت مسلمہ نہایت ہی پرفتن دور سی گزر رہی ہے اور روز بروز نت نے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ جن کا مقصد مسلمانوں کو اپنے مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات میں ڈال کر انہیں انتشار کا شکار کر کے' ان کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔ پرویزیوں کی سرگرمیاں چونکہ ملکی اور غیر ملکی سطح پر بہت فعال ہو چکی ہیں اور جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال سے اسلام کے نام پر گمراہی کو تیزی سے پھیلایا جا رہا ہے۔ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس فتنہ کی بارے میں آگاہ کیا جائے تا کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کا اہتمام کر سکیں۔

(ii)

فتنہ پرویزیت

مولانا میر جمال رئیس دارالعوم اسلامیہ جمال آباد

بزم طلوع اسلام' حدیث رسول ﷺ اور مسلمہ حقائق قرآن کے منکرین کی ایک تنظیم ہے۔ جس کا بانی غلام احمد پرویز عصر حاضر کا معروف منکر حجیت حدیث رسول ﷺ ہے۔ جو اپنے گمراہ کن غیر اسلامی افکار و نظریات کی وجہ سے برصغیر کے تمام مکاتیب فکر کے علمائے کرام کی طرف سے کافر اور مرتد قرار دیا جا چکا ہے۔ اس شخص کی مختلف کتابوں میں اس کے جو افکار سامنے آئے ہیں' ان کے مطابق صلوٰۃ و زکوٰۃ' جن و ملائکہ' جنت و دوزخ' وجود آدم' اسراء و معراج رسول ﷺ' اطاعت رسول ﷺ' معجزات وغیرہ کے متعلق مسلم امہ کے متفقہ معروف و مروج تصورات اور مسلمہ حقائق قرآن کا یکسر انکار کیا گیا ہے۔ جو فی الحقیقت طریق رسول ﷺ کی مخالفت اور ضروریات دین کا کھلا انکار ہے۔ ان تحریروں میں احادیث کے متعلق پرویز کا لب ولہجہ انتہائی گستاخانہ اور استہزاء پر مبنی ہے جس کی نشان دہی علمائے حق نے فتنہ پرویزیت کے عنوان سے اپنی کتابوں میں کی ہے۔

ہمارے نزدیک بزم طلوع اسلام باطل والحاد وکفر اور درحقیقت مخالف اسلام افکار و نظریات کی اشاعت وترویج وتبلیغ کا ادارہ ہے۔ جو اسلام کے خلاف گہری سازش کا حصہ ہے اور اس ادارے کا بانی غلام احمد پرویز بلاشک وشبہ کافر و مرتد ہے اور اس کے متبعین بھی کافر و مرتد ہیں۔ اس فتنہ سے دین حق کی حفاظت مسلم امہ کا اجتماعی فریضہ ہے اور اس کا کافرانہ لٹریچر پابندی کا متقاضی ہے۔

(iii)

پرویزی فتنہ

مفتی ارشاد احمد اعجاز۔ کراچی

پاکستان میں نشوونما پانے والے فتنہ انکار حدیث جسے دوسرے لفظوں میں پرویزی فتنہ یا پرویزیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اسلام کے خلاف استعماری سازش کا خطرناک منصوبہ ہے۔ الحمداللہ یہ فتنہ پاکستان میں اپنے بانی غلام احمد پرویز کی موت کے ساتھ ہی دم توڑ گیا تھا' اس دور کے علماء نے اس کا بھرپور تعاقب کیا اور قریب ایک ہزار علماء کرام کے فتاویٰ پر مشتمل ایک دستاویز' عام مسلمانوں کی رہنمائی کیلئے پیش کی گئی جس کی وجہ سے اس میں موجود رہا سہا دم خم بھی جاتا رہا۔

اس فتنہ کے موجوہ رہنماؤں نے اب اس کی ترویج اور اشاعت کے سلسلے میں نئی پالیسی اپنائی ہے کہ جس کے تحت وہ اپنے لٹریچر کی مفت تقسیم واشاعت اور اپنے عقائد کی موجودہ الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے ترویج وتشہیر کررہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنا ہدف بالخصوص پڑھے لکھے اور اشرافیہ کے طبقے کو بنایا ہے اور وہ ان تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے اس کی بھرپور ترویج واشاعت کررہے ہیں۔ اور یہ جال انہوں نے تمام ممالک میں پھیلا دیا ہے۔

دیگر ممالک کی طرح کویت میں بھی ان لوگوں نے اپنا مفت لٹریچر لوگوں کو مہیا کرنا شروع کردیا۔ اور قومی ثقافتی تہواروں کی آڑ میں پاکستان کی مقتدر شخصیات کو اپنی ترتیب دی ہوئی تقاریب میں شرکت کیلئے بلانا شروع کر دیا۔ ان تقاریب کی آڑ میں وہ اپنے گمراہ کن اور اسلام سے دور دراز تک تعلق نہ رکھنے والے نظریات اور افکار کا پرچار شروع کردیا۔ اور اپنی تنظیم بزم طلوع اسلام کے ذریعے پرویز کو مفکر اسلام اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے متعارف کرانا شروع کر دیا۔

اس فتنے کے دور رس نتائج کو بھانپتے ہوئے کویت میں مقیم کچھ پاکستانی بھائیوں نے جو اللہ کے فضل سے مذہب سے گہری وابستگی رکھتے ہیں اپنی قائم شدہ تنظیم جس کے تحت مکاتب قرآنیہ بھی قائم ہیں' کے پلیٹ فارم سے اس کے خلاف جدوجہد شروع کی' اور اس تنظیم کے رہنما مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب نے پرویز کی کتب سے تمام خلاف اسلام اور گمراہ کن عقائد پر مشتمل عبارتیں جمع کر کے ان کا عربی ترجمہ کرا کے سعودی عرب کے مفتی اعظم عبداللہ بن بازؒ سے اور کویت کی وزارت اوقاف کے تحت قائم شعبہ فتاویٰ سے ایک فتویٰ حاصل کیا۔ اس فتوے میں مفتی اعظم سعودی عرب اور کویت کے بڑے بڑے علماء نے ان عبارات کی روشنی میں اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اخبارات نے اس فتوے کو خوب کوریج دی اور اس موضوع پر بڑے بڑے سپلیمنٹ شائع کئے۔ اس کے نتیجے میں وہاں اس گمراہ جماعت کو اپنے ذیلی دفاتر بند کرنا پڑے۔

بزم طلوع اسلام کے شکست خوردہ دشمنان اسلام نے حکومت کویت کے سرکاری فتویٰ کے خلاف بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن ذلت و ناکامی کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ جب حکومت کویت کے اس تاریخی فیصلے کی بازگشت اطراف عالم میں پھیلی تو اس فتویٰ کے محرک مجاہد امت مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کی پرویزی جماعت کے خلاف سعی و جہد کو بے حد سراہا گیا اور سعودی عرب' امارات' امریکہ' انڈیا' بنگلہ دیش اور پاکستان بھر سے دینی شخصیات اور اداروں نے کویتی فتویٰ کی بھرپور تائید کرتے ہوئے اپنے تفصیلی فتاویٰ جات رقم کر کے وزارۃ الاوقاف کویت کو ارسال کئے' جن کی پرنٹ میڈیا میں خوب تشہیر ہوئی۔ اور مزید اہل قلم حضرات نے طلوع اسلام کی نام سے اہل ایمان کو دھوکہ دینے والے پرویز کیخلاف اسلام ناپاک عزائم کے تار پول کھولے اور عوام الناس کو آگاہ کیا کہ اس فتنہ سے اپنے ایمان کی حفاظت کا اہتمام کریں۔ **الحمد للہ** مولانا احمد علی سراج کی تحریک سے بزم طلوع اسلام کی باطل وملحدانہ سرگرمیاں محدود ہوئی ہیں اور ان شاءاللہ "**جاء الحق و زهق الباطل**" کی قرآنی مار سے یہ فتنہ جلد از جلد اپنے منطقی انجام تک پہنچے گا۔ کیونکہ تحریک رد پرویزیت آخر دم تک اس کا تعاقب کرے گی۔

(iv)

دجل پرویزیت

مولانا محمد سلطان ذوق ندوی

جامعہ دارالمعارف الاسلامیہ۔ چٹاگانگ۔ بنگلہ دیش

غلام احمد پرویز نے اپنے کتابچوں میں جن کی تعداد بہت ہے۔ایسی واہی تباہی باتیں کی ہیں اور ایسے ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے جو کوئی ایمان دار نہیں کرسکتا اور ان کے یہ خیالات اردو زبان میں شائع ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضرت محمد ﷺ کے معجزوں کا انکار کیا' اور دوسرے انبیائے کرام کے معجزوں کا بھی انکار کیا۔ حدیث رسول اور سنت نبوی ﷺ جو شریعت اسلامیہ کا دوسرا مآخذ ہے اس کا انکار کیا' اور بہت ساری قرآنی آیتوں کا انکار کیا یا اس کے معانی کو بگاڑا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بدون باپ کے پیدا ہونے کا انکار' جو اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا انکار ہے۔قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر کو اس نے ڈرامائی طور پر بتایا کہ ابلیس وآدم کے قصہ میں آدم بنی نوع انسان کی ایک مثال ہے کوئی خاص فرد یا نبی یا بنی نوع انسان کے والد مراد نہیں۔(والعیاذ باللہ)۔ پھر انہوں نے نماز کی فرضیت اور حج کی فرضیت کے انکار کیا' اور زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دیا' حالانکہ وہ اسلام کا بڑا رکن اور عبادت ہے۔ نیز انہوں نے حضور سرور کائنات ﷺ کے معراج کا انکار کیا' اتنے صاف صاف کفری عقائد کے بعد اسلام کا کونسا حصہ باقی رہ جاتا ہے؟ نصوص قرآن وسنت کے انکار اور جن چیزوں کا دین کا جزو اور رکن ہونا بدیہی بات ہے ان کے انکار کے ساتھ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ فضول ہے۔ سو اس شخص کے کافر ہونے میں اور جو ایسے عقائد رکھتے ہوں ان کے کفر میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ علمائے اسلام بے وجہ جب تک دلیل قائم نہ ہو کسی کی تکفیر نہیں کرتے' کیونکہ غیرت مند علمائے دین کو ایک شخص کا اسلام میں داخل ہونا ہزار آدمی کی تکفیر اور ہزار کافر کے قتل سے زیادہ محبوب ہے۔ تاہم

سادہ لوح مسلمانوں کو اس پرویزی فتنہ کے جال سے بچانے کے لئے انہوں نے دلائل کی روشنی میں ان کا کفر ثابت کیا۔ ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے علماء نے اور بعض بلاد عربیہ میں بھی جب یہ فتنہ پہنچا علماء نے اس شخص اور اس کے متبعین کے کفر پر متفقہ فتویٰ صادر کیا۔ ان لوگوں کو چاہئے کہ توبہ کر کے خالص ایمان کے اندر داخل ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اس فتنہ کی روک تھام کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھی راہ پر قائم رکھے' اور اپنی راہ میں جہاد کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(۷)

فتنہ پرویزیت

نعیم الحق (مرحوم) سابق مدیر الاعتصام لاہور

آنجہانی چوہدری غلام احمد پرویز کی ضلالت مآب اور گمراہ کن افکار وخیالات سے برصغیر کے اہل علم تو اچھی طرح واقف وآشنا ہیں۔ اور مقدور بھر ان کی تردید وتنقید کرتے رہے ہیں۔ البتہ عوام الناس اپنی بے علمی وجہالت کی وجہ سے ان کی خطرناکی وتباہ کاری سے ناآشنا ہوتے ہیں اور اسی بنا پر بعض اوقات ان کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔

راقم کے خیال میں ''پرویزیت'' دراصل ایک تحریک ہے جو مسلمانوں میں اباحیت ومغربیت اور الحاد و بے دینی پھیلانے کے لئے شروع کی گئی اور مسلمانوں کے لئے اس قابل قبول بنانے کے لئے غرض اسے ''قرآنی تحریک'' یا ''قرآنی فکر'' کا عنوان دیا گیا۔ اور قرآنی آیات کے معانی ومفاہیم اپنی مرضی کے مطابق متعین کرنے کے لئے حدیث وسنت رسول ﷺ سے انکار کیا گیا۔

قرآنی نصوص کا من پسند مفہوم متعین کرنا ہی وہ مشترک مقصد ہے جو غلام احمد پرویز اور غلام قادیانی دونوں کے پیش نظر رہا ہے۔ ایک نے اس کے حصول کے لئے حدیث وسنت کا انکار کیا اور دوسرے نے ختم نبوت کا۔ غلام احمد پرویز نے اپنی مغرب زدہ عقل کے ذریعے قرآن کریم کو بازیچۂ تاویلات بنایا اور غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کے ذریعے۔ بہرحال دونوں نے اسلام، اسلامی حقائق، اسلامی عقائد اور ضروریات دین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔

غلام احمد پرویز کی کتابوں، تحریروں اور تقریروں سے ثابت ہے کہ اس شخص کا تصور اور نظریہ وعقیدہ اللہ، رسول، قرآن، حدیث، فرشتوں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے بارے میں سلف صالحین، صحابہ کرام، آئمہ دین اور تمام مسلمانوں کے عقیدہ وتصور سے مختلف ہے اور کتاب وسنت کی

واضح تعلیمات سے ہٹا ہوا ہے۔اس لئے ایسے شخص کے ملحد' بے دین زندیق اور کافر ومرتد ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔قرآن کریم میں یہ حقیقت کھول کر بیان کردی گئی ہے کہ جو شخص سلف اور صحابہ کرام اور سبیل المومنین کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اپنالیتا ہے وہ گمراہ ہوجاتا ہے اور بلآخر جہنم رسید ہوجاتا ہے۔

"ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جھنم. وساء ت مصیراً". (النساء آیت ۱۱۵)

"فان اٰمنوا بمثل مااٰمنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق" .

(البقرہ آیت ۱۳۷)

"پس اگر وہ لوگ (اے صحابہ رسول ﷺ!) تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو وہ ہدایت پاگئے اور اگر وہ پھر گئے تو یقیناً وہ اختلاف اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں"۔

(vi)

حقیقت پرویزیت

عبدالخالق بھٹی۔کویت

عالم اسلام مختلف ادوار میں گوناگوں داخلی و خارجی فتنوں کا شکار رہا ہے۔ان فتنوں کے محرکین کا ہمیشہ ایک ہی ہدف رہا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہب اور عقائد کے بارے شکوک و شبہات کا شکار کر کے ان کی مرکزیت ختم کی جائے تاکہ ان کی قوت کبھی مجتمع نہ ہو سکے اور وہ ہمیشہ انتشار کا شکار رہیں۔ اس مقصد کے لئے کبھی جھوٹی نبوت' کبھی بنیاد پرستی' کبھی حقوق انسانی' کبھی عقلیت پرستی کے باطل دعاوی سے دین حق کی حقانیت کو مسخ کرنے کی مذموم کوششیں ہوتی رہی ہیں اور اہل اسلام کی صفوں میں موجود منافقین نے ایک طے شدہ منصوبہ کے مطابق اپنے مادی وسائل کی کثرت' ذرائع ابلاغ پر کنٹرول اور ارباب اختیار تک رسائی کی بدولت اپنی قوت اثر سے اس کردار کو ہمیشہ مؤثر طور پر ادا کیا ہے۔اور اسلام کی نظریاتی بنیادوں کو نشانہ بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام انفرادی اور اجتماعی طور پر مذہبی منافرت کا شکار ہیں اور مختلف گروہ بندیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان کی قوت منتشر ہو چکی ہے اور وہ باطل والحادی قوتوں کے آگے بے بس ہیں۔

عالم اسلام کے ابتدائی دور میں منکرین حدیث کا فتنہ پہلی دفعہ ظہور پذیر ہوا' جو اہل علم کی طویل جدوجہد سے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ مستشرقین نے اسی رُخ سے اپنی نام نہاد ریسرچ کی آڑ میں اسلام پر وار کیا اور خارجی ذہن رکھنے والے کمزور ایمان کے حامل' پڑھے لکھے افراد کو اس مشن پر لگا دیا کہ وہ مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے عقلیت کی آڑ میں ان کے عقائد و ایمان کو مشکوک بنا کر اسلام و ایمان سے منحرف کریں۔ اس مقصد کے لئے مستشرقین کے تعلیمی اداروں میں ریسرچ سنٹر قائم کئے گئے۔ جنہوں نے مشنری بنیادوں پر اسلام کے خلاف مختلف جہات

سے کام کیا اور مختلف اسلامی ممالک میں دانشوروں اور مفکرین کے لئے پر کشش ناموں سے اپنے ایجنٹ تیار کئے۔ جنہوں نے اپنے آقاؤں کی تکمیل کیلئے بھرپور انداز میں اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی ریسرچ کے نام سے تحریری اور تقریری کام کے حوالے سے عوام الناس کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور اپنی خود ساختہ جدت فکر کی آڑ میں دین اسلام کی نئی تشریح کی بنیاد رکھ دی جو مسلم امہ کے متفقہ اور معروف ومروج نظریات اور مسلمہ حقائق کے بالکل برعکس تھی اور جس میں حدیث رسول ﷺ کی حجیت کا انکار کر کے دین کی مسلمہ حدود کو مسمار کر دیا گیا جو دین اسلام کی پہچان تھیں اور جن پر قرون اولیٰ سے مسلم امہ کا متفقہ اجماع بطریق تواتر چلا آ رہا تھا۔

بدقسمتی سے پاکستان میں انکار حدیث کے فتنہ عظیم کی بنیاد انڈین سول سروس کے ایک ملازم غلام احمد پرویز نے رکھی جس نے اپنے آپ کو ایک جدید مفکر قرآن کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اپنی تحریک کا نام بزم طلوع اسلام رکھا۔ بظاہر یہ نام اقبال کی ایک نظم سے ماخوذ کیا گیا لیکن حقیقت میں اقبال کی شہرت واثر سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے عوام الناس کے ذہنوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا محض یہ ایک حیلہ تھا۔ اسی طرح ارباب اختیار اور بیوروکریسی تک اپنا اثر ورسوخ پیدا کرنے کے لئے سیاق وسباق سے عاری پرویز کے نام قائداعظم کے ایک عمومی خط کی تشہیر کی گئی تاکہ تحریک پاکستان اور قائداعظم سے پرویز کا تعلق ثابت ہو سکے۔ اس طرح سے سیاسی رخ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی چنانچہ ایوبی دور کی سرپرستی میں بزم طلوع اسلام کی پرویزی تحریک ایک منظم شکل اختیار کر گئی۔ جس کے تحت پرویز نے اپنی متعدد تصانیف اور لیکچرز کے ذریعہ دین اسلام کا نیا نقشہ پیش کیا۔ جس کا حقیقت اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ یہ نقشہ باطل وگمراہ کن اور اسلام دشمن پرویزی نظریات پر مبنی تھا۔ جن میں حجیت حدیث رسول اللہ ﷺ کی نفی کی گئی۔ صلوٰۃ وزکوٰۃ، جن وملائکہ، جنت ودوزخ، وجود آدم، اسراء ومعراج، اطاعت رسول ﷺ، معجزات رسول ﷺ کے متعلق تمام متفقہ، معروف ومروج تصورات اور مسلمہ حقائق کا یکسر انکار کیا گیا جو فی الحقیقت طریق رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور ضروریات دین کا کھلا انکار تھا۔

پرویزی تحریروں میں احادیث کے متعلق انتہائی گستاخانہ اور استہزاء پر مبنی لب ولہجہ اختیار کیا گیا اور بڑی شد و مد سے ان افکار و نظریات کی تشہیر کی گئی۔

دین حق کے خلاف اس ننگی جارحیت پر علمائے حق خاموش نہ رہ سکے۔ انہوں نے مختلف ذرائع سے پرویزی افکار کی تردید کی اور مسلمانوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے خبردار کیا۔ اس وقت کے مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسنؒ اور مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے پرویزی افکار و نظریات پر مبنی استفتاء تیار کر کے تمام مکاتیب فکر کے علمائے عرب و عجم سے فتویٰ طلب کیا۔ اس پر تمام حضرات نے متفقہ طور پر پرویز کو کافر و مرتد قرار دیا اور اس کی تمام تفصیل ''فتنہ انکار حدیث'' کے نام سے کتابی شکل میں عوام الناس کے استفادہ کے لئے شائع کر دی گئی۔ اس طرح سے ایک کثیر تعداد فتنہ پرویزیت کا شکار ہونے سے بچ گئی۔

پرویز کی موت کے بعد یہ فتنہ کچھ عرصہ تک بظاہر خوابیدہ رہا لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ اندر ہی اندر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہا۔ آج کے دور میں جبکہ الیکٹرانک میڈیا نے دنیا کو سکیڑ کر رکھ دیا ہے اور طاغوتی طاقتوں نے حقوق انسانی آزادی تقریر و تحریر کے نام نہاد نعروں کے ساتھ عالم اسلام کے دینی معاملات میں بے جا مداخلت کرتے ہوئے مسلمانوں کی صفوں میں موجود منافقین کی کھلم کھلا سرپرستی شروع کر دی ہوئی ہے۔ فتنہ پرویزیت پہلے سے زیادہ شد و مد کے ساتھ فعال ہو کر اُبھرا ہے اور نہایت تیزی سے پاکستان اور پاکستان سے باہر بیشتر ممالک میں پاکستانی مسلمانوں کے ایمان کو مسموم کرنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہے۔ اس سلسلے میں اندرون ملک دور دراز اور بیرون ملک بڑے بڑے شہروں میں ان کے سینکڑوں مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ جہاں ویڈیو اور آڈیو کیسٹوں کے ذریعے پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر کی جاتی ہے اور جدید الیکٹرونک میڈیا کی سہولیات سے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر گمراہ کیا جا رہا ہے اور انہیں پیرویزی کیسٹیں، پمفلٹ، رسالے اور دیگر لٹریچر فری مہیا کیا جاتا ہے۔ مقتدر شخصیات کے پتے حاصل کر کے ان کو ماہانہ رسالہ ''طلوع اسلام'' اور پرویزی لٹریچر فری ارسال کیا

جاتا ہے۔ اور اس طرح سے وسیع پیانے پر گمراہی و الحاد پھیلانے کی تحریک چلائی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں قومی وثقافتی تہواروں کی آڑ میں مخلوط اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں جن میں نوجوان طلباء اور دیگر متمول لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور سیاسی و سماجی شہرت کی سرکاری اور غیر سرکاری شخصیات کو بطور مہمانان خصوصی بلوا کر ان کی سماجی، سیاسی اور سرکاری حیثیت سے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے اور ان شخصیات سے پرویز اور بزم طلوع اسلام کی تعریف میں بیان دلوا کر اپنے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کے لئے راستہ ہموار کیا جاتا ہے۔ انہی اجتماعات میں پرویزی افکار ونظریات کی تشہیر بھی کی جاتی ہے اور آخر میں پرویزی لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے پرویزی اجتماعات مخلوط ہوتے ہیں اور ان میں تفنن طبع کے لئے ہلکی پھلکی موسیقی کا اہتمام بھی ہوتا ہے کیونکہ موسیقی ان کے ہاں فطرت انسانی کی ضرورت کے بطور جائز بلکہ ضروری ہے۔ (پرویز خود موسیقی کا بڑا دلدادا تھا)

ملک اور ملک سے باہر پاکستانی سکولوں میں پرویزی لٹریچر وسیع پیانے پر بھیجا جاتا ہے تا کہ نوخیز طلباء کے ذہنوں کو مسموم کیا جائے۔ طلباء تک رسائی کے لئے مشنری طرز پر ان کو وظائف کی پیش کش بھی کی جاتی ہے۔ اس طرح سے قادیانیوں کی طرح ایک پرویزی کلاس وجود میں لانے کا مشن پرویزی تحریک کا مدعا و مقصود ہے۔

پرویزیوں کے ملکی اور غیر ملکی سطح پر وسیع نیٹ ورک، لٹریچر کی ترسیل و تقسیم، دفاتر و مراکز کا قیام، وسیع شعبہ اشاعت، انٹرنیٹ اور سٹیلائٹ ٹی وی کا استعمال، پر تکلف اجتماعات کی تکمیل کے لئے فنڈز کہاں سے آتے ہیں۔ یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے۔ لاہور میں جوہر ٹاؤن کے علاقہ برلب سڑک و نہر وسیع وعریض بیش قیمت قطعہ اراضی کیسے حاصل کیا گیا؟ یہ بھی ابھی تک ایک راز ہے۔ ایسی تمام سرگرمیاں تحقیق کی متقاضی ہیں کہ وہ کیا عزائم ہیں جن کی تکمیل کے لئے اتنے بڑے پیانے پر کام ہو رہا ہے۔ اس کی پشت پناہی میں کونسی قوت کارفرما ہے۔ بظاہر دینی کام کی آڑ میں سیاسی شخصیات اور بیوروکریسی کو شریک کر کے کیا مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں اور اس تحریک کے

محرکین کے ملک سے باہر کہاں کہاں روابط ہیں۔

طلوع اسلام کی تحریک جو انڈین سول سروس کے ملازم غلام احمد پرویز نے ''انکارِ حدیث'' کے فلسفہ پر اپنے گھر کے صحن سے شروع کی' کس طرح پاکستان کے کونے کونے اور اطراف عالم میں پھیل گئی؟

اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے ''بزم طلوع اسلام'' کو نئے سرے سے اس وسیع پیمانے پر منظم کرنے میں کن لابیوں کا ہاتھ ہے؟ یہ تمام سوالات اہل حق کے لئے لمحہ فکریہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ تحریک پرویزیت قادیانیت کی طرح نظریہ پاکستان کی کھلی نفی ہے اور اندیشہ ہے کہ آئندہ چل کر یہ تحریک قادیانیت کی طرح ملک وقوم کے لئے ایک چیلنج بن جائے گی؟ کیونکہ ان دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ اول الذکر کی بنیاد ختم نبوت پر رکھی گئی اور ثانی الذکر انکارِ حجیت حدیث وسنت پر مبنی ہے۔ یہ دونوں باطل نظریے ایسے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔ پرویزیت حقیقت میں قادیانیت کا دوسرا روپ ہے۔

اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں کبھی بھی دین حق کے خلاف خارجی فتنوں نے سر اٹھایا' علمائے حق نے فوراً اس کی سرکوبی کے لئے اپنا کردار ادا کیا۔ کیونکہ وہی وارث رسول ﷺ ہیں اور دین انہی حضرات کی جدوجہد سے آج تک محفوظ چلا آرہا ہے۔ سنت صدیقی نے بھی یہی راستہ متعین کیا ہے۔ مسلمہ کذاب اور منکرین زکوٰۃ کے اولین فتنوں کا اسی طرح قلع قمع کیا گیا تھا۔

فتنہ پرویزیت کی سنگینی کے پیش نظر کویت میں پاکستانی حلقوں کے معروف عالم دین اور سکالر شیخ الحدیث مولانا سراج الدینؒ دار العلوم نعمانیہ' ڈیرہ اسماعیل خان کے صاحبزادے اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی صدر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے اپنی دینی ذمہ داری کے پیش نظر' پرویزیت کا تعاقب کیا اور بڑی جدوجہد سے پرویز کی گمراہ کن اور اسلام دشمن تحریروں کا عربی میں ترجمہ کروا کر کویت کے وزارۃ الاوقاف کو پیش کیا۔ جس پر علمائے کویت کی

ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے متفقہ طور پر پرویز اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دے دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور اس طرح سے ان کی اسلام دشمن سرگرمیاں اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔

عامۃ المسلمین چونکہ وسیع پیمانے پر پرویزیت کا شکار ہو رہے ہیں جس کی روک تھام کرنا علمائے حق کا فریضہ ہے۔لہٰذا ان سے پرزور استدعا کی جاتی ہے کہ اس فتنہ کی سنگینی کا نوٹس لیں اور پاکستان میں سرگرم اس فتنے کو پھیلنے سے روکنے کیلئے ضروری اقدام کریں۔ اس سلسلہ میں بذریعہ خطبات و مواعظ' دروس اور اپنے مجلّات میں مسلسل مضامین اور اداریات لکھ کر عوام الناس کی راہنمائی کریں۔اپنے اپنے حلقات اور علاقہ جات میں پرویزی مراکز کی گمراہ کن اور اسلام دشمن سرگرمیوں سے مسلمانوں کے ایمان کو بچانے میں اپنا مؤثر کردار ادا کریں۔

بشکریہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد

پرویزیت۔ اسلام اور آئین پاکستان سے غداری

ڈاکٹر محمد ابراہیم محمدی۔ کوئٹہ۔

فتنہ پرویزیت گزشتہ پچاس سالوں سے پاکستان میں "تحریک طلوع اسلام" کے نام سے سرگرم عمل ہے۔ اس اسلام دشمن فتنے کے خلاف عالمی سطح پر علماء امت نے جدوجہد بھی کی۔ لیکن یہ فتنہ نہایت منظم انداز سے اعلیٰ منصوبہ بندی کے تحت نہایت مہارت سے مصروف عمل رہا۔ انہوں نے اپنی سرگرمیاں ملک گیر سطح پر پھیلا دیں۔ اندرون و بیرون ملک ان کے بے شمار مراکز قائم ہوتے گئے اور لاکھوں مسلمانوں کو کفر و الحاد کے جہنم میں دھکیل دیا گیا اور یہ عمل تیزی سے جاری ہے۔ پرویزیت کا فتنہ اس حد تک خطرناک صورت اختیار کر چکا ہے کہ اس کے پیروکار نہایت ڈھٹائی' اشتعال انگیز اور دل آزار سرگرمیوں پر اتر آئے ہیں۔ پرویزیت کا ترجمان "ماہنامہ طلوع اسلام" ملت اسلامیہ کے خلاف انتہائی طنزیہ' شر انگیز' اشتعال انگیز اور حقائق کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ جو کھلا اور سنگین چیلنج ہے۔

طلوع اسلام کی شیطانی تحریک کا ایجنڈا' قرآن کے نام پر قرآنی تعلیمات کے خلاف فکری اور نظریاتی گمراہی پھیلا کر اہل ایمان کی مرکزیت ختم کر کے ملت اسلامیہ کو منتشر کرنے کی سازش پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی غلط اور غیر اسلامی تفسیر و تشریح کرنا۔ سنت نبوی ﷺ کی حجیت سے انکار کرنا ہے۔

احادیث نبوی ﷺ کو دین کا حصہ نہ سمجھنا اور ان کے خلاف گستاخانہ' بازاری الفاظ و لہجہ اختیار کرنا' محدثین عظام' علماء کرام' مشائخ عظام' اکابرین خلف و سلف کی تضحیک و تحقیر کرنا' ضروریات دین اور دیگر تمام تعلیمات کو مسخ و تبدیل کر کے پیش کرنا' اطاعت رسول ﷺ سے انکار کرنا' منصب رسالت ﷺ اور ختم نبوت ﷺ کی غلط تشریح کرنا' ان کے شیطانی ایجنڈے کے

خاص اہداف ہیں۔ یہ تمام امور سراسر غیر اسلامی، غیر آئینی و غیر قانونی ہیں۔

قرآن وسنت پر ایمان دستور پاکستان کا حصہ ہے جو کہ قرارداد مقاصد کے پیراگراف پانچ اور دستور کی شق نمبر اکتیس (31) میں درج ہے۔ لہٰذا دستور پاکستان کی رو سے قرآن وسنت کی حجیت (Authority) سے انکار کرنا بلکہ کھلم کھلا مخالفت کرنا، نہ صرف غیر آئینی ہے بلکہ دستور پاکستان کی شق نمبر پانچ۔ چھ کے مطابق سنگین غداری ہے۔

لہٰذا کسی شخص، فرقہ، گروہ کو یہ اجازت کیسے دی جا سکتی ہے کہ وہ اسلام، نظریہ پاکستان، دستور پاکستان اور جمیع امت کی یوں کھلم کھلا مخالفت کرے اور اسلامی معاشرے میں ارتداد و انتشار پھیلانے کی مذموم تحریک چلائے۔

چنانچہ وقت اور حالات کی سنگینی کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے مختلف مکاتیب فکر کے جید علماء کرام، فتنہ پرویزیت کو علمی، عملی اور آئینی طور پر کچلنے کے لئے ایک مشترکہ بورڈ تشکیل دیں اور ''پاکستان شریعت کورٹ'' میں فتنہ پرویزیت کے عقائد و نظریات اور سرگرمیوں کو چیلنج کریں۔ جب آئینی محاذ پر پرویزیت کا قلع قمع ہو جائے گا۔ تو اس کی تشہیر و تبلیغ اور تمام سرگرمیوں، دفاتر، لٹریچر پر پابندی لگ جانے سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو کر معتزلہ کی طرح ماضی کا عبرت ناک حصہ بن جائے گا اور عالم اسلام کو ایک خطرناک فتنے سے نجات مل جائے گی۔

یہودی دشمن اسلام

آنجہانی گولڈز یہر

کا

غلام احمد پرویز کو خراج تحسین

عالم کفر کے نام ایک اہم پیغام

ایک دلچسپ تمثیلی تحریر

از

ڈاکٹر محمد ابراہیم محمدی

کوئٹہ

یہودی دشمن اسلام آنجہانی گولڈزیہر کا غلام احمد پرویز کو خراج تحسین

میرے عزیز یہود وہنود اور نصاریٰ ساتھیو!

مجھے' یعنی اگنیس گولڈزیہر (Ignaz Goldziher) کو یہاں جہنم آئے ہوئے تقریباً اسی (80) سال ہو چکے ہیں۔ یہاں پر اپنے اسلام دشمن کارناموں کی بناء پر مجھے خاص مقام پر رکھا گیا ہے۔ اس مقام سے آگے ایک اور خاص مقام ہے کہ جہاں پر ایشیاء کے دو خاص آدمیوں ''مسٹر مرزا غلام احمد قادیانی اور مسٹر چوہدری غلام احمد پرویز'' کو رکھا گیا ہے۔ یقیناً اسلام دشمنی میں وہ ہم سب سے آگے تھے۔ اسی لئے انہیں مقامِ خاص الخاص سے نوازا گیا ہے۔

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ میں ہنگری (Hungry) کے ایک شہر بڈاپسٹ (Budapest) کے ایک قصبے میں 22 جون 1850 میں ایک خالص یہودی مذہبی گھرانے میں پیدا ہوا۔ میری تعلیم وتربیت روایتی یہودی ماحول میں ہوئی۔ بے حد کمسنی یعنی پانچ کی عمر میں ''تورات'' اور آٹھ سال کی عمر میں ''تالمود'' کی تعلیم عبرانی زبان میں حاصل کی۔

یہودی ہونے کے ناطے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت میرے خون میں شامل تھی اور خالصتاً مذہبی یہودی تعلیم وتربیت نے تو میری نفرت کو جنون کی حد تک پہنچا دیا۔ اور یوں اسلام دشمنی میری زندگی کا مقصد بن گئی۔ اسی مقصد کی تکمیل کی خاطر میں نے عربی زبان سیکھنے اور اسلامی علوم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے جرمنی میں مشہور عربی دان پروفیسر فلائشر سے تلمذ حاصل کیا اور عربی زبان میں مہارت حاصل کی۔ جرمنی میں لائپزگ (Leipzig) اور برلن (Berlin) کی یونیورسٹیوں اور ہالینڈ کی لیڈن (Leiden) یونیورسٹی میں اسلامی علوم کی تحصیل کی اور ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ میں ستمبر 1873ء میں شام اور مصر چلا گیا۔ قاہرہ کی مشہور ومعروف اسلامی درسگاہ ''جامعۃ الازہر'' میں دنیا کے پہلے غیر مسلم کی حیثیت سے داخلہ لیا۔

صلیبی جنگوں (Crusade) میں بدترین فوجی اور سیاسی شکست کا سامنا کرنے کے

بعد مسیحی اور یہودی، دنیا کے اکابرین اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کو جنگوں سے ہرگز ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ جنگوں سے مسلمانوں میں ''جذبہ جہاد'' بیدار ہوتا ہے اور مسلمانوں کا جذبہ جہاد ہی وہ چیز ہے کہ جس کے تصور سے ہی دنیائے کفر خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش کی بجائے کیوں نہ ساری توانائی اسلام کو ختم کرنے پر صرف کی جائے۔ جب اسلام ختم ہو جائے گا تو مسلمان خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

اب سوال یہ تھا کہ اسلام کو کیسے ختم کیا جائے؟ تو تحقیق اور غور وخوض کے بعد یہ حقیقت سامنے آئی کہ اگر اسلام کی بنیادوں کو ڈھایا جائے تو اسلام صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ کیونکہ جب بھی کسی عمارت کی بنیاد کو ڈھادیا جاتا ہے تو باقی عمارت خود بخود ڈھیر ہو جاتی ہے۔ اسلام کی بنیاد ''قرآن اور سنت'' ہے۔ جہاں تک قرآن کی بات ہے، تو قرآن کے الفاظ اور آیتوں میں کسی قسم کی کمی وبیشی اور ردوبدل کرنے میں دنیائے کفر کو ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لہٰذا کیوں نہ قرآن کے معنی اور مفہوم میں تبدیلی یعنی ''معنوی تحریفات وتاویلات'' کی جائے۔ جس کے نتیجے میں اسلامی عقائد اور دیگر تعلیمات کو مرضی کے مطابق تبدیل اور مسخ کیا جاسکے گا۔ اس طرح اسلام بھی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا اور مسلمان بھی ختم ہو جائیں گے۔

میں بذات خود بھی عمیق اسلامی مطالعے، تحقیق اور غور وخوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اسلام کو ختم کرنے کے لئے قرآن میں معنوی تحریفات اور تاویلات کرنا لازمی ہے۔ مگر قرآن کے خلاف اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی راہ میں سب سے بڑی، پہلی اور آخری رکاوٹ ''سنت و احادیث'' کی موجودگی ہے۔ کیونکہ سنن و احادیث ہی قرآن کے معنی اور مفہوم کی محافظ ہیں۔ یہ سنن و احادیث ہی ہیں کہ جنہوں نے قرآنی لغات اور اصطلاحات کو متعین کر دیا ہے۔ جنہوں نے قرآنی آیتوں کے مفہوم کو قیامت تک کے لئے متعین کر دیا ہے اور ان کی تفسیر، تشریح وتوضیح کر دی ہے اور ان قرآنی تعلیمات کو عملی زندگی میں قابل عمل بنا دیا ہے۔ قرآن میں معنوی تحریفات کرنے کے لئے سنن و احادیث کو راہ سے ہٹانا لازمی ہے۔

سنن واحادیث کے ہوتے ہوئے کوئی قرآن میں معنوی تحریفات نہیں کر سکتا۔ کوئی قرآن کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کوئی اسلام کو مسخ کر کے تباہ و برباد نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان قرآنی احکامات وتعلیمات کو تبدیل کرنے اور اسلام کو مٹانے کا آسان اور موثر طریقہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح سنن واحادیث کو مسلمانوں کی زندگی سے نکال دیا جائے' کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی جائے کہ اسلام میں سنن واحادیث کی کوئی حیثیت نہیں۔ احادیث ناقابل اعتبار بلکہ جھوٹ ہیں اور سنن ناقابل عمل ہیں۔

چنانچہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ''صیہونی اغراض ومقاصد'' کی تکمیل کی خاطر قرآن اور سنن واحادیث کے خلاف بھرپور انداز میں قلمی جنگ شروع کر دی۔ میں نے بہت سے مضامین اور مقالے لکھے' کئی اعلیٰ یونیورسٹیوں میں لیکچر دیئے۔ کئی کتابیں لکھیں۔ جرمن زبان میں 1890ء میں شائع ہونے والی میری ایک کتاب (Muhammedanische Studies) کو دنیا بھر میں بے حد مقبولیت ملی۔ اس کا عربی ترجمہ ''العقیدة والشریعة فی الاسلام'' اور انگریزی ترجمہ ''Muslim Studies'' کے نام سے شائع ہوا۔ یہ کتاب سنن واحادیث کے خلاف دنیائے کفر کی سب سے زہریلی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ میری ان کتابوں کے ترجمے دیگر زبانوں مثلاً روسی' ہنگری' فرانسیسی اور عبرانی میں بھی ہوئے۔ ان کتابوں سے بعد میں مغربی مستشرقین سمیت دیگر اسلام دشمن قوتوں نے استفادہ کیا اور انہوں نے میرے افکار و نظریات اسلامی دنیا' بالخصوص مصر' شام' ملائشیاء اور برصغیر پاک و ہند میں پہنچا دیئے۔ مسلمانوں میں مغربی تعلیم' مغربی افکار ونظریات اور تہذیب وتمدن سے متاثر طبقہ جلد ہی میرے افکار و نظریات کا شکار ہو گیا۔ میرے افکار ونظریات کو پھیلانے میں اس وقت کی مغربی استعماری حکومتوں' مشنری اداروں' مغربی مستشرقین اور مسلمانوں کی صفوں میں موجود میرے فکری شاگردوں' نیاز فتح پوری' پروفیسر محمود ابوریہ' ڈاکٹر احمد امین مصری' اسلم جے راج پوری اور چوہدری غلام احمد پرویز نے قابل قدر کردار ادا کیا۔ Well done my Sons

چونکہ میری زندگی کا مقصد ہی اسلام کے بنیادی مآخذ ''سنن واحادیث'' کو جھوٹ ظاہر کر کے اس کو بے اصل، بے حقیقت اور بے معنی قرار دینا تھا۔ لہٰذا میں نے اپنی تحریروں اور لیکچروں کے ذریعے علمی تحقیق کی آڑ میں یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ سنن واحادیث دراصل عجمی اثرات کی پیداوار ہیں۔ اموی اور عباسی خلفاء نے اپنے اپنے مفادات کے لئے احادیث گھڑیں اور ان کے ردعمل کے طور پر اس دور کے علماء اور محدثین نے بھی احادیث وضع کیں۔ وضع حدیث کو بنیاد بنا کر احادیث کے پورے ذخیرے کو نا صرف مشکوک بلکہ سراسر جھوٹ قرار دیا۔ میں نے یہ باور کرانے کی بھی کوشش کی کہ ہر اختلاف چاہے عقائد، مسلک یا سیاسی لحاظ سے ہو، اس میں احادیث کا ہاتھ ہے۔ اس بات کو بنیاد بنا کر میں نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور انتشار کا سبب سنن واحادیث کو قرار دیا۔ حالانکہ درحقیقت یہ احادیث ہی ہیں کہ جس نے امت اسلامیہ کو ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ یہ سنن واحادیث ہی ہیں کہ جس سے روگردانی کے سبب مسلمان انتشار اور ناکامی سے دوچار ہیں۔ میں نے صحابہ اور محدثین پر بھی سخت تنقید اور اعتراضات کیے۔ اسلام کے اولین منکرین حدیث ''معتزلہ'' کو ان کے انکار حدیث کے سبب بے حد سراہا۔ میں نے قرآن پر بھی بہت اعتراضات کیے۔ میں نے اسلام کو عربیت، عجمیت، یہودیت، عیسائیت، مجوسیت اور یونانی افکار ونظریات کا ملغوبہ قرار دیا۔

المختصر میں نے علمی تحقیق کی آڑ میں ''سنن واحادیث'' کے احادیث کے خلاف انتہائی ذہانت سے منفی پروپیگنڈے کیے۔ اس سلسلے میں، میں نے سنت واحادیث کے خلاف اپنی تحریروں میں قصداً ہر گری پڑی روایت کو نقل کیا۔ صریح اور قطعی عبارتوں کو قصداً غلط معنی پہنائے۔ یہی میری زندگی کا مقصد تھا، یہی میرا مشن تھا۔ اس مشن کے لئے میں نے اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔

میں شکر گزار ہوں کہ اس سلسلے میں میری یہودی برادری نے میری بھرپور اخلاقی اور مالی معاونت کی۔ میں بے حد ممنون ہوں، یہودی اور عیسائی مستشرقین کا، مشنری اداروں کا، مغربی

استعماری حکومتوں کا اور مسلمانوں کی صفوں میں موجود اپنے ہمکاروں کا' کہ جنھوں نے 13 نومبر 1921ء میں میرے مرنے کے بعد میرے مشن' میرے افکار ونظریات کو اسلامی دنیا میں پہنچایا' اور پھیلایا۔ جس کے نتیجے میں اسلامی دنیا میں میرے منصوبے کے عین مطابق انکار حدیث کی وباء پھیل گئی۔ بالخصوص مسلمانوں میں مغرب زدہ طبقہ آسانی سے متاثر ہوا۔

ان تمام جدو جہد کے نتیجے میں دنیائے اسلام کے اندر ایک ایسے شخص نے جنم لیا کہ جس نے مسلمانوں کے روپ میں اسلام کے خلاف وہ سب کچھ کر دکھایا کہ جو کچھ میں بھی نہ کر سکا اور نہ ہی دوسرے دشمنان اسلام کر سکے۔ میرے اس فکری شاگرد نے قرآن اور سنن واحادیث کے ساتھ' جو کھیل کھیلا جو ہمارے اچھے اچھے بھی نہ کھیل سکے۔ اس نے ہمارے عقائد ونظریات اور دیگر مغربی اخلاقی' معاشرتی' سائنسی نظریات پر اسلام کا لیبل لگا لگا کر پیش کیا۔ اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ قرآن سے ثابت کرنے کی حیرت انگیز کوشش بھی کی۔ میرے اس فکری شاگرد نے میری طرح سنت واحادیث کو عجمی سازش قرار دیا' میری ہی طرح اس نے بھی سنن احادیث کو مسلمانوں کے انتشار کا سبب قرار دیا۔ اس نے بھی احادیث کی حجیت' حفاظت اور حیثیت سے انکار کر کے اسے اسلام سے خارج قرار دیا۔ میری طرح اس نے بھی اکابرین اسلام بشمول تابعین' تبع تابعین اور محدیثین' علماء اور مشائخ پر سخت تنقید کی اور معتزلہ کی تعریف کی۔ میری ہی طرح اس نے بھی ''موجودہ اسلام'' کو مغلوبہ قرار دے کر مسترد کر دیا۔

عزیز نصاریٰ' یہود وہنود ساتھیو!!! اگر چہ میں قرآن اور احادیث سمیت اسلام کے کسی مآخذ' عقیدے اور تعلیمات پر تنقید اور اعتراض کر سکتا تھا' اور جیسا کہ میں نے کیا۔ لیکن یہودی ہونے کی وجہ سے میں قرآن میں معنوی تحریفات وتاویلات نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لئے انکار حدیث کی جدید انداز میں داغ بیل تو میں نے ڈالی لیکن قرآن میں معنوی تحریفات کا کام میں نے مسلمانوں کی صفوں میں موجود اپنے ہی کسی ہمکار کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ یہ گرانقدر کارنامہ بھی میرے اسی فکری شاگرد نے سرانجام دیا۔ میرے اس شاگرد نے سنن واحادیث کی حجیت' حفاظت

سے انکار کر کے اور پھر قرآن میں حیرت انگیز طریقے اور وسیع پیانے پر معنوی تحریفات وتاویلات کر کے اور یوں اس طرح اسلام کو بُری طرح مسخ کرنے کی کوشش کر کے میرے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی بھرپور جدوجہد کی۔ اس نے میری توقعات سے بڑھ کر میرے مشن کو بامِ عروج پر پہنچایا۔ اس نے جس صفائی سے سارے اسلام پر ہاتھ صاف کیا' اس پر میں بھی حیران ہوں۔ میرے اس نابغہ روزگار فکری شاگرد کا نام ''مسٹر چوہدری غلام پرویز'' ہے۔ جو 1903ء میں بٹالہ میں پیدا اور 1985ء میں آنجہانی ہوا۔

مسٹر پرویز نے جس جذبے سے قرآن کا مذاق اڑایا' جس خلوص سے ساری عمر سنن و احادیث کے خلاف جدوجہد کی۔ جس ذہانت سے غیر اسلامی عقائد ونظریات پر اسلام کا لیبل لگا کر اسلامی تعلیمات کو مسخ اور برباد کرنے کی کوشش کی' جس محنت سے مسلمانوں میں کفر وارتداد' فتنہ و انتشار پھیلانے کی بھرپور سعی کی' اور جس عقیدت مندی سے ہمارے اسلام دشمن مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی پرعزم جدوجہد کی' وہ یقیناً عالم کفر کے لئے ناقابل فراموش اور قابل تعریف ہیں۔ پرویز نے ''مسجد اقصیٰ'' اور مسلمانوں کے نبی کی واقعہ معراج کی یادگار مقام ''گنبد صخرہ'' سے انکار کر کے' اور اس طرح مسلمانوں کے تیسرے مقدس ترین مقام ''بیت المقدس'' کو مسلمانوں کی نظر میں بے وقعت ثابت کرنے کی کوشش کر کے' یہودیوں پر بے پناہ احسانات کئے۔ میں بیحد مسرت اور عقیدت کیساتھ اعلان کرتا ہوں کہ میرے اس ہونہار شاگرد مسٹر پرویز نے میرے اسلام دشمن مشن کو باقاعدہ ایک منظم اور سرگرم تحریک کی شکل دے کر' اور میرے فکر ونظریات کو علمی اور عملی طور پر پھیلا کر خود کو میرا ''حقیقی جانشین' بہترین نمائندہ' صحیح فکری شاگرد' اور اچھا علمی وارث'' ثابت کیا۔ مجھے اپنے اس شاگرد کے اعلیٰ کارناموں پر فخر ہے۔ چنانچہ میں ۱۸۸۹ء میں ملنے والے اپنے گولڈ میڈل کو مسٹر پرویز کے نام کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے نسبت وہ اس انعام کا زیادہ حقدار ہے۔ مجھے اگر اعزاز حاصل ہے کہ میں نے سب سے پہلے انکار حدیث کی جدید انداز میں بنیاد رکھی تو مجھے یہ فخر بھی ہے کہ میرے افکار ونظریات نے ایک ایسے شاگرد ''مسٹر پرویز'' کو جنم دیا'

جس نے ہزاروں ''گولڈزیہر'' پیدا کیے۔ جو مسلمانوں کے روپ میں مسلمانوں کے درمیان رہ کر اسلام اور سنن واحادیث کے خلاف نہایت سرگرمی سے کھلم کھلا جنگ کر رہے ہیں۔ یقیناً مسٹر پرویز کو اسقدر ناقابل فراموش جدوجہد اور بہترین کارناموں پر دنیائے کفر کا سب سے بڑا اعزاز ملنا چاہیے۔

اس سلسلے میں' میں گولڈ زیہر اپنے دوسرے آنجہانی ساتھیوں ''ابوجہل' ابولہب' عبداللہ بن ابی' مسلیمہ کذاب' عبداللہ بن سبا' ہلاکو خان' تھیوڈ ورنولد یکے' تھیوڈ ور ہرتزل' کارل مارکس' لینن' وائز مین' جوزف شاخت' سر ولیم میور' رجپال' گولڈا میئر' بریژ نیف اور مرزا غلام قادیانی'' سمیت عالم کفر سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ ''رئیس المنافقین و لامرتدین' خادم الکفار و المشرکین' مسٹر چوہدری غلام احمد پرویز'' کو اسلام دشمنی اور مسلمانوں میں کفر وارتداد' فتنہ وانتشار وسیع پیمانے پر پھیلانے کی اعلیٰ خدمات کے اعتراف میں ''بعد از مرگ دنیائے'' کفر کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے۔ ہماری یہ درخواست بھی ہے کہ میرے شاگرد مسٹر پرویز کے مشن کو نہایت سرگرمی سے جاری رکھنے والے ادارے ''طلوع اسلام'' کے ساتھ بھرپور خصوصی تعاون کیا جائے۔

اس سلسلے میں ایک اور گزارش بھی ہے کہ کسی بھی اسلام دشمن مشن کے سلسلے میں مسلمانوں سے ڈرنے یا احتیاط کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت اپنے دین سے غافل اور لاپرواہ ہے۔ انہیں دین اسلام کے فروغ اور دفاع سے کوئی تعلق اور دلچسپی نہیں۔ وہ بےچارے آخرت سے بے پرواہ ہو کر دنیا پرستی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ البتہ علماء حق' داعیان دین اور مجاہدین اسلام سے ضرور بالضرور خبردار اور محتاط رہیں۔ کیونکہ دین کے فروغ اور دفاع کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ اسلام کے ان شیدائیوں کو نہ تو خریدا جاسکتا ہے' نہ ان کو ڈرایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے اللہ سے ''جنت'' کے بدلے اپنی جانوں کا سودا کر رکھا ہے۔ ان کا تو نعرہ ہی ہمارے لئے عجیب وغریب ہی کہ زندگی گزرے تو ہدایت اور اسلام کی خدمت کے ساتھ اور موت آئے تو شہادت کے ساتھ۔۔۔۔۔

فقط

دشمن اسلام　　آنجہانی اگنیس گولڈزیہر

بزم طلوع اسلام

اور

روزنامہ اوصاف

اسلام آباد



کیا پرویزیت ... حقائق کیا ہیں؟



- پرویزیت اور قادیانیت میں کیا فرق ہے؟
- کس سابق وزیراعظم نے غلام احمد پرویز کی حمایت میں حکومت کویت کو خط لکھا؟
- غلام احمد پرویز کے عقائد و نظریات کیا ہیں؟
- پرویزیوں کو سب سے پہلے کس ملک نے غیر مسلم قرار دیا؟

یہ سب جاننے کیلئے 17 ستمبر بروز جمعۃ المبارک

روزنامہ "اوصاف" کے رنگین صفحات پڑھیے

(i)

روزنامہ اوصاف اسلام آباد اور پرویزیت کا پوسٹ مارٹم

بزم طلوع اسلام کے ساتھ میڈیائی جنگ میں روزنامہ اوصاف اسلام آباد نے انتہائی اہم اور قابل قدر کردار ادا کیا۔ دونوں اطراف سے مضامین کو جگہ دی اور قارئین کو دونوں نقطہ ہائے نظر سمجھنے میں مدد ملی۔ ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء کی اشاعت خصوصی میں ''کیا پرویزیت کفر ہے؟'' کے بارے فیچر شائع کیا جس سے ''پرویزیت'' کا خوب پوسٹ مارٹم ہوا۔ قارئین کرام کی دلچسپی اور پرویزیت کے تعاقب کی تاریخ محفوظ کرنے کے لئے اس فیچر کو اس کتاب میں شامل کیا جاتا ہے۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد جمعرات ۱۶ ستمبر ۱۹۹۹ء

(ii)

کیا پرویزیت کفر ہے؟

محمد اورنگزیب اعوان

عالم اسلام مختلف ادوار میں گونا گوں داخلی وخارجی فتنوں کا شکار رہا ہے۔ان فتنوں کے محرکین کا ہمیشہ ایک ہی ہدف رہا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہب اور عقائد کے بارے شکوک و شبہات کا شکار کر کے ان کی مرکزیت ختم کی جائے تا کہ ان کی قوت کبھی مجتمع نہ ہو سکے اور وہ ہمیشہ انتشار کا شکار رہیں۔اس مقصد کے لئے کبھی جھوٹی نبوت' کبھی بنیاد پرستی' کبھی حقوق انسانی' کبھی عقلیت پرستی کے باطل دعاوی سے دین حق کی حقانیت کو مسخ کرنے کی مذموم کوششیں ہوتی رہیں اور اہل اسلام کی صفوں میں موجود منافقین نے ایک طے شدہ منصوبہ کے مطابق اپنے مادی وسائل کی کثرت' ذرائع ابلاغ پر کنٹرول اور ارباب اختیار تک رسائی کی بدولت اپنی قوت اثر سے اس کردار کو ہمیشہ مؤثر طور پر ادا کیا ہے اور اسلام کی نظریاتی بنیادوں کو نشانہ بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام انفرادی واجتماعی طور پر مذہبی منافرت کا شکار ہیں اور مختلف گروہ بندیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ان کی قوت منتشر ہو چکی ہے اور وہ باطل والحادی قوتوں کے آگے بے بس ہیں۔

بدقسمتی سے پاکستان میں انکارِ حدیث کے فتنہ عظیم کی بنیاد انڈین سول سروس کے ایک ملازم غلام احمد پرویز نے رکھی۔اس نے اپنے آپ کو ایک جدید مفکر قرآن کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اپنی تحریک کا نام ''بزم طلوع اسلام'' رکھا۔بظاہر یہ نام علامہ محمد اقبالؒ مرحوم کی ایک نظم سے ماخوذ کیا گیا لیکن حقیقت میں اقبال کی شہرت واثر سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے عوام الناس کے ذہنوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا محض یہ ایک حیلہ تھا۔اسی طرح ارباب اختیار اور بیوروکریسی تک اپنا اثر ورسوخ پیدا کرنے کے لئے سیاق وسباق سے عاری ''پرویز'' کے نام ''محمد علی جناح'' کے ایک عمومی خط کی تشہیر کی گئی تا کہ تحریک پاکستان اور محمد علی جناح سے پرویز کا تعلق ثابت

ہو سکے۔ اس طرح سے سیاسی رخ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ایوب خان کے دور حکومت میں ''بزم طلوع اسلام'' کی پرویزی تحریک ایک منظم شکل اختیار کر گئی۔ جس کے تحت پرویز نے اپنی متعدد تصانیف اور لیکچرز کے ذریعہ دین اسلام کا نیا نقشہ پیش کیا جس کا حقیقت اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ یہ نقشہ باطل و گمراہ کن اور اسلام دشمن پرویزی نظریات پر مبنی تھا جن میں حجیت حدیث رسول اللہ ﷺ کی نفی کی گئی۔ صلوٰۃ، جن وملائکہ، جنت ودوزخ، وجود آدم، اسراء ومعراج، اطاعت رسول، معجزات رسول کے متعلق تمام متفقہ معروف ومروج تصورات اور مسلمہ حقائق کا یکسر انکار کیا گیا جو فی الحقیقت طریق رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور ضروریات دین کا کھلا انکار تھا۔

پرویزی تحریروں میں احادیث کے متعلق انتہائی گستاخانہ اور استہزاء پر مبنی لب ولہجہ اختیار گیا اور بڑی شدومد سے ان افکار ونظریات کی تشہیر کی گئی۔

اس وقت کے مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے پرویزی افکار ونظریات پر مبنی استفتاء تیار کر کے تمام مکاتیب فکر کے علماء عرب وعجم سے فتویٰ طلب کیا۔ جس پر تمام حضرات نے متفقہ طور پر پرویز کو کافر ومرتد قرار دیا اور اس کی تمام تفصیل ''فتنۂ انکارِ حدیث'' کے نام سے کتابی شکل میں عوام الناس کے استفادہ کیلئے شائع کر دی گئی۔ اس طرح سے ایک کثیر تعداد فتنہ پرویزیت کا شکار ہونے سے بچ گئی۔ طویل عرصہ گزرنے کے بعد آج پھر غلام احمد پرویز کے نظریات کو عوام الناس میں پھیلایا جا رہا ہے اور اس کی غلط تعلیمات کو صحیح اسلام کے نام سے متعارف کرایا جا رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ آئندہ چل کر یہ تحریک قادیانیت کی طرح ملک وقوم کیلئے ایک چیلنج بن جائے گی کیونکہ ان دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ ''اول الذکر'' کی بنیاد انکار ختم نبوت پر رکھی گئی اور ''ثانی الذکر'' کی انکار حجیت حدیث وسنت پر۔ یہ دونوں باطل نظریئے ایسے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔ پرویزیت حقیقت میں قادیانیت کا دوسرا روپ ہے۔

فتنہ پرویزیت کی سنگینی کے پیش نظر کویت کے ممتاز عالم دین ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج نے اپنی ذمہ داریوں کے پیش نظر فتنہ پرویزیت کا تعاقب کیا اور بڑی جدوجہد سے پرویز کی گمراہ کن، اسلام دشمن تحریروں کو عربی میں ترجمہ کروا کر کویت کے وزارۃ الاوقاف کو پیش کیا۔ جس پر علمائے کویت کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے متفقہ طور پر ''پرویز'' اور اس کے پیروکاروں کو کافرو مرتد قرار دیا۔ اس فتویٰ کی روشنی میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور اس طرح ان کی اسلام دشمن سرگرمیاں کویت میں اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔

غلام احمد پرویز اور اس کی تحریک سے متعلق امام کعبہ شیخ امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل کے علاوہ کے تقریباً ایک صد علماء کرام اور مفتیان عظام نے فتویٰ دیا ہے کہ غلام احمد پرویز اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافرو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو شخص پرویز کے عقائد کو جانتے ہوئے اس کو مسلمان سمجھتا ہو وہ بھی کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ذیل میں ہم قارئین کے استفادہ کے لئے ان فتویٰ جات کے اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔

امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل:

''یہ شخص حجیت حدیث، معجزات، عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کا جو نماز، زکوٰۃ، حج، جنت اور دوزخ سے متعلقہ ہیں انکار کیا ہے یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین جو اس کے مذکورہ نامی عقائد پر ہیں، کافر ہیں۔ اس کے حکم میں یہ لوگ قادیانیت کی طرح ملت اسلامیہ سے خارج ہیں''

دارالافتاء دارالعلوم (دیوبند):

''ہر وہ شخص جو منکرین حدیث کے عقائد کا حامل ہے وہ کافر اور خارج اسلام ہے اور اگر پہلے مسلمان تھا تو اب مرتد ہے ان کے ساتھ کافروں اور مرتدین جیسا معاملہ کیا جائے گا''۔

جامعہ دارالعلوم (کراچی):

''اس کی تالیفات وتصنیفات کا مقصد ہی ان کفریات کو پھیلانا اور لوگوں کے ذہنوں کو اسلامی نظریات واحکام کے بارے میں شکوک وشبہات سے بھرنا ہے اور اپنے عقائد کی بنیاد پر غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کا کافر ہونا بالکل واضح ہے''۔

مفتی محمد رفیع عثمانی (کراچی):

''غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کے کفر میں کوئی شک نہیں''۔

جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور:

''غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین بلاشبہ ملحد، زندیق، اور کافر ہیں دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔

دارفتاء جامعہ الفاروقیہ (کراچی):

''ہندوپاک کے تمام علماء اہل السنہ والجماعت، اس جماعت اور ان کے قائدین خصوصاً ''غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین'' کے کفر پر متفق ہو گئے ہیں اور اس کو ملحد، زندیق اور ملت حنیفہ سے خارج آدمی قرار دے چکے ہیں''۔

قاضی مجاہد السلام قاسمی:

ڈائریکٹر اسلامک فقہ اکیڈمی (ہندوستان):

''وہ تمام عقائد جو پرویز کی کتابوں میں ملتے ہیں عقائد کفریہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی تمام تحریرات اور آراء صریح گمراہی اور عظیم فتنہ ہیں جس کا مقصد دین اسلام سے انحراف اور اسلام سے ارتداد ہے۔ اس طرح فتنوں کو مٹانا ہم سب کا فرض ہے''۔

جامعہ مدینہ (لاہور):

''غلام احمد پرویز اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کا کافر و مرتد سمجھتے ہیں''۔

تحریک خلافت پاکستان، ڈاکٹر اسرار احمد:

''میرے نزدیک اس امر میں ہرگز کوئی شک یا شبہ نہیں ہے کہ ان کے افکار و خیالات نہایت گمراہ کن اور قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کے منافی ہیں''۔

دارالافتاء ادارہ منہاج القرآن (لاہور):

''ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے ان گمراہ لوگوں سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ مسلمان ریاستوں کا فرض ہے کہ قادیانیوں کی طرح دوسرے گمراہ فرقوں پر بھی پابندی لگائیں۔ مسلمانوں کے تمام عقائد و اعمال کو غیر قرآنی کہہ کر انہیں اسلام سے ہٹانے والا، سنت مطہرہ کا کلی انکار کرنے والا، صیہونی طاقتوں کا ایجنٹ اور دین اسلام کا بہت بڑا حریف تھا''۔

جامعہ اشرفیہ (لاہور):

''غلام احمد پرویز نے چونکہ حدیث کی حجیت کا انکار کیا اور بعض ضروریات دین کا انکار کرتا ہے (جیسا کہ اس کی بیشتر کتب میں موجود ہے) اس لئے وہ اور اس کا اتباع کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔

جامعہ محمودیہ (میرٹھ۔ یوپی):

''غلام احمد پرویز ضروریات دین کا انکار کرتا ہے اور جو ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرے وہ قطعاً کافر ہے۔ لہٰذا یہ اور اس کے ماننے والے سب کے سب کافر ہیں''۔

دارالافتاء جماعت غرباء اہلحدیث (کراچی):

''عنداللہ والرسول ﷺ یہ مسلمان نہیں بلکہ مرتد کافر ہیں''۔

غلام احمد پرویز اور اس کی تحریک کے خلاف جن علماء کرام نے فتوے دیئے ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالرحمٰن (چیئرمین متحدہ علماء بورڈ)

۲۔	مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی	(ممبر متحدہ علماء بورڈ)(جامعہ نعیمیہ)
۳۔	ڈاکٹر اسرار احمد	(امیر تنظیم اسلامی)
۴۔	مولانا مفتی تقی عثمانی	(جسٹس شرعی بینچ سپریم کورٹ)
۵۔	مولانا مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	(ادارہ منہاج القرآن)
۶۔	مولانا ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری	(رئیس جامعہ رضویہ)
۷۔	ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر	(رئیس جامعہ علوم اسلامیہ)
۸۔	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	(عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)
۹۔	مولانا سراج الدین	(شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم نعمانیہ)
۱۰۔	مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی	(رئیس جماعت اہلحدیث)
۱۱۔	مولانا مفتی رفیع عثمانی	(مفتی اعظم پاکستان)
۱۲۔	مولانا شیخ عبدالحفیظ مکی	(مکہ مکرمہ)
۱۳۔	مولانا منظور احمد چنیوٹی	(ایم۔پی۔اے)
۱۴۔	مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ	(دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)
۱۵۔	مولانا محمد اجمل خانؒ	(سرپرست جمعیت علماء اسلام)
۱۶۔	مولانا عاشق الٰہی مدنی	(مدینہ منورہ)
۱۷۔	ڈاکٹر عبدالواحد	(مفتی جامعہ مدینہ لاہور)
۱۸۔	مولانا عبدالستار خان نیازیؒ	(جمعیت علماء پاکستان)
۱۹۔	مولانا ابوطاہر محمد اسحاق خان	(اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ)
۲۰۔	مولانا حافظ عبدالرشید	(دارالعلوم تقویۃ السلام)
۲۱۔	مولانا محمد ادریس سلفی	(مرکزی جمعیت اہلحدیث)
۲۲۔	مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری	(جمعیت اہلحدیث)

۲۳۔	مولانا محمد سلطان ذوق ندوی	(بنگلہ دیش)
۲۴۔	مولانا مجاہد الاسلام	(اسلامک فقہ اکیڈمی)
۲۵۔	علامہ نعیم الحق	(مدیر الاعتصام)
۲۶۔	مولانا حافظ محمد قاسم	(بنگلہ دیش)
۲۷۔	مولانا محمد یاسین صابر	(خیر المدارس ملتان)
۲۸۔	ابوعمار مولانا زاہد الراشدی	(پاکستان شریعت کونسل)

(iii)

غلام احمد پرویز کے عقائد ونظریات اہل علم کی نظر میں

حضور پاک ﷺ کی احادیث طیبہ سے متعلق نظریہ:

مجوسیوں نے پہلے یہ عقیدہ پھیلایا کہ دین سب کا سب قرآن ہی میں نہیں قرآن کے ساتھ ایک اور چیز بھی ہے اور وہ ہیں احادیث۔ احادیث کا کوئی مجموعہ رسول نے مرتب کر کے نہیں دیا تھا کہ اس میں ردوبدل یا اضافہ کی گنجائش نہ ہوتی۔ سنی سنائی باتوں کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دو اڑھائی سو سال کے بعد جمع کرنا شروع کیا اور ان کا نام رکھ دیا۔ ''سنت رسول اللہ''۔ اب اس طرح کی پھیلی ہوئی باتوں میں نئی نئی باتیں شامل کر دینا کون سا مشکل کام تھا؟ عربی کے چند فقرے وضع کیے۔ دو چار راویوں کے نام ان سے پہلے چپکائے آخر میں لکھ دیا ''قال رسول اللہ''، بس حدیث تیار ہے۔ (قرآنی فیصلے ۱۹۱)۔

روایات حدیث کی تدوین اسلام کے خلاف سب سے پہلی سازش تھی جس سے مسلمانوں میں یہ عقیدہ پیدا ہوا کہ قرآن کریم کے علاوہ دوسری وحی بھی ہے۔ (مقام حدیث)

عذاب قبر سے متعلق نظریہ:

قبر کے عذاب کا عقیدہ ان عقائد میں سے ایک ہے جس کی قرآن سے کوئی سند نہیں ملتی اور جو بعد میں اس اسلام میں داخل کیے گئے۔ یہی نہیں کہ اس کی قرآن سے کوئی سند نہیں ملتی بلکہ قرآن اس کی بصراحت تردید کرتا ہے۔ (قرآنی فیصلے)۔

تقدیر کے بارے میں پرویز کا نظریہ:

چنانچہ ہمارے ایمان میں ''والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی'' کا چھٹا جزو انہی (مجوسیوں) کا داخل کیا ہوا ہے۔ (قرآنی فیصلے ص ۱۹۰)۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اس کا نظریہ:

ہمارے ہاں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ آدم جن کی جنت سے نکلنے کا قصہ قرآن کریم کے مختلف مقامات میں آیا ہے، نبی تھے۔ قرآن سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے مختلف مقامات پر قصہ آدم کی جو تفاصیل بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا۔ الخ۔ (لغات القرآن)۔

"بابا آدم اور اماں حواء" کا تصور بائبل کا تصور ہے قرآن کا نہیں"۔

(ابلیس و آدم مولفہ پرویز ص ٦٧)

قربانی کے بارے میں اس کا نظریہ:

مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ قربانی کے لئے کوئی حکم نہیں ۔۔۔ ذرا حساب لگایئے کہ اس رسم کو پورا کرنے میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع ہو جاتا ہے۔

(قرآنی فیصلے ص ٥٧)۔

زکوۃ کے بارے میں پرویز کا نظریہ:

"ایتاء الزکوٰۃ" نوع انسانی کی نشو ونما کا سامان بہم پہنچانا"۔

(قرآنی نظام ربوبیت ص ٨٧)۔

زکوۃ سے مراد اڑھائی فیصد ٹیکس نہیں بلکہ یہ ایک پروگرام ہے جس کی سرانجام دہی مومنین کے ذمہ ہے' یہی وہ مقصد عظیم ہے جس کے لئے ان کی حکومت وجود میں آتی ہے۔

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دنیا میں اقتدار حاصل ہوگا تو یہ "صلاۃ" کا نظام قائم کریں گے اور نوع انسانی کی پرورش کا سامان بہم پہنچائیں گے"۔

(قرآنی نظام ربوبیت ص ١٦٥)

معجزات کے بارے میں اس کا نظریہ:

آپ حیران ہوں گے کہ رسول کی طرف سے اتنے معجزات کس طرح منسوب ہو گئے

حالانکہ قرآن کی صراحت کی مطابق آپ کو "قرآن" کے علاوہ اور کوئی معجزہ نہیں ملا ہے اور یہ دوسرے معجزات کتب روایات میں مذکور ہیں۔

لیکن حیرت کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ان کتابوں میں رسول کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی گئی ہے جن سے سعید روحیں کانپ اٹھتی ہیں۔ حقیقت میں جب بنیاد درست نہ ہو تو اس پر مبنی اشیاء پر تعجب کی کوئی وجہ نہیں۔ (معارف القرآن جلد نمبر ۴ صفحہ ۷۳۱)

۱۔ بالکل واضح ہے کہ اللہ و رسول سے مراد مرکز حکومت ہے۔

(معارف القرآن جلد نمبر ۴ صفحہ ۶۵۴)۔

۲۔ دین نے قیام صلوٰۃ کا حکم دیا تھا، مذہب میں یہ چیزیں نماز پڑھنے کے مترادف بن گئیں۔ (طلوع اسلام صفحہ ۴۷۔ جون ۵۰ء)۔

۳۔ میرا دعویٰ تو صرف اتنا ہے کہ فرض نمازیں دو ہیں، جن کے اوقات بھی دو ہیں، باقی سب نوافل ہیں۔ (طلوع اسلام صفحہ ۵۸ اگست ۵۰ء)

۴۔ حج ایک بین الملی کانفرنس ہے اور حج کی قربانی کا مقصد بین الملی کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کے لئے سامان خورد و نوش فراہم کرنا ہے۔

(رسالہ قربانی از ادارہ طلوع اسلام)۔

۵۔ عید الضحیٰ کے دن بارہ بجے تک قوم کا کس قدر روپیہ نالیوں میں بہہ جاتا ہے۔

(طلوع اسلام صفحہ ۱۔ ستمبر ۵۰ء)۔

۶۔ روایات محض تاریخ ہیں۔ (طلوع اسلام صفحہ ۴۹۔ ۵۰ء)

۷۔ نہ حدیث پر ہمارا ایمان ہے نہ اس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

(طلوع اسلام صفحہ ۱۷۔ دسمبر ۵۰ء)

۸۔ حدیث کا پورا سلسلہ ایک عجمی سازش تھی اور جس کو شریعت کہا جاتا ہے وہ بادشاہوں کی پیدا کردہ ہے۔ (طلوع اسلام صفحہ ۱۷۔ اکتوبر ۵۲ء)

۹۔ آج کل مسلمان دو نمازیں پڑھ کر کیوں مسلمان نہیں رہ سکتا؟

(طلوع اسلام اگست ۵۰ء)

۱۰۔ صرف مردار، بہتا ہوا خون، خنزیر اور غیر اللہ کے نام کی طرف منسوب چیزیں حرام ہیں، ان کے علاوہ اور کچھ حرام نہیں۔ مذکورہ چار چیزوں کے علاوہ باقی ہر چیز کا کھانا فرض ہے۔ کھانے سے انکار کر دینا گناہ اور خدا کے حکم کی معصیت ہے۔

(طلوع اسلام جون ۵۲ء)

۱۱۔ زکوٰۃ کی حقیقت ایک ٹیکس ہے۔ صدقہ فطر ڈاک کے ٹکٹ ہیں۔

(قرآنی فیصلے' سلیم کے نام خط)

۱۲۔ نماز مجوسیوں کی رسم پوجا پاٹ ہے "واقیموا الصلوٰۃ" کا ترجمہ مجوسیوں کی رسم سے لیا گیا ہے مرکز ملت کو ان میں تغیر تبدیل کا حق حاصل ہوگا۔

(طلوع اسلام۔ جون ۵۰ء)

(iv)

"پرویزیت"

اسلام کے خلاف ایک اور فتنہ

روز نامہ اوصاف

عالم اسلام میں مختلف ادوار میں فتنے سر اٹھاتے رہے ہیں جن کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو ان کے مذہب اور عقائد و نظریات سے ہٹانا اور انہیں تقسیم کر کے ان کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔ ان مذموم مقاصد کے حصول کے لئے جھوٹی نبوت، بنیاد پرستی اور انسانی حقوق کے نام پر ہمیشہ دین اسلام کی اصل روح کو مسخ کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ اہل اسلام کی صفوں میں موجود منافقین نے اپنے اثر و رسوخ' وسائل کی فراوانی' اختیارات تک رسائی اور یہود و نصاریٰ کی سرپرستی کی بدولت اس کام کو باقاعدہ منصوبے کے تحت موثر طور پر سرانجام دیا جس کی وجہ سے آج مسلمان ایک اللہ' ایک رسول ﷺ اور ایک کتاب ہونے کے باوجود مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں عالم اسلام بے شمار وسائل کے باوجود دنیا میں ہر جگہ مغلوب نظر آتا ہے۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کے اندر فرقہ پرستی کے فروغ کے لئے کوششیں ایک منظم اور مربوط طریقے سے ہو رہی ہیں۔ ان کاوشوں کے نتیجے میں پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نامی مرتد نے اسلام کے خلاف خطرناک سازش کرتے ہوئے "قادیانیت" کی داغ بیل ڈالی جو عاشقان رسول ﷺ کی قربانیوں سے اب ایک اقلیتی فرقے کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔ قادیانیت کے بعد جس فتنے نے منظم انداز میں اسلام کے اندر سر اٹھایا وہ "پرویزیت" ہے۔

"پرویزیت" کی بنیاد انڈین سول سروس کے ایک ملازم غلام احمد پرویز نے رکھی اس نے اپنے آپ کو ایک جدید مفکر قرآن کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اپنی تحریک کا نام "بزم طلوع اسلام" رکھا۔ یہ نام اقبالؒ کی ایک نظم سے ماخوذ کیا گیا لیکن اس کا مقصد اقبالؒ کی شہرت

سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنا تھا۔ایوب خان کے دور میں ''بزم طلوع اسلام'' کی پرویزی تحریک پروان چڑھی۔ غلام احمد پرویز نے اپنی تحریروں اور لیکچرز کے ذریعے اسلام کا نیا نقشہ پیش کیا جس کا حقیقت میں اسلامی تعلیمات ونظریات سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔

غلام احمد پرویز نے اپنی تحریروں میں احادیث نبوی ﷺ کے متعلق انتہائی گستاخانہ اور گمراہ کن پروپیگنڈا کیا اور حضور ﷺ کی احادیث کی شرعی حجت سے انکار کیا اس کے علاوہ دین کی تعبیر وتشریح میں سنت رسول ﷺ اسوہ صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کے 1400 سال سے چلے جانے والے اجتماعی تعامل سے ہٹ کر قرآن پاک کی من پسند تشریح کی۔ پرویزی اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔لیکن حضور ﷺ کی تشریح ان کے لئے قابل قبول نہیں۔ وہ خود قرآن پاک کی تشریح کرتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جس عظیم ہستی پر قرآن کریم نازل ہوا اس کی تشریح تو ان کے لئے قابل قبول نہیں لیکن مادر پدر آزاد منکر حدیث کی تشریح قابل اعتماد ہے۔

پرویزی اپنی تحریروں میں لکھتے ہیں کہ!

1۔ منکرین حدیث ایک جدید اسلام کے بانی ہیں۔

(طلوع اسلام ص 16 اگست' ستمبر 1952ء)

2۔ فرض نمازیں صرف دو ہیں جن کے اوقات بھی دو ہیں باقی سب نوافل ہیں۔

(عباداللہ اختر' طلوع اسلام ص ۱۵۸ اگست ۱۹۵۲ء)

3۔ پھر آج کل مسلمان دو نمازیں پڑھ کر کیوں مسلمان نہیں رہ سکتا؟۔

(طلوع اسلام صفحہ 61 اگست 1950ء)

4۔ بخلاف اس کے نہ حدیث پر ہمارا ایمان ہے اور نہ اس پر ایمان لانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

(طلوع اسلام ص 17' دسمبر 1950ء)

5۔ بالکل واضح ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ سے مراد مرکز حکومت ہے''۔

(معارف القرآن جلد 4 صفحہ 654 غلام احمد پرویز)

6۔ حدیث کا پورا سلسلہ ایک عجمی سازش تھی اور جس کو شریعت کہا جاتا ہے وہ بادشاہوں کی پیدا

کردہ ہے۔(پرویز، طلوع اسلام ص 17، دسمبر 1950ء)

پرویزیوں کے ان عقائد کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ یہ مرتد ہو گئے ہیں۔ان کے تمام عقائد اسلام سے متصادم ہیں۔خود کائنات کے خالق و مالک اللہ تبارک وتعالی نے اپنے محبوب نبی حضور ﷺ کے بارے میں اپنی آسمانی کتاب قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''البتہ تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی ہستی میں بہترین نمونہ ہے۔اس کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے''۔(سورۂ احزاب)

اور ایک جگہ ارشاد باری تعالی ہے۔

ترجمہ: ''کہہ دو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے نقش قدم کی پیروی کرو، اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا''۔

ایک اور جگہ فرمان خداوندی ہے۔

ترجمہ: ''آپ ﷺ بلاشبہ خلق عظیم کے درجے پر فائز ہیں''۔

قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''لوگو محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے''۔(سورۂ احزاب)

ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کہہ دیجئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ﷺ ہوں''۔ (سورہ اعراف)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اور جو کوئی مخالفت کرے رسول ﷺ کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے

ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت ہی بری جگہ پہنچا''۔ (سورۂ نساء)

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات سے رحمت دو عالم حضور ﷺ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ نماز پنجگانہ کے اوقات، رکعتوں کی تعداد، فرائض، واجبات، رمضان المبارک کے جملہ احکام، مناسک حج، زکوٰۃ کا نصاب، ازدواجی معاملات، معاشرتی قوانین اور دوسرے مسائل کی تشریح و تفصیل حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ اور سنت سے ہی ملتی ہے۔

فتنہ پرویزیت آج ایوب خان کے دور سے مختلف ہے اس وقت ذرائع ابلاغ اتنے جدید اور ترقی یافتہ نہ تھے اور پرویزیوں کی سرگرمیاں گلبرگ لاہور کی پرویزی رہائش گاہ تک محدود تھیں۔ جہاں ''بزم طلوع اسلام'' نامی مرکز قائم کیا گیا۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں پرویزی لٹریچر انٹرنیٹ پر دینا کے کسی بھی حصے میں بیٹھ کر دیکھا جا سکتا ہے۔ پاکستان اور دنیا بھر میں پرویزی مراکز کا جال بچھا دیا گیا ہے جہاں پر مستقل پروگراموں پر عمل جاری ہے۔ ان مراکز میں آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے ذریعے غلام احمد پرویز کے لیکچر سنائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ترغیبی لٹریچر مفت بانٹا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنے عقائد پہنچائے جا سکیں۔ سیاسی تہواروں کی آڑ میں سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں جن میں نمایاں شخصیات کو مدعو کیا جاتا ہے۔ کویت میں ''بزم طلوع اسلام'' کے ایسے ہی سیاسی اجتماعات میں سابق نگران وزیراعظم ملک معراج خالد اور معطل قومی اسمبلی کے رکن طارق عزیز بھی شریک ہوئے۔ فائیو سٹار ہوٹلوں میں اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ ان اجتماعات میں پرویزی افکار و نظریات کی تبلیغ کی گئی اور پرویزی لٹریچر پاکستانی سکولوں میں بھی بھیجا گیا اور طلباء کو گمراہ کرنے کے لئے انہیں وظائف کی پیش کش بھی کی گئی۔ اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے ہفتہ وار پرویزی دعوت درس کی تشہیر کی گئی۔ مفت لٹریچر بھیجنے کے لئے پاکستانیوں سے بذریعہ ڈاک و فیکس ایڈریس مانگے گئے۔

پرویزیوں کی سرگرمیاں نہ صرف پاکستان بلکہ کویت اور سعودی عرب میں بھی جاری ہیں۔ اسلام کے خلاف ان کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا تدارک کرنے کے لئے پاکستان، سعودی عرب، کویت بھارت اور جنوبی افریقہ کے مفتیان نے پرویزیوں کے عقائد و نظریات کا مطالعہ اور تحقیق کرنے کے بعد پرویزیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا اور غلام احمد پرویز، اس کے اتباع کرنے والے اور، ہر وہ شخص اور جماعت جو ایسے کافرانہ عقائد و نظریات کی طرف دعوت دیتے ہوں' کو دائرہ اسلام سے خارج، کافر اور

زندیق قرار دیا گیا۔ نیز ان کے ساتھ کسی قسم کے اسلامی تعلقات رکھنے ان کی نماز جنازہ پڑھنے، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے اور مسلمان عورت کا ان کے ساتھ نکاح کرنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ جو شخص یا جماعت ان کے عقائد کو درست سمجھے اسے بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ ان لوگوں سے کسی مسلمان کا تعاون کرنا یا کسی بھی قسم کے تعلقات رکھنا ناجائز اور حرام قرار دیا گیا۔

کویت کی وزارت اوقات الشئون الاسلامیہ کی فتویٰ کمیٹی نے صدر تحریک ختم نبوت انٹرنیشنل کویت مولانا احمد علی سراج کی طرف سے پرویزی، عقائد اور ''بزم طلوع اسلام'' کے خلاف دائر کردہ فتویٰ اپیل پر گرینڈ فتویٰ جاری کرتے ہوئے کویت میں غلام احمد پرویز اور ''بزم طلوع اسلام'' کو کافر اور مرتد قرار دیا۔ کویت میں پہلی بار پرویزیوں کو کافر اور مرتد قرار دیا گیا۔ فیصلہ کے مطابق کویت میں عرصہ دراز سے غلام احمد پرویز کے پیروکار عبیدالرحمان ارائیں نے ''بزم طلوع اسلام'' کے نام سے تنظیمی سطح پر کام شروع کر رکھا تھا اور تبلیغ کے ذریعے ہزاروں پاکستانی مسلمانوں کو ورغلا اور گمراہ کر کے پرویزی بنا چکا تھا۔ کویت کے سرکاری فتویٰ بورڈ امور کمیٹی کے رئیس شیخ مشعل مبارک عبداللہ احمد الصباح کے دستخطوں سے جاری گرینڈ فتویٰ کا متن درج ذیل ہے۔

''فتویٰ کمیٹی اس استفتاء کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ غلام احمد پرویز کے عقائد باطل، گمراہ کن اور اسلامی عقائد کے منافی ہیں۔ ہر وہ شخص جو ان کے عقیدے پر ایمان رکھتا ہے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہوگا اور اگر پہلے مسلمان تھا تو پھر اس نے ان عقائد کو اختیار کیا ہو تو وہ مرتد شمار ہوگا''۔

پرویزیوں نے اپنے لاہور کے ہیڈ کوارٹر اور کویت کے لوکل آفس سے خوب واویلا مچایا اور وزارت اوقاف کویت میں فیصلے کے خلاف رٹ بھی دائر کی لیکن سوائے رسوائی کے ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ سعودی عرب کے مفتی الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے بھی پرویزیوں کو کافر اور مرتد قرار دیتے ہوئے اسلام سے خارج کرنے کا فتویٰ جاری کیا ہے۔

پاکستان میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے مفتی محمد تقی العثمانی، نائب مفتی عبدالرؤف، اصغر علی ربانی، محمد اشرف، محمد عبداللہ، محمد کمال الدین، احمد الرشدی، جامعہ دارالعلوم ڈیرہ اسماعیل خان کے شیخ الحدیث مولانا سراج الدین جبکہ جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدینہ، جامعہ نعیمہ، جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، جامعہ اہل حدیث اور دیگر علمی اداروں کی طرف سے مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا شیر محمد علوی، مولانا عبدالمالک

خان، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مفتی غلام سرور قادری، ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، حافظ صلاح الدین یوسف، حافظ عبدالرحمان مدنی اور دیگر مفتیان اور علماء کرام شامل ہیں۔

پرویز کا نام نہاد فکر قرآن اور اسلامی شعائر کی من گھڑت تشریح مسلمہ حقائق قرآن کے انکار اور حدیث وسنت کی دشمنی پر مبنی ہے تاکہ مسلمانوں میں رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کو متنازعہ بنا کر شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں تاکہ وہ انتشار کا شکار ہو کر ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہیں۔ پاکستان میں پرویزیت اسلام کے خلاف ایسا خارجی مشن ہے جسے پرویز کے بعد اس کے متبعین ''بزم طلوع اسلام'' کے پلیٹ فارم سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مصروف ہیں۔

پرویزی تحریک جو غلام احمد پرویز کی رہائش گاہ تک محدود تھی آج جدید ترین ٹیکنالوجی اور وسائل کی بدولت عالمی سطح پر ایک منظم اور طے شدہ منصوبے کے تحت متحرک ہے۔ رسالت مآب ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے جس دین حق کی خاطر بے پناہ قربانیاں دیں آج اسے مٹانے کے لئے باطل قوتیں اکٹھی ہورہی ہیں' جو اہل ایمان کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے عالم اسلام میں اجتماعی بیداری پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ نوجوانوں کو کفر کی آغوش میں جانے سے بچایا جاسکے اور پرویزی فتنے کی سرکوبی کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 8 دسمبر 2001ء

(V)

پرویزی عقائد کفریہ

1. اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ

اللہ کا کوئی خارجی وجود نہیں بلکہ وہ ان صفات عالیہ سے عبارت ہے جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے۔ رسول ﷺ کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی اطاعت کرائے۔

(معارف القرآن جلد نمبر 4 صفحہ 626, 625, 616)

2. ملائکہ:

ملائکہ ایسی قوتیں ہیں جنہیں انسان مسخر کر سکتا ہے یہ صرف کائناتی قوتیں ہیں۔

3. حضرت آدم علیہ السلام:

حضرت آدم علیہ السلام کا کوئی شخصی وجود نہیں۔ قرآن کریم میں جس آدم کا ذکر ہے اس سے مراد نوع انسان ہے۔ (لغات القرآن صفحہ 215)

4. جنت و دوزخ:

مرنے کے بعد جنت و جہنم مقامات نہیں، انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔

(لغات القرآن جلد 1 صفحہ 448)

5. ارکانِ دین:

ارکان دین نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات و عبادات وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور خوشامدانہ مسلک کے مظاہر ہیں۔ (طلوع اسلام صفحہ 37 فروری 1952ء)

6. نماز:

نماز مجوسیوں کی رسم پوجا پاٹ ہے۔"واقیموا الصلوٰۃ" کا ترجمہ مجوسیوں کی رسم سے لیا گیا ہے۔ مرکزِ ملت کو ان میں تغیر و تبدل کا حق حاصل ہوگا۔

(قرآنی فیصلے ص 13 ,11,12 طلوع اسلام جون 1950ء)

7. زکوٰۃ:

زکوٰۃ ایک ٹیکس ہے۔ صدقہ فطر ڈاک کے ٹکٹ ہیں۔ (قرآنی فیصلے' سلیم کے نام خط)

8. حج:

نماز ان کی پوجا پاٹ' حج ان کی یاترا۔ (معارف القرآن جلد 4 صفحہ 392)

9. قربانی:

حج ایک کانفرنس ہے اس میں شریک ہونے والوں کے خورد و نوش کے لئے جانور ذبح کرنا ہے۔ مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ قربانی کا کوئی حکم نہیں۔

(قرآنی فیصلے صفحہ 55)

10. تلاوت قرآن پاک:

تلاوت قرآن غیر قانونی عقیدہ ہے' یہ عقیدہ عہد سحر کی یادگار ہے۔

(قرآنی فیصلے صفحہ 104)

11. ختم نبوت ﷺ

ختم نبوت ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ انسانی معاشرے کی باگ ڈور اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھ ہوا کرے گی۔ (سلیم کے نام)

روزنامہ اوصاف اسلام آباد 8 دسمبر 2001ء

(vi)

مکتوب نبوی ﷺ پھاڑنے والے بدبخت، گستاخ کا ہم نام

غلام احمد پرویز

محمد اورنگ زیب اعوان

غلام احمد پرویز اور شہنشاہ فارس خسرو پرویز میں دو چیزیں قدر مشترک ہیں۔ایک نام کی یگانگت اور دوسرا نظریات کی ہم آہنگی۔ چودہ سو سال قبل اوائل اسلام میں جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے سفیر عبداللہ بن خدافہ سہمیؓ کو بسلسلہ دعوت اسلام اپنا مکتوب گرامی دے کر خسرو پرویز کے پاس بھیجا تھا۔فارس کے معمول کے مطابق بڑے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ خسرو پرویز تخت سلطنت پر متمکن تھا کہ نقیب کی آواز پر ایک شخص دربار میں حاضر ہوا۔حاضرین نے بڑی حیرت اور استعجاب کی ساتھ اسے دیکھا۔اتنے معمولی لباس اور اس قدر سادگی و بے باکی سے آج تک پرویز کے دربار میں کوئی نہ آیا تھا۔حضرت عبداللہ بن خدافہؓ نے نامہ مبارک شہنشاہ فارس کے سامنے پیش کیا۔جس میں لکھا ہوا تھا کہ دو خداؤں کے بجائے ایک ہی ذات کو خالق خیر وشر ماننا چاہیے۔ اگر آپ توحید خداوندی کو تسلیم کرلیں گے تو آپ کے اوپر امن وسلامتی کا دروازہ کھل جائے گا ورنہ آپ اپنے ساتھ اپنی قوم کی گمراہی کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔ پرویز نے خط سنتے ہی طیش میں آکر مکتوب نبوی ﷺ کو چاک کردیا اور غضب ناک لہجہ میں گرجا کہ ہمارے غلام کو یہ جرأت کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھے۔مکتوب نبوی ﷺ کے چاک کردینے کے اس وقعہ پر کسی مورخ نے کیا خوب کہا ہے کہ ''تکبر اور بڑائی کے زعم میں پرویز نے خط کو پھاڑ کر صفحہ ہستی سے اپنا نام مٹادیا''۔اس واقعہ کی اطلاع جب نبی اکرم ﷺ کو ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ اسی طرح اس کے تخت اور سلطنت کے بھی ٹکڑے ہونگے۔ نبوت کی زبان مقدسہ سے نکلنے والی پیشن گوئی سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں پوری ہوئی اور ہزاروں برس کی اس سلطنت کے پرزے اڑ گئے۔

وہ خود جلد اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔

اس کی سلطنت اور تخت دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس خسرو پرویز نے غرور و تکبر کا شکار ہو کر مکتوب نبویؐ کے ٹکڑے کئے تھے اور پھر آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد غلام احمد پرویز نے اسی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فرامین نبوت کا انکار کیا اور احادیث رسول ﷺ کو (معاذ اللہ) ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اب انتظار ہے کہ اس وقت کا جب قہر ذوالجلال کو جوش آئے گا اور پرویزی عقائد و نظریات کے ٹکڑے ٹکڑے ہونگے اور بزم طلوع اسلام کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ (انشاءاللہ)۔ اس لئے کہ غلام احمد پرویز نے اپنے نام پرویز (چھلنی) کا لحاظ کرتے ہوئے جدید تحقیق کے نام پر ایک ایسی (چھلنی) تیار کی، جس میں اسلام نام کی کوئی چیز باقی رہی نہیں۔ سارا دین اسلام اس چھلنی نے چھان کر رکھ دیا ہے۔ اور قرآن و حدیث کو بازیچہ اطفال بنا کر رکھ چھوڑا ہے۔ اللہ رب العزت اس جدت کی زہرناکیوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائیں۔ (آمین)۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد)

(vii)

مولانا عبدالحفیظ مکی کا حامد میر (ایڈیٹر اوصاف) کو خراج تحسین

ڈیرہ اسماعیل خان (بیورو رپورٹ) انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے مرکزی امیر مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی نے روز نامہ ''اوصاف'' کے ڈیرہ بیورو کے افتتاح کے موقع پر مولانا عبدالحفیظ مکی نے ''اوصاف'' کے لئے خصوصی دعا کی۔ انہوں نے پاکستان کی مذہبی جماعتوں' جہادی تنظیموں اور عالم اسلام کی کوریج کے بارے ''اوصاف'' کی پالیسی کو سراہا اور ''اوصاف'' کے چیف ایڈیٹر ماہتاب خان' ایڈیٹر حامد میر' اوصاف ٹیم اور ڈیرہ بیورو کے محمد فضل الرحمان کے لئے خصوصی دعا کی۔

روز نامہ اوصاف اسلام آباد 20 ستمبر 1999ء

پرویزیت اور میڈیا

اخباری تراشے

فتنہ پرویزیت پر اخباری بیانات

اور

پریس ریلیز

(i)

غلام احمد پرویز کے افکار غیر اسلامی ہیں۔ انہیں ماننے والا خارج از اسلام ہے: فتویٰ کمیٹی کویت۔

کویت سٹی (عبدالشکور سے) وزارت اوقاف والشئون کویت کی فتویٰ کمیٹی نے ڈاکٹر علامہ مولانا احمد علی سراج کی طرف سے غلام احمد پرویز کے افکار اور عقیدے کے بارے میں پیش کردہ سوال نامہ اور کتابوں کا جائزہ لینے کے بعد قرار دیا ہے کہ غلام احمد پرویز کے عقائد باطل اور گمراہ کن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں اور ہر وہ شخص جو ان عقائد پر ایمان رکھتا ہو وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔ کمیٹی نے قرار دیا ہے کہ اگر کوئی پہلے مسلمان ہو اور پھر ان عقائد کو اختیار کرے تو وہ مرتد ہے کیونکہ ان عقائد سے ان امور کا انکار لازم آتا ہے جو قرآن وسنت سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔ جو ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں۔ فتویٰ کمیٹی نے سورۃ فتح کی آیت نمبر 29 اور النساء کی آیت نمبر 59 اور نمبر 103 ' سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 110 اور نمبر 117 اور سورۃ عمران کی آیت نمبر 132 کا بھی حوالہ دیا ہے۔ یہ فتویٰ رئیس قطاع الافتاء والبحوث الشرعیہ شیخ مشعل مبارک عبداللہ احمد الصباح کے دستخطوں سے جاری کیا گیا۔ اسی طرح سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ ' پاکستان کے جامعہ دارالعلوم کراچی کے مفتی محمد تقی العثمانی ' نائب مفتی عبدالرؤف ' اصغر علی ربانی ' محمد اشرف ' محمد عبداللہ ' محمد کمال الدین ' احمد الرشدی ' مسیح اللہ ' جامعہ دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خاں کے شیخ الحدیث مولانا سراج الدین نے بھی غلام احمد پرویز کے افکار اور عقیدے کو بالکل گمراہ کن گردانتے ہوئے اسلام سے خارج اور کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے۔ دریں اثنا مولانا احمد علی سراج نے کہا کہ غلام احمد نے واضح طور پر نہ صرف حدیث سے انکار کیا بلکہ اسلام کے بنیادی اصول سے اختلاف اور انحراف کیا جو دین کے بالکل خلاف ہے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور 15 نومبر 1998ء

(ii)

کویت اور سعودی عرب نے غلام احمد پرویز کے پیروکاروں کو کافر قرار دیدیا

کویت (نمائندہ خبریں) کویت میں سرکاری فتویٰ بورڈ کی امور عامہ کمیٹی نے صدر تحریک ختم نبوت انٹرنیشنل کویت مولانا احمد علی سراج کی طرف سے پرویزی عقائد اور بزم طلوع اسلام کے خلاف دائر کردہ فتویٰ اپیل پر گرینڈ فتویٰ جاری کرتے ہوئے کویت میں غلام احمد پرویز اور بزم طلوع اسلام کو کافر اور مرتد قرار دے دیا ہے۔کویت میں سرکاری طور پر پہلی بار پرویز کے پیروکاروں کا کافر اور مرتد قرار دیا گیا ہے۔ فیصلہ کے مطابق کویت میں عرصہ دراز سے غلام احمد پرویز کے پیروکار عبدالرحمن ارائیں نے بزم طلوع اسلام کے نام سے تنظیمی سطح پر کام شروع کر رکھا تھا اور تبلیغ کے ذریعے ہزاروں پاکستانی مسلمانوں کو ورغلا اور گمراہ کر کے پرویزی بنا چکا تھا۔کویت کے سرکاری فتویٰ بورڈ امور کمیٹی کے رئیس مشعل مبارک' عبداللہ احمد الصباح کے دستخطوں سے جاری گرینڈ فتویٰ کا متن درج ذیل ہے۔

فتویٰ کمیٹی اس استفتاء کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ غلام احمد پرویز کے عقائد باطل اور گمراہ کن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں۔ ہر وہ شخص جو ان کے عقیدے پر ایمان رکھتا ہے' وہ کافر اور اسلام سے خارج ہوگا۔ اور اگر پہلے مسلمان تھا تو پھر اس نے ان عقائد کو اختیار کیا ہو تو وہ مرتد شمار ہوگا۔ سعودی عرب کے مفتی الشیخ بن بازؒ نے بھی پرویزیوں کو کافر اور مرتد قرار دیتے ہوئے اسلام سے خارج کرنے کا فتویٰ جاری کر دیا ہے۔

روزنامہ خبریں لاہور 18 نومبر 1998ء

(iii)

غلام احمد پرویز اور اس کے معتقدین ملحدانہ نظریات کے باعث دائرہ اسلام سے خارج ہیں

کویت سٹی (نمائندہ خصوصی) امام حرمین شریفین شیخ محمد بن عبداللہ اسبیل نے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے صدر مولانا احمد علی سراج کے استفتاء کے جواب میں ''طلوع اسلام'' نامی تنظیم کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کی متبعین کو ان کے باطل اور ملحدانہ عقائد کی وجہ سے کافر قرار دے دیا ہے۔ اپنے فتویٰ میں جو انہوں نے 1420ھ جاری کیا۔ لکھا ہے کہ یہ شخص حجیت حدیث' معجزات' عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے' اس ملحد نے قرآن کریم کی آیات اور نبی کریم آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی ان احادیث کا جو نماز' زکوٰۃ' حج' جنت اور دوزخ سے متعلق ہیں انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین جو اس کے مذکورہ نامی عقائد پر ہیں کافر ہیں۔ شیخ عبداللہ السبیل نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ ہمیں اس بات کا دلی رنج اور دکھ ہے کہ پرویزی اپنے کفریہ نظریات پھیلانے کے لئے برادر اسلامی ملک کویت میں مصروف عمل ہیں۔ حکومت کے ذمہ داران اور علماء کرام پر واجب ہے کہ وہ اس عظیم خطرہ سے آگاہ رہیں اور ان کی جملہ حرکات اور ممکنہ کاروائیوں پر پابندی لگائیں تا کہ ان کا زہر مسلمانوں میں نہ پھیل سکے۔ یاد رہے اس سے قبل حکومت کویت کی وزارت الاوقاف کی فتویٰ کمیٹی کے چیئرمین شیخ مشعل مبارک عبداللہ احمد الصباح نے غلام احمد پرویز کے عقائد باطلہ کو گمراہ کن قرار دیتے ہوئے اسے کافر اور اسلام سے خارج قرار دیا تھا۔ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ مرحوم نے غلام احمد پرویز کو منکر حدیث کی حیثیت سے کافر قرار دیا تھا۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور 27 جولائی 1999ء

(iv)

قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں نوائے وقت نے قلمی جہاد کیا۔ مولانا سراج

کویت سٹی (نمائندہ خصوصی) پاکستان کی پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں جس طرح روز نامہ نوائے وقت نے اپنا قلمی جہاد کیا تھا آج ایک بار پھر روز نامہ نوائے وقت نے پرویزیوں کی اسلام کے خلاف سرگرمیوں کے خلاف قلمی جہاد شروع کر کے اسلام کے ساتھ اپنی وابستگی کا عملی ثبوت فراہم کیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے امیر مولانا احمد علی سراج نے جمعہ کے خطبہ میں روز نامہ نوائے وقت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ نظامی برادران نے ہمیشہ حق وصداقت کا ساتھ دیا اور اپنے قلم کے ذریعے تحریکوں میں ایسی روح پھونکی ہے جو کامیاب و کامران ہوئی ہیں۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں نوائے وقت نے جو کردار ادا کیا ہے وہ نا قابل فراموش ہے۔ نوائے وقت نے جس تحریک کا ساتھ دیا وہ اپنے مقاصد حاصل کر رہی ہے۔ آج قادیانیت کی دوسری شاخ پرویزیوں نے اسلام کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کی احادیث' معجزات نبی ﷺ' عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کے منکرین ہیں۔ ان کے خلاف بھی نوائے وقت نے اپنا قومی' مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے سب سے پہلے پرویزیوں کو کافر قرار دینے میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کا ساتھ دیا ہے۔ اس وقت جامع مسجد ثنیان الغانم کویت میں تقریباً چھ ہزار نمازی موجود تھے جنہوں نے یہاں مجید نظامی اور کویت میں مقیم نوائے وقت کے نمائندہ عبدالشکور (ابوحسن) کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے لئے خصوصی دعا کی۔ مولانا احمد علی سراج نے کہا کہ 25 اگست کو اسلام آباد میں ہونے والے اوور سیز کنونشن میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کا وفد

شرکت کررہا ہے جو وہاں پرویزیوں کی اسلام کے خلاف سرگرمیوں سے حکومت کو آگاہ کرے گا اور 7 ستمبر کو چناب نگر (ربوہ) میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی سالانہ عالمی کانفرنس میں قادیانیوں کے ساتھ ساتھ پرویزیوں کے خلاف بھی پاکستان میں تحریک ردّ پرویزیت کا آغاز ہوگا۔ اس کی قیادت مولانا عبدالحفیظ مکی کریں گے۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ بلوچستان میں پرویزیت کے مراکز کو بند کروائیں۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور 22 اگست 1999ء

(۷)

پریس ریلیز

گورنمنٹ کویت کی طرف سے پرویزیوں کو کافر و مرتد قرار دیئے جانے کے بعد پاکستانی سفارت خانہ کو پرویزیوں کی سرپرستی سے روکا جائے۔

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کا حکومت سے مطالبہ:

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر اور تحریک در پرویزیت کے عالمی سربراہ مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے کویت میں پاکستانی سفارت خانہ کی کھلم کھلا پرویز پرستی کا نوٹس لیتے ہوئے حکومت پاکستان کو کویت میں پاکستانی تشویش سے آگاہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس رویہ سے نہ صرف پاکستانی مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح ہو رہے ہیں بلکہ کویتی دین دار حلقوں میں بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ گورنمنٹ کویت نے سرکاری سطح پر بزم طلوع اسلام کے مسٹر غلام احمد پرویز کی کتابوں کے حوالوں سے اس کے باطل وملحدانہ افکار ونظریات کی روشنی میں اسے اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دیا ہوا ہے۔ جس کے نتیجہ میں کویت میں پرویزی دفتر سربمہر کر کے سیکورٹی حکام کو اس کی نگرانی پر متعین کر دیا گیا تھا۔ کویت کے عربی اخبارات نے فتنہ پرویزیت کے بارے کویتی فتویٰ کی روشنی میں طویل اداریے اور رپورٹیں شائع کیں۔ اور اپنی سرزمین پر اس فتنہ کی موجودگی کے بارے میں غم وغصہ اور تشویش کا اظہار کیا۔ مقامی کویتی علماء نے بھی اخبارات میں بذریعہ خطوط اور مساجد سے بذریعہ خطبات' کویت میں پرویزی دفتر لائبریری اور تبلیغی پروگراموں پر زبردست احتجاج کیا اور گورنمنٹ کویت سے مطالبہ کیا کہ کویت کی سرزمین سے اس فتنہ کی سرگرمیوں کو کلی طور پر ختم کیا جائے اور گمراہ کن لٹریچر ضبط کر کے ضائع کیا جائے۔ پرویزیوں نے کویت کی عدالت عالیہ میں اپنے خلاف کفر وارتداد کے فتویٰ کی واپسی کے لئے رٹ دائر کی جو مسترد کر دی گئی۔ مولانا سراج نے کہا کہ پاکستانی سفارت خانہ اس ساری روداد سے بخوبی آگاہ ہے۔ لیکن اندر ہی اندر وہ پاکستانی اور کویتی مسلمانوں کے دینی

جذبات کے خلاف پرویزیوں کی سرپرستی کررہا ہے اور پرویزی پلیٹ فارم' بزم طلوع اسلام کے مقامی سربراہ کو اپنی ذاتی دوستیوں کی بنا پر اسے ترجیح دیتے ہوئے سفارت خانہ کے اہم قومی تہواروں میں مدعو کرکے فرنٹ لائن میں پیش کرتا ہے۔ پرویزیت کی پرائیویٹ تقریبات میں سفارت کاروں کو سرکاری طور پر بھیج کر ان کی تقریبات کی سرپرستی کرتا ہے۔ پرویزیوں کی یہ پرائیویٹ تقریبات بظاہر قومی تہواروں اور قومی شخصیات کی برسیاں منانے کی آڑ میں بزم طلوع اسلام کے پلیٹ فارم سے منعقد کی جاتی ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان تقریبات میں پرویزیت کا پرچار ہوتا ہے۔ شرکاء میں مفت لٹریچر بانٹا جاتا ہے اور مہمانان خصوصی سے تعریفی کلمات کہلوائے جاتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو متاثر کرکے پرویزی تحریک کی طرف متوجہ کیا جائے۔ پرویزی اپنی دینی گمراہی پر پہلے سے بدنام ہونے کی وجہ سے اور وسیع پیمانے پر دینی اداروں اور شخصیات کی طرف سے کفر کی فتویٰ زدگی پر خائف ہوکر دینی تقریبات کا انعقاد نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو دھوکا اور فریب دے کر قومی تہواروں کو منانے کی آڑ لیتے ہیں اور اجتماعات منعقد کرتے ہیں۔ اس صورت حال میں پاکستانی سفارت خانے کا پرویزی گمراہ کن سرگرمیوں میں سرکاری طور پر ان کا فریق بننا انتہائی تشویشناک عمل ہے۔ جس پر پاکستانی مسلمان کمیونٹی سراپا احتجاج ہے۔ چند ہی دنوں قبل ایک ایسی ہی پرائیویٹ پرویزی تقریب میں جو بظاہر پاکستان کے یوم آزادی کو منانے کے لئے ایک پرائیویٹ فلیٹ میں منعقد کی گئی پاکستانی سفارت کاروں ں نے سرکاری طور پر شرکت کی اور تقریریں کیں۔ پبلک تقریبات میں سفارت کاروں کی شرکت تو سمجھ میں آتی ہے لیکن پرائیویٹ تقریبات میں ان کا شریک ہونا جن کو منعقد کرنے والوں کی حیثیت کمیونٹی میں متنازعہ ہے' انتہائی معنی خیز اور اشتعال انگیز ہے۔ مولانا سراج نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ کویت میں پاکستانی مسلمانوں کے جذبات کو پاکستان ایمبیسی کے ہاتھوں مجروح ہونے سے بچائے اور اسے اپنا رویہ تبدیل کرنے کے لئے فوری ہدایات جاری کرے۔

روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد 24 اگست 1999ء

(vi)

قادیانی اور پرویزی میزبان اسلامی ملکوں میں پاکستان کے اسلامی امیج کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔

اسلام آباد (پ ر) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے سمندر پار پاکستانیوں کے دوسرے کنونشن 1999ء کے موقع پر جو اسلام میں 25 اگست 1999ء کو منعقد ہو رہا ہے' جس میں وہ خود بھی مدعو ہیں اپنے ایک بیان میں حکومت کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ تارکین وطن دیارِ غیر میں اپنے ملک کی پہچان ہوتے ہیں اور اپنے اجتماعی طرز عمل سے ملک کے امیج کو پیش کرتے ہیں۔ پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔ جس کی اساس "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ ہے۔ اور مسلمان ملکوں میں اپنے اسلامی تشخص کی وجہ سے انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لہٰذا پاکستان کی بعض تنظیمیں جو مسلمان حلقوں میں اپنے غیر اسلامی امیج کی وجہ سے متنازعہ ہیں انہیں ملک کے باہر اپنی غیر اسلامی سرگرمیوں کو جاری رکھنے سے منع کیا جانا چاہیے۔ تاکہ میزبان اسلامی ملکوں میں پاکستان کے اسلامی امیج کو کوئی ٹھیس نہ پہنچے۔ اس سلسلے میں قادیانی اور بزم طلوع اسلام کے پرویزی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قادیانیوں کے تشخص کا چونکہ سرکاری سطح پر اعلان ہو چکا ہے۔ اس لئے ان کا معاملہ ان ملکوں میں واضح ہے۔ لیکن پرویزیوں کے بارے میں ابھی تک ایسا اعلان نہیں ہوا۔ لہٰذا ان کی غیر اسلامی سرگرمیاں جب میزبان ملکوں میں اسلام کی آڑ میں سامنے آتی ہیں تو سخت تشویش پیدا ہوتی ہے۔ اسی بناء پر بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکار پرویزیوں کو حکومت کویت سرکاری طور پر کافر و مرتد قرار دے چکی ہے۔ وہاں کے لوکل عربی اخبارات میں ان کی خوب بدنامی ہو چکی ہے اور مقامی لوگ ان کے عقائد اور نظریات پر حیران ہیں کہ پاکستان جیسے ملک میں اس طرح کی تنظیم بھی موجود ہے۔ پرویزیوں کا

دینی طرزِ عمل چونکہ سواد اعظم سے ہٹ کر ہے اس لئے بیرون ملک ان کی سرگرمیوں سے پاکستان کا اسلامی امیج بری طرح مجروح ہوتا ہے۔ حال ہی میں امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے جو حرمین شریفین کے نگران اعلیٰ بھی ہیں اور سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے بھی مسٹر غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کو کافر قرار دیا ہے اور متحدہ عرب امارات اور بحرین میں یہ معاملہ زیر غور ہے اور عالم عرب اور برصغیر کے دیگر ثقہ دینی ادارے اور مقتدر اسلامی شخصیات اپنے تفصیلی ملاحظات کے ساتھ ایسے ہی فتاویٰ جاری کر چکے ہیں۔ اگر حکومت پاکستان عالم اسلام کے فتاویٰ کی روشنی میں قادیانیوں کی طرح پرویزیوں کی غیر مسلم اقلیتی حیثیت کا سرکاری اعلان کر دے تو کم از کم عرب اسلامی ممالک میں جو ان کے خلاف فتاویٰ جاری ہو رہے ہیں اور پاکستان کی بدنامی ہو رہی ہے' وہ سلسلہ رک جائے۔ مولانا سراج نے آخر میں کہا کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ پرویزیوں کی بیرونِ ممالک خاص کر عرب اسلامی ممالک میں سرگرمیوں پر فوری پابندی لگائے تاکہ ان مسلمان ملکوں کا اسلامی تقدس مجروح نہ ہو۔ کیونکہ وہ ایسے معاملات میں بہت حساس ہیں اور پاکستان بدنامی سے بچ جائے اور اس کا امیج ان ملکوں میں خراب نہ ہو۔

روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد 25 اگست 1999ء

کویت اور سعودی عرب پرویزیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکے ہیں۔ پاکستان بھی انہیں غیر مسلم قرار دے۔

چنیوٹ، لاہور (نمائندہ خبریں، وقائع نگار) بین الاقوامی ختم نبوت موومنٹ کے زیر اہتمام ۱۲ویں سالانہ تحفظ ختم کانفرنس جامعہ عثمانیہ، مسلم کالونی، چناب نگر میں گزشتہ رات سحری کے وقت ختم ہوگئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بیرون ملک سے آئے ہوئے علمائے اسلام، مشائخ عظام اور دانشوروں نے کہا کہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے پلیٹ فارم سے مرازئیت کے خاتمے تک ان کا تعاقب جاری رہے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی پیروکار برطانوی حکومتوں کے وفادار اور مسلمان حکومتوں کے غدار ہیں۔

ہم اس اقدام کی مذمت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ معراج خالد اور نیلام گھر میں غلام احمد پرویز کی کتابیں گفٹ دینے والے طارق عزیز ہوش میں آئیں اور اس کاروائی سے باز رہیں ورنہ سپاہ صحابہؓ راست اقدام پر مجبور ہوگی۔ کویت سے آئے ڈاکٹر احمد علی سراج نے کہا کہ قادیانیت اور پرویزیت نظریات اور فکری حوالہ سے ایک ہیں۔ غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز، دونوں اسلام دشمن تھے۔ کفر کی لابیاں بھیس بدل کر ہمارے دینی، اسلامی تقدس کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ کویت اور سعودی عرب، غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکے ہیں۔ پاکستان بھی اسے غیر مسلم قرار دے۔ فضیلت الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی، عالمی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے کہا کہ ہم پوری قوت اور جرأت ایمانی سے پوری دنیا میں فتنہ قادیانیت اور پرویزیت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے قادیانیت کی طرح پرویزیت کے خلاف بھی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے کیلئے تحریک چلانے کا اعلان کیا۔

میں قادیانیوں کے تمام اوقاف' دیگر مسلم اوقاف کی طرح سرکاری تحویل میں لینے' ارتداد کی تبلیغ پر پابندی لگانے اور مرتد کی شرعی سزا نافذ کرنے' امتناع قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرانے' پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کا اضافہ کرنے' پرویزیوں کو قادیانیوں کی طرح مسلم اقلیت قرار دینے' اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر ملک معراج خالد کو اس منصب سے ہٹانے کی قراردادیں منظور کی گئیں۔

دریں اثناء وقائع نگار کے مطابق تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام' ختم نبوت کانفرنس' کی صدارت پیر سید محمد مظہر قیوم سجادہ نشین بھکھی شریف نے کی جبکہ تقریب کے مہمان خصوصی مولانا غلام محمد سیالوی' چیئرمین پاکستان بیت المال' جنرل کے ایم اظہر جنرل سیکریٹری جمعیت علمائے پاکستان تھے۔

روزنامہ خبریں 9 ستمبر 1999ء

حکومت پرویزیوں کو کافر قرار دے

ختم نبوت موومنٹ اور سپاہ صحابہؓ کا مطالبہ۔

ڈیرہ اسماعیل خان (محمد فضل الرحمان) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور سپاہ صحابہؓ کا اکٹھ۔ بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز کے انکار حدیث پر پرویزیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر مولانا احمد علی سراج اور سپاہ صحابہؓ کے مرکزی صدر مولانا اعظم طارق کا باہمی رابطہ۔ پرویزیوں کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق اسلام کے بنیادی اور اہم ارکان کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے پر حکومت کویت کی جانب سے پرویزیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور پرویزیوں کے کفر پر امام کعبہ کے فتوے کے بعد انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے پاکستان میں پرویزیوں کو کافر اقلیت قرار دینے کی تحریک کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلے میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر، مولانا احمد علی سراج نے سپاہ صحابہؓ کے مرکزی صدر مولانا اعظم طارق سے ملاقات کی اور انہیں فتنہ پرویزیت کے مضمرات سے آگاہ کیا اور پرویزیوں کے خلاف تحریک چلانے پر زور دیا۔ جس کے بعد سپاہ صحابہؓ کے قائد مولانا اعظم طارق نے انہیں اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ دوسری جانب ڈیرہ اسماعیل خان میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا احمد علی سراج نے کہا کہ ہم نے پرویزیوں کو پاکستان میں کافر اقلیت قرار دینے کی تحریک کا آغاز کر دیا ہے۔ جس کو اپنے منطقی انجام تک پہنچا کر ہی دم لیا جائے گا۔

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے صوبائی صدر ڈاکٹر نجم الدین اور صوبائی سیکریٹری اطلاعات محمد فضل الرحمان بھی اس موقع پر موجود تھے۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۱۱ ستمبر ۱۹۹۹ء

قادیانیوں کی طرح فتنہ پرویزیت کی سرکوبی کے لئے اتحاد ضروری ہے۔

چنیوٹ (نامہ نگار) قادیانیوں کی طرح پرویزیت کے فتنے کے خاتمہ کے لئے تمام مکاتب فکر کا اکٹھا ہونا اس وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ حکمران آنکھیں بند نہ رکھیں، یہ چنگاری کسی بھی وقت شعلہ بن کر پورے ملک کو ۷۴ کی تحریک کی طرح اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ قادیانیوں کی ملک اور اسلام دشمن سرگرمیاں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان خیالات کا اظہار جامعہ سلفیہ کے مدرس مولانا محمد زبیر ظہیر نے آج یہاں کل پاکستان اہلحدیث خاتم النبین کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنہ، امت مسلمہ کے لئے ناسور ہے۔ اسی طرح اب پرویزیت بھی اپنے جال سے باہر نکل کر اپنی مذموم سرگرمیوں میں سرگرم ہو چکی ہے۔ انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ پاکستان کے قیام کے مقاصد کو ہر حال میں پورا کریں گے اور اب قراردادوں اور مطالبات کا وقت نہیں رہا، عمل کا وقت ہے اور ہر کلمہ گو مسلمان ختم نبوت پر کامل ایمان رکھنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانی کی طرح فتنہ پرویزیت کے خلاف بھی جہاد بلند رکھیں۔ مولانا محمد یعقوب فیصل آبادی نے کہا کہ ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت ہے۔ خلفاء راشدین کی زندگی مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ مرزا طاہر کے بیانات اور قادیانیوں کی سرگرمیاں کھلم کھلا آئین کی بغاوت ہیں۔ حکومت کی سرد مہری سے اب پرویزیت بھی اپنی دم ہلا رہی ہے۔ ان کا قلع قمع خود حکومت کے استحکام کا ضامن بن سکتی ہے۔ کانفرنس کے منتظم قاری محمد ایوب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں تمام ملک اور اسلام دشمن فتنوں کا خاتمہ خلیفہ اول کی سنت زندہ کرنے میں مضمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان فتنوں کے قلع قمع کرنے کے لئے تمام مکاتب فکر اسی طرح کا متفقہ لائحہ عمل اختیار کریں۔

کانفرنس کی پہلی دو نشستیں جو کہ نماز جمعہ اور عصر تک جاری رہیں جس میں ختم نبوت کے پروانوں نے بھرپور شرکت کی، کانفرنس مرکز اہلحدیث خاتم النبیین لاہور روڈ پر منعقد ہوئی۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور 19 ستمبر 1999ء

(x)

مسلمانوں کو قادیانیت سے زیادہ فتنہ پرویزیت سے خطرہ ہے۔ ڈاکٹر احمد علی سراج

ڈیرہ اسماعیل خان (نمائندہ خبریں) اس وقت پاکستان اور بیرونی ممالک میں مسلمانوں کو قادیانیت سے زیادہ پرویزیت سے خطرہ ہے۔ قادیانیت کے خلاف ہماری تحریک جاری ہے۔ لیکن اس وقت ہم فتنہ پرویزیت سے برسر پیکار ہیں۔ اس بات کا اظہار انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے نائب صدر ڈاکٹر احمد علی سراج نے خبریں کے ساتھ خصوصی ملاقات میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری تحریک نہ صرف عالمی سطح پر اسلام کے خلاف کفر کی سازشوں اور فتنوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ بلکہ دینی تعلیم کے فروغ کے لئے مختلف ممالک میں قرآنی مرکز بھی قائم کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت مختلف ممالک میں ۱۷۵۰ قرآنی مراکز قائم کئے جا چکے ہیں۔ کویت میں ۲۳ مراکز ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری تنظیم کے سرپرست اعلیٰ امام کعبہ محمد بن عبداللہ السبیل ہیں۔ ڈاکٹر احمد علی سراج نے بتایا کہ ہماری تحریک کے لئے جماعت اسلامی، جے یو آئی، مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کسی اختلاف کے بغیر کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستان میں ربوہ کے مقام کی ناکامی کے بعد قادیانیوں نے لندن میں برطانوی حکومت کے سہارے اسلام کے خلاف اپنی تحریک کو از سر نو منظم کیا۔ لیکن ہم نے لندن میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کر کے قادیانیوں کو ناکامی سے دوچار کیا۔ ڈاکٹر احمد علی سراج نے صدر مملکت محمد رفیق تارڑ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ان کا ہماری تحریک سے مکمل رابطہ ہے۔ رفیق تارڑ اور راجہ محمد ظفر الحق ہماری تحریک کی مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے خلاف کسی کو فتنہ پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

روزنامہ خبریں ۱۹ ستمبر ۱۹۹۹ء

(xi)

لادینی طاقتیں اسلام کا راستہ روکنے کے لئے متحد ہوگئی ہیں۔ عبدالحفیظ مکی

ڈیرہ اسماعیل خان (نامہ نگار) ملک میں ایک گھناؤنی سازش کے تحت فتنہ پرویزیت کو فروغ دیا جارہا ہے اور اس گمراہی اور کفر کو پھیلانے میں ملک کی بعض اہم حکومتی شخصیات اور سرکاری اداروں کے سربراہان ملوث ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحفیظ مکی نے گزشتہ روز سراج العلوم اکیڈمی میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ وہ اس تقریب میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر سعودی عرب سے ڈیرہ اسماعیل خان آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام خصوصاً دینی مراکز کی جدوجہد کے نتیجے میں دنیا بھر میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور آج اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف ہو کر عالم کفر کی قوتیں اسلام کا راستہ روکنے کے لئے متحدہ ہوچکی ہیں۔ اس سامراجی اور لادینی طاقتوں نے ایک سازش کے تحت اسلام کو بدنام کرنے کے لئے مختلف فتنے کھڑے کردیے ہیں۔

روزنامہ کائنات اسلام آباد موسوار ۲۰ ستمبر ۱۹۹۹ء

(xii)

ملک میں ایک گھناؤنی سازش کے تحت
فتنہ پرویزیت کو فروغ دیا جا رہا ہے

مولانا عبدالحفیظ مکی

☆ اس گمراہی اور کفر کو پھیلانے میں ملک کی بعض اہم حکومتی شخصیات اور سرکاری اداروں کے سربراہان ملوث ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان (بیورو رپورٹ) ملک میں ایک گھناؤنی سازش کے تحت فتنہ پرویزیت کو فروغ دیا جا رہا ہے اور اس گمراہی اور کفر کو پھیلانے میں ملک کی بعض اہم حکومتی شخصیات اور سرکاری اداروں کے سربراہان ملوث ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحفیظ مکی نے گزشتہ روز سراج العلوم اکیڈیمی میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا اور اس تقریب میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر سعودی عرب سے ڈیرہ اسماعیل خان آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام خصوصاً دینی مراکز کی جدوجہد کے نتیجے میں دنیا بھر میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور آج اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف ہوکر عالم کفر کی قوتیں اسلام کا راستہ روکنے کے لئے متحرک ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت' مرزائیت' آغا خانی اور فتنہ پرویزیت اس سلسلے کی کڑی ہیں اور بڑے پیمانے پر لادین قوتوں کی جانب سے انہیں مالی وسائل فراہم کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ متفقہ طور پر مل کر حدیث فتنہ پرویزیت کے خلاف پاکستان کے علماء کرام نے کفر کا فتویٰ جاری کیا مگر پاکستان کی ایک اہم تعلیمی درسگاہ انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کے موجودہ ریکٹر اور سابق نگران وزیراعظم ملک معراج خالد نے اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھتے ہوئے کویت حکومت کو لکھے گئے خط میں

پرویزیت اور خصوصاً غلام احمد پرویز کے حق میں قصیدہ گوئی کی ہے۔ انہوں نے ملک معراج خالد کو فوری طور پر موجودہ عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ہمارا نمائندہ صدر پاکستان وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سے بھی مل چکا ہے۔ اگر ملک معراج خالد کو اسلامی یونیورسٹی سے نہیں ہٹایا گیا تو ہم اسکے خلاف تحریک چلائیں گے۔

روزنامہ مرکز سوموار 20 ستمبر 1999ء ڈیرہ اسماعیل خان

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی/اسلام آباد 20 ستمبر 1999ء

(xiii)

اسلامی نظریہ حیات واقدار کے خلاف

سازش کی سرکوبی۔ مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے نائب علمی امیر اور کویت برانچ کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے کہا چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہونے والی تاریخ ساز عالمی ختم نبوت کانفرنس کے حوالے سے اپنے بیان میں کہا کہ بین الاقوامی سطح پر قادیانیت کی طرح پرویزیت کا وسیع پیمانے پر پرچار استعماری طاقتوں کی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ جس کا مقصد پرُ دجل تاویلات سے ملک کے اساسی نظریہ کی نفی کرتے ہوئے مسلمانوں کو انتشار کا شکار کر کے ملکی استحکام کو تباہ برباد کرنا ہے۔ مولانا نے کہا کہ ۷ ستمبر کے تاریخ ساز فیصلہ میں قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانوناً اس فتنہ کی سرکوبی کر دی تھی۔ اس طرز پر پرویزیت کے فتنہ کی سرکوبی ہوسکتی ہے۔ اور شریعت محمدی پر یہ بدنما داغ مٹ سکتا ہے۔ انشاء اللہ ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء کی چناب نگر ختم نبوت کانفرنس اس مطالبہ حق کی آئینہ دار ہوگی اور پرویزیت کے خلاف قانونی جدوجہد کا نقطۂ آغاز ثابت ہوگی۔ مولانا نے مزید کہا ایمان واسلام اور قوم وملت کے خلاف پرویزی مکروہ عزائم کا طوفانی سلسلہ اس وقت تک نہیں رک سکتا جب تک حکومت سنجیدگی کے ساتھ اس فتنہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اجماع امت کے مطالبے پر مرتد کی شرعی سزا کے نفاذ کا سرکاری اعلان نہیں کرتی۔ اجماع امت کا پرویزیت کے کفر وارتداد کا فتویٰ اگرچہ شرعی حیثیت سے مسلم ومحکم ہے اور کسی دنیاوی قانون کی توثیق کا شرعاً پابند نہیں لیکن انتظامی ضروریات کے پیش نظر پرویزیوں کو سرکاری سطح پر مسلم اقلیت قرار دینا اس لئے ضروری ہے کہ پرویزی ارتداد کی کھلے عام تعلیم وتبلیغ اور اشاعت وترویج نہ صرف مسلمانوں کے اجتماعی دینی جذبات کی توہین واستہزاء کا باعث بن رہی ہے بلکہ ان آئینی تحفظات کے بھی خلاف ہے جن کا مقصد ملک کی نظریاتی سرحدوں

کی حفاظت کو یقینی بنانا ہے۔ پرویزی پروگرام اپنے ارتداء کے باعث آئین کے ساتھ بغاوت اور ملک دشمنی کے مترادف ہیں' جن کو قانونی لگام دینا وقت کی اشد ترین ضرورت ہے۔ لہٰذا ایسی سرگرمیوں کو روکنے اور مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح ہونے کے نتیجہ میں امن عامہ کے ممکنہ مسائل پیدا ہونے سے بچنے کے لئے حکومت کو فوری طور پر قانونی اور آئینی طریقے سے پرویزیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دینا چاہئے اور ساتھ ہی ملک بھر میں پرویزی مراکز بند کر کے کفر وارتداد پر مبنی لٹریچر ضائع کر دینا چاہئے۔ تعلیمی لائبریریوں میں جہاں ایک سازش کے تحت پرویزی کتابیں رکھوائی گئی ہیں انہیں بھی وہاں سے ہٹا کر گمراہی پھیلانے کے ان اسباب کو جلد ختم کیا جانا چاہئے۔ مولانا نے کہا کہ مسلمانوں میں روز بروز بے چینی بڑھ رہی ہے اور پیشتر اس کے کہ وہ خود میدان عمل میں اتر آئیں حکومت کو از خود اپنے راست اقدام سے اس فتنہ کا قلع قمع کر دینا چاہئے۔ علاوہ ازیں ملک معراج خالد کی پرویز پروری کی قلعی کھل جانے کے بعد حکومت کو چاہئے تھا کہ اسے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر کے عہدے سے برطرف کر کے کسی ثقہ دینی' علمی اور فقہی شخصیت کے تقرر کا اعلان کرتی لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک اس بارے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی جس کی وجہ سے عوام میں اور خاص کر دینی حلقوں میں زبردست تشویش بڑھ رہی ہے۔ ارتدادی خیالات کے حامل شخص کو اسلامی یونیورسٹی کی سربراہی کا کوئی حق نہیں۔ یہ ادارہ صحیح اسلامی دینی تعلیم وترویج کی ترقی واشاعت کا ادارہ ہے نہ کہ پرویزی ارتدادی نظریات کے پھیلانے کا ذریعہ۔ اس کے علاوہ طارق عزیز کے نیلام گھر پروگرام میں تقسیم کی جانے والی کتابوں کا بھی نوٹس لیا جائے کیونکہ طارق عزیز بھی پرویزیت کے فروغ کے لئے' پرویزی لابی کے لئے دن رات کام کر رہا ہے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۹۹ء

(xiv)

پرویزیت کی انٹرنیشنل کانفرنس روکی جائے۔ ڈاکٹر احمد علی سراج

کویت (نمائندہ خصوصی) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے امیر اور تحریک رد پرویزیت کے بانی مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۷ اکتوبر کو لاہور میں ہونے والی پرویزیت کی سہ روزہ انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد روکا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانان پاکستان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ حکومت پاکستان پرویزیت کی علمبردار بزم طلوع اسلام کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیتے ہوئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ ورنہ ہم ان منکرین حدیث اور ناموس رسالتؐ کے دشمنوں کے خلاف کھلے جہاد کا اعلان کر دیں گے۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ حکومت کویت، امام کعبہ، مفتی اعظم سعودی عرب اور عرب و عجم کے سینکڑوں علمائے کرام اور دینی ادارے غلام احمد قادیانی کی طرح غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دے چکے ہیں۔ اس اجماع امت کے بعد پرویزیت کی علمبردار، بزم طلوع اسلام کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو سرزمین پاکستان پر بے لگام چھوڑ دینا، اسلام اور آئین پاکستان سے کھلی غداری ہے۔ کیونکہ جن قانونی اور آئینی وجوہات کا اطلاق قادیانیت پر ہوتا ہے بعینہ وہی وجوہات پرویزیت کے غیر اسلامی ہونے پر عائد ہوتی ہیں۔ لہٰذا پاکستان کے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ بروقت اقدام سے اس استعماری سازش کا قلع قمع کر دیا جائے۔ ورنہ قادیانیت کی طرح پرویزیت کا مسئلہ بھی سڑکوں پر آ جائے گا اور امن عامہ کے مسائل پیدا کر دے گا' جس کا پاکستان متحمل نہیں ہے۔ مولانا نے کہا کہ پرویزی منتظمین اپنے خلاف فضا اور ماحول کو جاننے کے باوجود شر اور اشتعال انگیزی کے لئے لاہور میں ۱۷ اکتوبر سے سہ روزہ انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ جس کا مقصد پاکستان میں اسلامی ماحول کو سبوتاژ کرنا اور اقدار شریعت کا مذاق اڑانا ہے کیونکہ استعماری قوتوں کا یہی ایجنڈا ہے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء

(XV)

حکومت نے غلام احمد پرویز کے خلاف کویت کے فیصلے کی توثیق کر دی۔

کویت (پ ر) حکومت پاکستان کی وزارت مذہبی امور اور زکوٰۃ وعشر اور اقلیتی امور کے وفاقی وزیر راجہ ظفر الحق نے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کے استفتاء کے جواب میں واضح کیا ہے کہ غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں میں بیان کردہ افکار ونظریات مبنی بہ فتنہ اور نصوص دینیہ میں رخنہ اندازی کا باعث ہونے کی وجہ سے قطعاً نا قابل برداشت ہیں۔ انہوں نے پرویز اور اس کے متبعین کے کفر وارتداد پر حکومت کویت اور مفتی اعظم سعودی عرب کے فیصلوں کی توثیق کی اور امت مسلمہ کے لئے ان فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔ مولانا سراج کے نام لکھے خط میں وفاقی وزیر نے کہا کہ غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں مثلاً تبویب القرآن، قرآنی فیصلے، مقام حدیث، لغات القرآن، قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ شریعت کے دوام جنت وجہنم، نماز وحج کے بارے میں اس کے خیالات قطعاً نا قابل برداشت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علمائے اسلام نے اسے فتنہ طراز اور نصوص میں رخنہ انداز پایا۔ ہم کویت کے سرکاری اور مفتی اعظم سعودی عرب کے فیصلوں کو مبنی برحق سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ حکومت کویت کی وزارت الاوقاف نے مولانا احمد علی سراج کے استفتاء پر غلام احمد پرویز کے خلاف جو سرکاری فیصلہ دیا تھا اس میں کہا گیا ہے کہ غلام احمد پرویز کے عقائد باطل اور گمراہ کن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں۔ ہر وہ شخص جو ان عقائد پر ایمان رکھتا ہو، وہ کافر اور اسلام سے خارج ہوگا اور اگر پہلے مسلمان تھا تو پھر اس نے ان عقائد کو اختیار کیا تو وہ مرتد شمار ہوگا۔ کیونکہ ان عقائد سے ان امور کا انکار لازم آتا ہے جو قرآن وسنت سے قطعی طور ثابت ہیں۔ جو ضروریات

دین میں شمار ہوتے ہیں۔مزید برآں امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے اپنے فتویٰ میں کہا تھا کہ طلوع اسلام نامی تنظیم اپنے گمراہ پیشوا غلام احمد پرویز کی طرف منسوب ہے۔ جو حجیت حدیث، معجزات، عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کا جو نماز، زکوٰۃ، حج، جنت اور دوزخ سے متعلقہ ہیں' انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کی متبعین جو اس کے مذکورہ بالا عقائد پر ہیں، کافر ہیں۔ راجہ محمد ظفر الحق، وفاقی وزیر مذہبی امور، حکومت پاکستان نے حکومت کویت اور امام کعبہ کے مندرجہ بالا فتاویٰ کی توثیق کر کے مسلمات دین کی ابدیت اور ہمہ گیریت کے مسلم و محکم ہونے کے بارے مسلمانوں کے سواد اعظم کی تصدیق کی ہے جو مبنی برحق ہے اور جمہور کا مذہب ہے۔ راجہ صاحب نے غلام احمد پرویز کے اس مسلمات کے انکار کو دین میں بیجا رخنہ اندازی اور اصولیات کی روشنی میں ناقابل برداشت قرار دیا ہے۔مولانا سراج نے راجہ ظفر الحق کے اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔مولانا نے صدر پاکستان رفیق تارڑ سے مطالبہ کیا کہ پرویزی لٹریچر کو فوری طور پر پاکستان کے تعلیمی اداروں سے نکالا جائے، تاکہ نوجوان نسل کی ارتداد سے حفاظت ہو سکے اور تعلیمی اداروں کا اسلامی ماحول اور تشخص برقرار رہے۔مولانا نے صدر سے اپیل کی ہے کہ وہ پرویزیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیں اور ناموس رسالت ﷺ اور تحفظ فرمان نبوت ﷺ کے پیش نظر، یہ پرویزی کفریات کے امین ملک معراج خالد کو فوری طور پر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر کے عہدے سے برطرف کرنے کا وعدہ حق پورا کریں۔

روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء

پرویزی خیالات ناقابل برداشت ہیں۔راجہ ظفر الحق

کویت (این این آئی) وفاقی وزیر مذہبی امور، راجہ محمد ظفر الحق نے کویت کی عدالت عظمیٰ اور مفتی اعظم کے فیصلوں کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کی ہے۔شریعت کے دوام جنت وجہنم، نماز اور حج کے بارے میں ان کے خیالات قطعاً ناقابل برداشت ہیں۔صدر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت، مولانا احمد علی سراج کے مراسلہ کے جواب میں لکھے گئے خط میں وفاقی وزیر نے کہا کہ ہم غلام احمد پرویز کے خلاف کویت کے سرکاری فیصلے اور خانہ کعبہ کے امام شیخ محمد عبداللہ السبیل کے فتویٰ کی حمایت کرتے ہیں۔کیونکہ غلام احمد پرویز کی متعدد کتابیں مثلاً قرآنی فیصلے، مقام حدیث، لغات القرآن، اور قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء اسلام نے اسے فتنہ طراز اور نفوس میں رخنہ انداز پایا۔ ہم کویت کی عدالت عظمیٰ اور مفتی اعظم کے فیصلوں کو مبنی برحق سمجھتے ہیں۔میری دعا ہے کہ امت مسلمہ آئندہ بھی ان فتنوں سے محفوظ و مامون رہے۔دریں اثناء صدر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ مولانا احمد علی سراج نے وفاقی وزیر مذہبی واقلیت امور راجہ محمد ظفر الحق کے اس بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ راجہ ظفر الحق کے اس جرأت مندانہ فیصلہ نے مسلمانوں کے دل جیت لیے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اب یہ بات واضح طور پر کھل کر سامنے آگئی ہے کہ حکومت پاکستان، شریعت محمدیہ ﷺ کی بالادستی قائم کرنے کے لئے سنجیدہ ہے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ پرویزی فتنہ کو ختم کرنے کے لئے انہیں کافر قرار دیا جائے۔

روزنامہ دن لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء

قادیانیت کی طرح پرویزیت کے خلاف بھی جہاد کیا جائے۔ مولانا احمد علی سراج

لاہور (نمائندہ خصوصی) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے صدر، کویت کی جامع مسجد ثنیان الغانم کے خطیب ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج نے چناب نگر (ربوہ) ختم نبوت کانفرنس کے آغاز سے قبل لاہور میں روزنامہ نوائے وقت کے مدیر اعلیٰ جناب مجید نظامی سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ اس موقع پر ان کے ہمراہ موومنٹ کے رہنما حاجی کلیم احمد خان، حاجی مقصود علی منظور اور ہارون احمد خان بھی تھے۔ ڈاکٹر مولانا احمد سراج نے اس موقع پر تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں روزنامہ نوائے وقت کے کردار کو سراہا۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر احمد علی سراج نے ۷ ستمبر کو فرزندان توحید کے نام ایک تحریری پیغام جاری کیا۔ جس میں انہوں نے کہا کہ دجالیت اور کذابیت کے خلاف جہاد صدیقی ابھی ختم نہیں ہوا۔ ترکش میں بے شمار تیر اب بھی باقی ہیں۔ اطاعت رسول ﷺ کو رسول ﷺ کی نہیں بلکہ گورنمنٹ کی اطاعت کا نام دیا جا رہا ہے۔ اللہ سے مراد اللہ نہیں بلکہ قوانین خداوندی یا قوانین فطرت مراد لیے جا رہے ہیں۔ قربانی کی حقیقت کو عقل ناقص کی کسوٹی پر جھٹلایا جا رہا ہے۔ اسلام کے معاشی نظام کو اشتراکیت کا معاشی نظام ثابت کیا جا رہا ہے۔ علماء کو ملاں اور سائنسدانوں کو علماء کا نام دیا جا رہا ہے۔ جو ان تحریفات و تاویلات کا انکار کرے اسے اسلام سے گمراہ قرار دیا جا رہا ہے۔ پوری امت مسلمہ ان افکار و نظریات کی روشنی میں اسلام سے خارج قرار دی گئی ہے۔ یہ ہے دین حق کے خلاف استعمار کی دوسری سازش۔ قادیانیت کا دوسرا روپ پرویزیت۔ ان کی گھناؤنی سازش ہے کہ مسلم امہ کی مرکزیت ختم ہو جائے اور دین محمدیہ ﷺ کا شیرازہ بکھر جائے۔ گلبرگ لاہور کا نام نہاد ''بزم طلوع اسلام'' دجالیت کا علمبردار ہے جو پاکستان کے کونے کونے اور بیرون ملک میں اپنے سینکڑوں مراکز قائم کر چکا ہے۔ جن میں

جدید ترین ابلاغ عامہ کی سہولیات کو استعمال میں لا کر دین سے ناواقف عامۃ المسلمین کو اسلام کے نام پر اسلام سے گمراہ کیا جا رہا ہے۔ تعلیمی اداروں کے پروفیسر، دانشور، صحافی، وکلاء، عدلیہ کی شخصیات، سیاستدان، بیوروکریٹس، عسکری عہدیدار اور بیشتر ارباب اختیار پرویزیت کا شکار ہو چکے ہیں اور بزم طلوع اسلام کے آلہ کار بن کر پرویزیت کی اشاعت و ترویج کے ذریعے کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ سابق نگران وزیراعظم معراج خالد جوانٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر ہیں، اپنی حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے یونیورسٹی میں پرویزیت کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ آج ہم پھر ایک دوراہے پر کھڑے ہیں اور حیران ہیں کہ کفر کی لابیاں کیا کیا بھیس بدل رہی ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور 8 ستمبر 1999ء

(xviii)

پریس ریلیز

حکومت پاکستان نے غلام احمد پرویز کے خلاف کویت کے سرکاری فیصلے کی توثیق کردی۔

''غلام احمد پرویز نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا۔ اس کے خیالات قطعاً نا قابل برداشت ہیں''۔ (راجہ ظفر الحق)

وزارت امور مذہبی نے جرأت مندانہ فیصلہ دے کر مسلمانوں کے دل جیت لئے۔ ثابت ہوگیا ہے کہ حکومت، شریعت محمدیہ ﷺ کی بالادستی قائم کرنے کے لئے سنجیدہ ہے۔ راجہ ظفر الحق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور کو مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کا زبردست خراج تحسین۔

صدر پاکستان کو اب ملک معراج خالد کی پرویز پروری کی وجہ سے اُسے فوراً سرکاری عہدے سے برطرف کردینا چاہئے۔ وہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے اسلامی تشخص پر کفریات پرویز کا بدنام ٹیکہ ہیں۔ (مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج)

حکومت پاکستان کی وزارت مذہبی امور اور زکوٰۃ وعشر اور اقلیتی امور کے وفاقی وزیر راجہ ظفر الحق نے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کے استفتاء کے جواب میں واضح کیا ہے کہ غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں میں بیان کردہ افکار و نظریات مبنی بہ فتنہ اور نصوص دینیہ میں رخنہ اندازی کا باعث ہونے کی وجہ سے قطعاً نا قابل برداشت ہیں۔ انہوں نے پرویز اور اس کے متبعین کیے کفر وارتداد پر حکومت کویت اور مفتی اعظم سعودی عرب کے فیصلوں کی توثیق کی اور امت مسلمہ کے لئے ان فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔

مولانا سراج کے نام لکھے خط بحوالہ 1/8mra/99 مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۹ء کا متن درج ذیل ہے۔

''آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا جس کے لئے میں شکر گزار ہوں''۔

غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں مثلاً تبویب القرآن، قرآنی فیصلے، مقام حدیث، لغات القرآن، قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ شریعت کے دوام جنت وجہنم، نماز وحج کے بارے میں اس کے خیالات قطعاً ناقابل برداشت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علمائے اسلام نے اسے فتنہ طراز اور نصوص میں رخنہ انداز پایا۔ ہم کویت کے سرکاری اور مفتی اعظم سعودی عرب کے فیصلوں کو مبنی برحق سمجھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ امت مسلمہ آئندہ بھی ان فتنوں سے محفوظ و مامون رہے''۔

والسلام

خیراندیش

راجہ ظفر الحق

وفاقی وزیر وزارت مذہبی امور

زکوٰۃ وعشر و قلیتی امور حکومت پاکستان

بنام مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج صدر انٹرنیشنل

یاد رہے کہ حکومت کویت کی وزارت الاوقاف نے مولانا احمد علی سراج کے استفتاء پر غلام احمد پرویز کے خلاف جو سرکاری فیصلہ دیا تھا۔ وہ ملاحظہ ہو۔

''غلام احمد پرویز کے عقائد باطل اور گمراہ کن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں۔

ہر وہ شخص جو ان عقائد پر ایمان رکھتا ہو، وہ کافر اور اسلام سے خارج ہوگا۔ اور اگر پہلے مسلمان تھا تو پھر اس نے ان عقائد کو اختیار کیا ہو تو وہ مرتد شمار ہوگا کیونکہ ان عقائد سے ان امور کا انکار لازم آتا ہے جو قرآن وسنت سے قطعی طور پر ثابت ہیں' جو ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں''۔

مزید برآں امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل جو نگران اعلیٰ وامام وخطیب مسجد حرام ومسجد نبوی شریف ہیں، نے اپنے فتویٰ میں یہ فرمایا۔

''طلوع اسلام نامی تنظیم اپنے گمراہ پیشوا غلام احمد پرویز کی طرف منسوب ہے۔ جو حجیت حدیث، معجزات، عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔ اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کا جو نماز، زکوۃ، حج، جنت اور دوزخ سے متعلقہ ہیں انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین جو اس کے مذکورہ بالا عقائد پر ہیں، کافر ہیں''۔

راجہ محمد ظفر الحق، وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان نے حکومت کویت اور امام کعبہ کے مندرجہ بالا فتویٰ کی توثیق فرما کر مسلمات دین کی ابدیت اور ہمہ گیریت کے مسلم ومحکم ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے سواد اعظم کی تصدیق کی ہے۔ جو مبنی برحق ہے اور جمہور کا مذہب ہے۔ راجہ صاحب نے غلام احمد پرویز کے اس مسلمات کے انکار کو دین میں بے جا رخنہ اندازی اور اصولیات کی روشنی میں ناقابل برداشت قرار دیا ہے۔ ان کا یہ موقف ان کی گہری دین فہمی اور اسلام دوستی کا مظہر ہے۔ مولانا سراج نے راجہ صاحب کے اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ ان کی رائے دینی وعلمی حلقوں میں انتہائی عزت واحترام اور قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جائیگی۔

اس موقع پر مولانا نے صدر محترم جناب رفیق تارڑ سے مطالبہ کیا ہے کہ پرویزی لٹریچر کو فوری طور پر پاکستان کے تعلیمی اداروں سے نکالا جائے تا کہ نوجوان نسل کی ارتداد سے حفاظت ہو سکے اور تعلیمی اداروں کا اسلامی ماحول اور تشخص برقرار رہے۔ جسے اسلام دشمن خارجی قوتوں

کے مشن کی تکمیل کے لئے ان کے آلہ کار پرویزیوں نے مسخ کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ مولانا نے صدر محترم سے اپیل کی ہے کہ وہ پرویزیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیں اور ناموس رسالت اور تحفظ فرمان نبوت ﷺ کے پیش نظر پرویزی کفریات کے امین ملک معراج خالد کو فوری طور پر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر کے عہدہ سے برطرف کرنے کا وعدہ حق پورا کریں۔

عبدالخالق بھٹی

ناظم نشرواشاعت

پریس ریلیز

پرویزیت قادیانیت کا دوسرا مکروہ روپ اور اسلام کے خلاف استعمار کی گہری سازش ہے۔

ہم ایک قادیانیت کے بعد دوسری قادیانیت کو سرزمین پاکستان پر پھیلنے پھولنے نہیں دیں گے۔

پاکستان کی وزارت مذہبی امور بھی پرویزیت کے اسلام دشمن اور ناقابل برداشت ہونے کا اعتراف کر چکی ہے۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے لاہور میں پرویزیت پر ہونے والی سہ روزہ انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کو روکا جائے۔

مسلمانان پاکستان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ حکومت پاکستان پرویزیت کے علمبردار بزم طلوع اسلام کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیتے ہوئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ ورنہ ہم ان منکرین حدیث اور ناموس رسالت ﷺ کے دشمنوں کے خلاف کھلے جہاد کا اعلان کر دیں گے۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے امیر اور تحریک رد پرویزیت کے بانی مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کا مطالبہ۔

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے اسلام دشمن پرویزیت کے بارے میں اپنے تفصیلی بیان میں کہا ہے کہ حکومت کویت، امام کعبہ، مفتی اعظم سعودی عرب اور عرب وعجم کے سینکڑوں علمائے کرام اور دینی ادارے غلام احمد قادیانی کی طرح غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دے چکے ہیں۔ اس اجماع امت کے بعد پرویزیت کی علمبرداری، بزم طلوع اسلام کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو سرزمین پاکستان پر بے لگام چھوڑ دینا اسلام اور آئین پاکستان سے کھلی غداری ہے۔ کیونکہ جن قانونی اور آئینی وجوہات کا اطلاق قادیانیت پر ہوتا ہے بعینہ وہی وجوہات پرویزیت کے غیر اسلامی ہونے پر عائد ہوتی ہیں۔ لہٰذا پاکستان کے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ بروقت اقدام سے اس استعماری سازش کا قلع قمع کر دیا جائے۔ ورنہ

قادیانیت کی طرح پرویزیت کا مسئلہ بھی سڑکوں پر آ جائے گا اور امن عامہ کے مسائل پیدا کر دے گا' جس کا پاکستان پہلے سے ہی متحمل نہیں ہے۔ مولانا نے کہا قادیانیت کے علمبردار بزم طلوع اسلام کے پرویزی منتظمین اپنے خلاف فضا اور ماحول کو جاننے کے باوجود شر اور اشتعال انگیزی کے لئے لاہور میں ۱۷ اکتوبر سے سہ روزہ انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ جس کا مقصد پاکستان میں اسلامی ماحول کو سبوتاژ کرنا اور اقدار شریعت کا مذاق اڑانا ہے کیونکہ استعماری قوتوں کا یہی ایجنڈا ہے۔ جسے وہ کبھی قادیانیت کے ذریعے اور کبھی پرویزیت کے ذریعے پایہ تکمیل کرتے ہیں۔ مسلمانان پاکستان کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ ان کی دینی غیرت وحمیت کو یہ زر خرید غلام نشانہ بنائیں۔ پاکستان کی سرزمین کو لادینی قوتوں کے عزائم کی تکمیل کے لئے ہرگز استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حکومت اس بات کا نوٹس لے کہ چند درجن لوگ پاکستان کی دینی فضا کو کفریات پرویز سے مکدر کرنا چاہتے ہیں، یہ دینی منافرت کی بدترین مثال ہے۔ ملک کے اجتماعی' دینی مفادات ان محدود چند تنگ دین پرویزین پر ہرگز قربان نہیں کیا جا سکتا۔ پرویزیت کے پرچار کے لئے اس مذکورہ کانفرنس کو حکومت پاکستان فوری طور پر بند کرائے اور کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو مجروح ہونے سے بچائے۔ کیونکہ جمہور مسلمین پاکستان کا یہ بنیادی حق ہے۔ مولانا نے کہا کہ میں مسلمانوں کے جذبات سے حکومت کو بروقت آگاہ کر رہا ہوں۔ تحفظ ختم نبوت ﷺ کی تحاریک کے احوال بھی جانتے ہیں اور اب تحفظ فرمان نبوت ﷺ کی تحریک شروع ہو چکی ہے۔ مسلمان پرویزیوں کی رسول دشمنی کبھی برداشت نہیں کریں گے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچا کر ہی دم لیں گے۔ مولانا نے علماء حضرات اور مخلص دین دار سیاست دانوں سے بھی اپیل کی کہ وہ پرویزی انٹرنیشنل کانفرنس کے انعقاد کو ہر صورت رکوانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں تا کہ پاکستان کی فضاء مزید مکدر نہ ہو اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ قادیانیت کی دوسری شاخ' پرویزیت کو بھی سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس سلگتے ہوئے مسئلہ کو حل کرے۔

عبدالخالق بھٹی

ناظم نشر و اشاعت

پریس ریلیز

حالیہ فرقہ وارانہ دہشت گردی اسلام دشمن قادیانی اور پرویزی لابیوں کی سازش کانتیجہ ہے۔

مذہبی کشیدگی کی موجودہ فضا میں بزم طلوع اسلام کی پرویزی کانفرنس کا انعقاد معنی خیز ہے۔ (مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج)۔

انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کویت کے امیر اور تحریک رد پرویزیت کے بانی مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے ملک میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کی اچانک نئی لہر کو قادیانی اور پرویزی لابیوں کی مشترکہ سازش کانتیجہ قرار دیا ہے اور اس کی پرزور مذمت کی ہے۔ مولانا سراج نے کہا کہ یہ مذموم کاروائیاں ان دونوں اسلام اور ملک دشمن عناصر نے باقاعدہ منصوبہ بندی سے بیرونی ڈائریکشن پر کیں ہیں۔ انہیں بااثر اندورنی عناصر کی معاونت بھی حاصل تھی۔ تعجب ہے کہ حکومت کے بعض مفاد پرست مشیران نے اپنی غلط اور گمراہ کن اطلاعات سے حکومت کی توجہ دوسری طرف منتقل کردی۔ مولانا سراج نے حکومت کو متوجہ کیا کہ اس وقت ملک اپنی تاریخ کی بدترین فرقہ واریت کا شکار ہے اور دہشت گردی کے نتیجہ میں قتل وغارت ہورہی ہے۔ لیکن بزم طلوع اسلام کا پرویزی فرقہ لاہور میں ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے انٹرنیشنل کانفرنس کی آڑ میں جشن منا رہا ہے اور منکرین حدیث اور دشمنان ناموس رسالت ﷺ کے اس پرویزی جشن میں مختلف سرکاری محکموں کی کلیدی شخصیات بھی شرکت کررہی ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بزم طلوع اسلام کے پرویزی فرقے کو اس سرکاری طبقے کا تحفظ اور آشیر باد حاصل ہے۔ ملکی ایجنسیاں حکومت کو پرویزی سرگرمیوں میں ملوث سرکاری اہل کاروں کے بارے کیوں آگاہ نہیں کرتیں؟ بزم طلوع اسلام نے اندر ہی اندر ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہوا ہے اور اپنے بیرون ملک دفاتر کے ذریعے ان کے ملک دشمن ایجنٹوں سے روابط ہیں جن کے طے شدہ ایجنڈے پر باقاعدہ منصوبہ بندی سے کام ہورہا ہے اور ملک کے بااثر سرکاری اور غیر سرکاری اداروں سے منسلک نہایت ہی اہم شخصیات کو

آلہ کار بنا کر ملک دشمن سرگرمیوں کے ذریعے ملک کو داخلی خلفشار اور عدم استحکام کا شکار کیا جا رہا ہے۔ مولانا سراج نے حکومت پر زور دیا کہ وہ بزم طلوع اسلام کو ایک خاموش اور بے ضرر جماعت خیال نہ کرے۔ یہ قادیانیوں سے زیادہ خطرناک جماعت ہے اور ملک کے حساس اداروں میں سرایت کر چکی ہے۔ عالم اسلام اس جماعت کو کافر و مرتد قرار دے چکا ہے۔ لہٰذا ملک کی سلامتی کو اس اسلام اور ملک دشمن جماعت سے بچایا جائے۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے ہونے والی اس کی انٹرنیشنل کانفرنس کے انعقاد کو روکا جائے اور سرکاری اہلکاروں کو وارننگ دی جائے کہ وہ اس کانفرنس میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ مولانا سراج نے آخر میں کہا کہ ملک کا مسلمان اکثریتی طبقہ پہلے ہی کفر والحاد کی باطل لابیوں کے ملک میں اثر ورسوخ اور ان کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں سے نالاں ہے اور اس فضا میں پرویزی کانفرنس مزید خرابی کا باعث ہوگی اور حالات بہتری کی بجائے مزید بگڑیں گے۔ حکومت پرویزی فرقے کو مسلمانوں کے دینی جذبات سے کھیلنے کی کھلی چھٹی نہ دے اور اس کانفرنسی جشن کو روکنے کا بندوبست کرے۔

عبدالخالق بھٹی

ناظم نشر واشاعت

(xix)

پاکستان میں غلام احمد پرویز کے عقائد کے پرچار کرنے کا انکشاف

مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کیلیئے درس قرآن کی نام پر وطن عزیز میں ۳۲ مراکز کام کرر ہے ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان (نامہ نگار) مسلمانوں کو مذہب اسلام سے گمراہ کرنے اور پرویزی فرقہ کے پیشواء غلام احمد پرویز کے کفریہ عقائد کا پرچار کرنے کیلیئے اندرون و بیرون ملک درجنوں مراکز نے کام شروع کر رکھا ہے۔عوامی اور دینی حلقوں نے شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کی طرف سے اس کے سد باب کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ نوائے وقت کو ملنے والی باخبر مصدقہ اطلاعات کے مطابق پاکستان میں پرویزیت کو پھیلانے کے لئے ''درس قران'' کے نام پر وطن عزیز میں تقریباً ۳۲ مراکز کام کر رہے ہیں۔جن کے مکمل پتے مندرجہ ذیل ہیں:۔

1) ایبٹ آباد 234 کے ایل کیہال رابطہ گل بہار صاحبہ منگل 4 بجے شام۔

2) ایبٹ آباد 234 کے ایل کیہال رابطہ شیخ صلاح الدین۔ ہر روز بوقت ضرورت۔

3) اوکاڑہ نیو ٹیک حبیب فلورل نزد بس سٹاپ 54/2/L رابطہ شیخ احسان الحق بروز جمعہ 4 بجے شام

4) مینگورہ سوات ڈیرہ اقبال ادریس عقب مہران ہوٹل گرین چوک ہر دوسرے جمعہ 2 بجے دوپہر

5) بورے والا برمکان محمد اسلم صابر مرضی پورہ گلی نمبر 5 پہلا اور تیسرا اتوار 10 بجے صبح

6) بہاولپور ریحان چپل سٹور مچھلی بازار۔ جمعہ 2 بجے دوپہر

7) پشاور دفتر عبداللہ ثانی ایڈووکیٹ۔ ہر بدھ وجمعہ 5 بجے شام
8) پیر محل مکان نمبر 139/140 مدینہ پارک ہر ماہ پہلا اتوار 9 بجے صبح
9) پشاور برمکان ابن امین فقیر آباد جمعہ 4 بجے شام
10) پنج کسی برمطب حکیم احمد دین جمعہ 3 بجے شام
11) جہلم برمکان قمر پرویز مجاہد آباد جی ٹی روڈ جمعہ 4:30 شام
12) جلالپور جٹاں یونائیٹڈ مسلم ہسپتال جمعرات 10 بجے صبح
13) چنیوٹ ڈیرہ میاں احسان الٰہی کونسلر بلدیہ پیر بھٹہ بازار۔ جمعہ بعد نماز جمعہ
14) چک 215 ای بی برمکان چوہدری عبدالمجید اتوار 9 بجے صبح
15) حیدرآباد B-12 قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر جمعہ بعد نماز عصر
16) راولپنڈی بمقام E-4385/47 اپر سٹوری ہائی وے آٹوز
نزد پل لئی گوالمنڈی بروز جمعہ 4:30 بجے شام
17) سرگودھا 160 اے سول لائنز ریلوے روڈ جمعہ 5 بجے شام
18) سرگودھا B-4 گلی نمبر 7 بلاک 21 نزد چاندنی چوک
رابطہ ملک اقبال بروز منگل 7 بجے شام
19) کراچی سی بریز روم نمبر 105 شارع فیصل۔ بروز اتوار 9:30 صبح
20) کراچی ڈبل سٹوری نمبر 16 گلشن مارکیٹ سی/36 ایریا کورنگی 5
رابطہ محمد سرور بروز جمعہ 11:30 صبح
21) کراچی صدر محمد اقبال مکان نمبر B/65 اختر کالونی کراچی بروز اتوار 10 بجے صبح
22) کوہاٹ برمکان شیر محمد نزد جناح لائبریری بروز اتوار 8 بجے صبح
23) کوئٹہ صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ بروز اتوار 4 بجے شام
24) گوجرانوالہ شوکت نرسری گل روڈ سول لائنز بروز جمعہ بعد نماز جمعہ

25) گجرات مرزا ہسپتال کچہری روڈ بروز جمعرات 3 بجے شام

26) سیالکوٹ برمکان محمد حسین گھمن ہر ماہ پہلا اتوار صبح 9 بجے

27) لاہور 25 بی گلبرگ II نزد مین مارکیٹ بروز اتوار۔ 9:30 بجے

28) لاڑکانہ برمکان اللہ بخش نزد قاسیمہ مسجد محلہ جاڑل شاہ بروز جمعہ بعد نماز عصر

29) ملتان شاہ سنز بیرون پاک گیٹ بروز جمعہ 5:45 بجے شام

30) ماموں کانجن برمکان ڈاکٹر ہومیو محمد اقبال عامر

چک 509 گ ب بروز جمعہ بعد نماز جمعہ

31) نواں کلی رابطہ لیکچرار ایم طارق بروز اتوار صبح 10 بجے

32) رانی پور اوطاق ڈاکٹر سلیم سومرو بروز جمعہ بعد نماز عشاء

33) واہ کینٹ برمکان محمد اکرم خان 21FC/231 بروز بدھ چھ بجے شام

بزم طلوع اسلام کے زیر اہتمام درس قرآن پاک کے نام سے پرویزی عقائد کی تشہیر کی جارہی ہے۔ جبکہ سعودی عرب اور دیگر ممالک میں بھی پرویزیت کی تشہیر کی جاتی ہے اور درس قرآن پاک کی کیسٹیں سنائی جاتی ہیں۔ دریں اثناء انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر مولانا احمد علی سراج نے پاکستان کے مختلف علاقوں میں قائم بزم طلوع اسلام کے ان مراکز پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عسکری حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کو کافر اقلیت قرار دے اور ان کے مراکز کو بند کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے ان مراکز کو بند نہ کیا تو پھر پاکستان کی غیور عوام ان مراکز کو نیست و نابود کر دیں گے۔

روز نامہ نوائے وقت راولپنڈی/ اسلام آباد 5 اپریل 2000ء

(XX)

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے عالمی نائب امیر' امیر تحریک رد پرویزیت ڈاکٹر احمد علی مولانا ناراج کا ریڈیو اور جامعہ اسلامیہ کینیڈا میں فکر انگیز خطاب.

(ٹورنٹو) پرویزیت اور قادیانیت کے تعاقب میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے عالمی نائب امیر اور امیر تحریک رد پرویزیت' اور کویت کی مرکزی جامع مسجد الغانم کے خطیب فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر احمد علی مولانا سراج الدین نے کینیڈا اور امریکہ اور برطانیہ کا طوفانی دورہ فرمایا۔

ڈاکٹر احمد علی مولانا سراج الدین کینیڈا میں ایک ہفتے کے لئے رابطہ عالم اسلامی کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ کینیڈا میں نماز جمعہ سے خطاب فرمایا' بروز ہفتہ بعد نماز عصر جامعہ اسلامیہ کے زیر اہتمام ایک بہت بڑے ختم نبوت کانفرنس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے خطاب فرماتے ہوئے انہوں نے قادیانیت اور پرویزیت کے اسلام دشمن سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ اس کے علاوہ مسجد دارلسلام (تھارن کلف پارک وے) میں بھی عوام کے بڑے اجتماع سے خطاب کیا مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے کینیڈا کے معروف ریڈیو پروگرام میں ایک گھنٹہ خطاب بھی کیا اور براہ راست سٹوڈیو سے ٹیلی فون پر ریڈیو کینیڈا کے ذریعہ سوالوں کے جوابات بھی دیئے' اپنے اس دورہ کے دوران حضرت ڈاکٹر صاحب نے خواتین کے بہت بڑے اجتماع سے ریحان ہاؤس سے دو گھنٹے تک خطاب بھی کیا۔ انہوں ٹورنٹو میں مقیم مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کاروباری شخصیات' سماجی اور دینی شخصیات سے ملاقات بھی کیں۔ اور کینیڈا کی مختلف مساجد اور مدارس اور اسکولوں کا بھی دورہ کیا۔ اپنے اس قیام کے دوران اخباری نمائندوں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کینیڈا کو انٹرویو بھی دیئے۔ ڈاکٹر احمد علی سراج کے اس دورہ میں مختلف مقامات پر جلسے بھی ہوئے اور ان جلسوں سے خطبات کرتے ہوئے فرمایا کہ غلام احمد پرویز اپنے باطل اور غلط نظریات کی وجہ سے اجماع امت

کی روشنی میں اس طرح کافر ہے جس طرح قادیانی اسلام سے خارج ہیں کیونکہ غلام احمد پرویز اور اس کا فعال ادارہ بزم طلوع اسلام کے افکار اور نظریات بالکل غلط اور باطل ہیں کیونکہ اس نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ اور خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کے فرمان حدیث نبوی کو عجمی سازش قرار دے کر اطاعت رسول اللہ ﷺ سے منہ موڑا ہے۔ غلام احمد پرویز اپنے باطل نظریات میں حضور اقدس ﷺ کے معجزات اور خصوصاً معراج مصطفیٰ کا منکر ہے۔ اس ملحد نے ایمانات میں فرشتوں اور جنات کے وجود کا انکار کیا ہے آدم علیہ اسلام کی تخلیق اور فرد واد ہونے کا انکار کرتے ہوئے ان کی نبوت کا صاف انکار کیا ہے۔ اس طرح عبادات میں نماز، زکوٰۃ اور حج کی شرعی اسلامی شکل سے انکار کرتے ہوئے دین اسلام کے بنیادی اور ضروری ارکان کا انکار کیا ہے۔ عید کی قربانی، قبر کے عذاب اور آخرت کی زندگی میں جنت اور جہنم کی وجودی حقیقت سے انکار کرتے ہوئے اسلام کے بنیادی اصولوں کو ٹھکرایا ہے۔ تمام انبیاء کرام کے معجزات سے انکار کرتا ہے۔ غلام احمد پرویز اور اس کی فکری تنظیم بزم طلوع اسلام نے سنت نبوی ﷺ کی شرعی حیثیت سے بالکل صاف انکار کرتا ہے اطاعت رسول اور حجیت حدیث کا انکار کیا ہے اطاعت رسول اور حجیت حدیث کا انکار کیا زکوٰۃ کا نصاب اور نماز کے طریقہ سے نفی کی ہے انہوں نے فرمایا کہ کینیڈا کے مسلمانوں کو خصوصاً اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو عموماً ان کے اس فتنے سے آگاہ ہونا بہت ضروری ہے اور قادیانیوں اور پرویزیوں کے دجل وفریب سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ ٹورنٹو میں انقلابی دورہ کے بعد حضرت ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب انٹریال روانہ ہوئے اور وہاں پر مانٹریال کے میئر اور قومی آمبلی کے ممبرز اور مختلف دینی اور سماجی مذہبی شخصیات مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام مشائخ عظام نے ان سے ملاقات کی اور مانٹریال کی سب سے بڑی جامع مسجد کے زیر اہتمام ایک بہت بڑے ہال میں عربوں اور ایشاء کے لوگوں سے خطاب کیا اس اجتماع جو کہ مانٹریال کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنا بڑا مذہبی پروگرام ہوا مولانا احمد علی سراج کی ولولہ انگیز دینی فکر لبریز باطل قوتوں کے خلاف للکار اور کینیڈا کے مقیم مسلمانوں کی معاشرتی

زندگی کو فکر آخرت سے مزین دعوت وارشاد کی تمام تر تقاریر کو مختلف زبانوں میں ترجمہ میں پیش کیا گیا اس سے کینیڈا میں مقیم ہر زبان کے جاننے والوں نے مولانا احمد علی سراج کے طوفانی دورہ کو ریڈیو کینیڈا اور ٹیلی ویژن پروگراموں میں نشر کیا۔

اس پورے دورہ کی ایک خاص بات یہ نظر آئی کہ حضرت مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے دنیا کی مختلف زبانوں جس میں عربی، اردو، پنجابی، سرائیکی، انگلش، فرنچ، ترکی اور جرمن زبان کے جاننے والے انسانوں کو دعوت اسلام دی اور مسلمانوں کو قادیانی اور پرویزی فتنے سے آگاہ کرتے ہوئے باطل قوتوں کے خلاف میدان عمل میں آنے کی دعوت دی اور کہا کہ ہم علمی استدلال سے دنیا بھر میں باطل قوتوں کا تعاقب کریں گے کینیڈا کے مسلمانوں نے بڑے شوق سے مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کی تقاریر سنی اور عہد کیا کہ باطل قوتوں کے خلاف اس میدان عمل میں کودنا اپنا فرض ایمانی سمجھتے ہوئے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیں گے تاکہ ہماری آنے والی نئی نسلیں قادیانیت اور پرویزیت اور باطل ملحد فرقوں کے افکار سے بچ کر اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے اپنا ایمان اور عقیدہ کی حفاظت ہر مسلمان کو بہت ہی ضروری ہے کینیڈا کے کامیاب طوفانی دورے کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج امریکہ کے ایک ہفتے کے دورے پر روانہ ہو گئے جہاں پر واشنگٹن اور نیویارک اور لاس اینجلس کے بڑے بڑے شہروں کے اسلامک سینٹروں اور مساجد میں اس موضوع پر منعقد کانفرنس اور سیمینار پروگراموں میں خطاب فرمائیں گے اور وہاں کے ممبران حکومت اور دینی اور اسلامی سماجی شخصیات اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام سے ملاقات بھی کریں گے اور امریکہ میں دینی مدارس اور اسلامی اسکولوں کا دورہ بھی کریں گے اور نماز جمعہ واشنگٹن کی سب سے بڑی جامع مسجد دارالھدی اسلامک سینٹر میں جمعہ کی نماز سے خطاب کریں گے اور بروز ہفتہ اسی سینٹر میں ایک بہت بڑی ختم نبوت کانفرنس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے قادیانیت اور پرویزیت کے ناپاک عزائم کا پردہ چاک کریں گے۔

مشاہیر اسلام اور

اہل علم وقلم کے

فتنہ پرویزیت

پر

امیر تحریک رد پرویزیت

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

کے نام چند خطوطِ

خراج تحسین

چیف ایگزیکٹو

اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب احمد علی سراج صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انتہائی مخلصانہ اور پر فکر پیغام بھیجنے کا بہت شکریہ۔ آپ کے قیمتی خیالات اور مفید مشوروں کو فی الفور زیر غور لایا جا رہا ہے۔ میں ملک سے آپ کی دلی وابستگی اور جذبہ محبت کی قدر کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ ہم سب ملکر اللہ کی رہنمائی میں پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکیں۔ آمین۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

جنرل پرویز مشرف

D.P.S.S

No. 220/SOCA-I/99

جناب ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب

مرکزی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

کویت

Chief Executive Secretariat

Islamabad

(ii)

شیخ الحدیث والقرآن مولانا عبدالمالک۔

صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کا خط

محترمی ومکرمی جناب عبدالخالق بھٹی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گرامی نامہ فتویٰ کی نقل کے ساتھ ملا پرویزیوں کے خلاف علامہ ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب کی قیادت میں آپ نے کویت میں جو کامیابی حاصل کی ہے اس پر ہماری طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ اوراب آپ نے اس تعاقب کو جاری رکھنے کا جو فیصلہ فرمایا ہے اور فتویٰ کو اس تراجم کے ساتھ اشاعت کا جو اہتمام فرمایا ہے وہ بھی خراج تحسین کا مستحق ہے۔ ہماری جو حقیر کوشش ہے اس کا سہرا مولانا زاہد الراشدی کے سر ہے انہوں نے اس کے لئے اہتمام فرمایا جس کے نتیجے میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ الحمدللہ اب پاکستان کے تمام مکاتب فکر علماء کے لئے یہ مسئلہ آپ کے ذریعے سے تازہ ہو گیا۔ علماء نے کافی غوروخوض اور مطالعہ اور تحقیق کے بعد اس فتویٰ پر دستخط کئے۔ یہ بہت پہلے جاری کردہ فتویٰ کی تجدید وتوثیق کا ذریعہ بن گیا ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کیا۔

فجزاکم اللہ علی ذالک احسن الجزا

والسلام

عبدالمالک

صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان

(iii)

انٹرنیشنل ختم نبوت سرگودھا ڈویثرن کے صدر

قاری احمد علی ندیم کا خط

جناب محترم ومکرم ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج صاحب

جناب علی! السلام وعلیکم

سات ستمبر کو چنیوٹ میں استاد محترم مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ادارے میں ملاقات ہوئی۔ اور اس کے بعد چناب نگر ختم نبوت کانفرنس پر آپ کا جلالی خطاب سنا اور رد پرویزیت کی تحریک کا آغاز جس کا آپ نے اعلان فرمایا' اسی دن سے ایک فکر لئے واپس سرگودھا لوٹا۔ ڈویثرن بھر کا دورہ کیا اور جہاں پورے ڈویثرن میں اس بیماری کو کافی مقدار میں پایا۔ پرویزیت کا فتنہ مسلمانوں میں مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر گھسا ہوا ہے۔ جو سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اس گئے گزرے دور میں آپ کی کے جزبے اور محنت کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے مسلمانوں کو ایک اور خطرناک فتنہ کی طرف متوجہ کیا۔ سلام کا حلیہ بگاڑ کر اس کے برعکس اپنی پرویزیت کے مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روک تھام کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ تو اس کی لئے میں نے سات ستمبر سے یہ بات طے کر لی تھی کہ جہاں میری ذمہ داری انٹرنیشنل ختم نبوت سرگودھا ڈویثرن کے صدر ہونے کی حیثیت سے ہے' اور اس پوری ڈویثرن میں رد پرویزیت کو آپ کی قیادت میں اجاگر کرنا چاہتا ہوں تا کہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کیا جا سکے۔ اس کیلئے ڈویثرنل سطح پر ایک دفتر بنانا چاہتا ہوں۔ جس میں رد پرویزیت کے متعلق تمام لٹریچر رکھا جائے گا۔ اور اس کو دور دراز علاقوں تک پہنچایا جائے گا۔ باقی جس طرح آپ حکم دیتے رہیں گے آپ کے حکم کی تکمیل ہوتی رہے گی۔ انٹرنیشنل ختم نبوت کی طرف سے ہمیں ابھی تک پیڈ تک نہیں ملا۔ آپ ہمارے انٹرنیشنل کے بھی مرکزی قائد ہیں اس پر بھی توجہ فرمائیں۔ پرویزیت

کے سلسلے میں آپ ہمارے ساتھ کیا تعاون کر سکتے ہیں۔ چونکہ ہم بہت وسیع پیانے پر کام کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

صدر انٹرنیشنل ختم نبوت سرگودھا ڈویژن

قاری احمد علی ندیم

پتہ۔ خطیب جامع مسجد ختم نبوت

پرنسپل مدرسہ ترتیل القرآن اقراء اکیڈمی

PAF (پی اے ایف) لیاقت کالونی سرگودھا۔

فون: 0451-722136 سرگودھا

(iv)

قاضی رفیق الرحمان قمر مہتمم وخطیب جامع مسجد محلّہ کنگڑ مانسہرہ سے خط

محترم جناب مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب' کویت

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہمارے بھائی اورنگ زیب ملک نے آپ سے غائبانہ متعارف کرا کر ہمارے اوپر ایک احسان عظیم کیا۔ چنانچہ دین حق (توحید ورسالت ﷺ کے ایک باعمل مجاہد کی حیثیت سے آپ کی خدمات کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے)۔ آپ کے خطبات کی کچھ کیسٹیں بھی سننے کا موقعہ ملا سب کی سب قابل صد تحسین ہیں۔ مزید براں آپ کی مجاہدانہ کوششیں کہ جن کے بعد آپ نے باطل فرقہ پرویزیت کے خلاف فتاویٰ حاصل کرے میں کامیابی حاصل کی اور عرب علماء کو غلام احمد پرویز کے پیروکاروں اور ان کے وزارت اوقاف کو جن دلائل کے ساتھ ان کے باطل نظریات سے آگاہ کیا، یہ سب کچھ آپ کا کار عظیم ہے اور امت مسلمہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

میں اور میرے ساتھی دعا گو ہیں کہ رب ذوالجلال آپ کو درازی عمر، استقامت اور دین کی اعلیٰ ترین خدمات میں آپ کی اعانت ونصرت فرمائے۔ (آمین)۔

اس موقع پر آپ کی گراں قدر مجاہدانہ خدمات کو سراہتے ہوئے میں اور میرے ساتھ علماء حکومت پاکستان سے بھی پرزور اپیل کریں گے کہ وہ قادیانیوں کی طرح پرویزوں اور غلام احمد پرویز کے پیروکاروں کو بھی غیر مسلم قرار دے کر آئین پاکستان میں ان کو اقلیت قرار دیں تاکہ امت مسلمہ ان کے مزموم عزائم سے متنبہ ہوسکے۔ والسلام دعاگو

قاضی رفیق الرحمٰن قمر

مہتمم۔ خطیب جامع مسجد محلّہ کنگڑ مانسہرہ شہر

(۷)

مولانا عتیق الرحمٰن خطیب جامع مسجد غازی کوٹ تحصیل، ضلع مانسہرہ سے خط

واجب الاحترام مولانا احمد علی سراج صاحب دام فیوضکم

السلام علیکم

بذریعہ عریضہ خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور وہ بھی رب کریم کے فضل سے دین متین کے حوالے سے یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ محترم اورنگ زیب ملک صاحب کی وساطت سے دین اسلام کے بارے میں آپ کی کاوشوں اور خصوصاً پرویزیت کے منحوس فتنے کے بارے میں ایمان افروز معلومات نصیب ہوئیں۔

درحقیقت اس گئے گزرے دور میں جب دین اسلام پر ہر طرف سے کفر والحاد کی یلغار ہے اور مسلمان تقریباً کفار کے نرغے میں ہیں۔ آپ جیسے علمائے حق کی موجودگی پوری امت مسلمہ کے لئے رحمت خداوندی سے کم نہیں ہے۔ آپ کی دینی کاوشیں اور خاص کر تفصیلی استفتاء پرویزیت کے بارے میں جس کی رو سے حکومت کویت اور سعودی عرب نے غلام احمد پرویز کی ذریت کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے۔ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بہترین جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت کے ساتھ ساتھ دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے اور آپ کی محنت کو شرف قبولیت سے نوازے۔

پاکستان میں غلام احمد پرویز نے جب اپنے نظریات کا پرچار شروع کیا تھا۔ ابتداء ہی میں علمائے کرام نے اس کے بارے میں ارتداد کا فتویٰ جاری کیا۔ لیکن اس کا اس طرح تعاقب نہ ہو سکا۔ جس کا وہ حق دار تھا۔ ورنہ یہ فتنہ سر اٹھانے سے قبل ہی کچل دیا جاتا۔ تو اپنے انجام سے دوچار ہو کر امت محمدیہ ﷺ میں مزید تفریق کا باعث نہ بنتا۔

بیرون ملک جہاں آپ اتنی انتھک محنت سے خاتم الانبیاءؑ کے دین کی خدمت میں مصروف ہیں یہاں ہم اللہ کے فضل وکرم سے اور آپ کی دعاؤں سے آپکی ہدایات کے منتظر رہیں گے اور انشاء اللہ اس بارے میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں گے۔

مجھ جیسے ناچیز اور کم علم آدمی کے پاس نہ تو اس مضمون کے لئے اور نہ ہی آپ کی شان کے لائق الفاظ ہیں اپنی علمی کم مائیگی پر افسوس ہے۔

آپ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص کے ساتھ دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

آپ کے جملہ احباب کی خدمت میں سلام

احقر العباد عتیق الرحمٰن عفی عنہ

خطیب جامع مسجد نماز یکوٹ تحصیل، ضلع مانسہرہ پاکستان۔

(vi)

وقارالحق عثمان مہتمم دارالعلوم معارف القرآن حنفیہ وخطیب مرکزی جامع مسجد مانسہرہ سے خط

مکرمی جناب مولانا احمد علی سراج صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ آپ کا استفتاء اور اس کا جواب اور کویت کی حکومت سے پرویزی فتنہ کی سرکوبی کرانے کا عمل لائق تحسین ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ کی محنت اسی طرح ہو جس طرح ہمارے اکابرین نے عرب کے علماء سے قادیانی فتنہ کو غیر مسلم قرار دلوایا اور پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ پاکستانی حکومت نے بھی مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور پھر یہ سلسلہ آگے بڑھا اور پاکستانی عدالتوں نے بھی حکومت کے فیصلہ پر اپنی مہر ثبت کی اور اس تمام عمل کا اجرا ابتداء میں محنت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔ والفضل للمتقدم۔

اسی طرح آپ کا عمل بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو مزید آگے بڑھائیں اور یہاں پاکستان کے علماء کو آپ کی اقتداء کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور حکمرانوں کو کویتی حکمرانوں کی اقتداء کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتبہ

وقارالحق عثمان

مہتمم دارالعلوم معارف القرآن حنفیہ

وخطیب مرکزی جامع مسجد مانسہرہ۔

(vii)

مولانا عبدالمعبود جامع مسجد حنفیہ پھولوں والی راولپنڈی سے خط

مکرمی و معظمی جناب عبدالخالق بھٹی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خیریت مطلوب۔ خدام الدین میں شائع شدہ جناب والا کا مکتوب گرامی نظر نواز ہوا۔ پرویزیت کے متعلق جناب والا کی کوشش قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو کامیاب وکامران فرمائے اور اس فتنہ اور تمام فتنوں سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے (آمین)۔

کافی عرصہ قبل پاکستان کے علماء کی کوشش سے ایک فتویٰ مرتب ہوا تھا۔ جس پر پاک وہند، سعودی عرب وغیرہ کے ایک ہزار علماء کرام کے دستخط اور تصدیقات سے وہ کتابی شکل میں شائع ہوا تھا۔ جس میں بالاتفاق پرویز پر کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا تھا۔ اگر جناب والا کے کاز میں کتاب معاون ہوسکتی ہوتو پیش کرنے کو تیار ہوں۔ بھیجنے کا طریقہ تحریر فرمادیں۔

فقط والسلام

مولانا عبدالمعبود عفی ال...

25 جون 9...

(viii)

ہدایۃ اللہ شاہ معظم شاہ ناظم اعلیٰ مدرسہ امدادیہ مانسہرہ سے خط

محترم المقام حضرت مولانا احمد علی سراج صاحب

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ!

آپ کا ارسال کردہ فتوی غلام احمد پرویز کے افکار اور عقیدہ کے بارے میں دیکھا۔ مفتی کویت اور مفتی سعودی عرب کا یہ فتویٰ بالکل درست ہے۔ آپ کی جانب سے باطل فرقوں کے خلاف کی جانے والی کوششوں کو نظر استحسان سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارخیر پر اجر جمیل عطاء فرمائے۔ اور دین متین کی خدمت اور فتنوں کی سرکوبی کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

والسلام دعا گو

مولانا ہدایت اللہ شاہ مبعوث

رابطہ عالم اسلامی پاکستان

وجنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام مانسہرہ

تاریخ: 1 جنوری 1998ء

(ix)

محمد خالد لطیف گھمن مدیر انوار ختم نبوت لاہور سے خط

مخدوم ومکرم فضلیۃ الشیخ حضرت مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب مدظلہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت مطلوب ومقصود ہے۔

رد پرویزیت کے سلسلہ میں آنجناب کی انتھک محنت اور جدوجہد بحمد اللہ بار آور ہو رہی ہے۔ آپ نے اکیلے ہی پوری جماعت اور پورے ادارہ کا' بلکہ اس سے بھی زیادہ کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر آپ کے لئے توشہ آخرت اور گمراہوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین)۔

والسلام

محمد خالد لطیف گھمن مدیر انوار ختم نبوت

جی پی او بکس ۱۵۵۱ لاہور پاکستان

تاریخ: 1 دسمبر 1999ء

(X)

ڈاکٹر ایم یٰسین انجم جامعہ مسجد و مدرسہ قمر الاسلام فیصل آباد سے خط

محترمی و مکرمی جناب ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج صاحب

السلام علیکم:۔

خیریت بمطلوب بخیریت احوال آنکہ آپکو میری اور میرے ساتھیوں کی طرف سے نبوت ﷺ کی حفاظت کرنے پر مبارک باد قبول ہو۔ ایک سچے امتی ہونے کا یہ ایک ثبوت ہے۔ آپ کا پمفلت مجھے ایک دوست کے توسط سے ملا۔ جس میں آپ سے اشارتاً پرویزیت کا ذکر کیا ہے، قادیانیت کو تو خدا نے ختم کر دیا ہے اور پاکستان میں یہ مولانا جناب منظور احمد چینیوٹی صاحب کا کمال ہے۔

میرے خط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ براہ مہربانی پرویزیت کے بارے میں مکمل عقائد اور ان کے خلاف جن علماء کرام نے فتوے دیے ہیں ان کی فوٹو کاپیاں بھیج دیں تا کہ لوگوں کو ان کے گمراہ کن عقائد سے بچایا جا سکے کیونکہ ہمارے مدرسہ قمر الاسلام میں اس وقت ۴۸۸ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ آج کے بچے کل کے معمار ہیں۔ میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا اور میری دعا ہے کہ خداوند کریم کی ذات بابرکات آپ کو جلد از جلد اپنے مقصد میں کامیاب کرے اور امت مسلم متحدہ ہو کر ان کے خلاف جہاد میں آپ کا دست راست بنے

خیر اندیش

ڈاکٹر ایم یٰسین انجم

(xi)

مولانا عبدالقیوم حقانی

جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ صوبہ سرحد سے خط

برادر گرامی قدر محبّ مکرم حضرت مولانا احمد علی سراج مدظلہ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج شریف

آپ کا مفصل اور وقیع مضمون ''فتنہ پرویزیت کا تعاقب'' موصول ہوا۔ میری ذاتی تجویز یہ ہے کہ ازراہ کرم اسے والیں فرصت میں کتابی شکل میں شائع کردیں۔ اس موضوع پر قدر جامع آسان' اور ہر لحاظ سے نافع تحریر میں نے نہیں دیکھی۔

والسلام

عبدالقیوم حقانی

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد

(اڈا زڑہ میانہ) نوشہرہ صوبہ سرحد

تاریخ: 19 جون 2000ء

مولانا سیف الاسلام

ڈائریکٹر مدرسہ مفتاح العلوم ہنگو ضلع کوہاٹ سے خط

محترم جناب بزرگوار حضرت مولانا احمد علی سراج صاحب خوش آمدید

السلام علیکم:۔

امید ہے خیریت سے ہوں گے جناب آپ کی طرف سے پرویزیوں کے خلاف فتویٰ بمعہ کچھ اور کاغذات مل گئے ہیں۔ اس میں وزیراعظم۔ صدر کے نام پر جو تھے اس سے میں نے کاپی نکال کر پیر صابر شاہ مشیر وزیراعظم کے ذریعے پہنچا دیئے۔ کیونکہ یہ ہماری طرف سے جہاد سمجھیں کہ وزیراعظم تک اور صدر پاکستان کو پہنچا دیئے گئے ہیں۔ جناب ایک اچھا فتویٰ ہے اور میں انشاء اللہ اپنے علاقے کے تمام مفتی صاحبان اور شیخ الحدیث کو پہنچا رہا ہوں۔ انشاء اللہ آپ بےفکر رہیں۔ جناب میرے والد محترم مرحوم حافظ القرآن مولانا مبلغ اسلام حافظ فخر الاسلام فاضل دیوبند جو مولانا مفتی محمود غلام غوث ہزاروی کے کلاس فیلو اور مولانا حسین احمد مدنی کے شاگرد تھے ۱۹۸۸ء میں وفات پا گئے۔ آپ کا والد محترم کے ساتھ قریبی تعلق تھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ کویت میں مجاہدین بھی موجود ہیں۔

والسلام

سیف الاسلام

پرویزی دجل پھیلانے والے
بزم طلوع اسلام کے
اسلام دشمن اڈے۔
کون ان کی پشت پناہی
کر رہا ہے؟

مسلمانوں کو دین اسلام سے گمراہ کرنے اور پرویزی فرقہ کے پیشوا آنجہانی غلام احمد پرویز کے کفریہ عقائد کا پرچار کرنے کی لئے اندرون و بیرون ملک درجنوں مراکز کا جال پھیلا رکھا ہے۔ جہاں درس قرآن کے نام پر پرویز کی ویڈیو' آڈیو کیسٹیں اور لٹریچر کے ذریعے انہیں ارتداد کے جہنم میں دھکیلنے کے لئے بڑے منظم طریقے پر کام ہو رہا ہے۔ اس بڑے نیٹ ورک کے چلانے کے پیچھے کون سے خفیہ ہاتھ ہیں؟ بزم طلوع اسلام کی پشت پناہی کونسی قوتیں کر رہی ہیں؟ یہ مسلمانان پاکستان کیلئے لمحہ فکریہ کے ساتھ ایک حل طلب سوال ہے؟

پرویزی دجل کے اندرون ملک مراکز کا جال

پاکستان میں علامہ غلام احمد پرویز کا درس قرآن کریم مندرجہ ذیل مقامات پر ہوتا ہے۔

شہر	مقام	دن	وقت
1۔ ایبٹ آباد	234 کے ایل کیہال رابطہ گل بہار صاحب	منگل	4 بجے شام
2۔ ایبٹ آباد	234 کے ایل کیہال رابطہ شیخ صلاح الدین	ہرروز	بوقت ضرورت
3۔ اوکاڑہ	نیو مینک حبیب فلورل نزد بس سٹاپ 54/2/L رابطہ شیخ احسان الحق فون:520258/520270	جمعہ	4 بجے شام
4۔ مینگورہ سوات	ڈیرہ اقبال ادریس عقب مہران ہوٹل گرین چوک فون:710917	ہر دوسرے جمعہ	2 بجے دوپہر
5۔ بورے والا	برمکان محمد اسلم صابر مرضی پورہ گلی نمبر 5 فون:55438	پہلا اور تیسرا اتوار	10 بجے صبح
6۔ بہاولپور	ریحان چپل سٹور مچھلی بازار رابطہ بشیر احمد فون:876785	جمعہ	2 بجے دوپہر
7۔ پشاور	دفتر عبداللہ ثانی ایڈووکیٹ۔ کابلی بازار رابطہ:840945	ہر بدھ و جمعہ	5 بجے شام
8۔ پشاور	برمکان ابن امین فقیر آباد	جمعہ	4 بجے شام
9۔ پیر محل	مکان نمبر 139/140 مدینہ پارک	ہر ماہ پہلا اتوار	9 بجے صبح
10۔ پنج کسی	برمطب حکیم احمد دین	جمعہ	3 بجے شام
11۔ جہلم	برمکان قمر پرویز مجاہد آباد جی ٹی روڈ	جمعہ	4:30 شام
12۔ جلالپور جٹاں	یونائیٹڈ مسلم ہسپتال	جمعرات	10 بجے صبح
13۔ چنیوٹ	ڈیرہ میاں احسان الٰہی کونسلر بلدیہ پیر بھٹہ بازار	جمعہ	بعد نماز جمعہ
14۔ چک 215 ای بی	برمکان چوہدری عبدالمجید	اتوار	9 بجے صبح

شہر	مقام	دن	وقت
15۔ حیدر آباد	B-12 قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر رابطہ فون:654906	جمعہ	بعد نماز عصر
16۔ راولپنڈی	بمقام E-4385/47 اپر سٹوری ہائی دے آٹوز نزد پل لئی گوالمنڈی فون:74752	جمعہ	4:30 بجے شام
17۔ سرگودھا	60اے سول لائنز ریلوے روڈ رابطہ فون:720083	جمعہ	5 بجے شام
18۔ سرگودھا	B-4 گلی نمبر 7 بلاک 21 نزد مکی مسجد چاندنی چوک رابطہ ملک اقبال فون:711233	منگل	7 بجے شام
19۔ کراچی	سی بریز روم نمبر 105 شارع فیصل رابطہ شفیق خالد۔ فون:0201-713575	اتوار	9:30 صبح
20۔ کراچی	ڈبل سٹوری نمبر 16 گلشن مارکیٹ 36/C ایریا کورنگی 5 رابطہ محمد سرور فون:5046409	جمعہ	11:30 صبح
21۔ کراچی صدر	محمد اقبال مکان نمبر B/65 اختر کالونی کراچی 75500 فون:5892083	اتوار	10 بجے صبح
22۔ کوہاٹ	بر مکان شیر محمد نزد جناح لائبریری	اتوار	8 بجے صبح
23۔ کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ رابطہ:825736	اتوار	4 بجے شام
24۔ گوجرانوالہ	شوکت نرسری گل روڈ سول لائنز	جمعہ	بعد نماز جمعہ
25۔ گجرات	مرزا ہسپتال کچہری روڈ	جمعرات	3 بجے شام
26۔ (گھوے کے) سیالکوٹ	بر مکان محمد حسین گھمن	ہر ماہ پہلا اتوار	صبح 9 بجے
27۔ لاہور	25 پی گلبرگ II نزد مین مارکیٹ	اتوار	9:30 بجے
28۔ لاڑکانہ	بر مکان اللہ بخش شیخ نزد قاسمیہ مسجد محلہ جارل شاہ رابطہ فون:42714	جمعہ	بعد نماز عصر
29۔ ملتان	شاہ سنز بیرون پاک گیٹ	جمعہ	5:30 بجے شام
30۔ ماموں کانجن	بر مکان ڈاکٹر ہومیو محمد اقبال عامر چک 509 گ ب رابطہ:04610-345	جمعہ	بعد نماز جمعہ
31۔ نواں کلی	رابطہ لیکچرار ایم طارق	اتوار	صبح 10 بجے

شہر	مقام	دن	وقت
32۔ رانی پور	اوطاق ڈاکٹر سلیم سومرو سومرو محلہ رابطہ شفیع محمد سومرو	جمعہ	بعد نماز عشاء
33۔ واہ کینٹ	برمکان محمد اکرم خان 21FC/231	بدھ	چھ بجے شام

سعودی عرب میں مقیم محترم آصف جلیل پی او بکس 693 ریاض 11421 سے رابطہ قائم کریں۔

نوٹ: ہفتہ وار چھٹی کی تبدیلی کے پیش نظر نئے اوقات سے مطلع فرمائیں۔

علامہ غلام احمد پرویز کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی انہی جگہوں پر دستیاب ہے۔

1- **CANADA:**

627 The West Mall, Suite 1505 Etobicoke
ONT M9C 4W9. Phone: (416) 245-5322 or 620-4471
First Sunday 1100 Hrs
EVERY SATURDAY (7 TO 8 PM) ON RADIO-AM-530

2- **DENMARK:**

Muhammad Afzal Khilji
Gammel Kongevej 47, 3.th., 1610 Kobenhavn V
Last Sat 1900 Hrs

3- **KUWAIT:**

Flat No. 6, Floor No. 3, Taher Bu Hamad Building
Opposite Al-Othman Mosque, Hawally
Friday 0930 Hrs

4- **NORWAY:**

Galgeberg, 4th Floor, Trosvik Snippen.3,
1610, Fredrikstad

Sunday 1200 Hrs

Dars-e-Quran

Oslo (Norway)TV

5- UNITED KINGDIM:

i) **Birmingham,**

229 Alum Rock Road (Sunday, 3pm)

ii) **London**

76 Park Road Ilford Essex (1st Sunday, 2:30pm)

Phone: 081-553-1896

iii) **Yardley**

633 Church Road, Yardley, Birmingham

B33 8HA (Phone: 021-628-3718)

(Last Sunday, 2 pm)

iv) **Essex**

50 Arlington Road, Southend-On-Sea

ESSEX SS2 4UW, Phone: 0702-618819

(2nd Sunday, 3pm)

v) **Yorkshire**

Cardigan Community Centre

145-49 Cardigan Road LEEDS-6

Contact: M. Afzal Phone: 0532-306140

(1st Sunday, 3pm)

دریں اثناء انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر مولانا احمد علی سراج نے پاکستان کے مختلف علاقوں میں قائم بزم طلوع اسلام کے مراکز پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عسکری حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کو کافر اقلیت قرار دے اور ان کے مراکز کو بند کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے ان مراکز کو بند نہ کیا تو پھر پاکستان کی غیور عوام ان مراکز کو نیست و نابود کر دے گی۔

نظم

از

شاعر اسلام

سید سلمان گیلانی

﴿نظم﴾

پرویز ہے جو منکر حجیت حدیث
احمد علی نے سچ کہا کافر ہے یہ خبیث
سنت کا وہ مذاق اڑاتا رہا سدا
تضحیک کا نشانہ تھا ہر قولِ مصطفیٰؐ
کرکے بہانہ درسِ کتابِ حکیم کا
وہ دل رہا دکھاتا رسول کریمؐ کا
وہ تولتا تھا وحی کو میزان عقل پر
لعنت اسی لئے تو برستی تھی شکل پر
اسلام کے طلوع کا پیغام گرچہ خوب
جس کا مجلّہ پڑھ کے ہو ایمان ہی غروب
حیرت ہے ہم مسلمان، مسلمان اسے کہیں
ایمان والے صاحب ایمان اسے کہیں
مایَنطقُوا کی کہتی ہے آیت یہ برملاء
فرمان مصطفیٰ بھی ہے فرمودۂ خدا
پرویز کا غلام تھا پرویز اصل میں
استاذ وپیر اس کا تھا انگریز اصل میں
جب کام اپنا کر چکا دجال قادیان
پھر اس خبیث پر انگریز ہوا مہربان

منشی جی اک مفسر قرآن بن گئے
ملت میں افتراق کا سامان بن گئے
احمد علی لاہوریؒ نے فتویٰ تھا جو دیا
احمد علی سراج لے کر وہی اُٹھا
مسلمان اس کے ہاتھ میں سب اپنا ہاتھ دیں
مل کے عدو دین کے خلاف اس کا ساتھ دیں
پرویز ہے جو منکر حجیت حدیث
احمد علی نے سچ کہا کافر ہے یہ خبیث

سید سلمان گیلانی

نوٹ:۔ یہ نظم مسجد نبویؐ میں 25 فروری 2001ء ایام حج میں لکھی گئی اور ایک تقریب خاص میں پڑھی گئی۔

پرویزیت کے خلاف تمام مکاتیب فکر کی متفقہ رائے

- ''غلام احمد پرویز کے عقائد باطل اور گمراہ کن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں۔
حکومت کویت کی شرعی عدالت دار الافتاء کمیٹی کا متفقہ فیصلہ
- امام حرمین شریفین شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے بھی غلام احمد پرویز کو کافر قرار دے دیا۔
- غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ دار العلوم دیوبند کا فتویٰ
- غلام احمد پرویز کے کفر پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی
- طلوع اسلام نامی جماعت کے عقائد و افکار سے واضح ہوتا ہے کہ یہ جماعت متعدد گمراہیوں کا مجموعہ ہے۔
عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ مفتی اعظم برائے حکومت سعودی عرب
- حجیت حدیث کا منکر اور عبادات کے معنی و مفہوم میں تحریف کرنے والا کافر ہے۔
مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی کا فتویٰ
- غلام احمد پرویز نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔
وفاقی وزیر امور مذہبی و اقلیتی امور راجہ ظفر الحق کا سرکاری فیصلہ
- ہم غلام احمد پرویز اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ لاہور پاکستان
- غلام احمد پرویز اور طلوع اسلام کے باطل افکار گمراہ کن ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا سراج الدینؒ
- غلام احمد پرویز کافر، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اور اس کی تمام کتب مقالات کو جلا کر ضائع کر دیا جائے۔
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- فی الحقیقت نام نہاد بزم طلوع اسلام فتنہ پرویزیت کی گندگیوں اور گمراہیوں کو پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔
فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی
- خبیث ترین اور خطرناک ترین فتنوں میں سے ایک فتنہ ''پرویزیت'' کا بھی ہے۔ مولانا محمد اعظم طارق
- ہم غلام احمد پرویز اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔ مولانا محمد اجمل خانؒ
- میرے نزدیک اس امر میں ہرگز کوئی شک یا شبہ نہیں ہے کہ چوہدری غلام احمد پرویز کے افکار و خیالات نہایت گمراہ کن اور قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کے منافی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد
- چوہدری غلام احمد پرویز کے ملحد، بے دین، زندیق اور کافر و مرتد ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔
نعیم الحق مدیر: الاعتصام دار الدعوہ سلفیہ۔
- غلام احمد پرویز کی یہ تمام تحریرات اور تمام آراء صریح گمراہی اور عظیم فتنہ ہیں۔ مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ
- غلام احمد پرویز صاحب ان دجالوں میں سے ایک دجال ہے جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خبر دی تھی۔
ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری
- غلام احمد پرویز کی کچھ ایسی تحریریں پائی گئی ہیں جو کہ اسلام کے ثابت شدہ اصولوں کے منافی ہیں۔
الحاج مولانا محمد مقصود احمد چشتی۔ خطیب جامع مسجد داتا دربار لاہور
- پرویزیت اس دور کا بہت بڑا فتنہ ہے۔ اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔
سلطان فیاض الحسن، زیب سجادہ حضرت سلطان باہوؒ

سراج اسلامک ٹرسٹ پبلی کیشنز

اسلام آباد، پاکستان